اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ

نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں

(پارہ 23 سورۃ الزمر آیت 9)

کنز النصیحت

کتاب کی خصوصیات

اس کتاب میں 150 سے زائد مختلف موضوعات پر 250 سے زائد آیات ، ان کا ترجمہ ، اور ان کی مدلل و آسان تفسیر 150 سے زائد احادیث مبارکہ ، بے شمار بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) کے نصیحت آموز اقوال ، بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے 100 اقوال کو بیان کیا گیا ہے

تالیف

حافظ محمد شہباز قادری عطاری

کرماں والا بک شاپ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ

نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں

(پارہ 23 سورۃ الزمر آیت 9)

کنز النصیحت

کتاب کی خصوصیات

اس کتاب میں 150 سے زائد آیات، ان کا ترجمہ، اور ان کی مدلل و آسان تفسیر، 150 سے زائد احادیث مبارکہ، بے شمار بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے نصیحت آموز اقوال، بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے 100 اقوال کو مختلف موضوعات پر 250 و آسان بیان کیا گیا ہے

تالیف

حافظ محمد شہباز عطاری قادری

کرماں والا بک شاپ

دکان نمبر ۵، دربار مارکیٹ لاہور

Voice: 042-37249515 0307-4132690

کتاب : کنز النصیحت

تالیف : حافظ محمد شہباز قادری عطاری

نظرِ ثانی : حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ محمد شہباز احمد چشتی صاحب

(مہتمم و مدرس و رئیس دارالافتاء جامعہ حنفیہ خانیوال، فارغ التحصیل دارالعلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا کراچی)

حضرت مولانا محمد ارشاد عطاری المدنی صاحب

(ناظم و مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ خانیوال)

حضرت مولانا محمد وسیم عطاری المدنی صاحب

(مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ خانیوال)

پروف ریڈنگ : محمد عابد قادری، حافظ محمد قاسم عطاری، حافظ محمد سکندر عطاری

حافظ محمد سہیل انجم قادری

کمپوزنگ : محمد اسماعیل رضا قادری، محمد زین قادری، محمد مبین نقشبندی

قیمت : -/650 روپے

ناشر : کرمانوالہ بک شاپ

﴿خانیوال میں کتاب ملنے کا پتہ﴾

☆ افضل بک سنٹر کچہری بازار خانیوال ☆ مکتبہ اہلسنت نزد جامعہ عنائتیہ خانیوال

☆ مکتبہ فیضان اسلام نزد مرکزی جامع مسجد خانیوال

مدنی التجاء: اگر آپ اس کتاب میں کوئی شرعی یا لفظی غلطی پائیں تو براہِ کرم اس نمبر پر رابطہ فرمائیں۔

محمد شہباز قادری عطاری 0334-6823023

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے اول آخر درود پاک اور ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے ان شاء اللہ عزوجل جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

ترجمہ: اے اللہ عزوجل ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما! اے عظمت اور بزرگی والے!

(مُسْتَطْرَف جلد 1 صفحہ 40)

فرمان مصطفی ﷺ

مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر جلد 6 حدیث 5942 صفحہ 185)

مدنی پھول:

1۔ بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل کا ثواب نہیں ملتا۔

2۔ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بسم اللہ کے 7 حروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 7 نیتیں

1۔ رضائے الٰہی عزوجل کیلئے اس کتاب کا اول تا آخر مطالعہ کروں گا۔

2۔ جتنا ہوسکا اس کا باوضو اور قبلہ رُو مطالعہ کروں گا۔

3۔ جہاں جہاں اللہ کا نام پاک آئے گا وہاں عزوجل اور جہاں جہاں نبی پاک کا نام آئے گا وہاں ﷺ پڑھوں گا۔

4۔ اس کتاب کو خود پڑھ کر دوسروں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔

5۔ اس کتاب کو پڑھ کر اپنی اور دوسروں کی اصلاح کرنے کی کوشش کروں گا۔

6۔ اس کتاب کو جتنا ہوسکا خرید کر رضائے الٰہی عزوجل اور اصلاح امت کی نیت سے تقسیم کروں گا۔

7۔ اس کتاب کے مطالعے کا ثواب ساری امت کو ایصال کروں گا۔

انتساب

فقیر اپنی اس کتاب ''کنز النصیحت'' کو حصولِ برکت کیلئے سید المرسلین ، راحت العاشقین مرادُ المشتاقین ، سراجُ السالکین شمس العارفین ، انیس الغریبین ، رحمۃ اللعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بصدِ عجز و سلام پیش کر کے جملہ انبیاء و مُرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) خلفائے راشدین تمام صحابہ و تابعین مذاہبِ اربعہ کے تمام آئمہ مجتہدین ،سلاسل اربعہ کے جملہ مشائخِ عاملین و اولیائے کاملین اور وہ تمام انسان و جنّات مسلمین جو محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشقین ہیں ان سب کی طرف معنون (منسوب) کرتا ہوں۔

محمد شہباز قادری عطاری

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

قارئین کرام! اگر ایک انسان دنیا و آخرت کی زندگی کو بہتر اور پرسکون طریقے سے گزارنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اس دنیاوی زندگی میں اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کرتے رہنا اور نصیحت آموز باتوں کو سنتے اور پڑھتے اور ان پر عمل کرتے رہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ نصیحت آموز باتیں انسان کی زندگی کو بہتر بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

حضرت امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: **وَاَمَّا الْمَوْعِظَۃُ فَھِیَ الْکَلَامُ الَّذِیْ یُفِیْدُ الزَّجْرَ عَمَّا لَا یَنْبَغِیْ فِیْ طَرِیْقِ الدِّیْنِ** یعنی نصیحت وہ کلام ہے جو راہِ دین میں ناروا اور نامناسب باتوں سے روکے۔ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 13)

قارئین کرام! وعظ و نصیحت کی اہمیت و افادیت ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ ہر دور میں اس کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس کے فوائد و ثمرات بے شمار و بے حساب ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید کا ایک نام **موعظت** یعنی نصیحت رکھا ہے اور کئی مقامات پر اس کے نصیحت ہونے کے بارے میں بیان فرمایا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(1) ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّ مَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے واضح بیان اور ہدایت ہے اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔ (پارہ 4 سورۃ آلِ عمران آیت 138)

تفسیر: ۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان، ہدایت اور نصیحت کا ذکر فرمایا ہے۔ یاد رکھیے! جس کلام سے کسی پیدا ہونے والے شبہ کا ازالہ کیا جائے اس کو بیان کہتے ہیں، اور جو کلام اُمورِ شرعیہ میں رہنمائی پر مشتمل ہو اس کو ہدایت کہتے ہیں، اور جو کلام کسی بُرے کام سے ممانعت کی تلقین پر مشتمل ہو اس کو نصیحت کہتے ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کلام متقی و پرہیزگار لوگوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔ اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس کلام سے ہدایت اور نصیحت متقی و پرہیزگار لوگ ہی حاصل کرتے ہیں اگر چہ یہ کلام تمام دنیا کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہدایت کی

پیش کش دنیا کے تمام لوگوں کے لیے ہے لیکن اس سے فائدہ متقی و پرہیزگار لوگوں ہی نے اٹھایا ہے۔

(2) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۝ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک عظیم نصیحت آگئی اور دلوں کی بیماریوں کی شفا آگئی اور وہ مومنین کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ (پارہ 11 سورۃ یونس آیت 57)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ کے تحت مفسر شہیر صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اس آیت میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے موعظت (یعنی نصیحت) و شفا و ہدایت و رحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ان فوائدِ عظیمہ کی جامع ہے۔ (مزید فرماتے ہیں) موعظت کے معنٰی ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے اور خطرے سے بچائے۔ خلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو، شفاء سے مراد ہے کہ قرآن پاک قلبی امراض کو دور کرتا ہے، دل کے امراض، اخلاقِ ذمیمہ، عقائد فاسدہ، اور جہالتِ مہلکہ ہیں، قرآن پاک ان تمام امراض کو دور کرتا ہے، قرآن کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا کیونکہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہِ حق دکھاتا ہے اور ایمان والوں کے لیے رحمت اس لیے فرمایا کہ وہی اس سے فائدے اٹھاتے ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان صفحہ 386)

(3) اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۝ بے شک اس کتاب (قرآن) میں رحمت اور نصیحت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔ (پارہ 21 سورۃ العنکبوت آیت 51)

(4) كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝ یہ کتاب برکت والی ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل فرمایا ہے تاکہ دانش مند لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور نصیحت حاصل کریں۔ (پارہ 23 سورۃ ص آیت 29)

(5) اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِیْدٌ۝ بے شک اس (قرآن) میں اس (شخص) کے لیے ضرور نصیحت ہے جو صاحب دل ہو یا جو ذہن حاضر کر کے (اس کی طرف) کان لگائے۔ (پارہ 26 سورۃ ق آیت 37)

(6) وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ۝ اور بیشک یہ قرآن پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔

(پارہ 29 سورۃ الحاقہ آیت 48)

اور قرآن پاک میں ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ o نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ (پارہ 23 سورۃ الزمر آیت 9) اسی طرح حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو ہریرہ و حضرت تمیم داری (رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: الدین النصیحۃ یعنی دین نصیحت و خیر خواہی (کا نام) ہے، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی، کتاب اللہ کی، رسول اللہ ﷺ کی، آئمہ مسلمین کی اور عام مسلمانوں کی۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 193 صفحہ 100، ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1990 صفحہ 904)

اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ، اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کی تفصیل

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی کا مطلب ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر ایمان لانا، اس کے تمام احکامات پر عمل کرنا، اور در حقیقت یہ اپنے آپ سے خیر خواہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی خیر خواہی سے مستغنی ہے، اور کتاب اللہ سے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے، اس کی تعظیم کرے، اس کی تلاوت کرے، اس کی آیات میں تدبر (غور و فکر) اور اس کے مقتضیٰ (یعنی جن چیزوں کا یہ تقاضا کر رہا ہے اس) پر عمل کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے خیر خواہی کا مطلب ہے آپ کی نبوت پر ایمان لائے، آپ کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق اور آپ کے دیئے ہوئے احکام پر عمل کرے، آپ کی تعظیم و توقیر کرے، آپ کے دوستوں سے محبت اور آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھے۔ ائمہ مسلمین سے مراد اگر حکام ہیں تو مطلب یہ ہے کہ ان کی تقلید کرے اور ان کے فتووں پر عمل کرے اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ دنیا و آخرت کے معاملات میں ان کی خیر کی طرف راہنمائی کرے، ان کی مصیبت اور تکلیف کو دور کرے، ان کی عیوب کی پردہ پوشی کرے، ان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کرے اور ان کو فائدہ پہنچائے۔ (شرح صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 473)

قارئین کرام! واعظ و نصیحت حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام (علیہم الصلوۃ والسلام) کی عظیم سنت ہے، جس کو تمام نبیوں کے سرور دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر ﷺ نے کمال کی بلندیوں پر پہنچایا اور کیوں نہ ہو کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے یعنی ایسے کلمات جو عبارت کے لحاظ سے تو مختصر

ہوں لیکن معانی ومطالب کے لحاظ سے بہت جامع و وسیع ہوں۔ بخاری شریف کی پہلی حدیث (انما الاعمال بالنیات، یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح بخاری جلد 1 کتاب الوحی حدیث 1 صفحہ 101) اس پر گواہ ہے۔

قارئین کرام! حضور نبی کریم ﷺ کے وعظ ونصیحت کا انداز انتہائی دلنشین ہوا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کبھی خوفِ خدا کے بارے میں بیان فرماتے تو کبھی رحمت الٰہی کے بارے میں، کبھی اپنے غلاموں کو جنت کی خوشخبریاں سناتے تو کبھی دوزخ سے ڈراتے اور کبھی سابقہ اُمتوں کے حالات سے آگاہ فرماتے تو کبھی آنے والے فتنوں کی خبر ارشاد فرماتے الغرض آپ ﷺ حاضرین کی حالت اور وقت کے تقاضے کے عین مطابق کلام فرماتے، چنانچہ اس حوالے سے صرف ایک حدیث پاک اور اس کی مختصر شرح ملاحظہ فرمائیں!

حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کر کے ایسا بیان فرمایا کہ جس آنسو بہہ پڑے اور دل خوف زدہ ہو گئے تو ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ یوں لگتا ہے کہ یہ بیان الوداع کہنے والے کی نصیحت کی طرح ہے۔ آپ ﷺ ہمیں کس چیز کی وصیت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیر کی بات سُن کر اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ (مزید فرمایا) تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ کثیر اختلافات دیکھے گا تو (اُس وقت) تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ، راہنمائی کرنے والے خلفاء کی پیروی کرنا لازم ہے پس سنت کا دامن مضبوطی سے تھام لینا اس طرح کے جیسے کوئی چیز دانتوں سے پکڑتے ہو اور خود کو نئے پیدا ہونے والے کاموں سے بچا کر رکھنا کیونکہ ہر نیا (خلافِ شریعت) کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔ (سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 1199 صفحہ 439)

امام جلیل، عارف باللہ، حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیث پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے الوداع کہنے والے کی طرح نصیحت فرمائی یعنی ایسے شخص کی وصیت کی طرح جو اپنی قوم کو چھوڑ کر جا رہا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنے جانے سے پہلے انہیں اُن باتوں کی وصیت کر جائے کہ اس کے بعد انہیں ان باتوں کی انتہائی ضرورت پڑے گی۔ تو وہ انہیں وصیت ونصیحت کرتا

ہے، خوف دلاتا ہے اور زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) کرتا ہے اور اپنی مخالفت سے ڈراتا ہے۔ اور یہ صرف ان کی بھلائی کی انتہائی چاہت کے سبب کرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے بعد گمراہ نہ ہو جائیں۔ (مزید فرماتے ہیں) اس حدیثِ پاک میں یہ اشارہ بھی ہے کہ واعظ کو چاہیے کہ بوقتِ وعظ اپنے پاس موجود حاضرین کو نصیحت کرنے میں پوری کوشش صرف کرے اور ایسی کوئی بھی فائدہ مند بات ترک نہ کرے جس کے متعلق جانتا ہو کہ حاضرین اس کے لیے دوسری مجلس کے محتاج ہوں گے کیونکہ دوسری مجلس تک زندہ رہنے کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اور واعظ کے لیے یہ جائز ہے کہ بغیر کوئی مشقت اُٹھائے حاضرین کی حالت کے مطابق کبھی کبھار ان کو ڈرائے اور زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ اور ان کی اصلاح) کرے، البتہ اس کی عادت نہ بنائے جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا مبارک عمل تھا کہ کبھی ڈراتے اور کبھی نہ ڈراتے۔

(الحدیقۃ الندیۃ جلد 1 صفحہ 360)

قارئین کرام! حضور نبی کریم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اولیاء عظام اور علمائے ذوالاحترام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے بھی وعظ و نصیحت کے عمل کو برقرار رکھے جن کی مسلسل کوششوں سے چمنِ اسلام کی بہاریں اب بھی قائم ہیں: چنانچہ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری (مدظلہ العالی) فرماتے ہیں: دنیائے اسلام میں بڑے بڑے عظیم البیان مقررین و واعظین اور خطباء نے اپنی فصاحت و بلاغت اور خداداد تاثیر سے یگانوں اور بیگانوں کو اس انداز سے متاثر کیا کہ وہ اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شیدائی اور فدائی بنے۔ جنہیں تاریخ نے خوب خوب پذیرائی بخشی اور صفحاتِ دہر میں ان کا نام زندہ و پائندہ ہو گیا۔ مگر لسانی مواعظ و تبلیغ کا دائرہ، واعظ و خطیب اور مقرر و مبلغ کی حیاتِ ظاہری تک محدود رہتا ہے۔ جب آنکھ بند ہوئی تو ان کے پند و نصائح کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ اس کے برعکس ان مبلغین و واعظین، خطباء اور مقررین کے کارنامے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں جنہوں نے اپنے مواعظِ حسنہ کے لیے قلم کو وسیلہ بنایا اور اس سلسلہ میں نہایت نکتہ رس، ایمان افروز، روح پرور اور دلکش خطبات، مواعظ کو کتابوں کی صورت دی۔ تصانیف کو منصہء شہود پر جلوہ گر کیا اور نہ صرف ان کی حسین حیات سے لوگوں نے استفادہ کیا بلکہ صدیاں گزر گئیں، زمانے بیت گئے مگر ان کی قلمی تبلیغ سے اہلِ علم و عمل، خاص و عام سبھی مستفید ہوتے آ رہے ہیں۔

(مقدمہ درۃ الناصحین (مترجم) جلد 1 صفحہ 3)

قارئین کرام! الحمدللہ بندہ ناچیز نے بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لسانی وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ قلم کے ذریعے وعظ و نصیحت کے سلسلہ کو جاری رکھا ہوا ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ''کنز النصیحت'' ہے، اس سے پہلے بھی بندہ ناچیز نے چار کتب (فیضان حدیث، عشق مجازی، شان حضور ﷺ، فیضان شریعت) کو تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی اور اب الحمدللہ پانچویں کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب نصیحتوں کا بیش بہا خزانہ ہے جیسا کہ اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے اس کتاب میں بندہ ناچیز نے انسان کے ظاہر و باطن، عقائد و اعمال کی اصلاح کرنے سے متعلق 150 سے زائد موضوعات پر 200 سے زائد قرآن پاک کی آیات، ان کا ترجمہ اور ان کی مدلل آسان و عام فہم تفسیر، 150 سے زائد احادیث مبارکہ، اقوال بزرگان دین (رحمہم اللہ المبین) اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے 100 اقوال مبارکہ اور 200 نصیحت آموز باتوں کو تحریر کیا ہے۔

انشاءاللہ تعالیٰ جو شخص بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو اسے اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنے کے حوالے سے زبردست مدد ملے گی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے انشاءاللہ العزیز خطباء و واعظین و مبلغین حضرات کو درس قرآن کرنے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے میں بہت مدد ملے گی۔

یاد رکھیے! وعظ و نصیحت کے بیشمار فوائد ہیں کہ اس کے ذریعے کفار دولت اسلام سے مشرف ہوتے ہیں، مسلمانوں کے دل خوف خدا عزوجل سے لبریز اور عشق مصطفےٰ ﷺ سے سرشار ہوتے، ایمان کو تازگی ملتی، اسلام کی محبت میں ترقی آتی، نیکیوں کا جذبہ ملتا، گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی، ثواب کی طلب میں اضافہ ہوتا، گناہ سے بچنے کا ذہن بنتا، اور دین سیکھنے اور سکھانے کے لیے راہ خدا عزوجل میں سفر کا جذبہ ملتا ہے۔ الغرض وعظ و نصیحت ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

(پارہ 27 سورۃ الذاریت آیت 55)

قارئین کرام! بس یہ چند صفحات تھے جو بندہ ناچیز کو اس کتاب ''کنز النصیحت'' کے مقدمے میں لکھنے کی سعادت ملی۔ آخر میں، میں بہت مشکور ہوں علمائے اہلسنت (شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب، حضرت مفتی محمد عبدالحمید چشتی صاحب، حضرت پیر سید اویس محبوب شاہ صاحب، حضرت مولانا فتح محمد حامدی صاحب، حضرت مفتی محمد رفیق القادری صاحب، حضرت مفتی محمد عبدالرزاق صاحب، حضرت مفتی محمد لیاقت حسین مظہری صاحب، حضرت مفتی محمد شہباز چشتی صاحب، حضرت مفتی محمد عزیز الرحمٰن سعیدی صاحب، حضرت مفتی محمد جمشید حسین شاہ صاحب، حضرت مولانا عرفان عطاری المدنی صاحب) کا جنہوں نے بندہ ناچیز کو اپنی تقاریز اور مفید مشوروں سے نوازا۔ اور میں ان حضرات کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کے شائع (Print) کرنے میں، کمپوزنگ میں، پروف ریڈنگ میں میرے ساتھ تعاون کیا جن میں برادرم محمد عابد قادری، حافظ محمد قاسم عطاری، حافظ محمد سکندر عطاری، حافظ محمد سہیل، شامل ہیں جنہوں نے کتاب کی پروف ریڈنگ کے حوالے سے میرا بہت ساتھ دیا۔ اور محمد اسماعیل رضا قادری، محمد زین العابدین عطاری، محمد مبین نقشبندی کا کہ جنہوں نے بڑے شوق، محنت اور لگن کے ساتھ دن رات اس کتاب کو کمپوز کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کے علم میں، عمل میں، اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ جن لوگوں نے میرا اس کتاب کی طباعت کے حوالے سے ساتھ دیا اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے، سب کی خطاؤں سے درگزر فرمائے، سب کے درجات اپنی بارگاہ میں بلند فرمائے، سب کو دو جہاں کی بھلائیاں عطا فرمائے اور ان سب حضرات کے صدقے میں مجھ گناہ گار شخص پر بھی اپنا خصوصی رحم و کرم فرمائے۔ اور میری اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کتاب کو میرے لیے نجات کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العالمین

نسأل اللہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ والاستقامۃ علی الشریعۃ الطاھرۃ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب، وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ابدالابدین والحمد للہ رب العالمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء الی یوم الجزاء۔

محمد شہباز قادری عطاری

تقاریظ علماء و مفتیان اہلسنت

شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء پیر طریقت

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب

(مہتمم اعلیٰ مدرسہ غوثیہ جامع العلوم عیدگاہ خانیوال، حال مقیم برطانیہ)

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سید الانبیاء و امام المرسلین ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام ۔صدق اللہ العظیم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے وضاحت فرمائی کہ اس کے سوا کوئی دین مقبول نہیں۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار جو اپنے دین کو افضل و مقبول کہتے ہیں اس آیت میں ان کے دعویٰ کو باطل کر دیا۔

حضرت تمیم داری (رضی اللہ عنہ) کی روایت مسلم شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الدین النصیحۃ للثا قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین و عامتھم۔** نصیحت کا معنیٰ خلوص بھی کیا گیا ہے جیسے خالص شہد کو ناصح کہا جاتا ہے یہاں اس سے مراد ہے **ارادۃ الخیر للمنصوح**، منصوح (یعنی جس کو نصیحت کی گئی) کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرنا اور نصیحت کا اطلاق ہر اُس قول و فعل پر ہوگا جس میں دوسرے کے لیے بھلائی کا جذبہ کارگر ہو۔ **نصیحت للہ** کا مفہوم ہے اُس کے وجود کے بارے میں اسماء و صفات کے بارے اعتقاد دُرست ہو اور اُسکی عبادت میں نیت خالص ہو امر و نہی میں اس کی اطاعت، اس کے محبوبوں سے محبت، دشمنوں سے عداوت رکھنا ہو۔ اور **نصیحت لکتابہ** کا مفہوم ہے کتاب اللہ کی تصدیق اس میں موجود احکام پر عمل اور اس کی تلاوت کرنا، اس پر مخالفین کے اعتراضات دفع کرنا، غلط تاویلوں کا ردّ کرنا، اور **نصیحت لرسولہ** کا مفہوم ہے نبوت کی تصدیق کرنا اور اُنکی اطاعت کرنا، اور حضور ﷺ کو تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کا سردار ماننا، جان، مال،

اولاد سے انہیں زیادہ پیار رکھنا۔اور نصیحت لائمة المسلمین کا مفہوم ہے کہ اماموں سے مراد یا تو اسلامی بادشاہ ہیں یا علمائے مجتہدین جو حق کا فتویٰ دیں اور صدق کو روایت کریں،ان کی پیروی کرنا اور نصیحت لعامتھم کا مفہوم ہے کہ وہ دین سے ہدایت لیں اپنے دینی ودنیاوی مصلحتوں کے لیے اور اپنے آپ سے دین کے ذریعے نقصان کو دور کرنا اور نفع حاصل کرنا۔اس حدیث شریف کو جوامع الکلم سے شمار کیا گیا اور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے:من کان فی حاجة اخیه کان اللّٰه فی حاجته۔روای حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں بخاری ومسلم میں یہ حدیث موجود ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کو پورا فرمائے گا۔اور حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:والذی نفسی بیده لایؤمن عبد حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه (متفق علیہ)اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اُس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

مؤلف عزیز القدر محمد شہباز قادری نے کتاب **"کنز النصیحت"** اسی جذبے کے ساتھ تحریر کی ہے کہ رب کریم اس کی مدد سے مسلمانوں کی اصلاح فرمادے اور آیات واحادیث مختلف مضامین پر معتمد علیہ کتب کے حوالہ جات سے مزین کر کے کتاب کی پختگی کو مزید بڑھادیا ہے۔اللہ تعالیٰ بطفیلِ حبیبِ لبیب ﷺ مؤلف کو مزید علم دین کے حصول کا جذبہ،اکابرینِ اساتذہ کے فیوض وبرکات کی صورت میں زیادہ سے زیادہ عطا فرمائے اور انہیں دینِ متین کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قارئین کو اس کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔رب کریم اس کتاب کو قبولیتِ عامہ سے نوازے اور مؤلف کے لیے نجات کا سامان بنائے۔آمین بجاہ طٰه ویٰسین وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآله وصحابه اجمعین

محمد اشفاق احمد رضوی

14-05-05 بمطابق ۵ رجب المرجب ۱۴۲۶ء

مناظر اہلسنت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالحمید چشتی صاحب

(مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم عیدگاہ خانیوال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ والسلام علی اھلہا

امابعد حدیث: **من استطاع ان ینفع اخاہ بشئی فلینفعہ ۔ خیر الناس من ینفع الناس** کے مطابق جدید عالمانہ اور محققانہ انداز میں محقق شہیر علامہ حافظ محمد شہباز قادری زیدہ مجدہ نے اُمتِ مسلمہ کو کتاب ''کنز النصیحت'' کی صورت میں ایک عظیم تحفہ دیا ہے جو کہ ارکانِ اسلام سے متعلق ضروری مسائل کا مجموعہ قرآن، حدیث و کتب فقہ کے دلائل کا وافر ذخیرہ، روحانی امراض کا شافع علاج، دینی معلومات کا خزانہ، صراط مستقیم کے متلاشیوں کے لیے منارہ نور، مقربین کے درجات کا ذریعہ، ضالین کے لیے ان شاءاللہ یقینی راہِ ہدایت ہے۔

جن مسائل کے لیے گھنٹوں مطالعہ عرق ریزی کے ساتھ کرنا پڑتا ہے وہ اس کتاب میں منٹوں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے جہاں اس کا پڑھنا حرزِ جاں وہاں عمل کی توفیق، تسکینِ قلب و روح اور نجات اخرویہ کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے علم، عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور انہیں مزید دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عبدالحمید چشتی

خادم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال

حضرت علامہ مولانا فتح محمد حامدی مجددی صاحب

(ناظم اعلیٰ جامعہ عثمانیہ خانیوال)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

رضینا باالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا

"ہم راضی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور حضرت محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں"۔

فاضل نوجوان عزیز القدر حافظ محمد شہباز قادری نے محنتِ شاقہ سے یہ کتاب "کنز النصیحت" تالیف کر کے اسم بہ مسمّٰی ہی بنا دیا۔ اللہ کریم کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ "ہم قرآن پاک میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو شفاء ہے اور ایمان والوں کے لیے رحمت ہیں"۔

مؤلف موصوف نے کتاب میں قرآن، حدیث، فقہ کی کتابوں سے بھرپور دلائل کے ساتھ ڈیڑھ سو (150) سے زائد موضوعات تحریر کیے ہیں، اس کتاب "کنز النصیحت" کے مطالعہ سے لوگوں کو رہنمائی اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے میں معاونت حاصل ہو گی۔

انشاءاللہ۔ بشروا ولا تنفروا۔ لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور نفرتیں پیدا نہ کرو اس کتاب میں دین اور دینی مسائل سے محبت اور خوشخبری ہی خوشخبری ہے مؤلف موصوف نے اس کتاب میں موتی پرو دیے ہیں۔ عوام الناس کو اس کتاب سے ... فائدہ ہو گا۔ اس کتاب کا حُسن یہ ہے کہ "من حسنِ اسلام المرء و ترکه مالا یعنیه" آدمی کے اسلام لانے کی خوبی اور حسن یہ ہے کہ وہ بیکار وفضول باتوں کو چھوڑ دے۔ کنز النصیحت کے مطالعہ

سے عظمتِ دین، عظمت اسلام، عظمت سید عالم ﷺ، انبیاء کرام، اور عظمتِ بزرگانِ دین ظاہر اور حاصل ہوتی ہے۔ اور آج اس پُرفتن دور میں یہ حدیثِ پاک گوہرِ نایاب ہے۔

عن ابی هریره قال قال رسول الله (ﷺ) من تمسك بسنتی عند فساد امتی فله اجر مأة شهیدا حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اُمت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا اس کیلئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ اس کتاب میں سنتوں کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ عزیز القدر حافظ محمد شہباز قادری نے اس کتاب "کنز النصیحت" میں 200 سے زائد قرآنی آیات مبارکہ، ان کی تفسیر اور 150 سے زائد احادیثِ مبارکہ، تحریر فرما کر اس کتاب کے حُسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اس بات پر بھی میں فرحاں وخنداں ہوں کہ یہ تصنیف وتالیف کا کام برخوردار حافظ محمد شہباز قادری نے میری تحریک اور حوصلہ افزائی پر اس کا آغاز کیا اور آج یہ اس فن میں اپنی مثال آپ ہے اور برخوردار کو مطالعہ وتحریر کا شوق جنوں کی حد تک ہے۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ کریم اپنے فضل وکرم اور صدقہ سیدِ عالم ﷺ اور خاتونِ جنت (سلام اللہ علیہا) ان کے علم وعمل میں برکتیں، رحمتیں اور ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین

ان کے دیدار کی شاہوں کو طلب رہتی ہے

جو بھی سرکار مدینہ کے گدا ہوتے ہیں

فقط والسلام مع الکرام

فتح محمد حامدی

ناظم اعلیٰ جامعہ حنائیہ خانیوال

حضرت علامہ پیر سید اویس محبوب شاہ صاحب

(سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف، خطیب مرکزی جامع مسجد خانیوال، المتخصص فی دار الافتاء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ کتاب پند ونصائح کا خزانہ ہے، جو قرآن پاک، احادیثِ مبارکہ، اقوالِ صحابہ کرام و بزرگانِ دین سے مزین کر کے مسلمانوں کے اصلاح احوال، تہذیب اخلاق کے لیے ترتیب دی گئی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ "**وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ**" کے مطابق حق بات کی تلقین کرنا مسلمان کا شیوہ ہے، یعنی شریعت مطہرہ کی پابندی اور محرمات و منکرات و معاصی سے اجتناب کی تلقین کرنا خسران سے نجات کا موجب ہے۔ امام مسلم نے روایت بیان کی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "**الدین نصیحة**" یعنی دین سراسر نصیحت ہے۔ نصیحت کا معنیٰ ہے خیر خواہی چاہنا اور کھوٹ سے الگ کر کے خالص کرنا، مسلمان ہمیشہ اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی چاہتا ہے۔ یعنی اسے غلط کاموں سے روکتا ہے اور اچھے کاموں کی طرف اسکی راہنمائی کرتا ہے۔ ہر وقت اسکی بھلائی سوچتا ہے۔ نصیحت کرنا اور خیر خواہی چاہنا انبیاء کرام (علیہم السلام) کا مبارک طریقہ ہے، اسی لیے درست طریقہ پر سنتِ مؤکدہ کی پیروی کرنے والے بزرگانِ دین، اولیاء اللہ اور صوفیا کرام کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے ساتھ منسلک ہونے والے اور نسبت رکھنے والے کو ہمیشہ اچھی بات کی ہی نصیحت کرتے ہیں۔ اس لیے بھی کہ چونکہ یہ حضرات صحیح معنوں میں عامل بالقرآن ہوتے ہیں اور قرآن پاک پورے عالم انسانیت کے لیے نصیحت ہے۔ فرمان رب العالمین ہے: **اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ** ○ بے شک اس کتاب میں

ہر سوچ سمجھ رکھنے والے کیلئے نصیحت ہے۔

برادرِ گرامی حافظ محمد شہباز قادری عطاری صاحب نے جو کہ ماشاءاللہ باعمل، فاضل اور دردِ دل رکھنے والے نوجوان ہیں، حسب معمول عامۃ الناس، بالخصوص نوجوان طبقے کو نیکی طرف راغب کرنے کیلئے انہوں نے کتاب "**کنز النصیحت**" تالیف کی۔

نوجوان اس ملک وقوم اور ملت کا سرمایہ ہیں، یہ اگر احساس ذمہ داری کا ادراک کرتے ہوئے میدانِ عمل میں اتر آئیں، تو پورے ملک وقوم کا سرمایہ لٹنے سے بچ سکتا ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے اس بات کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اوصیکم بالشباب خیرا فانھم ارق افئدۃ: میں تمہیں نوجوانوں سے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ ان کے دل نرم ہوتے ہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمان (رضی اللہ عنہ) ایک مرتبہ نوجوانوں کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص پاس سے گزرا اور پوچھا، یہ نوعمر لوگ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا نوجوانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: بھلائی تو نوجوانوں میں ہی ہے۔ حضرت کعب الاحبار (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اللہ کے ہاں بوڑھے عبادت گزار کی نسبت نوجوان عبادت گزار زیادہ پسندیدہ ہے۔

اس کتاب میں سہل انداز اختیار کرکے دینِ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرانے کی سعی محمود کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے مسلمانوں کو نفع پہنچائے، مسلمانوں کو اس سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے مؤلف، قارئین، ناشر و معاونین کو اجرِ عظیم عطا فرما کر سرمایہ آخرت بنائے۔ مجھ فقیر کے گناہوں، کوتاہیوں اور

لغزشوں سے درگزر فرما کر سعادت والی زندگی، شہادت والی موت، اپنے حبیب ﷺ کے دربار میں تدفین عطا فرمائے۔ (آمین) بجاہ النبی الکریم الامین

سید محمد اویس محبوب شاہ الگیلانی المجددی

سجادہ نشین چورا شریف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رفیق القادری الحامدی صاحب

(جامعہ عثمانیہ خانیوال)

احمدک اللھم یا مجیب کل سائل والصلوٰۃ علی من ھو افضل الوسائل وعلیٰ الہٖ واصحابہ ذوی الفضائل امابعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام! صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)، ائمہ دین، محدثینِ ملت اور علماء اعلام (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے قلم کے ذریعے ہی شعارِ اسلام کی حفاظت فرمائی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہیگا انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانانِ عالم میں بڑے بڑے مفکر، محقق ہر علم وفن کے ماہر ہوئے، جنہوں نے قلم کے انوار وتجلیات کو یہاںتک پھیلایا کہ دشمنانِ اسلام کی لائبریریاں بھی اسلامی کتب سے بھری پڑی ہیں۔

عزیز القدر حضرت مولانا حافظ محمد شہباز قادری صاحب بھی اپنے اکابرین اور سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قلم کو اشاعتِ دین کیلئے معروف رکھے ہوئے ہیں، موصوف کی تازہ کاوش "کنز النصیحت" کو فقیر نے مختلف مقامات سے دیکھا اور بہت خوب پایا کیونکہ مؤلف موصوف نے عام وفہم انداز اختیار کر کے ناصحانہ انداز میں اس کتاب کو 200 سے زائد قرآنی آیات، ان کی تفسیر اور 150 سے زائد احادیث مبارکہ اور بے شمار اقوال بزرگانِ دین (رحمہم اللہ تعالیٰ) سے مزین فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ کریم ﷺ مؤلف کے علم وعمل میں مزید برکت وترقی فرمائے اور کتاب ھذا کو مقبول ومعتبد عام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

محمد رفیق القادری الحامدی

حضرت علامہ مولانا مفتی شہباز احمد چشتی صاحب

(صدر مدرس ورئیس دارالافتاء جامعہ عثمانیہ خانیوال، فارغ التحصیل دارالعلوم نعیمیہ کراچی)

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ وعلیٰ الہ واصحابہ الذین اوفوا عھدہ۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ ○

صدق اللہ العظیم

قارئین کرام! زیر نظر کتاب "کنز النصیحت" نصیحتوں کا ایک عمدہ خزانہ ہے جو صرف قرآن جو کہ علوم کا خزانہ ہے۔ اور احادیثِ مبارکہ جو اسرار و رموز کلام اللہ کے لئے تفسیر ہیں سے اخذ کی گئی ہے: اور یہ کتاب مؤلف جناب من برادرم مکرم حافظ محمد شہباز قادری عطاری نے مدنی ماحول میں رہتے ہوئے تالیف کی ہے اس کی وجہ میں سمجھتا ہوں مؤلفِ موصوف نے حضور غوثِ صمدانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی (علیہ الرحمۃ الرحمانی) کے قول پر عمل کرتے ہوئے کی ہے وہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں"۔ **عظ نفسک اولاً ثم عظ نفس غیرک** یعنی پہلے اپنے آپ کو عمدہ نصیحتوں کا جامہ پہناؤ پھر دوسرے لوگوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کرو: اس لئے عزیز نے پہلے اپنے آپ کو مدنی ماحول میں ڈھالا اور پھر یہ کام شروع کیا:

اصلاحِ امت کی غرض سے اس طرح کا موضوع منتخب کرنے کی وجہ بھی حضور غوث پاک

(علیہ الرحمہ) کا قول ہی سمجھتا ہوں:۔آپ کا فرمان ہے:۔**ذھاب دینکم باربعة اشیاء** یعنی دین کی بربادی چار چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے کہ **الاول: ۔ انکم لاتعملون بما تعلمون** یعنی ایک وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ بندہ اس پر عمل نہ کرے جس بات کا وہ علم رکھتا ہو **والثانی: ۔ انکم تعملون بمالا تعلمون** یعنی بندہ اس پر عمل کرے جس بات کا اسکو علم ہی نہیں:۔**الثالث : ۔انکم تتعلمون بمالاتعلمون** یعنی بندہ وہ علم کی بات حاصل کرنے کی بھی کوشش نہ کرے جسکو وہ نہیں جانتا:۔**الرابع:۔انکم تمنعون الناس من تعلم مالا تعلمون** یعنی دوسروں کو اس بات کا علم حاصل کرنے سے منع کرے جسکو وہ خود نہیں جانتا (حوالہ نام ونسب صفحہ 589) اور جب یہ باتیں کسی انسان میں پائی جائیں تو اس کا دین برباد سمجھو:۔اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے مؤلفِ موصوف نے اپنی کتاب کو تالیف کیا تاکہ لوگوں کا دین محفوظ ہو سکے کیونکہ "الدین النصیحة" کہ دین سارے کا سارا نصیحت ہے اس لئے مؤلف نے دین کی سربلندی کے لیے اپنی کتاب کا نام بھی "کنز النصیحت" رکھا ہے۔مجھ سے بڑے علماء وفضلاء ومفتیانِ کرام کی تقریضات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بلا شبہ یہ کتاب ہر مسلمان چھوٹے، بڑے ،عالم،خطیب،امام،مقرر،پروفیسر،ڈاکٹر،طالب علم سب کے لیے نصیحت کا عمدہ اور بہترین خزانہ ہے لہٰذا ہم سب کو اس کتاب سے نصیحت اخذ کر کے خود بھی عمل پیرا ہونا چاہیے اور نصیحت کی یہ دعوت دوسرے مسلمانوں تک بھی پہنچانی چاہیے۔

میرے بھائی حافظ محمد شہباز قادری عطاری نے یہ عظیم کاوش نوع انسانی کی اصلاح اور دین کی سربلندی کے لیے کی ہے اللہ تعالی ان کو اس عظیم کام کی برکت سے مزید ترقی عطا فرمائے اور ان کو دینِ متین کی بے انتہاء خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے:اللہ تعالی ان کے علم،

عمل، مال، رزق میں اضافہ عطا فرمائے اور ہم سب کو اس کتاب سے صحیح طور پر فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور علمائے اہلسنت کا سایہ ہم پر تا قیامت قائم فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علی محمد والہ وصحبہ اجمعین

حافظ محمد شہباز

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عزیز الرحمٰن سعیدی صاحب

(مدرس جامعۃ الایوب خانیوال)

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

بحمد اللہ تعالیٰ فاضل نوجوان عزیز القدر حافظ محمد شہباز قادری صاحب کی تالیف کردہ کتاب ''کنز النصیحت'' کو متعدد مقامات سے پڑھنے کا موقع ملا۔ بحمد اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف نے مختلف عنوانات پر آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ کا اس طرح عام فہم اور آسان ترجمہ کرتے ہوئے اس انداز سے متعلقہ آیت اور متعلقہ حدیث کی تفصیل بیان فرمائی جو کہ مختلف تفاسیر اور کتب حدیث کی شروحات سے سے نقل فرمائی ہے جو کہ درس نظامی کے ابتدائی اور آخری درجہ کے طلباء و خطباء، علماء کیلئے اور سکول و کالجز کے طلباء کے لیے بے حد مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی اس کاوش و کوشش، لگن اور محبت میں مزید برکتیں عطاء فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عام و خاص کیلئے حصول علم و عمل کا ذریعہ بنائے۔

بحمد اللہ تعالیٰ عزیزم حافظ محمد شہبا قادری صاحب نے بڑے کم عرصے میں تحریر کے میدان میں خوب ترقی کی ہے۔ انکی مختلف عنوانات پر تصانیف ایسے منظر عام پر آرہی ہیں جیسے

سورج طلوع ہوتا ہے پھر اس سے ہر طرف روشنی پھیلتی چلی جاتی ہے۔

عزیزم نے اس کتاب سے پہلے "فیضانِ شریعت" تحریر کی جو کہ سوال و جواب کے انداز میں مختلف عنوانات پر مسائل کو جمع کیا وہ بھی تمام لوگوں کے لیے بے حد مفید ہے اور وہ کتاب بھی بڑی مقبول ہوئی، انکے علاوہ مختلف مضامین پر رسائل لکھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطاء فرمائے۔ اور قرآن وسنت کی روشنی میں دین متین کی اور زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

عزیز الرحمٰن نوری سعیدی

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد الرزاق گولڑوی صاحب

(صدر مدرس مدرسہ غوثیہ جامع العلوم مرکزی عیدگاہ سول لائن خانیوال)

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم ، وعلی اله واصحابه وازوجه وذریتهٖ اجمعین ۔ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ؕ

ترجمہ: اپنے رب کے راستہ کی طرف پکی تدبیر اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔

حکمت سے مراد علامہ زمخشری اور قاضی بیضاوی (علیہم الرحمۃ) کے نزدیک ایسی محکم اور فصیح گفتگو اور ایسی پختہ دلیل جو حق کو واضح کرے اور شبہات کو زائل کردے مراد ہے۔

اور حدیث شریف جو کہ ترمذی اور ابنِ ماجہ میں موجود ہے کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الکلمة الحکمة ضالة المؤمن فحیث وجد هافهو احق بها** ۔ حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے، پس جہاں سے پالے وہی اس کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ اور ایک حدیث شریف کا جز ہے اسکے راوی بھی

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **واللّٰہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ** ۔ کہ اللہ رب العزت اس بندے کی مدد فرماتا ہے جو بندہ مسلمان بھائی کی مدد کرنے میں لگا رہتا ہے۔

درج بالا آیت مقدسہ اور احادیثِ کریمہ کی روشنی میں مؤلف کی کاوش پر اگر نظر دوڑائیں تو بہت اچھے انداز اور سہل طریقہ کے ساتھ اس دور کی پرخطر بیماریوں کے نقصانات کو بیان کر کے اُن کے علاج آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ مبارکہ اور اقوال اسلاف کی روشنی میں واضح طور پر معیّن کر کے جملہ مسلمانوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اب عقلمند آدمی سرکار ﷺ کے فرمان کی روشنی میں اس بات کی طرف دھیان کیے بغیر کہ اس کتاب کو تالیف کرنے والا شخص کوئی مشہور آدمی یا عظیم المرتبت بزرگ تو نہیں ہے (اللہ تعالیٰ مؤلفِ کتاب کو بزرگانِ دین کے فیضان سے مالا مال فرمائے) اسکی تحریر پر کیا توجہ کریں صرف اور صرف یہ دیکھیں کہ اس نے کوشش کس قدر عمدہ کی کہ وہ آیات جن پر عمل کرنا نجات کی ضمانت، وہ احادیث جن پر عمل دونوں جہاں میں فلاح و کامیابی کا سبب، وہ اقوالِ اسلاف جن پر عمل حصول رضائے الٰہی کا عمدہ سبب ہے ان سب کو یکجا کر کے عمل کرنے کا موقع آسان طریقہ سے فراہم کیا تو ضرور عمل کرے جو کہ مؤلف، قاری، ناشر، معاون، عامل سب کیلئے نجات کا سامان ہوگا چونکہ **الدال علی الخیر کفاعلہ** کے مطابق جو بھی نیکی پر عمل کا سبب بنے گا، ربِ کریم سب کو جزا عطا فرمائے گا۔ دعا ہے کہ ربِ کریم اپنے محبوب مکرم ﷺ کا صدقہ اس تالیف کو عوام و خواص کیلئے نافع بنائے اور مؤلف و معاونین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

طالبِ دعا

محمد عبدالرزاق گولڑوی

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد لیاقت حسین مظہری صاحب

(شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ جامع العلوم مرکزی عیدگاہ سول لائن خانیوال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ وعلی الہ واصحابہ المتادبین باٰدابہ اما بعد

فرمان مصطفے ﷺ: (**طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ**) پرعمل اس لاجواب تحریر سے اور بھی سہل ہو گیا۔

چیدہ چیدہ مطالعہ کے بعد محسوس ہوا کہ یہ کتاب ''**کنز النصیحت**'' عام فہم ہونے کے باوجود پڑھنے میں ایک خاص چاشنی رکھتی ہے اور نہایت خوش اسلوبی سے فقہی و اخلاقی ، اعتقادی علم کا خزانہ ناصحانہ انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں مستند و معتبر حوالہ جات دیئے گئے اور تائید ربانی کی جھلک نظر آتی ہے۔ ہر جملہ حق کی طرف بلاتا ہے اور اعمالِ صالحہ وعقائدِ حقہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔

خالق وعلیم ذات کے علم وعمل عمر میں برکتیں اور نعماء عرفانی ودولت قربتِ ربانی سے مشرف فرما کر مراتبِ علیاء کو پہنچائے۔ فاضل نوجوان عزیزم حافظ محمد شہباز قادری صاحب اہل علم کی طرف سے خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے عامۃ المسلمین کیلئے نافع علمی ذخیرہ مرتب کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عام وخاص میں مقبول فرمائے اور طالبانِ حق کو فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ وسلم۔

کاتب الحروف

فقیر وحقیر لیاقت حسین مظہری

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جمشید حسین شاہ صاحب

(مدرس جامعہ عثمانیہ خانیوال)

باسمہٖ تعالیٰ حامدًا وّ صلوات اللّٰہ علیہ وسلامہ من معالمھا

ماعفا و شفی من العلیل فی تائید کلمۃ التوحید من کان علی شفا واوضح سبیل الھدایۃلمن ارادان لیسلکھا واظھر کنوز السعادۃ لمن قصدان لمیلکھا

حمد وصلوٰۃ کے بعد بندہ ناچیز نے ''ھٰذ الکتاب' **کنز النصیحت**'' کا مختلف مقامات سے مطالعہ کیا ہے جس میں مؤلف موصوف کی محنتِ شاقہ اور عرق ریزی نظر آئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ ۝** ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا۔

عن ابن عباس قال النبی ﷺ تدارس العلم ساعۃ من اللیل خیر من احیائھا

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم دین کا ایک گھڑی درس دینا مکمل رات کی بیداری سے افضل ہے۔

اور مؤلف موصوف نے اس کتاب کو قرآن، تفسیر، حدیث اور فقہ کی روشنی میں مکمل دلائل کے ساتھ مختلف ابواب میں بند کیا ہے۔ اور ہر مسئلہ کو حوالہ کے ساتھ مزین کیا ہے۔ ھٰذا لکتاب تحریر کے لحاظ سے احسن اور تہذیب کے لحاظ سے اتم ہے۔

حافظ محمد شہباز قادری عطاری صاحب عصرِ حاضر کے تقاضوں اور جدید اسلوبِ نگارش سے پوری طرح واقف ہیں جنہوں نے اس کتاب کو اُردو دان طبقہ کے استفادہ کیلئے مزید فیض رساں بنادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو اپنی اور اپنے پیارے رسول ﷺ کی بارگاہ میں شرف پذیرائی عطا فرمائے اور دارین کی نعمتوں سے بہرہ اندوز فرمائے اور ان کو بہترین

اجرِ جزیل عطا فرمائے اور دونوں جہانوں میں سرخروئی عطا فرمائے۔ (آمین)

فی آخرہ انا سال اللہ من فضلہ ان ینفع بہ وطلبا لتسھیل فھمہ علی طالبیہ آمین بحرمۃ سید المرسلین ۔ یارب العالمین وھو حسبنی ونعم الوکیل ۔

ناچیز محمد جمشید حسین شاہ

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان عطاری المدنی صاحب

(صدر مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ خانیوال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ الذی لامانع لحکمہ ولا ناقض لقضائہ والصلوۃ والسلام علی من کان نبیا و آدم بین الماء والطین

زیرِ نظر کتاب "کنز النصیحت" تالیف محترم حافظ محمد شہباز قادری عطاری صاحب کا بالاستیعاب دیکھنے کا موقع تو نہ مل سکا، البتہ بعض مقامات نظر سے گزرے عقائد و اعمال اور فضائل پر مبنی ایک جامع کتاب پایا۔ ان موضوعات کو مؤلف موصوف نے بڑی محنت و مشقت اور قیمتی مواد کے ساتھ دل کش انداز میں حُسنِ ترتیب کیساتھ جمع فرمایا ہے جو کہ اہلِ علم اور عامۃ المسلمین سب کیلئے بے حد مفید ہے۔ اور نہایت دلچسپ بھی، بالخصوص نوجوانوں کیلئے تو یہ کتاب کبیریتِ احمر کا درجہ رکھتی ہے اس ضخیم ترین کتاب کی تالیف پر حضرت مؤلف یقیناً ہدیہ تبرک و تحسین کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف کا ظلِّ عاطفت دراز فرمائے، انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تالیف ضعیف کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

فقیر محمد عرفان المدنی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1: موضوع

﴿باجماعت نماز ادا کرنے کی اھمیت﴾

(1) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝

ترجمہ: ''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو''۔

(پارہ 1 سورۃ البقرۃ آیت 43)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے کثیر فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

☆ باجماعت نماز ادا کرنے کے فضائل کے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان جلد 1 حدیث 614 صفحہ 326)

(2) حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کامل وضو کیا اور کسی فرض نماز کی ادائیگی کے لیے چلا اور نماز باجماعت ادا کی تو اس کے (پچھلے) گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الصلوٰۃ جلد صفحہ 181)

(3) حضرت سیدنا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے خوش ہوتا ہے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الصلوٰۃ جلد 1 صفحہ 181)

(4) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص چالیس دن باجماعت نماز پڑھے کہ اس کی تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہونے پائے تو اس کے لیے دو براءتیں لکھ دی جاتی ہیں۔ (1) جہنم کی آگ سے (2) منافقت سے۔ (الترغیب والترہیب کتاب الصلوۃ جلد 1 صفحہ 182)

(5) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافقین پر سب سے زیادہ بھاری عشاء اور فجر کی نماز ہے اور اگر وہ جانتے کہ اس میں کتنا ثواب ہے؟ تو گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے ارادہ کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو حکم فرماؤں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ہمراہ کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں، ان کے پاس لے کر جاؤں اور جو لوگ نماز میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد جلد 1 حدیث 1480 صفحہ 470)

قارئین کرام! ہمارے بزرگانِ دین کے نزدیک باجماعت نماز ادا کرنے کی اہمیت کس قدر تھی اس کا اندازہ ان دو حکایت سے لگایا جا سکتا ہے۔

بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) کے نزدیک باجماعت نماز ادا کرنے کی اہمیت

(1) حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) اپنے ایک باغ کی طرف تشریف لے گئے، جب وہاں سے واپس آئے تو لوگ نمازِ عصر ادا کر چکے تھے یہ دیکھ کر آپ (رضی اللہ عنہ) نے **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن** پڑھا اور ارشاد فرمایا: میری عصر کی جماعت فوت ہو گئی ہے، لہٰذا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مساکین پر صدقہ ہے تاکہ یہ اس کام کا کفارہ ہو جائے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 466)

(2) حضرت حاتم اصم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میری باجماعت نماز فوت ہوگئی تو حضرت ابو اسحاق بخاری (رحمتہ اللہ علیہ) کے علاوہ کسی نے میرے سے تعزیت نہ کی اور اگر میرا بچہ فوت ہو جاتا تو دس ہزار سے زیادہ لوگ مجھ سے تعزیت کرتے کیونکہ لوگوں کے نزدیک دینی نقصان دنیوی نقصان سے کم تر ہے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 466)

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو باجماعت نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

2: موضوع

﴿اللہ ہمارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے﴾

(2) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

ترجمہ: ''اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی تم آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے''۔

(پارہ 1 سورۃ البقرہ آیت 110)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں مسلمانوں کو اپنی اصلاحِ نفس کا حکم دیا جا رہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کسی بھی دینی یا اپنے اہم کام میں مصروف ہو تو اسے اپنے نفس کی اصلاح سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور جتنا ہو سکے اپنی زندگی میں نیک اعمال کر لینے چاہیے برے کاموں سے بچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

3: موضوع

﴿اولاد کو دین کے احکام پر عمل کرنے کی بھی وصیت کرو﴾

(3) وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ

ترجمہ: ''اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو اسی دین کی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ تعالیٰ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا ہے تو تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو''۔ (پارہ 1 سورۃ البقرۃ آیت 132)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ والدین کو صرف مال کے متعلق ہی وصیت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اولاد کو عقائدِ صحیحہ، اعمالِ صالحہ، دین کی عظمت، دین پر استقامت، نیکیوں پر مداومت اور گناہوں سے دور رہنے کی وصیت بھی کرنی چاہیے اور اولاد کو دین سکھانا اور ان کی صحیح تربیت کرتے رہنا والدین کی ذمہ داری ہے۔

☆ تربیت اولاد کے حوالے سے احادیث مبارکہ

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی اولادوں کو عزت دیا کرو (یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو) اور انہیں اعلیٰ اخلاق سکھایا کرو۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3660 صفحہ 476)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے ایک شخص سے فرمایا: اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرو کیونکہ تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اسکی کیسی تربیت کی اور تم نے اسے کیا سکھایا۔ (شعب الایمان جلد 6 حدیث 8662 صفحہ 400)

حضرت ایوب بن موسیٰ (رضی اللہ عنہ) اپنے والد کے ذریعے اپنے دادا سے روایت کرتے

ہیں: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی والد اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیتا۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 2018 صفحہ 912)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: اچھے ادب سے مُراد بچے کو دیندار، متقی اور پرہیز گار بنانا ہے۔ اولاد کے لیے اس سے اچھا عطیہ کیا ہوسکتا ہے کہ یہ چیز دین و دنیا میں کام آتی ہے۔ ماں باپ کو چاہیے کہ اولاد کو صرف مالدار بنا کر دنیا سے نہ جائیں بلکہ انہیں دیندار بنا کر جائیں جو خود انہیں بھی قبر میں کام آئے کہ زندہ اولاد کی نیکیوں کا ثواب مردہ کو قبر میں ملتا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ 384)

4: موضوع

﴿ ذکر اللہ کے فضائل اور اسکی اہمیت ﴾

(4) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝

ترجمہ: ''تو تم مجھے یاد کرو (یعنی میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو''۔ (پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 152)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم میرا ذکر کرو۔

☆ ذکر کی تین اقسام ہیں

یاد رکھیں! ذکر تین طرح کا ہوتا ہے: (1) زبانی ذکر (2) قلبی ذکر (3) اعضاءِ بدن کے ساتھ ذکر۔ (1) زبانی ذکر میں تسبیح و تقدیس، حمد و ثناء، توبہ و استغفار، خطبہ و دعا اور نیکی کی دعوت وغیرہ شامل ہیں۔ (2) قلبی ذکر میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا، اسکی عظمت و کبریائی اور اسکی عظیم قدرت کے دلائل میں غور کرنا داخل ہے۔ نیز علماء کرام کا شرعی مسائل میں غور کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ (3) اعضاء بدن کے ذکر سے مراد ہے کہ اپنے اعضاء سے

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی جائے بلکہ اعضاء کو اطاعتِ الٰہی کے کاموں میں استعمال کیا جائے۔ (تفسیر صاوی جلد 1 صفحہ 128۔ تفسیر روح البیان جلد 1 پارہ 2، صفحہ 242۔ تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 592۔ تفسیر صراط الجنان جلد 1 صفحہ 242۔ تفسیر نعیمی جلد 1 صفحہ 74)

آیت کے اگلے حصے میں فرمایا گیا: اَذْكُرْكُمْ تمہیں یاد کروں گا (یعنی میرا ذکر کرو گے تو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ یعنی اے لوگو! جب میں نے تم کو محض اپنے کرم سے بلا عمل اتنی نعمتیں عطا فرمائیں تو تم بھی دو کام کرو (1) میرا ذکر کرو (2) میری نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ذکر سے عالم (یعنی دنیا و لوگوں) میں تمہارا چرچا ہوگا اور شکر سے تمہاری نعمتیں بڑھیں گی، ناشکری نہ کرنا کہ اس میں نعمت کے چھن جانے کا خطرہ ہے تم مجھے اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں رحمت سے یاد کروں گا (جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اے لوگو! تم میری اطاعت کے ساتھ مجھے یاد کرو میں اپنی مغفرت (و رحمت) کے ساتھ تمہیں یاد کروں گا۔ (تفسیر دُرِ منثور جلد 1 صفحہ 394)

تم مجھے دعا سے یاد کرو میں تمہیں عطاء سے یاد کروں گا۔ تم مجھے ثناء اور اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں ثناء اور نعمت سے یاد کروں گا۔ تم مجھے دنیا میں یاد کرو میں تمہیں آخرت میں یاد کروں گا، تم مجھے آبادی اور مکانوں میں یاد کرو، میں تمہیں جنگلوں اور وحشت کے میدانوں میں یاد کروں گا۔ تم مجھے راحت میں یاد کرو میں تمہیں بلا و مصیبت میں یاد کروں گا۔ تم مجھے مجاہدہ سے یاد کرو میں تمہیں ہدایت سے یاد کروں گا۔ تم مجھے صدق و اخلاص سے یاد کرو میں تمہیں خلاصی (چھٹکارا) اور اختصاص سے یاد کروں گا۔ تم مجھے زندگی میں ربوبیت سے یاد کرو، میں تمہیں مرتے وقت عبودیت سے یاد کروں گا۔ تم کہو یا ربی میں کہوں گا، یا عبدی

(یعنی ہاں میرے بندے) تم کہو میں گنہگار ہوں میں کہوں گا میں غفار ہوں۔

(تفسیر نعیمی جلد 1 صفحہ 72)

قارئین کرام! قرآن پاک کی اس آیت میں ذکر اور شکر کا ذکر ہے تو اس حوالے سے چند احادیث مبارکہ ذکر اور شکر کے فضائل سے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ذکر اور شکر کے فضائل سے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوتا ہوں جو وہ مجھ سے کرتا ہے اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں اسے تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر کسی مجمع میں کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجمع میں (یعنی فرشتوں کے سامنے) اس کا ذکر کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں، اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے تو میری رحمت اس کے پاس دوڑتی ہوئی آتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید جلد 3 حدیث 2258 صفحہ 905)

(2) حضرت سیدنا ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات جلد 3 حدیث 1329 صفحہ 529)

(3) حضرت ابو سعید خُدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن کس کا درجہ (یعنی مرتبہ) بڑا ہوگا؟ آپ ﷺ

نے فرمایا: کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا، حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی سے بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ اپنی تلوار کفار و مشرکین پر چلائے یہاں تک وہ ٹوٹ جائے اور یہ خون آلود ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کا درجہ بڑا ہے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1302 صفحہ 566)

(4) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنا منہ انسان کے دل کے ساتھ لگائے رہتا ہے (یعنی اس میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے) لیکن جب انسان اللہ کا ذکر کرنے لگتا ہے تو وہ دور ہٹ جاتا ہے اور اگر انسان اللہ کا ذکر کرنا بھول جائے تو شیطان اس کے دل کو لقمہ بنالیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 598)

(5) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابنِ آدم، جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو تُو میرا شکر ادا کرتا ہے اور جب تو مجھے بھول جاتا ہے تو تُو میری ناشکری کرتا ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 1 صفحہ 395)

(6) امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوقلابہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں: دنیا میں تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی اگر تم اس کا شکر ادا کروگے۔

(تفسیر دُرمنثور جلد 1 صفحہ 406)

(7) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے کے لئے روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی مثل اجر ہے

(تفسیر در منثور جلد 1 صفحہ 407)

حکایت:۔ حضرت لقمان (علیہ السلام) نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: جب تم ذکر کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ اس لیے کہ اگر تم عالم دین ہو تو تجھے تیرا علم نفع دے گا۔ اور اگر تو جاہل ہے تو تجھے وہ تعلیم دیں گے۔ اگر ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برسے گی تو تجھے بھی اس سے حصہ نصیب ہوگا اور اگر تمہارا گزر ایسی قوم سے ہو جو ذکرِ الٰہی سے محروم ہیں تو ان کے پاس نہ بیٹھنا اگر تم عالم دین ہو تو تیرا علم اس سے نفع نہ دے گا اگر تم جاہل ہو تو الٹا اس کی صحبت سے تمہارے جہل اور گمراہی میں اضافہ ہوگا بلکہ جب ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا تو تم بھی ان کے ساتھ بیٹھنے سے مارے جاؤ گے۔

(تفسیر روح البیان جلد 1 پارہ 2 صفحہ 26)

یا اللہ! ہمیں کثرت کے ساتھ ذکر کرنے اور ہمیشہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں نافرمانی کے کاموں سے محفوظ فرما۔ (آمین)

5: موضوع

﴿اے ایمان والو! نماز اور صبر سے مدد مانگو﴾

(5) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ○

ترجمہ: "اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو، بیشک اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔"

(پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 153)

تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی آیت 152 میں ذکر و شکر کے بارے میں ذکر کیا اور سورۃ البقرۃ کی آیت 153 میں صبر اور نماز کا ذکر کیا۔ کیونکہ نماز، ذکر اللہ اور صبر و شکر پر ہی مسلمانوں کی زندگی کامل ہوتی ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ صبر اور نماز سے مدد مانگو، صبر

سے مدد طلب کرنا یہ ہے کہ عبادات کی ادائیگی، گناہوں سے رکنے اور نفسانی خواہشات کو پورا نہ کرنے پر صبر کیا جائے اور نماز چونکہ تمام عبادات کی اصل اور اہلِ ایمان کی معراج ہے اور صبر کرنے میں بہترین معاون ہے اس لیے اس سے بھی مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا اور ان دونوں کا بطورِ خاص اس لیے ذکر کیا گیا کہ بدن پر باطنی اعمال میں سب سے سخت صبر اور ظاہری اعمال میں سب سے مشکل نماز ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 1 پارہ 2 صفحہ 29۔ تفسیر صراط الجنان جلد 1 صفحہ 249)

حدیث پاک میں ہے: جب نبی کریم ﷺ کو کوئی مشکل پیش آتی تو آپ ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ (سنن ابوداؤد جلد 1 حدیث 1305 صفحہ 490)

آیت مبارکہ کے اگلے حصے میں بیان فرمایا گیا: **اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ○** کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ **یاد رکھیں!** صبر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جیسا کہ مصیبت پر صبر کرنا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرنا (یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے جو مشکلات آئیں ان پر صبر کرنا، نفس کو بُرے کاموں سے روکنا وغیرہ۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ 29)

قرآن و حدیث میں صبر کرنے کے بے پناہ فضائل بیان کیے گئے ہیں یہاں پر چند فضائل ترغیب کے لیے بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

☆ **صبر کے فضائل**

(1) **وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ○** صبر کرنے والے کو اس کے عمل سے اچھا اجر ملے گا۔ (پارہ 14 سورۃ النحل آیت 96)

(2) **اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ○** صبر کرنے والوں کو بے حساب

اجر ملے گا۔ (پارہ 23 سورۃ الزمر آیت 10)

(3) وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ o صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔

(پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 146)

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن مرد و عورت کو مال اور اولاد میں مسلسل آزمایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 286 صفحہ 126)

(5) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے مومن بندے سے اسکی کوئی دنیوی محبوب چیز لے لوں، پھر وہ اس پر صبر کرے تو میرے پاس اسکی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1345 صفحہ 525)

(6) حضرت ابو سعید خُدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو تھکاوٹ، بیماری، غم، تکلیف وغیرہ حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھ جائے (اور وہ اس پر صبر کرے) تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المرضیٰ جلد 3 حدیث 601 صفحہ 529)

اللہ تعالیٰ ہمیں پریشانیوں اور مصیبتوں کے وقت صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

:6 موضوع

﴿آزمائش پر صبر کرنے کا ثواب﴾

(6) وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝

ترجمہ: ''اور ہم ضرور تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں کی اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو''۔ (پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 155)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں آزمائش سے فرمانبردار و نافرمان کے حال کا ظاہر کرنا مراد ہے۔ امام شافعی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: خوف سے اللہ تعالیٰ کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوٰۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعے موتیں ہونا اور پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے اس لیے کہ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی آدمی کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں ہاں یارب، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل قبض کیا؟ وہ عرض کرتے ہیں، ہاں یارب، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تو میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اس نے تیری تعریف (یعنی حمد وثناء) کی اور (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ) پڑھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اس کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد (یعنی تعریف کا گھر) رکھو۔ (ترمذی جلد 1 حدیث 1009 صفحہ 525)

(تفسیر روح البیان جلد 1 پارہ 2، صفحہ 34۔ تفسیر نعیمی جلد 1 صفحہ 98۔ تفسیر خزائن العرفان صفحہ 43)۔

تفسیر تبیان القرآن میں اس آیت مبارکہ کے تحت ہے کہ یہاں خوف سے مراد دشمنوں کا خوف ہے بھوک سے مراد قحط ہے اور مالوں کے نقصان سے مراد مویشیوں کا مر جانا، حادثاتی طور پر فصلوں کا تباہ ہو جانا (یا مالِ تجارت کا تباہ ہو جانا) گاڑیوں کا ٹکراؤ سے برباد ہو جانا ہے، روپے پیسے وغیرہ کا لُٹ جانا بھی اس میں شامل ہے اور جانوں کے نقصان سے مراد دوستوں اور رشتہ داروں کی موت ہے اور ثمرات کے نقصان سے مراد اولاد کی موت ہے اس آیت مبارکہ کے تحت آگے تفسیر میں مزید فرمایا گیا کہ دنیا میں لوگوں کا جو حادثات اور قدرتی آفات سے جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے اسکی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے، دوسری قسم مکافاتِ عمل (یعنی اعمال کا بدلہ) اور کفارہ ذنوب ہے، کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو کسی جانی اور مالی نقصان سے دوچار کیا ہوتا ہے اور وہ شخص اس پر صبر کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے بدلہ لیتا ہے اور اس کو بھی جانی اور مالی نقصان میں مبتلا کر دیتا ہے اور بعض اوقات یہ جانی اور مالی نقصان آدمی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اس کے گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے یا وہ بالکل گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو سعید خُدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو تھکاوٹ، بیماری، غم، تکلیف وغیرہ حتیٰ کہ کانٹا بھی چُبھ جائے (اور وہ صبر کرے تو) اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المرضیٰ جلد 3 حدیث 601 صفحہ 259)

اور مکافاتِ عمل کے نتیجہ میں جو مصائب پیش آتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد

ہے۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ٥ اور جو مصیبت تمہیں پہنچی وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچی اور وہ تمہاری بہت سی خطاؤں کو معاف فرمادیتا ہے۔ (پارہ 25 سورۃ شوریٰ آیت 30) (تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 605)

7: موضوع

﴿حلال و حرام رزق﴾

(7) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٥

ترجمہ: ''اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔ (پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 168)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ زمین میں حلال و پاکیزہ پیدا کیا ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے صرف ان چیزوں سے بچنا چاہیے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خود منع فرمادیا ہے اور جن سے منع نہیں فرمایا وہ سب حلال ہیں، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا اسکی رزاقیت سے بغاوت ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو مال میں اپنے بندوں کو عطاء فرماتا ہوں وہ ان کیلئے حلال ہے اور اسی حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے بے تعلق پیدا کیا پھر ان کے پاس شیاطین آئے اور انہوں نے لوگوں کو دین سے بہکایا اور میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا اسکو حرام ٹھہرایا۔

(صحیح مسلم جلد 3 حدیث 7136 صفحہ 606)

☆ حلال وطیب رزق سے کیا مراد ہے؟

حلال وطیب سے مراد وہ چیز ہے جو بذاتِ خود بھی حلال ہے جیسے بکرے کا گوشت، سبزی، دال وغیرہ اور نہیں حاصل بھی جائز ذریعے سے ہو یعنی چوری، رشوت، ڈکیتی وغیرہ کے ذریعے حاصل نہ ہوا ہو۔ (تفسیر صراط الجنان جلد 1 صفحہ 268)

قارئین کرام! آیت مبارکہ میں حلال و پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا گیا لہٰذا یہاں پر رزق حلال کمانے اور کھانے کے فضائل اور حرام رزق کمانے اور کھانے کی مذمت میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ رزقِ حلال وحرام کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ (ج ابھی اوپر بیان ہوئی) نبی کریم ﷺ کے پاس تلاوت کی گئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہما) کھڑے ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں ک وہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے سعد: اپنا کھانا حلال کر لے تو مستجاب الدعوات ہو جائے گا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ ک جان ہے، انسان اپنے پیٹ میں ایک لقمہ حرام کا ڈالتا ہے تو چالیس دن اس سے اسکی کو عبادت قبول نہیں کی جاتی اور جو گوشت سود اور حرام (مال) سے پیدا ہوتا ہے وہ آگ کا زیا مستحق ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 1 صفحہ 41)

(2) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا: دنیا میٹھی اور سرسبز ہے جس نے اس میں حلال طریقے سے کمایا اور اسے و خرچ کیا جہاں خرچ کرنے کا حق تھا تو اللہ تعالیٰ اسے (آخرت میں) ثواب عطا فرما

اور اسے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے دنیا میں حرام طریقے سے مال کمایا اور اسے ناحق جگہ خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے ذلت وحقارت کے گھر (یعنی جہنم) میں داخل کردے گا اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کے مال میں خیانت کرنے والے کئی لوگوں کیلئے قیامت کے دن جہنم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا** جب کبھی یہ بجھنے لگے گی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔ (پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 97)

(3) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور ان میں ایک درہم حرام کمائی کا تھا تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

(الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 690)

(4) حضرت قاسم بن مخیمرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے گناہ کے ذریعے سے مال کمایا یا پھر اس سے صلہ رحمی کی، یا صدقہ کیا، یا اسے راہِ خدا میں خرچ کیا تو (قیامت کے دن) اسکو جمع کیا جائے گا اور اس شخص کے ساتھ ہی جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 691)

(5) حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک فرشتہ ہر دن ورات میں ندا دیتا ہے، جو شخص حرام کھاتا ہے اسکی فرض اور نفل کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ (کتاب الکبائر صفحہ 193)

ان احادیث مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ حلال روزی کمائے اور حلال روزی ہی سے کھائے اور پہنے، اسی طرح دوسروں کو بھی جو مال دے وہ حلال ہی میں سے دے۔ ہمارے بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) رزق کے حلال ہونے میں کس قدر احتیاط کرتے تھے اسکی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔

حضرت زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا ایک غلام آپ کو ہر روز کھانا لا کر دیتا، آپ (رضی اللہ عنہ) اس سے سوال کرتے کہ کہاں سے لائے ہو؟ اگر وہ آپ کو پسند ہوتا تو تناول فرما لیتے ورنہ چھوڑ دیتے، ایک رات وہ کھانا لے کر آیا اور حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) روزے سے تھے، آپ نے اس سے ایک لقمہ کھا لیا اور سوال کرنا بھول گئے، پھر فرمایا: یہ کہاں سے لے کر آئے ہو؟ اس نے کہا: میں دورِ جاہلیت میں لوگوں کے لئے کہانت (یعنی نجومیوں والے کام) کرتا تھا اور یہ کام مجھے اچھی طرح نہیں آتا تھا مگر یہ کہ میں ان سے دھوکہ کرتا تھا، (بس ایک شخص نے مجھے یہ کھانا معاوضے کے طور پر دیا تھا)، حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم پر افسوس، قریب تھا کہ تم مجھے ہلاک کر دیتے۔ چنانچہ آپ اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کرنے لگے لیکن وہ لقمہ نہ نکلا، عرض کیا کہ یہ پانی کے بغیر نہیں نکلے گا: آپ نے پانی منگوایا (بعض کتابوں میں ہے کہ آپ نے گرم پانی منگوایا) اور اسے پی کر قے کرنے لگے حتیٰ کہ پیٹ میں جو کچھ تھا سب قے کر دیا۔ عرض کیا گیا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، یہ سب کچھ اس لقمہ کی وجہ سے ہوا؟ آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اگر یہ لقمہ میری جان بھی لے لیتا اور اس کے بغیر بھی نہ نکلتا تو میں اسے بھی نکال لیتا، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے جو جسم حرام سے پروان چڑھتا ہے وہ جہنم کے زیادہ لائق ہے۔ اس لیے مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ لقمہ میرے جسم کے بڑھنے کا سبب نہ بن جائے۔

(الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 689۔ کتاب الکبائر صفحہ 194)

اللہ اکبر! قارئین کرام: غور فرمائیں کہ آپ (رضی اللہ عنہ) نے صرف ایک لقمہ کھا لینے پر اتنی مشقت اُٹھائی اور اسے باہر نکال کر ہی دم لیا، لیکن آج کل تو لوگ نہ جانے کتنے لقمے

حرام کے کھا جاتے ہیں۔ لیکن انہیں پرواہ ہی نہیں ہوتی، اس بات کو حدیث پاک میں بیان کیا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ مال حلال طریقے سے حاصل کیا ہے یا حرام طریقے سے۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع جلد 1 حدیث 1922 صفحہ 723، الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 691)

اللہ تعالیٰ ہمیں رزقِ حلال کمانے، کھانے اور اپنی اولادوں کو کھلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

8: موضوع

﴿شیطان تمھیں صرف برائی و بے حیائی ھی کا حکم دے گا﴾

8) اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: "وہ (یعنی شیطان) تمہیں صرف بُرائی اور بے حیائی کا حکم دے گا اور یہ (بھی حکم دے گا) کہ تم اللہ کے بارے میں وہ کچھ کہو، جو تمہیں خود معلوم نہیں"۔

(پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 169)

تفسیر: حضرت امام ابنِ جریر (رحمتہ اللہ علیہ) نے اس آیت کے تحت روایت کیا کہ یہاں السوء سے مُراد (گناہ و) معصیت ہے اور **الفحشآء** سے مراد (بے حیائی اور) زنا ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 443)

برادرانِ کرام! شیطان ہمارا ذاتی دشمن ہے کہ وہ آگ سے بنا ہے ہم خاک سے اور خاک و آگ ذاتی دشمن ہیں کہ آگ خاک کو پکا ڈالتی ہے اور خاک آگ کو دبا کر فنا کر دیتی ہے اور

شیطان اس لیے بھی ہمارا دشمن ہے کہ ہماری وجہ سے ہی وہ جنت سے نکالا گیا اسکی عبادات مَردود ہوئیں، عزت والا تھا ذلیل ہوگیا، لہذا یہ ہمارا ڈبل دشمن ہے اور اتنا خطرناک ہے کہ ہر جگہ ہمارے ساتھ رہتا ہے (بلکہ حدیث کے مطابق ہمارے خون میں دوڑتا ہے) کسی گولی ،توپ، ایٹم بم وغیرہ سے یہ نہیں مرتا، نہ کسی شخص کے ذریعے گرفتار ہوتا ہے، پھر نظر بھی نہیں آتا اور پہچانا بھی نہیں جاتا، دوستی کے لباس میں آتا ہے اور اس کا مددگار، یعنی نفس امارہ ہماری آستین کا سانپ ہے یہ نہ ہماری نماز وروزے سے مرتا ہے نہ ظاہری عبادات سے ،اس کی عداوت سے بچنے کا ذریعہ صرف ایک ہے وہ ہے محبت، کیونکہ ہر چیز اپنی ضد سے فنا ہوتی ہے، عداوتِ شیطان کو توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محبتِ جناب مصطفیٰ ﷺ پیدا فرمائی، (یاد رکھیں) ہمارے نیک اعمال چراغوں کی طرح ہیں، جن سے رات جاتی نہیں، ہاں روشنی ہوجاتی ہے اور محبتِ سرکار ﷺ مثلِ سورج کے ہے جو رات کو فنا کر کے دن نکال دیتی ہے۔ اسی لیے بزرگوں نے فرمایا: اگر ہر شیطانی عداوت کے شر سے بچنا چاہتے ہو تو محبتِ رسول ﷺ کے زیرِ دامن آجاؤ، صوفیاء کرام کے ہاں محبتِ دنیا تو سوء یعنی برائی ہے۔ جو تمام برائیوں کی جڑ ہے اور دین سے نفرت فحشاء یعنی بے حیائی ہے، شیطان سب سے پہلے انسان کے دل میں دنیا کا تخم (یعنی بیج) بوتا ہے پھر اسے کینہ وحسد وغیرہ کا پانی دیتا ہے جس سے اس درخت کو پروان چڑھا لیتا ہے تو پھر اس میں نفرتِ دین، عداوتِ اہل اللہ کے پھول لگتے ہیں اور اللہ ورسول (عزوجل وﷺ) پر جھوٹ باندھنے کے پھل لگتے ہیں، دنیا وہ جو رب سے غافل کردے اور حُبِّ دنیا یہ کہ اسے حاصل کرنے میں حلال وحرام کی پرواہ نہ کرے، یزید پلید نے دنیا کی محبت ہی کی وجہ سے حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا۔

(ملخصاً تفسیر نعیمی جلد 1 صفحہ 150)

اللہ تعالیٰ ہمیں حُبِّ دنیا سے اور شیطان کے شر سے محفوظ فرمائے، کیونکہ اس شیطان لعین کا تو کام ہی یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں دنیا کی محبت ڈالے، ان کو برائی کی طرف بلائے اور اسی طرح دوسری برائیوں جیسے کفر و شرک کی طرف، اللہ تعالیٰ کے متعلق غلط عقائد منسوب کرنے کی طرف یا اس کے حلال کردہ کو حرام کہنے اور اس کے حرام کردہ کو حلال کہنے کی طرف، بُرے کاموں مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی، بہتان، لڑائی فساد، حسد، بغض وکینہ، تکبر وانانیت، نفرت وعداوت، جنگ وجدل، تذلیل وتحقیر، استہزاوالتزام تراش وغیرہ چیزوں کی طرف بلائے، یونہی بے حیائی کے کام گانے، باجے، فلمیں، ڈرامے، ناچ، مجرے، بدنگاہی، فحش گفتگو، گندی باتیں، ناجائز تعلقات، بُری نیت سے دیکھنا، چھونا، بدکاری وغیرہ گناہوں کی طرف بُلانا شیطان کا کام ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج کل ان برائیوں میں سے بہت سی چیزوں کی طرف بلانے میں گھر والوں اور دوست احباب، گھر، بازار، معاشرہ، افسر وغیرہ کا تعاون یا ترغیب ضرور ہوتی ہے کوئی آدمی نیکیوں کی طرف آنے کا سوچتا بھی ہے تو مذکورہ بالا افراد اسے کھینچ کر گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ اے کاش! ہمیں اچھی صُحبت، اچھا مطالعہ، اچھا گھرانہ، اور اچھے دوست مل جائیں۔

(ہر چیز کے شر سے حفاظت کا نسخہ)

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح وشام تین، تین مرتبہ سورۃ اخلاص اور معوذتین (یعنی سورۃ فلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرو کہ یہ تمہیں ہر چیز (کے شر) سے کافی ہیں۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1501 صفحہ 652)

9: موضوع

﴿رزقِ الٰہی کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو﴾

(9) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ٥

ترجمہ: ''اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو''۔ (پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 172)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اسکا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان صفحہ 47)

قارئین کرام: یاد رکھیں! کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھانے پینے سے منع نہیں فرمایا بلکہ کئی مقامات پر رزقِ الٰہی کھانے کا بیان کیا، جیسا کہ سورۃ البقرۃ آیت 168، سورۃ الاعراف آیت 31،32 سورۃ النحل آیت 115۔ سورۃ المائدہ آیت 87) الغرض اس طرح کے بیسیوں مقامات ہیں جہاں رزقِ الٰہی سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن صرف یہ شرائط لگائی ہیں کہ حرام چیزیں نہ کھاؤ، حرام ذریعے سے حاصل کر کے نہ کھاؤ، کھا کر غافل نہ ہو جاؤ اور یہ چیزیں تمہیں اطاعتِ الٰہی سے دور نہ کریں، اور حدیث پاک میں ہے۔ ''جو چاہو کھاؤ، جو چاہے پیو، جب تک کہ اسراف نہ ہو''۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس جلد 3 صفحہ 306)

آیت کے اگلے حصے میں فرمایا: وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ٥ اللہ کی نعمتیں کھا کر (یا استعمال کر کے) اس کا شکر ادا کرو اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو، حدیث پاک میں

ہے: حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھائے، مشروب پیئے، پھر اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے۔ (تفسیر در منثور جلد 1 صفحہ 445)

10: موضوع

﴿رمضان کے روزے﴾

(10) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَۙ○

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔ (پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 183)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے شریعت میں روزہ یہ ہے کہ صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور ہم بستری سے بچا جائے۔ (تفسیر روح البیان جلد 1 پارہ 2 صفحہ 96)

اس آیت میں فرمایا گیا: جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے، اس سے معلوم ہوا کہ روزہ بہت قدیم عبادت ہے، حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر تمام شریعتوں میں روزے فرض ہوتے چلے آئے ہیں اگرچہ گزشتہ اُمتوں کے روزوں کے دن اور احکام ہم سے مختلف ہوتے تھے۔ یاد رہے کہ رمضان کے روزے 10 شعبان 2 ہجری میں فرض ہوئے تھے۔

(تفسیر نعیمی جلد 1 صفحہ 212۔ دُرِ مختار کتاب الصوم جلد 3 صفحہ 383)

روزوں کے فضائل

(1) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس

نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اسکے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم جلد 1 حدیث 1774 صفحہ 723)

(2) حضرت سہل (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اس دروازے سے صرف روزے دار جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ کوئی اس سے داخل نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم جلد 1 حدیث 1769 صفحہ 721)

(3) امام بیہقی نے حضرت عبد بن ابی رباح (رحمتہ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں، قیامت کے دن روزہ داروں کیلئے دستر خوان لگائے جائیں گے اور وہ اس میں سے کھا رہے ہوں گے جبکہ دوسرے لوگ حساب کتاب کی تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔

(تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 476)

(4) حضرت ابو سعید خُدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کو اس کے چہرے سے 70 سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام جلد 1 حدیث 2703 صفحہ 808)

(5) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو بتاؤ کہ جو بندہ میری رضا کیلئے روزہ رکھے گا میں اس کے جسم کو صحت بخشوں گا اور اس کا اجر بھی بڑا کر دوں گا۔

(تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 475)

آیت کے آخر میں بیان کیا گیا: لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ یعنی تم پر روزے اس لیے فرض کیے گئے

ہیں تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، یعنی روزے کا اصل مقصد تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول ہے، روزے میں چونکہ نفس پر سختی کی جاتی ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں سے بھی روک دیا جاتا ہے تو اس سے اپنی خواہشات پر قابو پانے کی مشق ہوتی ہے جس سے ضبطِ نفس اور حرام سے بچنے پر قوت حاصل ہوتی ہے اور یہی ضبطِ نفس اور خواہشات پر قابو وہ بنیادی چیز ہے جس کے ذریعے آدمی گناہوں سے بچتا ہے۔ اور جو شخص روزہ رکھ کر بھی گناہ کے کام نہ چھوڑے تو حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص روزہ رکھ کر بھی بُری باتوں اور جھوٹ بولنے سے نہ بچے تو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے روزے کی کوئی حاجت نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم جلد 1 حدیث 1776 صفحہ 724)

قارئین کرام! یہاں پر روزوں کے حوالے سے چند مسائل سوال و جواب کی صورت میں ملاحظہ فرمائیں۔

روزوں کے مسائل

سوال 1: بغیر سحری کے روزہ رکھنا کیسا؟

جواب: بغیر سحری کے روزہ رکھنا جائز ہے روزہ ہو جاتا ہے کیونکہ روزے کیلئے سحری کرنا شرط نہیں ہے اسی طرح کسی کی آنکھ سحری میں نہ کھلی اور وقت گزر گیا تو بغیر سحری کے روزہ رکھ لے روزہ ہو جائے گا مگر مستحب یہ ہے کہ سحری کھا کر روزہ رکھے کہ حدیثِ پاک میں بہت فضیلتیں آئی ہیں۔ (1) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ (عزوجل) اور اُسکے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔ (صحیح ابن حبان جلد 5 حدیث 34 صفحہ 194) (2) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سحری پوری کی پوری برکت ہے اسے نہ چھوڑو چاہے یہی ہو کہ تم پانی کا ایک گھونٹ پی لو، بیشک اللہ (عزوجل) اور

اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں سحری کرنے والوں پر۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 4 حدیث 11396 صفحہ 88)

(3) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث 1923 صفحہ 411)

سوال 4: روزے کی حالت میں مسواک یا ٹوتھ پیسٹ کرنا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے بلکہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا سنت اور باعثِ جزا (ثواب) ہے لیکن اگر مسواک چبانے سے ریشے چھوٹیں یا مزہ (حلق میں) محسوس ہو تو ایسی مسواک روزے میں نہیں کرنی چاہیے برش کا حکم بھی مسواک ہی کی طرح ہے البتہ اس بات کی احتیاط کریں کہ ٹوتھ پیسٹ کے ذرات حلق میں نہ جائیں اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر کے وقت مسواک نہیں کرنی چاہیے کہ مکروہ ہے یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 511۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 997۔ تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 191۔ فتاویٰ بریلی صفحہ 203)

سوال 5: کن ایام میں روزہ رکھنا حرام ہے؟

جواب: عید الفطر، عید الاضحیٰ اور 11، 12، 13 ذی الحج کے دن روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 10۔ فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 342۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 967)

سوال 6: مُشت زنی (یعنی اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر غسل واجب کر لینا) کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: مُشت زنی کے سبب اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کیساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلی تو غسل واجب ہو جائے گا اور روزہ کی حالت میں روزہ یاد ہوتے ہوئے یہ کام کیا تو روزہ فاسد

ہو جائے گا اور یہ نہایت بُرا فعل ہے حدیث پاک میں ایسے شخص پر لعنت کی گئی ہے لہٰذا اس سے توبہ کرنا لازم ہے۔(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 23۔فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 168۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 989)

سوال 7: روزے کی حالت میں جھوٹ، غیبت، چغلی کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینا، بیہودہ بات کرنا، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز وحرام ہیں اور روزہ کی حالت میں تو اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے اور روزے کی نورانیت چلی جاتی ہے احادیث مبارکہ میں بھی اسکے متعلق وعیدیں آئی ہیں۔(i) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بُری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا اور جھوٹ بولنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث 1903 صفحہ 384)

(ii) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں روزہ سے سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ انہیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1679 صفحہ 526)

(iii) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ صرف کھانے پینے سے رُکنے کا نام نہیں ہے بلکہ لغو(فضول) اور بیہودہ باتوں سے بچنا، اصل روزہ ہے اور اگر تمہیں کوئی گالی دے اور بُرا بھلا کہے تو تم آگے سے صرف اتنا کہہ دو کہ میں روزے دار ہوں۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1570 صفحہ 99)

(iv) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ سپر ہے جب تک اسے پھاڑا نہ ہو عرض کی گئی کس چیز سے پھاڑا جائے گا، ارشاد فرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔

(المعجم الاوسط جلد 3 حدیث 4536 صفحہ 264)

(v) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو وہ بے حیائی کی باتیں نہ کرے، نہ جہالت کا اظہار کرے اور نہ شور کرے اور کوئی شخص اسکو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے چاہیے کہ اُسے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

(سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1680 ص 526)

اس لیے ہمیں روزے کی حالت میں بھی اور اس کے علاوہ بھی گناہوں سے بچنا چاہیے۔

سوال 8: اگر روزہ کی حالت میں منہ میں مکھی چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں اگر مکھی منہ میں چلی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر قصداً (جان بوجھ کر) نگلی تو روزہ جاتا رہے گا۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 983)

سوال 9: اگر روزہ کے دوران کھٹی ڈکاریں آئیں تو اس سے روزہ پر کوئی فرق پڑے گا یا نہیں؟

جواب: روزے کے دوران کھٹی ڈکاریں آنے سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 486)

سوال 10: دھواں اور گردو غبار کے حلق میں چلے جانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: دھواں یا گردو غبار کے حلق میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر جان بوجھ کر حلق میں پہنچایا (مثلاً اگر بتی جل رہی تھی اور اس کی طرف منہ کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا تو اب روزہ جاتا رہے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 492۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 982۔ روزے کے جدید مسائل صفحہ 19)

سوال 11: وضو یا غسل کرنے کے بعد کچھ تری منہ میں رہ جاتی ہے اسے نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: وضو یا غسل میں کلی کرنے کے بعد منہ میں کچھ تری باقی رہ جاتی ہے اسکو نگل لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 982۔فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 496)

سوال 12: روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے کے متعلق علمائے کرام کی دو رائے ہیں بعض کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور بعض کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا اس لیے اگر شدید حاجت ہو تو روزے کی حالت میں انجکشن لگوالیا جائے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 516۔فتاویٰ مصطفویہ صفحہ 10۔روزے کے جدید مسائل صفحہ 22۔فتاویٰ بریلی شریف صفحہ 359)

اور اگر شدید حاجت نہ ہو تو روزے کی حالت میں انجکشن نہ لگوایا جائے کہ بچنا بہتر ہے۔

سوال 13: روزے کی حالت میں خواتین کا میک اپ کرنا، لپ اسٹک لگانا، ہیر کٹنگ کرانا کیسا ہے؟

جواب: روزے کی حالت میں خواتین کا میک اپ کرنا جائز ہے بشرطیکہ غیر محرم مردوں کے سامنے بے پردگی اور نمود و نمائش مقصود نہ ہو اور لپ اسٹک لگانا جائز ہے بشرطیکہ اس کے اجزاء ترکیبی میں کوئی ناپاک چیز شامل نہ ہو اور اگر لپ اسٹک واٹر پروف ہے اور اس کے لگے رہنے کی وجہ سے ہونٹوں کی جلد وضو کے دوران پانی سے تر نہیں ہوتی تو وضو مکمل طور پر ادا نہیں ہوگا۔اور ایسے ناتمام وضو سے نماز صحیح ادا نہیں ہوگی اور جو چیز کسی شرعی فرض کی صحتِ ادا میں مانع (رکاوٹ) بن جائے وہ جائز نہیں ہے۔ ہیر کٹنگ اگر معمولی مقدار میں ہو مثلاً لمبائی میں بالوں کو برابر رکھنا ہو تو اس حد تک جائز اور اگر اتنی مقدار ہو جس سے مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہو تو ناجائز ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابن عباس (رضی

اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 697، صفحہ 242۔ تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 190)

سوال 14: روزے کی حالت میں کسی ضرورت مند مریض کو خون دینا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں ضرورت مند مریض کو خون دینا یا اپنے کسی ٹیسٹ کیلئے خون دینا جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ بدن میں کوئی چیز جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے نہ کہ خارج ہونے سے۔ البتہ اتنا زیادہ خون نہ نکالا جائے کہ روزہ پورا کرنے کی استطاعت باقی نہ رہے۔

(تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 194۔ روزے کے مسائل صفحہ 21)

سوال 15: اگر روزے کی حالت میں دانتوں سے خون نکل آئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں دانتوں سے خون نکلا اور حلق سے نیچے نہ اُترا تو اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (الدرالمختار جلد 3 صفحہ 421۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 983)

سوال 16: روزے کی حالت میں انہیلر کا استعمال کرنا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں انہیلر استعمال کرنا جائز نہیں اگر استعمال کیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (تفہیم المسائل جلد 2، صفحہ 190۔ فتاویٰ بریلی شریف صفحہ 360)

سوال 17: اگر روزے کی حالت میں آنسو کے قطرات منہ میں چلے جائیں تو روزے کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: روزے کی حالت میں آنسو کے ایک یا دو قطرات منہ میں چلے گئے اور حلق سے نیچے

اُتر گئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر زیادہ قطرات منہ میں چلے جائیں کہ ان کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 21۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 988)

سوال 18: روزے کی حالت میں خوشبو سونگھنا اور اسے کپڑوں پر لگانا اور بال و ناخن کٹوانا کیسا اور ان میں تیل لگانا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں خوشبو سونگھنا اور اِسے کپڑوں پر لگانا جائز ہے اسی طرح روزے کی حالت میں ناخن اور بال بھی کٹوا سکتے ہیں اور بالوں کو تیل بھی لگا سکتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 511۔ فتاویٰ بریلی صفحہ 358۔ تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 188)

سوال 19: اگر کوئی شخص اس وقت اٹھے کہ سحری کا وقت بہت کم رہ گیا ہو اور غسل بھی واجب ہو تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اس صورت میں ہاتھ دھو کر کلی کر لیں اور ناک میں پانی چڑھا لیں پھر سحری کر لیں اور سحری کرنے کے بعد سہولت کے مطابق غسل کر لیں اس سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ البتہ غسل جنابت میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ ایک فرض نماز کا وقت نکل جائے۔

(تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 188۔ روزے کے جدید مسائل صفحہ 48)

سوال 20: اگر روزہ دار کے جسم میں کہیں زخم ہو اور اس میں سے خون یا پیپ وغیرہ نکل جائے تو اس سے روزے پر اثر پڑے گا یا نہیں؟

جواب: جسم سے خون یا پیپ نکلنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (فتاویٰ بریلی صفحہ 312)

سوال 21: افطاری کی مسنون دعا روزہ کھولنے سے پہلے پڑھنی چاہیے یا روزہ کھولنے کے بعد پڑھنی چاہیے؟

جواب: افطاری کی مسنون دعا روزہ کھولنے کے بعد پڑھنی چاہیے، اس لیے افطاری کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے اور افطاری کے بعد یہ مسنون دعا پڑھ لی جائے: حدیث پاک میں ہے: جب نبی کریم ﷺ افطاری فرمالیتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ: (سنن ابوداؤد جلد 2، حدیث 586، صفحہ 229)

(فتاویٰ رضویہ جلد 10، صفحہ 633۔ فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 516)

سوال 22: اگر روزے کی حالت میں قے آجائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں اگر خود بخود قے آجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے قے منہ بھر ہو یا نہ ہو، ہاں اگر جان بوجھ کر روزہ یاد ہوتے ہوئے قے کی اور قے منہ بھر ہے (یعنی اسے بلا تکلف نہ روکا جاسکے) تو اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ قے میں کھانا، یا پانی یا صفرا (یعنی کڑوا پانی) یا خون آئے، اگر قے میں صرف بلغم نکلا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ قے منہ بھر ہی کیوں نہ ہو، روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ خلاصہ یہ کہ اگر قے میں یہ تین شرائط پائی جائیں تو روزہ ٹوٹے گا (i) جان بوجھ کر قے کرنا (ii) اور قے کا منہ بھر ہونا (iii) اس میں کھانا اور صفرا کا نکلنا۔ اگر ان شرائط میں سے ایک شرط بھی کم ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 21۔ وقار الفتاویٰ جلد 2 صفحہ 429۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 988)

سوال 23: روزے کی حالت میں کسی چیز کا چکھنا کیسا؟

جواب: روزہ دار کا بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے چکھنے کیلئے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر بدمزاج ہے کہ نمک کم وبیش ہوگا تو اسکی ناراضگی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں چبانے کیلئے عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو

اُسے کھلائی جائے نہ حیض ونفاس والی یا کوئی اور بے روزہ عورت ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کیلئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں اور یاد رکھیں کہ چکھنے کہ وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کیلئے اُس میں سے تھوڑا سا کھالینا کہ یوں تو کراہیت کیسی، روزہ ہی جاتا رہے گا بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اسے تھوک دیں اور اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔

(الدرالمختار جلد 3 صفحہ 453۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 996۔ فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 501)

سوال 24: روزے کی حالت میں وضو یا غسل کرتے ہوئے غرغرہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: روزے دار کو وضو یا غسل کرتے ہوئے غرغرہ کرنا مکروہ ہے اس لیے نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس میں پانی کے حلق سے نیچے اتر جانے کا امکان ہوتا ہے۔ غیر روزہ دار کیلئے غرغرہ کرنا سنت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 1، صفحہ 594)

سوال 25: اگر کسی شخص کے اوپر کافی روزوں کی قضا ہو اور وہ روزے رکھنے کی بجائے اس کا فدیہ ادا کردے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا یا نہیں جبکہ اس کے اندر روزہ رکھنے کی طاقت موجود ہو؟

جواب: جب تک اس شخص کے اندر روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو وہ فدیہ ادا کرنے سے ہرگز بری الذمہ نہیں ہوگا اس پر تمام روزوں کی قضا فرض ہے۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد 1 صفحہ 396۔ فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 341)

سوال 26: رمضان المبارک میں اگر کوئی شخص روزہ جان بوجھ کر توڑ دے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

جواب: جان بوجھ کر روزہ توڑ دینے کی صورت میں کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے نہ (اب اس کا دور نہیں ہے) اگر غلام نہ ہو تو مسلسل 61 روزے رکھے مسلسل بغیر وقفہ کے (یعنی 60 روزے کفارے کے اور ایک روزہ قضا کا) رکھے۔ اگر درمیان میں ایک دن بھی وقفہ پڑ گیا تو پھر دوبارہ دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ پہلے کے روزے حساب میں شامل نہیں ہوں گے، اگر اس شخص میں روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے۔

(فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 333۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 994۔ انوار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 264)

نوٹ: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے رمضان کے روزے کی نیت کی ہو۔ اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں صرف قضاء کافی ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 99)

سوال 27: وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

جواب: مسافر پر، حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کو روزہ مُعاف ہے حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھے) اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ خواتین سے روزہ مُعاف فرمادیا کہ انکو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھیں بعد میں وہ اپنے روزوں کی مقدار پوری کرلیں۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 693 صفحہ 391)

اگر مریض مرض کے بڑھ جانے یا دیر سے اچھا ہونے یا تندرست کو بیماری ہو جانے کا گمان غالب ہو تو ان کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 1003)

سوال 28: دورِ حاضر میں بعض صورتوں میں سفر پُر سہولت ہوگیا ہے بطور خاص ائیر کنڈیشنر بس یا ٹرین کی ائیر کنڈیشنر بوگی یا جہاز میں تو کوئی زیادہ مشقت پیش نہیں آتی، کیا ان صورتوں میں بھی روزہ چھوڑنا جائز ہے؟

جواب: بلاشبہ فی زمانہ بعض صورتوں میں سفر بہت پُر سکون ہوگیا ہے مگر اس سکون و آسانی کے باوجود بھی مسافر پر لازم نہیں ہے کہ وہ اس سفر میں روزہ رکھے کیونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت نصِ قطعی سے ثابت ہے اللہ (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۝ تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔ (پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 184)

اور حدیث پاک میں ہے حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھے) اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا ہے۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 693 صفحہ 391)

(کہ ان کو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں) سفر اور حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف وہلاک و اکراہ ونقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کیلئے عذر ہیں ان وجوہات کی بناء پر اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں، سفر سے مُراد شرعی سفر ہے (یعنی اتنی دور جانے کے ارادے سے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن (تقریباً ساڑھے 92 کلومیٹر) کی مسافت ہو اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو: اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کیلئے ہو۔

(الدرالمختار جلد 2 صفحہ 462۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 1002۔ جدید روزے کے مسائل صفحہ 50)

بہر حال اگر سفر میں مشقت نہ ہو اور آسانی سے روزہ رکھا جا سکتا ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔

سوال 29: اگر ایک شخص کافی بوڑھا ہے کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ فدیہ دے سکتا ہے؟

جواب: روزے اور فدیے کے حوالے سے اس کی چند صورتیں ہیں (1) شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہوتا جائے گا۔ جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ روزے رکھنے کی طاقت آنے کی اُمید ہے تو اس صورت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ہر روزے کے بدلہ میں (بطورِ فدیہ) ایک صدقۂ فطر (یعنی دو کلو پچاس گرام گندم یا آٹا) کی مقدار یا اسکی رقم مسکین کو دیدیں (2) اگر بوڑھا شخص گرمیوں میں روزہ نہیں رکھ سکتا تو نہ رکھے مگر سردیوں میں رکھنا فرض ہے (3) اگر فدیہ دینے کے بعد بوڑھے شخص میں طاقت آگئی تو دیا ہوا فدیہ صدقہ نفل ہوگیا اور روزوں کی قضاء کرنا اس کے لیے ضروری ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 27۔ الدرالمختار جلد 3 صفحہ 481۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 1006)

سوال 30: کیا سحری کا وقت اذانِ فجر پر ختم ہوتا ہے اور فجر کی اذان تک سحری کرتے رہنا کیسا؟

جواب: سحری کا وقت طلوعِ فجر تک ہوتا ہے اس کے بعد اگر کسی نے کھایا یا پیا تو اس کا روزہ نہیں ہوگا، کیونکہ اذانِ فجر اس وقت دی جاتی ہے جب سحری کا وقت ختم ہو چکا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ۝** اور کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ فجر کا سفید دھاگہ (رات کے) سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے، پھر روزہ کو

رات آنے تک پورا کرو۔ (پارہ 2 سورہ البقرہ آیت 187)

(آجکل اکثر لوگ اذانوں تک کھاتے پیتے رہتے ہیں یاد رکھیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کے روزے نہیں ہوتے، اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ اسلامی کیلنڈر حاصل کرے اور اس کے مطابق سحری وافطاری کرے، بہتر ہے کہ سحری میں جو وقت اسلامی کیلنڈر پر لکھا ہو اس سے پانچ منٹ پہلے سحری بند کر دے اور افطاری کا جو وقت کیلنڈر پر لکھا ہو اس سے پانچ منٹ بعد افطاری کرے)

11: موضوع

﴿مسلمانو! ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ﴾

(11) وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۠

ترجمہ: ’’اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ (بطورِ رشوت) وہ مال حاکموں کو دو تا کہ تم جان بوجھ کر لوگوں کا کچھ مال گناہ کے ساتھ کھاؤ‘‘ (پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 188)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی تمام اُمت کو خطاب ہے اور اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا مال ناحق نہ کھائے، جُوا، سود، رشوت، دھوکے سے لیا ہوا مال، غصب شدہ، کسی کے حق کا انکار مثلاً کسی کی مزدوری، اُجرت یا کرایہ کا انکار کر کے اس کا حق مار لینا، کسی کے ساتھ خیانت کرنا یا وہ مال جس کو شریعت نے حرام کر دیا ہے، مثلاً فاحشہ عورت کی اُجرت اور شراب اور مردار کی قیمت وغیرہ کہ یہ تمام قسم کے مال حرام ہیں اور ان کا کھانا ناجائز ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 1 پارہ 20 صفحہ 124۔ تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 706)

حضرت ابوحمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے

ارشاد فرمایا: کسی انسان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال بغیر حق کے لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان پر مسلمان کا مال حرام قرار دیا ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 530)

قارئین کرام! اس آیت مبارکہ میں رشوت لینے اور دینے سے بھی منع کیا گیا ہے، لہٰذا یہاں پر رشوت کی تعریف، اسکی اقسام اور اس کے احکام ملاحظہ فرمائیں۔

رشوت کی تعریف:۔ وہ چیز جو کسی کے حق کو باطل کرنے کے لیے یا باطل کو حاصل کرنے کے لیے دی جائے یا کسی حاکم شخص یا کسی بھی دوسرے شخص کو اس لیے کوئی چیز دینا تاکہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کردے یا حاکم کو اپنا مقصد پورا کرنے پر ابھارے یا اپنی حاجت پوری کروانے کے لیے روپے دے تو اسے رشوت کہتے ہیں۔ قرآن وحدیث نے رشوت لینے اور دینے کی شدید مذمت فرمائی ہے۔ **وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝**

اور ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ اور نہ (بطورِ رشوت) وہ مال حاکموں کو دو تا کہ تم جان بوجھ کر لوگوں کا کچھ مال گناہ کے ساتھ کھاؤ۔ (پارہ 2، سورۃ البقرہ آیت 188)

اور حدیث پاک میں ہے: حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی۔

(سنن ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1348 صفحہ 672)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخ کی آگ میں جائیں گے۔

(الترغیب والترہیب کتاب القضاء جلد 2 صفحہ 131)

رشوت کی اقسام: علامہ قاضی خان (رحمتہ اللہ علیہ) لکھتے ہیں: جب قاضی رشوت دے کر منصب قضاء کو حاصل کرلے تو وہ قاضی نہیں ہوگا۔ اور قاضی اور رشوت لینے والے دونوں پر رشوت حرام ہوگی، رشوت کی چار قسمیں ہیں۔ (1) پہلی قسم یہ ہے کہ منصب قضاء کو حاصل کرنے کیلیے رشوت دینا، اس رشوت کا لینا اور دینا حرام ہیں۔ (2) کوئی شخص اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے لیے قاضی کو رشوت دے، یہ رشوت جانبین سے حرام ہے، خواہ وہ فیصلہ حق اور انصاف پر مبنی ہو یا نہ ہو، کیونکہ فیصلہ کرنا قاضی کی ذمہ داری (Duty) ہے۔ (3) اپنی جان اور مال کو ظلم اور فرد سے بچانے کے لیے رشوت دینا یہ لینے والے پر حرام ہے دینے والے پر حرام نہیں ہے۔ اسی طرح اپنے مال کو حاصل کرنے کے لیے بھی رشوت دینا جائز ہے اور لینا حرام ہے۔ (4) کسی شخص کو اس لیے رشوت دی کہ وہ اس کو بادشاہ یا حاکم (صدر، وزیر اعظم) تک پہنچادے تو اس رشوت کا دینا جائز ہے اور لینا حرام ہے۔

(شرح صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 71 بحوالہ فتاوٰی قاضی خان جلد 2 صفحہ 326، 363۔ فتاوٰی رضویہ جلد 18 صفحہ 469)

(شیطان سے حفاظت)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص روزانہ دس بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو کہ اس کو شیطان سے بچاتا ہے۔

(تفسیر نعیمی جلد 1 صفحہ 45)

حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جو شخص حضورِ قلب کے ساتھ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور شیطان کے درمیان تین سو پردے حائل کر دیتا ہے اور پردے کے مابین زمین و آسمان کے درمیان جتنی مسافت ہوتی ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 1 صفحہ 19)

موضوع :12

﴿اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ﴾

(12) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔ (پارہ 2 سورہ البقرہ آیت 208)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ، یعنی اے مسلمانو! دورنگی چھوڑ دو اور اسلام میں ظاہر و باطن کے ساتھ پورے کے پورے داخل ہوجاؤ۔ نیز اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈوانا، مشرکوں جیسا لباس پہننا، اپنی معاشرت بے دینوں جیسی کرنا بھی سب ایمانی کمزوری کی علامت ہے جب مسلمان ہوگئے تو سیرت وصورت، ظاہر و باطن، عبادات و معاملات، رہن سہن، میل برتاؤ، زندگی وموت، تجارت و ملازمت سب میں اپنے دین پر عمل کرو۔

(ملخصاً تفسیر نور العرفان صفحہ 39۔ تفسیر صراط الجنان جلد 1 صفحہ 324)

(موت کے وقت انسان کی تین حسرتیں)

حضرت حسن بصری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: موت کے وقت انسان کے دل میں تین حسرتیں رہتی ہیں: (1) جو جمع کیا تھا اس سے سیر نہ ہوسکا (2) دل کی جو آرزو تھی وہ پوری نہ ہوئی (3) آخرت کی جیسی تیاری کرنی چاہیے تھی ویسی نہ کی۔

(کیمیائے سعادت صفحہ 510)

موضوع: 13

﴿شراب اور جوئے کی مذمت﴾

(13) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ: ''آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں میں کبیرہ گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ دنیوی منافع بھی ہے لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے''۔ (پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 219)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں شراب اور جوئے کی مذمت کی گئی ہے کہ جوئے اور شراب کا گناہ اس کے نفع سے زیادہ ہے، نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سُرور پیدا ہوتا ہے یا اسکی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے اور جوئے میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے کبھی مفت کا مال ہاتھ آجاتا ہے لیکن شراب اور جوئے کی وجہ سے ہونے والے گناہوں اور فسادات کا کیا شمار، شراب سے عقل زائل ہوجاتی ہے، غیرت وحمیت کا جنازہ نکل جاتا ہے، ماں، بہن، بیٹی کی تمیز ختم ہوجاتی ہے، عبادت سے دل اُکتا جاتا ہے، عبادت کی لذت دل سے نکل جاتی ہے اور جوئے کی وجہ سے دشمنیاں پیدا ہوجاتی ہیں، آدمی سب کی نظر میں ذلیل وخوار ہوجاتا ہے، جوئے باز، سٹے باز کے نام سے بدنام ہوتا ہے کبھی کبھار اپنا سب مال واسباب جوئے میں ہار جاتا ہے، زندگی تباہ ہوجاتی ہے، محنت سے جی چُرانا شروع ہوجاتا ہے مفت خور بننے کی عادت پڑجاتی ہے وغیرہا:

☆شراب اور جوئے کی مذمت میں قرآن پاک کی چند آیات واحادیث مبارکہ

(1) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ٥

ترجمہ: ''اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں تم نماز کے قریب بھی نہ جاؤ حتیٰ کہ تم یہ جان لو کہ تم کیا کر رہے ہو۔ (پارہ 5 سورۃ نساء آیت 43)

(2) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ٥

اے ایمان والو! خمر (یعنی شراب) جوا، بتوں کے چڑھاووں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیر محض ناپاک ہیں، شیطانی کاموں سے ہیں، ان سے اجتناب کرو تاکہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈلوادے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟

(پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت 91,90)

(3) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربۃ جلد 3 حدیث 5187 صفحہ 34)

(4) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر شراب جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الاشربۃ جلد 3 حدیث 546 صفحہ 243)

(5) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 200 صفحہ 101)

(6) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے شراب کے معاملہ میں 10 آدمیوں پر لعنت فرمائی۔ (1) شراب بنانے والا (2) بنوانے والا (3) پینے والا (4) اٹھانے والا (5) اٹھوانے والا (6) پلانے والا (7) بیچنے والا (8) اسکی قیمت کھانے والا (9) خریدنے والا اور (10) خریدوانے والا۔ (یعنی آپ ﷺ نے ان سب لوگوں پر لعنت فرمائی)۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1304 صفحہ 656)

(7) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا میں شراب پی پھر توبہ نہ کی تو آخرت کی شراب (طہور) اس پر حرام کردی جائے گی۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ جلد 3 حدیث 5190 صفحہ 35)

(8) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شراب سے بچو، کیونکہ یہ ہر گناہ کی کنجی (یعنی چابی) ہے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الحدود جلد 2 صفحہ 197)

(9) رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا میں شراب پیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بڑے کالے سانپ کے زہر سے ایسا گھونٹ پلائے گا کہ اس کے پینے سے پہلے ہی اس کے چہرے کا گوشت برتن میں گر جائے اور جب وہ اسے پیئے گا تو اس کا گوشت اور چمڑا گرے گا جس سے اہلِ جہنم کو اذیت پہنچے گی۔ (پھر فرمایا) اللہ تعالیٰ شراب پینے والے شخص کی نہ نماز قبول فرمائے گا اور نہ ہی حج قبول فرمائے گا اور اگر وہ شخص توبہ سے پہلے مرجائے تو

اللہ تعالیٰ کو اس بات کا حق ہے کہ دنیا میں اس نے جتنے گھونٹ شراب پی ہے، ہر گھونٹ کے بدلے اسے پیپ پلائے۔ (کتاب الکبائر صفحہ 137)

(10) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ جب شراب حرام فرمائی گئی تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ایک دوسرے کے پاس جا کر کہتے تھے کہ شراب حرام فرما دی گئی ہے اور اسکو شرک کے برابر کر دیا گیا ہے (یعنی اس کا عذاب شرک کے عذاب کے برابر کر دیا گیا ہے)۔

(الترغیب والترہیب کتاب الحدود جلد 2 صفحہ 199)

☆ شرابی انسان کا مرنے کے بعد قبلہ سے چہرہ پھر جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں کہ جب شرابی مر جائے تو اسے دفن کر دو، پھر مجھے ایک لکڑی پر لٹکا کر اس کی قبر کھودو، اگر اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو تم مجھے یونہی لٹکا چھوڑ دینا۔ (کتاب الکبائر صفحہ 138)

☆ جوئے کی مذمت میں احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جُوا کھیلا تو گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں داخل کیا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3751، صفحہ 500۔ تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 123)

(2) حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جوا کھیلے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہے۔

(المستدرک جلد 1 حدیث 161 صفحہ 108)

(3) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس

شخص نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ جُوا کھیلیں تو اُس (کہنے والے) کو چاہیے کہ صدقہ کرے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 2 حدیث 4236 صفحہ 428)

☆جوئے کی تعریف اور اسکے متعلق احکام

جوئے کی تعریف:۔ ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط ہو کہ ہارنے والے کی کوئی چیز کامیاب ہونے والے کو دی جائے گی تو یہ جوا ہے۔ (التعریفات صفحہ 77۔تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 777)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: سود، چوری، غصب اور جوئے کا روپیہ قطعی حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ 646)

یاد رکھیے! شطرنج، تاش، لڈو، کیرم، بلیئرڈ، کرکٹ وغیرہ ہار جیت کے کھیل جن پر بازی لگائی جائے سب جوئے میں داخل اور حرام ہیں یونہی کرکٹ وغیرہ کے میچ یا ایک ایک اوور (Over) یا ایک ایک بال پر جو رقم لگائی جاتی ہے یہ جُوا ہے، یونہی گھروں یا دفتروں میں چھوٹی موٹی باتوں پر جو اس طرح کی شرطیں لگتی ہیں کہ اگر میری بات درست نکلی تو تم کھانا کھلاؤ گے اور اگر تمہاری بات سچ نکلی تو میں کھانا کھلاؤں گا۔ یہ سب جوئے میں داخل ہے یونہی لاٹری وغیرہ جوئے میں داخل ہے۔ آج کل موبائل پر کمپنی کو میسج کرنے پر ایک مخصوص رقم کٹتی ہے اور اس پر بھی انعامات رکھے جاتے ہیں یہ سب جوئے میں داخل ہیں۔

(تفسیر صراط الجنان جلد 1 صفحہ 337)

اگر زندگی میں پہلے کسی نے جوا کھیلا ہے تو اسے چاہیے کہ اس سے سچی توبہ کرے اور جس سے جتنا مال جوئے کے ذریعے جیتا ہے اُس کو واپس کردے ورنہ آخرت میں جہنم کا سخت عذاب سہنا پڑے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جوئے میں جس قدر مال کمایا

محض حرام ہے، اس سے براءت (یعنی نجات) کی یہی صورت ہے کہ جس جس سے جتنا مال جیتا ہے اُسے واپس دے، یا جیسے بن پڑے اُسے راضی کر کے معاف کرالے، اگر وہ نہ ہوتو اُس کے وارثوں کو واپس کردے، یا اُن میں جو عاقل بالغ ہوں ان کا حصہ اُنکی رضا مندی سے معاف کرالے، باقیوں کا حصہ ضرور انہیں دے کہ اسکی معافی ممکن نہیں اور جن لوگوں کا پتا کسی طرح نہ چلے، نہ اُن کے وُرثہ کا، تو اُن سے جس قدر (مال) جیتا تھا تو اُن کی طرف سے نیت کر کے خیرات کردے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ 651)

14: موضوع

﴿اللہ کے دئیے ہوئے مال میں سے اسکی راہ میں خرچ کرو﴾

(14) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے میں سے ہماری راہ میں اس دن کے آنے سے پہلے خرچ لو، جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ کافروں کے لیے شفاعت ہوگی اور کافر ہی ظالم ہیں‘‘۔ (پارہ 3 سورۃ البقرۃ آیت 254)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رب کی عطا کی ہوئی ہر نعمت میں سے خیرات کرنی چاہیے، علم، مال، تندرستی، اولاد، وقت سب میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔
(تفسیر نور العرفان صفحہ 51)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں فکرِ آخرت کا بھی ذہن دیا گیا ہے کہ قیامت کے آنے سے پہلے پہلے راہِ خدا میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال خرچ کرلو، قیامت کا دن بڑی ہیبت والا ہے، اس دن مال کسی کو بھی فائدہ نہ دے گا اور دنیوی دوستیاں بھی بیکار ہوں گی، بلکہ باپ بیٹے

بھی ایک دوسرے سے جان چھڑا رہے ہوں گے اور کافروں کو کسی کی سفارش کام نہ دے گی اور نہ دنیوی انداز میں کوئی کسی کی سفارش کر سکے گا، صرف اذنِ الٰہی سے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے شفاعت کریں گے جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت 255 یعنی آیت الکرسی میں بیان کیا گیا ہے **مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ** کون ہے جو اس کے ہاں اسکی اجازت کے بغیر سفارش کرے؟ اور مال کا فائدہ بھی اسی صورت میں ہے جب دنیا میں اسے نیک کاموں میں خرچ کیا ہو اور دوستیوں میں سے بھی نیک لوگوں کی دوستیاں کام آئیں گی جیسا کہ پارہ 25، سورۃ زخرف، آیت 67 میں ہے **اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ؕ** پرہیزگاروں کے علاوہ اس دن گہرے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

آیت کے آخر میں فرمایا گیا: **وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ** اور کافر ہی ظالم ہیں، ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو غلط جگہ استعمال کرنا، کافروں کا ایمان کی جگہ کفر اور اطاعت کی جگہ معصیت اور شکر کی جگہ ناشکری کو اختیار کرنا ان کا ظلم ہے اور چونکہ یہاں ظلم کا سب سے بدتر درجہ مراد ہے اس لیے فرمایا گیا کہ کافر ہی ظالم ہیں۔ (تفسیر صراط الجنان جلد 1 صفحہ 382)

(لوگوں کی کثرت دھوکہ نہ دے)

حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اے انسان تجھے اپنے ارد گرد لوگوں کی کثرت دھوکہ نہ دے اس لیے کہ تو اکیلا مرے گا، اکیلا اٹھے گا اور اکیلا حساب لیا جائے گا۔ (تفسیر روح البیان جلد 12 صفحہ 533)

15: موضوع

﴿اے مسلمانو! احسان جتا کر اپنے صدقے باطل نہ کرو﴾

(15) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

ترجمہ: ''اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے برباد نہ کردو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر ہو جس پر مٹی ہے تو اس پر زوردار بارش پڑی جس نے اسے صاف پتھر کر چھوڑا، ایسے لوگ اپنے کمائے ہوئے اعمال سے کسی چیز پر قدرت نہ پائیں گے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا''۔

(پارہ 3 سورۃ البقرۃ آیت 264)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا کہ اے ایمان والو! جس پر خرچ کرو اس پر احسان جتلا کر اور اسے تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے کا ثواب برباد نہ کردو کیونکہ جس طرح منافق آدمی لوگوں کو دکھانے کیلئے اور اپنی واہ واہ کروانے کے لیے مال خرچ کرتا ہے، لیکن اس کا ثواب برباد ہو جاتا ہے، اسی طرح فقیر پر احسان جتلانے والے اور اسے تکلیف دینے والے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے ایک چکنا پتھر ہو جس پر مٹی پڑی ہوئی ہو، اگر اس پر زوردار بارش ہو جائے تو پتھر بالکل صاف ہو جاتا ہے اور

[ا]س پر مٹی کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی حال منافق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو [م]علوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روزِ قیامت وہ تمام عمل باطل ہوں گے کیونکہ وہ رضائے الٰہی کیلئے نہ تھے، یا یوں کہہ لیں کہ منافق کا دل گویا پتھر کی چٹان ہے۔ اسکی عبادات خصوصاً [ص]دقات اور ریا کی خیراتیں گویا وہ گردوغبار ہیں، جو چٹان پر پڑ گئیں، جن میں بیج کی کاشت [ن]ہیں ہوسکتی۔ رب تعالیٰ کا ان سب کو رد فرمادینا گویا وہ پانی ہے جو سب مٹی بہا کر لے گیا [ا]ور پتھر کو ویسا ہی کر گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ ظاہر کرنے سے فقیر کو بدنامی ہوتی ہوتو [چ]ھپا کردینا چاہیے کہ کسی کو ظاہر نہ ہو، لہٰذا اگر کسی سفید پوش یا معزز آدمی یا عالم یا شیخ (یعنی [ب]زرگ یا پیرومرشد) کو کچھ دیا جائے تو چھپا کر دینا چاہیے، بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر [کس]ی کو علم دین سکھایا ہو تو اس کی جزا کی بھی بندے سے اُمید نہ رکھے اور نہ اسے طعنے دے [کیو]نکہ یہ بھی علمی صدقہ ہے۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ 54۔ تفسیر صراط الجنان جلد 1 صفحہ 400)

[ناظ]ین کرام! یاد رکھیے، شریعت نے اعلانیہ اور پوشیدہ دونوں طرح صدقہ کرنے کی [اجاز]ت دی ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت 271 اور 274 میں صراحت کے ساتھ اس کا [ذکر] ہے لیکن انسان کو اپنی قلبی کیفیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عمل کرنا چاہیے۔ افسوس کہ [ہمار]ے ہاں ریاکاری، احسان جتلانا اور ایذا دینا تینوں بداعمال کی بھرمار ہے، مالدار پیسہ [خر]چ کرتا ہے تو جب تک اپنے کام کے اشتہار نہ لگوا لے یا اخبار میں تصویر اور خبر نہ چھپوا لے [اس]ے چین نہیں آتا، خاندان میں کوئی کسی کی مدد کرتا ہے تو زندگی بھر اُسے دباتا رہتا ہے، جب [مدد ک]رتا ہے سب لوگوں کے سامنے اُسے رسوا کردیتا ہے، جہاں رشتے دار جمع ہوں گے وہیں [اپن]ے مدد کرنے کا اعلان کرنا شروع کردے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہدایت عطاء فرمائے،

16: موضوع

﴿سود کی مذمت﴾

(16) اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

ترجمہ: ''جو لوگ سُود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کے کھڑے ہونے کی طرح جسے آسیب نے چھو کر پاگل بنادیا ہو یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا خرید وفروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالٰی نے خرید وفروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا''۔ (پارہ 3، سورۃ البقرۃ آیت 275)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالٰی نے سُود کی حُرمت کو بیان فرمایا ہے: کیونکہ سُود میں صدہا خرابیاں ہیں جسکی وجہ سے اسے حرام فرمایا گیا ہے اس میں سے چند وجوہات عرض کرتا ہوں: (1) سُود میں دوسرے شخص کا مال بلاعوض لیا جاتا ہے یہ ظلم ہے مثلاً کسی نے ایک روپیہ کے عوض دو روپیہ لیے روپیہ تو روپیہ کے بدلے میں ہوگیا، دوسرا روپیہ بلاعوض رہا، لہٰذا یہ ظلم ہوا (2) سُود سے تجارت بند ہونے کا قوی اندیشہ ہے کہ جب سُود خور کو بلا محنت اور خوف وخطرہ نفع ملے گا تو وہ تجارت کی محنت، اس کے خطرے کیوں برداشت کرے گا اور اگر تجارت بند ہوئی تو اس کے بند ہونے سے عالَم برباد ہوجائے گا۔ (3) سُود سے پُرانی محبت

اور مروّت ختم ہو جاتی ہے، سود خور میں بہیمیت وخونخواری پیدا ہو جاتی ہے کہ مقروض بھائی کی تباہی نہ صرف بخوشی گوارا کرتا بلکہ اس پر خوش ہوتا ہے۔ (4) سُود سے صدہا غرباء اور متوسط الحال لوگوں کو تباہ کر کے ایک دولت مند کا گھر بھرا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ غرباء کی بربادی عالم کی تباہی ہے۔ (5) تاجروں کے دن رات دیوالیہ سود ہی کی بدولت ہوتے ہیں، اگر یہ لوگ سودی قرض لے کر طاقت سے زیادہ کام نہ کریں تو اس طرح تباہ نہ ہوں (6) سود خور شخص کسی مسلمان کو قرضِ حسن دینا گوارا نہیں کرتا۔ صدقہ وخیرات سے جی چُراتا ہے کیونکہ پیسہ پر اس کی نگاہ رہتی ہے کہ اس سے چار پیسے بنائے جاسکتے ہیں۔

(ملخصاً تفسیر نعیمی جلد 3 صفحہ 152)

سُود کی مذمت میں قرآن کی آیات واحادیث مبارکہ

(1) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۝ پھر اگر تم ایسا نہیں کرو گے (یعنی سُود کے لین دین سے باز نہیں آؤ گے) تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑائی کا یقین کرلو۔

(پارہ 3 سورۃ البقرۃ آیت 279)

(2) يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۝ اللہ ہلاک کرتا ہے سُود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔

(پارہ 3 سورۃ البقرۃ آیت 276)

(3) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اے ایمان والو! دُگنا چوگنا کر کے سُود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس اُمید پر کہ تمہیں فلاح ملے۔

(پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 130)

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات چیزوں سے بچو جو کہ تباہ وبرباد کرنے والی ہیں۔ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے

عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ وہ سات چیزیں کونسی ہیں؟ ارشاد فرمایا: (1) شرک کرنا (2) جادو کرنا (3) اسے ناحق قتل کرنا کہ جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو (4) سُود کھانا (5) یتیم کا مال کھانا (6) جنگ کے دوران مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا (7) اور پاکدامن، شادی شدہ، مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

(صحیح بخاری کتاب الوصایا جلد 2 حدیث 38 صفحہ 53)

(5) حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے سُود کھانے والے پر سود کھلانے والے پر، سود لکھنے والے پر، اور سود کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا: یہ سب اس گناہ میں برابر ہیں۔ (صحیح مسلم جلد 2 حدیث 4069 صفحہ 384)

(6) حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سُود کا گناہ 73 درجے ہے اور ان میں سے چھوٹا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔ (المستدرک جلد 2 حدیث 2259 صفحہ 453)

(7) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی علاقے میں زنا اور سود عام ہو جائے تو انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کا مستحق کر دیا۔ (المستدرک جلد 2 حدیث 2261 صفحہ 454)

(8) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: سُود سے اگرچہ مال (وقتی طور پر) بڑھ تو جاتا ہے لیکن آخر کار اس کا انجام کمی پر ہی ہوتا ہے۔ (المستدرک جلد 2 حدیث 2262 صفحہ 455)

(9) حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سُود بُرائی کے 73 دروازوں کو کھولتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 2265 صفحہ 62)

(10) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے پیٹ گھروں کی مانند (بڑے بڑے) تھے جن میں سانپ تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے کہا، اے جبرائیل (علیہ السلام)، یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ سُود خور ہیں۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 2263 صفحہ 62)

(11) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز سُود کھانے والا مفلوج (یعنی فالج زدہ) ہو کر آئے گا۔

(تفسیر دُرِ منثور جلد 1 صفحہ 938)

(12) حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے: اللہ تعالیٰ سود خور کا نہ صدقہ قبول کریگا، نہ حج، نہ جہاد، نہ رشتے داروں سے حُسن سلوک۔

(تفسیر قرطبی جلد 2 صفحہ 274۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 719)

اللہ تعالیٰ ہمیں سود کی نحوستوں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

آیت کے اگلے حصے میں فرمایا گیا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا: خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔ یہاں آیت مبارکہ میں سود خوروں کا وہ شُبہ بیان کیا جارہا ہے جو زمانہ اسلام سے پہلے سے لے کر آج تک چلا آرہا ہے وہ یہ کہ تجارت اور سود میں کیا فرق ہے؟ دونوں ایک جیسے تو ہیں۔ تجارت میں کوئی سامان دے کر نفع حاصل کیا جاتا ہے اور سُود میں رقم دے کر نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ غور کریں کہ تجارت کرنے سے حسنِ سلوک میں فرق نہیں آتا، آدمی سُست، کاہل اور مشقت سے جی چُرانے والا نہیں بنتا وہ اپنے مال کو لے کر پیش کرتا ہے اور اسے نفع و نقصان دونوں کی اُمید ہوتی ہے، وہ دوسرے کی بربادی

ومحتاجی کا آرزومند نہیں ہوتا جبکہ سُود والا بے رحم ہو جاتا ہے وہ مُفت میں کسی کو رقم دینے کا تصور بھی نہیں کرتا۔ انسانی ہمدردی اس سے رخصت ہو جاتی ہے۔ قرض لینے والا ڈوبے، مرے، تباہ ہو یہ ہر صورت اُسے نچوڑنے پر تلا رہتا ہے۔ آخر یہ سب فرق کیا ہیں؟ تجارت اور سُود کو ایک جیسا کہنے والے کو کیا یہ فرق نظر نہیں آتا؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط یعنی اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سُود کو حرام:

لیکن آج کل کے نام نہاد مسلمان دانشوروں کا حال یہ ہے کہ وہ سود سے توبہ کرنے کی بجائے سُود کی اہمیت وضرورت پر کتابیں، آرٹیکل، مضامین اور کالم لکھ رہے ہیں، اللہ (عزوجل) ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین)

موضوع :17

﴿جھوٹی قسمیں کھانے کا وبال﴾

(17) اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

ترجمہ: ''بیشک وہ لوگ جو اللہ کے وعدے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں۔ ان لوگوں کیلئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ قیامت کے دن نہ تو ان سے کلام فرمائے گا اور نہ انکی طرف نظر کرے اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے''۔ (پارہ3 سورۃ آل عمران آیت 77)

تفسیر:۔ اس وعید میں جھوٹی قسم کھا کر مال لینے والے، رشوت لے کر جھوٹی گواہی دینے

والے یا رشوت لے کر جھوٹے فیصلے کرنے والے یا جھوٹی وکالت کرنے والے سب ہی داخل ہیں۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ 72)

حدیث پاک میں ہے: حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا، نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا، حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا حضور یہ لوگ سخت نقصان اور خسارے میں رہے، یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: (تکبر کے ساتھ) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنے والا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 289 صفحہ 125)

حضرت ابو اُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کے حق پر قبضہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم واجب اور جنت حرام کر دیتا ہے، ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ اگر چہ وہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چہ وہ پیلو (یعنی وہ درخت جس کی شاخوں سے مسواک بناتے ہیں) کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 351 صفحہ 146)

حضرت اشعث بن قیس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی بھی جھوٹی قسم اٹھا کر کسی کا مال غصب کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حال میں ملے گا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے۔ (تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 126)

18: موضوع

﴿اے لوگو! اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو﴾

(18) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۝

ترجمہ: ''اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ ڈالو''۔

(پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 103)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا ہے: اللہ کی رسی کو پکڑ لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔ بعض مفسرین کرام نے فرمایا: کہ ''حبل اللہ'' حضور ﷺ کی آلِ پاک ہے۔ لہٰذا آلِ رسول کی غلامی ہدایت و نجات کا ذریعہ ہے اور بعض کے نزدیک حبل اللہ خود حضور ﷺ ہیں۔ جیسے کنویں میں گرا ہوا انسان رسی پکڑ کر اوپر آتا ہے، ایسے ہی حضور ﷺ کے ذریعے نیچے والے لوگ حق تک پہنچتے ہیں۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ 76)

حضرت زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں تم میں قرآن چھوڑے جا رہا ہوں، یہی اللہ کی رسی ہے جس نے اسکی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا، جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگا۔

(تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 167)

حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تم میں اپنے دو نائب چھوڑے جا رہا ہوں۔ (1) اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی قرآن مجید) جو زمین و آسمان کے درمیان پھیلی ہوئی ہے، (2) دوسرا میری اولاد، ان میں تفریق نہ ہو گی، یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض پر حاضر ہوں گے۔

(تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 167)

حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر اطاعت اور جماعت کے ساتھ وابستگی لازم ہے کیونکہ یہی دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رسی ہیں جن کے بارے میں حکم دیا گیا ہے (تفسیر طبری جلد 4 صفحہ 45۔ تفسیر در منثور، جلد 2 صفحہ 168)

اللہ کی رسی پکڑنے کے یہ دو مطلب بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اس سے مراد اللہ کا عہد اور اس کا حکم ہے۔ دوسرا یہ کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو۔ (تبیان القرآن جلد 2 صفحہ 289)

لہٰذا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی رسی کی تفسیر قرآن مجید، اللہ کا عہد، دین، اللہ کی اطاعت، اخلاص کے ساتھ توبہ، جماعت مسلمین، اخلاص کے ساتھ توحید اور اسلام کے ساتھ کی گئی ہے اور یہ تمام اقوال متقارب ہیں کیونکہ جو شخص کنویں میں اتر رہا ہوتا ہے وہ مضبوطی کے ساتھ رسی کو پکڑتا ہے تاکہ کنویں میں گر نہ جائے۔ اسی طرح جو مسلمان قرآن مجید، اللہ کا عہد، اس کے دین یا اسکی اطاعت یا جماعت مسلمین یا اسلام کو مضبوطی سے پکڑے تو وہ جہنم کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے گا۔ اس لیے ان امور کو اللہ کی رسی کہا گیا ہے۔

(تبیان القرآن جلد 2 صفحہ 290)

آیت میں آگے ارشاد ہوا: **وَلَا تَفَرَّقُوْا** اور تفرقہ نہ ڈالو: اس آیت میں تفرقہ کی ممانعت سے مراد یہ ہے کہ عقائد میں ایک دوسرے کی مخالفت کر کے مختلف گروہ نہ بناؤ یا اس سے مراد ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ عداوت اور مخاصمت نہ رکھو اور دنیاوی امور اور اغراض باطلہ کی وجہ سے ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرو۔ یاد رہے کہ فروعی اور اجتہادی مسائل میں مجتہدین اور ائمہ فتویٰ کا اختلاف اس اختلاف کی ممانعت میں داخل نہیں ہے۔

(تبیان القرآن جلد 2 صفحہ 290)

عقائد میں اختلاف کی ممانعت اس لیے ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر حضور

ﷺ تک تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کے عقائد واحد (یعنی ایک جیسے) تھے، الوہیت، توحید، فرشتے، آسمانی کتابیں، نبوت اور رسالت، تقدیر، اللہ کے شکر ادا کرنے کا واجب ہونا اور اسکی ناشکری کا حرام ہونا، وحی سے حاصل شدہ احکام پر عمل کرنے کا وُجوب اور استجاب وغیرہ، مرنے کے بعد اُٹھنا اور جزاء اور سزا کو ماننا یہ وہ عقائد ہیں جن کو اصول اور دین کہا جاتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی کریم ﷺ تک کسی نبی کے دور میں ان میں اختلاف جائز نہیں رہا کیونکہ حق بات صرف ایک ہی ہوتی ہے اس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ج فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ o سوحق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ تم کہاں حق سے پھرے جارہے ہو۔ (پارہ 11 سورۃ یونس آیت 32)۔ (تبیان القرآن جلد 2 صفحہ 290)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کے 73 فرقے ہوں گے۔ ان میں سے صرف ایک فرقہ نجات پائے گا، عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ اسکی علامت بتادیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ میرے صحابہ کرام کے طریقہ (اعتقاداوراعمالاً) پر ہوگا۔

(تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 172۔ تفسیر روح البیان جلد 2 پارہ 4 صفحہ 26)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت پر وہ کچھ ضرور آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری اُمت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو یہ حرکت کریں گے، بنی اسرائیل 72 فرقے میں بٹ گئے اور میری اُمت کے 73 فرقے ہوں گے اور ایک کے سوا باقی

سب جہنمی ہوں گے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ وہ نجات پانے والے کون ہیں؟ فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے راستہ پر ہوں گے (یعنی اہلسنت و جماعت) (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 538 صفحہ 226)

19: موضوع

﴿اے مسلمانو! کافروں کے طریقے پر نہ چلو﴾

(19) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ۝

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اگر تم کافروں کے کہنے پر چلو تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے پھر تم نقصان اٹھا کر پلٹو گے۔'' (پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 149)

تفسیر:۔اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو بہت واضح الفاظ میں سمجھایا گیا ہے کہ اگر تم کافروں کے کہنے پر چلو گے یا ان کے پیچھے چلو گے خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی یا منافق یا مشرک، جس کے کہنے پر بھی چلو گے تو وہ تمہیں کفر، بے دینی، بے عملی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف ہی لے کر جائیں گے اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم آخرت کے ساتھ ساتھ اپنی دنیا بھی تباہ کر بیٹھو گے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے واضح اور کھلے الفاظ میں فرمایا کہ کافروں سے ہدایات لے کر چلو گے تو وہ تمہاری دنیا و آخرت تباہ کر دیں گے اور آج تک کا ساری دنیا میں مشاہدہ بھی یہی ہے لیکن حیرت ہے کہ ہم پھر بھی اپنا نظام چلانے میں چاہے وہ ملک کا نظام ہو یا تعلیم کا نظام یا کوئی اور نظام اور اپنے کردار میں، اپنے کلچر میں، اپنے گھریلو معاملات میں، اپنے کاروبار میں ہر جگہ کافروں کے کہنے پر اور ان کے طریقے پر ہی چل

رہے ہیں جس سے ہمارا رب کریم ہمیں بار بار منع فرما رہا ہے۔

موضوع :20

﴿اللہ کے اطاعت گزار اور نافرمان بندے برابر نہیں﴾

(21،20) اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○

ترجمہ: ''کیا وہ شخص جو اللہ کی خوشنودی کے پیچھے چلا وہ اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کے غضب کا مستحق ہوا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوا اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ لوگوں کے اللہ کی بارگاہ میں مختلف درجات ہیں اور اللہ ان کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے''۔

(پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 162،163)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق دونوں برابر نہیں ہو سکتے ۔ کہاں وہ جو اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنے والا، اس کی اطاعت کرنے والا، اس کی خوشنودی کیلئے سب کچھ قربان کر دینے والا جیسے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) اور ان کے بعد کے صالحین (رحمتہ اللہ علیہم) اور کہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا، اس کے احکام سے منہ موڑنے والا، اسکی ناراضگی کی پرواہ نہ کرنے والا اور اپنی خواہش کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر ترجیح دینے والا جیسے کفار و منافقین اور ان کے پیروکار نافرمان لوگ، یہ دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں ان لوگوں کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مختلف درجات ہیں، ہر ایک کی منزلیں اور مقامات جداگانہ ہیں، بُروں کے الگ مقام اور اچھوں کے الگ

مقام۔حکیم الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: دنیا میں دو قسم کے لوگ رنگ وروپ یا شکل وصورت میں یکساں ہیں، مگر سوچو تو کیا اللہ کی رضا کے پیچھے چلنے والے کہ جدھر اور جس کے ساتھ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا نظر آئے اُدھر ہی چل دیں اور اُسی کے ساتھ ہو جائیں، اس میں زندگی گزار دیں مرتے وقت تک اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، ایسے لوگ کیا ان بدبختوں کی طرح ہو سکتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی، اس کا غضب لے کر شام کو اپنے گھر لوٹیں یا مرتے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹیں اور جن کا ٹھکانہ اور جائے قرار دوزخ ہو، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، یہ دونوں جماعتیں یکساں نہیں ہو سکتیں، دوزخ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے تو اس میں جانے والے بہت ہی بُرے ہیں، یہ جنتی لوگ اللہ تعالیٰ کے ان مختلف درجوں والے ہیں بعض اعلیٰ اور بعض بہت ہی اعلیٰ، یا یہ دوزخی لوگ اللہ کے ہاں مختلف درجہ والے ہیں بعض بد اور بعض بدتر، یا یہ دوزخی جنتی یکساں نہیں بلکہ درجوں میں مختلف ہیں کہ جنتی اعلیٰ اور دوزخی ادنیٰ پھر یکساں کیسے ہو سکتے ہیں، خیال رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت کسی کے عمل سے غافل نہیں، یہ دوزخی و جنتی جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ برابر انہیں دیکھ رہا ہے، ہاں سزا جزا کا ایک وقت مقرر ہے وہ وقت آنے پر بدلہ دیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی جلد 4 صفحہ 117)

(عقل مند تین ہیں)

حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رازی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: عقل مند تین ہیں (1) جو دنیا کو چھوڑ دے اس سے پہلے کہ دنیا اسے چھوڑ دے (2) جو قبر میں جانے سے پہلے اس کی تیاری کرے (3) جو رب (عزوجل) سے ملنے سے پہلے اسے راضی کر لے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 644)

موضوع :21

﴿بخل کرنے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی مذمت﴾

(22) وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰـهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

ترجمہ: ''جو لوگ ان چیزوں میں بخل کرتے ہیں جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے دی ہے، وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ وہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ وہ ان کے حق میں بہت برا ہے عنقریب انکے گلے میں قیامت کے دن اسکا طوق بنا کر ڈالا جائے گا، جس کے ساتھ بخل کرتے تھے۔ زمینوں اور آسمانوں کا اللہ ہی وارث ہے۔ اور اللہ تمہارے تمام کاموں سے خبردار ہے''۔ (پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 180)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں بخل کی مذمت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اس مال میں بخل و کنجوسی کرتے ہیں جو انہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دیا نہ کہ محض ان کے کمال سے، یہ لوگ بخل اس طرح کرتے ہیں کہ مال کے شرعی حقوق ادا نہیں کرتے، زکوٰۃ اور دیگر صدقاتِ واجبہ نہیں دیتے، خود نہیں کھاتے پیتے، بال بچوں کو تنگی میں رکھتے ہیں، ماں باپ، عزیز و اقارب پر ان کی حاجت کے باوجود خرچ نہیں کرتے، مسلمانوں کو سخت ضرورت میں بھی مال نہیں دیتے وہ لوگ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ ان کا بخل یا ان کا بخل کیا ہوا مال ان کے لیے کچھ بھی بہتر ہوگا بلکہ ان کے لیے یہ مال یا بخل بڑی مصیبت ہوگا جس کا انجام بہت برا ہوگا، قیامت کے دن ان کا بخل کیا ہوا مال گنجے سانپ کی شکل میں ان کے گلے کا طوق بن کر انہیں ڈسے گا، جس سے انہیں سخت تکلیف ہوگی اور بھرے مجمع میں رسوائی بھی، وہ بے

وقوف یہ نہیں سمجھتے کہ ان کا مال ومتاع کا آسمان وزمین تمام چیزوں کا اللہ ہی وارث ہے اور وہ تمہارے تمام کاموں سے خبردار ہے۔ (ملخصاً تفسیر نعیمی جلد 4 صفحہ 414)

حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد مومن اور کافر ہے، جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ (تفسیر دُرِّ منثور جلد 2 صفحہ 287)

☆ بخل اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی مذمت میں قرآن پاک کی آیات واحادیثِ مبارکہ

(1) وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دو، جس آتشِ جہنم میں وہ (سونا، چاندی اور دیگر مال) تپاتے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے نفس کیلئے جمع کیا تھا تو اب چکھو مزہ جو جمع کرتے تھے۔

(پارہ 10 سورۃ توبہ آیت 34,35)

(2) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنا دیا جائے گا۔ اور اسکی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے، اس سانپ کو اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، پھر وہ اس شخص کو اپنے جبڑوں سے پکڑے گا، پھر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ ﷺ نے سورۃ آل عمران کی یہی آیت

تلاوت فرمائی۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ جلد 1 حدیث 1314 صفحہ 568)

(3) حضرت بُریدہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو قوم زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 کتاب الصدقات حدیث 32 صفحہ 306)

(4) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ یا زکوٰۃ جس مال میں مخلوط ہو جائے (یعنی جس مال کی زکوٰۃ نہ نکالی جائے) تو وہ اس مال کو ضائع کر دیتی ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 1 کتاب الصدقات حدیث 31 صفحہ 306)

(5) حضرت ابو درداء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس مالدار کو (قیامت کے دن) پل صراط پر لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ کے حکم کی اطاعت کی ہوگی اس کا مال سامنے ہوگا، جب وہ لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اُسے کہے گا چلتے جاؤ تم نے مجھ میں اللہ کا حق ادا کیا ہوا ہے پھر اس مالدار کو پل صراط کے پاس لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کی ہوگی جب بھی وہ لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اسے کہے گا تو ہلاک ہو تو نے مجھ میں اللہ کا حق ادا نہیں کیا وہ اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ مال اس کیلئے ہلاکت کی دعا کرتا رہے گا۔ (تفسیر دُر منثور جلد 2 صفحہ 288)

(6) حدیثِ پاک: اُس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔

(تفسیر روح البیان جلد 2 پارہ 4 صفحہ 174)

(7) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا ایک شخص پر گزر ہوا، جو نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا تھا، موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی، یا اللہ، یہ بندہ کیسی اچھی نماز پڑھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگرچہ یہ شخص دن میں ہزار رکعت پڑھے اور ہزار گردن (یعنی غلام) آزاد

کرے اور ہزار آدمیوں کی نماز جنازہ پڑھے اور ہزار حج ادا کرے اور ہزار جنگیں لڑے تو اُسے کچھ بھی نفع نہیں ہوگا جب تک کہ زکوٰۃ ادا نہ کرے۔

(تفسیر روح البیان جلد 2 پارہ 4 صفحہ 175)

قارئین کرام! یہاں پر سوال و جواب کی صورت میں زکوٰۃ کے مسائل بھی ملاحظہ فرمالیں تا کہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ کس کس پر فرض ہے۔

☆زکوٰۃ کے مسائل

سوال 1: زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

جواب: زکوٰۃ ہر اس عاقل، بالغ اور مسلمان پر فرض ہے جس میں یہ شرائط پائی جائیں (1) نصاب کا مالک ہو (2) یہ نصاب نامی ہو (3) نصاب اسکے قبضے میں ہو (4) نصاب اسکی حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریات زندگی) سے زائد ہو۔ (5) نصاب دین سے فارغ ہو (یعنی اس پر ایسا قرض نہ ہو جس کا مطالبہ بندوں کی جانب سے ہو کہ اگر وہ قرض ادا کرے تو اسکا نصاب باقی نہ رہے) (6) اس نصاب پر ایک سال گزر جائے۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 875)

سوال 2: سونا، چاندی اور مال تجارت کا کتنا نصاب ہوگا تو زکوٰۃ بنے گی؟

جواب: سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے اور مالِ تجارت کی کوئی بھی چیز ہو جسکی قیمت سونے چاندی کے نصاب (یعنی ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت) کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 902)

سوال 3: اگر کسی شخص کے پاس ان میں سے کوئی چیز نصاب کے مطابق ہو تو اسے کتنی زکوٰۃ

دینی ہوگی؟

جواب: نصاب کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ کے طور پر دینا ہوگا۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد 1 صفحہ 378)

سوال 4: وہ کونسے اموال ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: یہ اموال اگر زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائیں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے (1) سونا (2) چاندی (3) مالِ تجارت (4) کرنسی، پرائز بانڈ، ڈیپازٹس (Deposits)، بینک اکاؤنٹ میں موجود رقم (5) سائمہ جانور (یعنی وہ جانور جو چرائی پر چھوڑے ہوں) (جانوروں کی الگ تفصیل ہے اس کے لیے بہتر ہے علمائے اہلسنت سے رابطہ فرما لیا جائے)

سوال 5: ان اموال کا نصاب کتنا ہے؟

جواب: سونا ساڑھے سات (7) تولے اور چاندی ساڑھے باون (52) تولے ہو تو ان پر سال گزرنے کے بعد 2.5% زکوٰۃ ہوگی اور اگر کچھ سونا اور کچھ چاندی ہو تو پھر چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر چاندی اور سونے دونوں کو ملا کر ان کی مالیت ساڑھے باون (52) تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو ان پر زکوٰۃ ہوگی۔ اسی طرح کچھ سونا ہو اور کچھ مال تجارت ہو یا کرنسی، پرائز بانڈ، وغیرہ ہو تو بھی چاندی کے نصاب کے مطابق زکوٰۃ فرض ہوگی۔ بالفرض 2 تولہ سونا ہے اور 2 تولہ چاندی ہے اور کچھ رقم یا مالِ تجارت وغیرہ ہے تو ان سب کو ملا کر دیکھا جائے گا کہ انکی مالیت ساڑھے 52 تولہ چاندی کی قیمت کے مطابق بنتی ہے یا نہیں اگر بنتی ہے تو زکوٰۃ فرض ہوگی (سال پورا ہونے کی صورت میں) اگر ساڑھے 52 تولہ چاندی کی قیمت کے مطابق ان سب کی قیمت نہیں بنتی تو زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

سوال 6: زکوۃ کا سال کب مکمل ہوتا ہے اور سال کے مکمل ہونے میں قمری مہینوں کا اعتبار کیا جائے گا یا شمسی مہینوں کا؟

جواب: جس دن اور وقت پر آدمی صاحب نصاب ہوا (یعنی اس کے پاس ساڑھے سات (7) تولے سونا یا ساڑھے باون (52) تولہ چاندی یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت (کرنسی وغیرہ) آجائے تو اس کے سال گزرنے کے بعد جب وہ دن اور وقت آئے گا تو سال مکمل ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 202)

مثال کے طور پر زید ماہ ربیع النور شریف کی 12 تاریخ یعنی عید میلاد النبی ﷺ کو دن کے بارہ بجے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اسکی قیمت کے برابر رقم حاصل ہوئی یا مال تجارت حاصل ہوا تو سال گزرنے کے بعد 12 ربیع الاوّل کو دن کے 12 بجے اگر وہ نصاب کا بدستور مالک ہوا تو اس مال کی زکوۃ کی ادائیگی اس پر فرض ہوگی۔ اب اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی ادائیگی میں تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور سال گزرنے میں قمری (یعنی چاند کے) مہینوں کا اعتبار ہوگا۔ شمسی مہینوں کا اعتبار حرام ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 157)

سوال 7: مالِ تجارت کی زکوۃ کس طرح نکالی جائیگی اور صرف مال تجارت پر زکوۃ ہوگی اسکے نفع پر بھی زکوۃ ہوگی؟

جواب: مالِ تجارت کی کوئی بھی چیز ہو جس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب (یعنی ساڑھے سات تولے سونے یا ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت) کو پہنچے تو اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔ مالِ تجارت کی زکوۃ دینے کے لیے اسکی قیمت لگوالی جائے پھر اس کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) بطورِ زکوۃ دے دی جائے (فتاویٰ امجدیہ جلد 1 صفحہ 378)

اور زکوٰۃ مال تجارت پر فرض ہوگی نہ صرف نفع پر بلکہ سال مکمل ہونے پر نفع کی موجودہ مقدار اور مال تجارت دونوں پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 158)

سوال 8: اگر کسی کے پاس حرام مال ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب: جس کا کُل مال حرام ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس مال کا مالک ہی نہیں۔ (الدر المختار کتاب الزکوٰۃ جلد 3 صفحہ 259)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (رحمتہ اللہ علیہ) اس بارے میں فرماتے ہیں۔ چالیسواں حصہ (یعنی 2.5% زکوٰۃ) دینے سے وہ مال کیا پاک ہوسکتا ہے جسکے باقی انتالیس حصے بھی ناپاک ہیں۔ (ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ توبہ کرے اور مالِ حرام سے نجات حاصل کرے)۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ 656)

سوال 9: مالِ حرام سے کس طرح نجات حاصل ہوسکتی ہے؟

جواب: حرام مال کی دو صورتیں ہیں۔ (1) ایک وہ حرام مال جو چوری، رشوت، غصب اور انہی جیسے دیگر ذرائع سے ملا ہو اسکو حاصل کرنے والا اس کا اصلاً یعنی بالکل مالک ہی نہیں بنتا اور اس مال کے لیے شرعاً فرض ہے کہ جس کا ہے اس کو لوٹا دیا جائے وہ نہ رہا ہو تو اسکے وارثوں کو دیدیا جائے اور ان کا بھی پتہ نہ چلے تو بلا نیت ثواب (یعنی بغیر ثواب کی نیت کے) فقیر پر خیرات کردے۔ (2) دوسرا وہ حرام مال جس پر قبضہ کرلینے سے مِلکِ خبیث حاصل ہوجاتی ہے۔ اور یہ وہ مال ہے جو کسی عقدِ فاسد کے ذریعے حاصل ہوا ہو جیسے سُود یا داڑھی مونڈنے یا خشخشی کرنے کی اُجرت وغیرہ اسکا بھی وہی حکم ہے مگر فرق یہ ہے کہ اسکو مالک یا اس کے وُرثاء ہی کو لوٹانا فرض نہیں اولاً فقیر کو بھی بلا نیت ثواب خیرات میں دے سکتا ہے۔ البتہ افضل یہی ہے کہ مالک یا وُرثاء کو لوٹا دے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 551)

سوال 10: کیا دُوکان اور مکان پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: دُوکان یا مکان اگر مالِ تجارت (یعنی بیچنے کے لیے نہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے) اگر دُوکان اور مکان بیچنے کے لیے ہیں تو پھر زکوٰۃ ہے۔

(الدرالمختار کتاب الزکوٰۃ جلد 3 صفحہ 217)

سوال 11: اگر کاروبار کے لیے دوکان خریدی گئی تو اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟ اور جو مکان، دوکان وغیرہ کرایہ پر دیئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟

جواب: کاروبار کے لیے دوکان خریدی تو یہ شامل نصاب نہیں ہوگی، اس لیے کہ دوکانوں اور جاگیروں پر زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح ذاتی مکان کے لیے خریدا ہوا پلاٹ بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے۔ وہ مکان یا پلاٹ یا دوکانیں، فلیٹس، جو کرائے پر چڑھے ہوئے ہیں ان کی سالانہ آمدنی وضع مصارف کے بعد مالکِ جائیداد کی مجموعی سالانہ آمدنی میں جمع ہوگی اور تمام ذرائع آمدن سے سال کے اختتام پر جو رقم پس انداز ہوگی۔ ان سب پر زکوٰۃ ہوگی۔ ایسے مکانات، پلاٹس، دوکانیں یا فلیٹس جو کاروباری اور تجارتی مقاصد کے لیے ہیں یعنی نفع کمانے کی غرض سے ان سب کی مالیت پر زکوٰۃ ہے اور اس میں قیمتِ خرید کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا۔ بطور انویسٹمنٹ (Investment) پلاٹس اور جائیدادیں خریدنے والوں کے لیے یہ سب سے قابلِ توجہ مسئلہ ہے۔ کرائے پر دیئے ہوئے مکان، دوکان، فلیٹس وغیرہ کے ڈیپازٹ کی جو رقم جائیداد کے مالک کے پاس بطور ضمانت ہے۔ اس کی زکوٰۃ رقم کا اصل مالک (کرایہ دار) ادا کرے گا۔ اسی طرح تاجر حضرات اور ایجنسی ہولڈرز کی جو رقم بطورِ ضمانت (Security Depositis) کسی ادارے یا فرم کے پاس جمع ہیں اور قابل واپسی ہیں اس رقم کی زکوٰۃ بھی اصل مالک یعنی

(Depositor) کو ادا کرنی ہوگی۔ اگر صاحب نصاب کے قرض کی رقم پھنسی ہوئی ہے اور مقروض نادہندہ ہے لیکن اس کی واپسی کی آس (یعنی امید) قائم ہے تو اسکی زکوٰۃ دے دینی چاہیے۔ اگر نہ دی تو ملنے پر گزشتہ ساری مدت کی زکوٰۃ واجب الادا ہوگی۔ البتہ قرض کی ڈوبی ہوئی رقم کی زکوٰۃ اگر نہ دی تو وہ جواب دِہ نہیں ہوگا۔ (تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 170)

سوال 12: کیا کرائے پر چلنے والی گاڑیوں اور بسوں پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب: کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی ہاں ان کی آمدنی پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 306۔ وقار الفتاویٰ جلد 2 صفحہ 394)

سوال 13: زکوٰۃ کی نیت سے کسی کو مکان کا کرایہ معاف کر دینا کیسا؟ کیا اس طرح کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: اگر کسی کو رہنے کے لیے مکان دیا اور کرایہ معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ ادائیگی زکوٰۃ کے لیے مالِ زکوٰۃ کا مالک بنانا شرط ہے۔ جبکہ یہاں محض رہائش کے نفع کا مالک بنایا گیا ہے مال کا نہیں ہاں اگر کرایہ دار زکوٰۃ کا مستحق ہے تو اسے زکوٰۃ کی رقم بہ نیت زکوٰۃ دے کر اسے مالک بنا دے پھر کرائے میں وصول کرے اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔

(البحر الرائق جلد 2 صفحہ 353)

سوال 14: بینک میں جو زکوٰۃ کی کٹوتی کی جاتی ہے کیا اسطرح لوگوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی ہو جاتی ہے؟

جواب: بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی کی صورت میں ادائیگیِ زکوٰۃ کی شرائط پوری نہیں ہو پاتیں مثلاً مالک بنانا کہ زیادہ روپیہ ایسی جگہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا لہٰذا زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اور آئے دن حکومت کے زیرِ تحویل زکوٰۃ میں خُرد بُرد کی مکمل داستانیں

اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ لہٰذا شرعی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ہر شخص اپنی زکوٰۃ شریعت کے اصولوں کے مطابق خود ادا کرے۔

(ملخصاً وقار الفتاویٰ جلد 2 صفحہ 414۔ تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 216)

سوال 15: اگر ایک شخص نے حج یا عمرہ پر جانے کے لیے رقم جمع کی ہو تو اس رقم پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: حج یا عمرہ کے لیے جمع شدہ رقم پر بھی وُجُوبِ زکوٰۃ کی شرائط پوری ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دینا ہوگی ہاں البتہ اگر حکومت نے رقم اس مد میں جمع کر رکھی ہے تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 140۔ تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 172)

سوال 16: کیا بہن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: اگر بہن شرعاً زکوٰۃ کی مستحق ہے یعنی مالکِ نصاب نہیں ہے تو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 110۔ تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 181)

سوال 17: زکوٰۃ یک مُشت دینا ضروری ہے یا تھوڑی تھوڑی کر کے بھی دے سکتے ہیں؟

جواب: اگر زکوٰۃ سال مکمل ہونے سے پیشگی (پہلے) ادا کرنی ہو تو چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے دیں یا ایک ساتھ دونوں طرح درست ہے اور اگر سال گزرنے پر فرض ہو چکی ہو تو فوراً ادا کرنا واجب ہے اگر تاخیر کریں گے تو گناہ گار ہوں گے لہٰذا اب یک مُشت زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 416۔ فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 75۔ فیضان زکوٰۃ صفحہ 75)

سوال 18: گھریلو سامان فریج، TV، کمپیوٹر، واشنگ مشین، اوون، اے سی وغیرہ اور مکان سجاوٹ کی اشیاء پر زکوٰۃ ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: جس کے پاس ٹی وی، کمپیوٹر، فریج، واشنگ مشین وغیرہ وغیرہ ہوں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ یہ سب گھریلو سامان ہیں خواہ وہ انہیں استعمال کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ کیونکہ یہ مالِ نامی نہیں ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد 2 صفحہ 389)

اور مکان کی سجاوٹ کی اشیاء مثلاً تانبے، چینی کے برتن وغیرہ پر زکوۃ نہیں اگر چہ لاکھوں روپے کی ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 کتاب الزکوۃ صفحہ 161)

سوال 19: اگر کسی شخص کے پاس کافی گاڑیاں ہوں اور وہ انکو کرائے پر چلاتا ہو تو ان پر زکوۃ ہوگی؟

جواب: کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی ہاں ان کی آمدنی پر زکوۃ فرض ہوگی اور اگر گاڑیوں کی خرید وفروخت کرتا ہے تو اس پر بھی زکوۃ ہوگی۔

(فتاویٰ فقیہ ملت کتاب الزکوۃ جلد 1 صفحہ 306)

سوال 20: کیا بیعانہ میں دی گئی رقم بھی زکوۃ کے نصاب میں شامل ہوگی؟

جواب: ہمارے ہاں بیعانہ زرِ ضمانت کے طور پر عموماً خرید وفروخت سے پہلے اس لیے دیا جاتا ہے کہ اس چیز کو ہم ہی خریدیں گے یہ بیعانہ امانت یا محض اجازت استعمال کی صورت میں قرض ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ بیعانہ بھی شامل نصاب ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 149)

سوال 21: کیا زکوۃ کی رقم ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک بھیج سکتے ہیں؟

جواب: اگر زکوۃ پیشگی ادا کرنی ہو تو دوسرے شہر یا دوسرے ملک بھیجنا مطلقاً جائز ہے اور اگر سال پورا ہو چکا ہے تو دوسرے شہر بھیجنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر وہاں کوئی رشتہ دار ہو یا کوئی شخص

زیادہ محتاج ہو یا کوئی نیک متقی شخص ہو یا وہاں بھیجنے میں مسلمانوں کا زیادہ فائدہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (الدرالمختار ورد المحتار جلد 3 صفحہ 255)

سوال 22: اگر ایک غیر مستحق شخص نے زکوۃ لے لی اور بعد میں اسے ندامت ہوئی تو اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ اور جس شخص نے اسے زکوۃ دی تھی اسکی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: اگر غیر مستحق نے زکوۃ لے لی اور بعد میں ندامت ہوئی تو اگر دینے والے نے غور و فکر کرنے کے بعد زکوۃ دی تھی اور اُسے اسکے مستحق نہ ہونے کا معلوم نہیں تھا تو اسکی زکوۃ بہر حال ادا ہو گئی لیکن اسکو لینا حرام تھا کیونکہ یہ زکوۃ کا مستحق نہیں تھا۔ غیر مستحق مال پر حاصل ہونے والی ملکیت ملکِ خبیث کہلاتی ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اتنا مال صدقہ کر دیا جائے۔

سوال 23: سونا چاندی استعمال کے لیے ہوں تو ان پر زکوۃ ہو گی یا نہیں؟

جواب: سونا اور چاندی ازروئے شریعت خلقی طور پر (In Born) مال ہیں لہذا یہ کسی بھی حالت (صورت) میں ہوں ان پر زکوۃ واجب ہے۔ مثلاً مالیاتی سکے، برتن، سونے یا چاندی میں ڈلی استعمال کے زیورات وغیرہ۔ حدیث پاک میں ہے: دو عورتیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے (آپ ﷺ) نے فرمایا: کیا تم ان کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے، عرض کرنے لگیں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر زکوۃ ادا کیا کرو (اور نسائی شریف میں تھوڑا اضافہ ہے) کہ پھر ان عورتوں نے کنگن اتارے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور عرض کی کہ یہ اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

(سنن ترمذی جلد 1 حدیث 616 صفحہ 359۔ سنن نسائی جلد 2 حدیث 2478 صفحہ 130)

سوال 24: کیا مالدار شخص کو صدقہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صدقہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ (i) صدقہ واجبہ (ii) صدقہ نافلہ۔ صدقہ واجبہ مالدار کو لینا حرام اور اسکو دینا بھی حرام ہے اور اس کو دینے سے زکوۃ بھی ادا نہ ہوگی۔ رہا صدقہ نافلہ تو اس کے لیے مالدار کو مانگ کر لینا حرام اور بغیر مانگے ملے تو لینا مناسب نہیں۔ جبکہ دینے والا مالدار جان کر دے اور اگر محتاج سمجھ کر دے تو لینا حرام اور اگر لینے کے لیے اپنے آپکو محتاج ظاہر کیا تو دوسرا حرام، ہاں وہ صدقاتِ نافلہ کہ تمام مخلوق کے لیے ہوتے ہیں اگر ان کو لینے میں کوئی ذلت نہ ہو تو وہ غنی کو لینا بھی جائز ہے جیسے سبیل کا پانی، نیاز کی شیرینی وغیرہ۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 261)

سوال 25: کیا زکوۃ کی رقم کسی مدرسہ کے طالبِ علم کو دے سکتے ہیں؟

جواب: ایسے طلبہ جو صاحبِ نصاب نہ ہوں انہیں زکوۃ دی جا سکتی ہے بلکہ انہیں دینا افضل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 253)

سوال 26: کافر یا کسی بدمذہب شخص کو زکوۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کافر کو یا بدمذہب کو زکوۃ دینا حرام ہے اور ان کو دینے سے زکوۃ بھی ادا نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 290)

سوال 27: کن لوگوں کو زکوۃ نہیں دے سکتے؟

جواب: اپنی اصل اور فروع کو زکوۃ نہیں دے سکتے اصل سے مراد وہ جس سے یہ پیدا ہوا جیسے (ماں باپ، دادا، دادی، نانا نانی وغیرہ) اور فروع سے مراد وہ جو اس سے پیدا ہوئے جیسے (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہ) اور ساداتِ کرام اور بنو ہاشم کو زکوۃ نہیں دے سکتے کہ ساداتِ کرام اور دیگر بنو ہاشم پر زکوۃ حرام قطعی ہے جس پر چاروں مذاہب

(یعنی حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) کے ائمہ کرام کا اجماع ہے۔ کہ بالاتفاق ائمہ اربعہ بنو ہاشم اور بنوالمطلب پر صدقہ فریضہ حرام ہے۔ اور میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کو زکوۃ نہیں دے سکتے اور غنی شخص کے نابالغ بچوں کو بھی زکوۃ نہیں دے سکتے کیونکہ وہ اپنے باپ کی وجہ سے غنی شمار ہوتے ہیں۔

(ملخصاً فتاوٰی رضویہ جلد 10 صفحہ 109۔ الدر المختار جلد 3 صفحہ 350,344,339)

سوال 28: رشتے داروں میں کن کن کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: رشتے داروں میں انکو زکوۃ دے سکتے ہیں جبکہ وہ زکوۃ کے مستحق ہوں (1) بہن (2) بھائی (3) چچا (4) پھوپھی (5) خالہ (6) ماموں (7) داماد (8) بہو (9) سوتیلا باپ (10) سوتیلی ماں (11) شوہر کی طرف سے سوتیلی اولاد (12) بیوی کی طرف سے سوتیلی اولاد، وغیرہ۔ (ملخصاً فتاوٰی رضویہ جلد 10 صفحہ 110)

سوال 29: زکوۃ اعلانیہ طور پر دینا بہتر ہے یا پوشیدہ طور پر دینا بہتر ہے؟

جواب: زکوۃ اعلان کے ساتھ دینا بہتر ہے جبکہ ریا کاری کا اندیشہ نہ ہو، تاکہ دوسروں کو ترغیب بھی ملے اور وہ اسکے بارے میں بدگمانی کا شکار بھی نہ ہوں کہ یہ زکوۃ نہیں دیتا۔ پوشیدہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اگر زکوۃ لینے والا ایسا خود دار ہو کہ اعلانیہ لینے میں ذلت محسوس کریگا تو اسے پوشیدہ طور پر دے دینا بہتر ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ان الفاظ (تحفہ، ہدیہ، ہبہ) کے ساتھ زکوۃ دے دی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (ملخصاً فتاوٰی رضویہ جلد 10 صفحہ 158۔ الدر المختار جلد 3 صفحہ 222)

سوال 30: اگر بیوی پر زکوۃ فرض ہو اور شوہر کے سمجھانے کے باوجود وہ ادا نہ کرے تو اس صورت میں شوہر گناہ گار، یا اس پر کسی قسم کا وبال ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر شوہر کے سمجھانے کے باوجود زوجہ زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا وبال شوہر پر نہیں آئیگا قرآن پاک میں ہے:

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۝ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔ (پارہ 27 سورہ نجم آیت 38)

ہاں شوہر پر مناسب انداز میں سمجھاتے رہنا لازم ہے کہ قرآن پاک میں ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَۃُ۝

اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (پارہ 28 سورہ تحریم آیت 6)۔(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 132)

سوال 31: اگر کوئی شخص سارا سال خیرات کرے تو کیا بعد میں اس خیرات کو زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے؟

جواب: سال بھر خیرات کرنے کے بعد اسے زکوٰۃ میں شمار نہیں کرسکتا کیونکہ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیتِ زکوٰۃ شرط ہے۔ نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 886)

ہاں اگر خیرات کردہ مال فقیر کے پاس موجود ہو ہلاک نہ ہوا ہو تو زکوٰۃ کی نیت کرسکتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 161)

سوال 32: کیا رمضان المبارک میں ہی زکوٰۃ دینا ضروری ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں زکوٰۃ دینا ضروری نہیں، اگر کسی شخص کا رمضان کے آنے سے پہلے سال مکمل ہو جائے تو فوراً ادا کرنا واجب ہے اور تاخیر کی صورت میں یہ شخص گناہ گار ہوگا اور اگر سال مکمل ہونے سے پہلے کوئی شخص ادا کرنا چاہے تو رمضان المبارک میں ادا کرنا بہتر

ہے جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر (70) فرضوں کے برابر ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 183)

سوال 33: کیا بھیک مانگنے والے لوگوں کو زکوٰۃ، صدقات، خیرات وغیرہ دے سکتے ہیں؟

جواب: بھیک مانگنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک غنی مالدار، انہیں بھیک مانگنا حرام اور انہیں دینا بھی حرام۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ یہ لوگ مستحقِ زکوٰۃ نہیں ہیں دوسرے وہ جو حقیقت میں فقیر ہیں یعنی نصاب کے مالک نہیں ہیں مگر مضبوط وتندرست ہیں کمانے کی قوت رکھتے ہیں اور بھیک مانگنا کسی ایسی ضرورت کے لیے نہیں جو انکی طاقت سے باہر ہو۔ مزدوری وغیرہ کا کوئی کام نہیں کرنا چاہتے مفت کھانا کھانے کی عادت پڑی ہے جس کے سبب بھیک مانگتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے اور جو انہیں مانگنے سے مال ملے وہ ان کے لیے مال خبیث ہے۔ حدیث پاک میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: غنی اور تندرست آدمی کو زکوٰۃ، صدقات لینا جائز نہیں۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 631 صفحہ 365)

ایسے لوگوں کو بھیک دینا منع ہے۔ کہ گناہ پر مدد کرنا ہے لوگ اگر نہیں دیں گے تو وہ محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ o گناہ اور زیادتی کے کاموں پر (ایک دوسرے کی) مدد نہ کرو۔ (پارہ 6 سورہ مائدہ آیت 2)

ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جائے گی جبکہ اور کوئی شرعی رُکاوٹ نہ ہو اس لیے کہ

وہ مالکِ نصاب نہیں ہیں۔ اور بھیک مانگنے والوں کی تیسری قسم وہ ہے جو نہ مال رکھتے ہیں اور نہ کمانے کی طاقت رکھتے ہیں یا جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے کی طاقت نہیں رکھتے ایسے لوگوں کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے بھیک مانگنا جائز ہے اور مانگنے سے جو کچھ ملے وہ ان کے لیے حلال وطیب ہے اور یہ لوگ زکوٰۃ کے بہترین مصرف ہیں اگر ہو سکے تو انکو تلاش کر کے زکوٰۃ صدقات دینے چاہئیں کیونکہ انہیں دینا بہت بڑا ثواب ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہیں جھڑکنا حرام ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 253۔ فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 505)

سوال 34: ہیروں اور موتیوں پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہیروں اور موتیوں پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں ہاں اگر تجارت کی نیت سے لیے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 883۔ الدر المختار جلد 3 صفحہ 230)

سوال 35: اگر کسی شخص نے اپنی بچیوں کی شادی کے لیے الگ پیسہ رکھا ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟

جواب: شرائط زکوٰۃ پائی جانے کی صورت میں اس پیسہ پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 144)

22 موضوع

﴿ہر انسان نے موت کا مزہ چکھنا ہے﴾

(23) كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

ترجمہ: ''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تمہارے کاموں کی جزا تو قیامت کے دن ہی دی جائے گی، سو جو شخص دوزخ سے دور کیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہی کامیاب ہے اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے''۔ (پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 185)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہر زندہ و جاندار کو چاہے وہ فرشتہ ہو، جن ہو یا جانور ہو، سب کو موت کا مزہ چکھنا ہے (اگر ایک انسان نے اچھے اعمال کئے ہوں گے تو موت کے وقت اس پر آسانی کی جائے گی اور اگر بُرے اعمال کئے ہوں گے تو موت کے وقت اس پر شدت کی جائے گی، علماء فرماتے ہیں، زندگی ہنڈیا کی مانند ہے اور اس کا ذائقہ انسان کو موت کے وقت چکھنا ہے اگر ایک انسان نے اپنی زندگی میں اچھے عمل کئے ہوں گے تو وہ اچھا ذائقہ چکھے گا لیکن اگر کسی نے بُرے عمل کئے ہوں گے تو اُسے بُرا ذائقہ چکھنا پڑے گا) اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ہی نیکوکاروں کو پورا پورا ثواب اور بدکاروں کو پورا پورا عذاب دیا جائے گا اور جو یہاں پر بعض نیک اعمال کی وجہ سے اللہ کی رحمت آجاتی ہے، وہ ان نیک اعمال کی مکمل جزا نہیں ہے، اسی طرح بعض بُرے اعمال کی وجہ سے جو اللہ کا عذاب آجاتا ہے وہ مکمل سزا نہیں ہے، بلکہ آخرت میں مکمل عذاب دیا جائے گا، جو دائمی ہوگا۔ (ملخصاً تفسیر نعیمی جلد 4 صفحہ 434)

آیت کے اگلے حصے میں فرمایا گیا: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سو جو شخص دوزخ سے دور کیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہی کامیاب ہے اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔ اس آیت مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہونا چاہیے کہ اسکو دوزخ کے عذاب سے نجات مل جائے اور وہ جنت میں پہنچ جائے اور جو شخص دنیا کی رنگینیوں میں ڈوب کر اللہ تعالیٰ کے احکام سے غافل ہو جائے اس کیلئے یہ دنیا دھوکے کا سامان ہے اور جس نے اللہ کے احکام کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے کے لیے دنیا سے تعلق رکھا اس کیلئے دنیا اچھی متاع ہے۔ (تبیان القرآن جلد 2 صفحہ 500)

قارئین کرام! اس آیت کے دو جز ہیں پہلے میں جہنم سے دوری اور جنت میں داخلے کو کامیابی فرمایا اور دوسرے میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر فرمایا۔ پہلے جز کے متعلق چند احادیث حسب ذیل ہیں۔

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں کوڑا (چھڑی، دُرّہ) رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے پھر آپ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔

(سنن ابی ماجہ جلد 2 حدیث 4320 صفحہ 694۔ تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 293)

(2) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ پسند کرے کہ اسے جہنم کی آگ سے دور رکھا جائے اور اسے جنت میں داخل کیا جائے تو وہ اپنی موت کو یوں پائے (یعنی اس کو ایسی حالت میں موت آئے) کہ وہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے پاس وہی چیز لائے جو وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس

کے پاس لائیں۔ (تفسیر درمنثور جلد 2 صفحہ 393)

(3) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے تین بار جنت کا سوال کیا تو جنت یوں دعا کرتی ہے: اے اللہ اسے جنت میں داخل فرمادے اور جس نے تین دفعہ جہنم سے پناہ مانگی تو جہنم یوں دعا کرتی ہے اے اللہ اسے جہنم سے پناہ دیدے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4330 صفحہ 699)

آیت کے آخر میں فرمایا گیا: **وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ o** کہ یہ دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے یعنی حیاتِ دنیا اور اس کی نعمتیں تو صرف دھوکے کا سامان ہیں کہ اس سے مغرور اور فریب خوردہ شخص ہی دھوکا کھاتا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 2 پارہ 4 صفحہ 189)

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور اس کیلئے وہ جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد 2 حدیث 4982 صفحہ 501)

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ دنیا کوچ کر کے پیٹھ پھیر رہی ہے اور آخرت کوچ کر کے سامنے آرہی ہے ان دونوں میں سے ہر ایک کی اولاد ہے تو تم آخرت کی اولاد بنو اور دنیا کی اولاد نہ بنو، کیونکہ آج عمل (کا دن) ہے حساب کا نہیں اور کل حساب کا دن ہوگا عمل نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد 2 حدیث 4985 صفحہ 502)

حضرت شداد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! دنیا موجودہ سامان ہے جس سے نیک و بد سب لوگ کھاتے ہیں اور آخرت سچا وعدہ ہے جس میں انصاف والا، قدرت والا، بادشاہ فیصلہ کرے گا، اس دن سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ

کر دکھائے گا، تم آخرت کی اولاد بنو اور دنیا کی اولاد میں سے نہ بنو، کیونکہ ہر بچہ اپنی ماں کے پیچھے ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد 2 حدیث 4987 صفحہ 502)

23: موضوع

﴿انسان کی آزمائش ضرور ہوگی﴾

(24) لَتُبْلَوُنَّ فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ٭

ترجمہ: ''بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں سے''۔

(پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 186)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا: بیشک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں میں، یہ اس لیے فرمایا گیا تاکہ مسلمان پر جب مال و جان میں مصیبت آجائے تو اس کیلئے صبر کرنا آسان ہو جائے۔ حضرت امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج (رحمۃ اللہ علیہ) سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آگاہ کیا کہ وہ انہیں آزمائے گا وہ دیکھے گا کہ وہ دین پر کیسے صبر کرتے ہیں۔ (تفسیر درمنثور جلد 2 صفحہ 294)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مومن کی زندگی کو مصیبتوں، بلاؤں، دشمنوں سے گھیر دیا ہے اور ان سب پر صبر کا حکم دیا ہے کیونکہ نفسِ انسانی سخت زمین کی طرح ہے جس میں ایمان و عرفان و معرفتِ رحمان کے باغ و کھیت لگانے ہیں اور سخت زمین کو نرم کرنے کے بعد ہی یہ سب کچھ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ ساری آفتیں و مشکلات وہ ہل یا ٹریکٹر ہیں جس سے یہ زمین نرم پڑتی ہے چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ ہمیشہ آرام سے رہنے والے لوگ حدِ بندگی سے نکل جاتے ہیں فرعون، شداد، فرعون نے اس لیے دعوائے خدائی کر دیا کہ ان کے نفسوں پر یہ ہل نہ چلے

تھے، اور جب فرعون غرقابی میں گرفتار ہوا تو پکار اٹھا کہ موسیٰ بنی اسرائیل کی طرح میں بھی ایمان لاتا ہوں، مگر چونکہ کاشت کا وقت نکل چکا تھا، اس لیے اس کا یہ ہل چلانا بیکار رہا، اس آیت میں اس جانب اشارہ ہو رہا ہے کہ مسلمانو! تمہاری زمینِ نفس پر یہ ہل چلتے رہیں گے ، گھبرانا جانا، صبر کرنا، اگر صبر کر گئے تو دیکھنا اس نفس میں کیسے باغ لگتے ہیں۔

(تفسیر نعیمی جلد 4 صفحہ 443)

24: موضوع

﴿حُبّ جاہ و خود پسندی کی مذمت﴾

(25) لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○

ترجمہ: ''ہرگز گمان نہ کرو ان لوگوں کو جو اپنے اعمال پر خوش ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ ان کے ایسے کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے کیے ہی نہیں، انہیں ہرگز عذاب سے دور نہ سمجھو اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے''۔

(پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 188)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں خود پسندی کرنے والوں کے لئے وعید ہے اور ان کے لئے بھی جو حُبّ جاہ یعنی عزت، تعریف و شہرت کے حصول کی تمنا میں مبتلا ہیں جب کسی شخص کے دل میں یہ آرزو پیدا ہونے لگے کہ لوگ اس کے شیدائی ہوں، ہر زبان اس کی تعریف میں ہو، سب میرے کمال کے معترف ہوں، مجھے ہر جگہ عزت سے نوازا جائے ، عالم نہیں ہوں پھر بھی مجھے علامہ صاحب کہا جائے ، ملک و قوم کی کوئی خدمت نہیں کی، پھر بھی مجھے معمارِ قوم کہا جائے ، نجات دہندہ سمجھا جائے ، محسنِ قوم قرار دیا جائے ، میرا تعارف بہترین

القابات کے ساتھ ہو، ملاقات پرتپاک انداز میں کی جائے، سلام جھک کر کیا جائے، تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے دل پر غور کرلے کہ کہیں وہ حُبِّ جاہ کا شکار تو نہیں ہوچکا، اگر ایسا ہو تو اس آیت سے سبق حاصل کرتے ہوئے فوراً سے پیشتر اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

یاد رکھیے! خود پسندی اور حُبِّ جاہ کے مرض میں مبتلا شخص اُخروی انعامات سے محرومی کا شکار ہوتا ہے اور دل میں منافقت کی زیادتی، قلبی نورانیت سے محرومی اور دین کی خرابی میں مبتلا ہوجاتا ہے نیز بُرائی سے منع کرنے اور نیکی کی دعوت دینے سے محرومی، ذلت ورسوائی کا سامنا، اُخروی لذت سے محرومی قلبی سکون کی بربادی اور دولت اخلاص سے محرومی جیسے نقصانات کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے، لہٰذا ایسے شخص کو چاہیے کہ دنیا کی بے ثباتی، تعریف پسندی کی مذمت منصب ومرتبہ کے تعلق سے اُخروی معاملات اور بزرگانِ دین کے حالات واقوال کا بکثرت مطالعہ کرے تاکہ ان مذموم امراض سے نجات کی کوئی صورت ہوسکے، ترغیب کے لئے یہاں پر خود پسندی اور حُبِّ جاہ سے متعلق چند احادیثِ مبارکہ اور بزرگان دین کے احوال واقوال ملاحظہ فرمائیں۔

☆حُبِّ جاہ وخود پسندی کے متعلق احادیثِ مبارکہ وبزرگانِ کے احوال واقوال

(1) حضرت جندب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص شہرت طلب کرے گا (قیامت کے دن) اس کے عیبوں کی تشہیر ہوگی اور جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دکھادے گا۔ (یعنی دنیا میں اس کے اعمال لوگوں پر ظاہر کردے گا اور آخرت میں اسے عذاب دے گا)۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1419 صفحہ 552)

(2) حضرت کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا مال اور مرتبے کی حرص کرنے والا شخص (ان چیزوں کی وجہ سے) اپنے دین کو نقصان پہنچالیتا ہے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 159 صفحہ 116)

(3) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر خود پسندی انسانی شکل میں ہوتی تو سب سے بدصورت انسان ہوتی۔

(الفردوس بماثور الخطاب جلد 2 حدیث 5264 صفحہ 193 الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 236)

(4) حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خود پسندی (انسان کے) 70 سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 236)

(5) حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) خود پسندی سے بہت زیادہ ڈرتے تھے اور جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو آپ دعا مانگتے، یا اللہ مجھے اس سے بہتر بنادے، اسی طرح جب لوگ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کی تعریف کرتے تو وہ دعا مانگتے، یا اللہ میں اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو کچھ یہ کہتے ہیں اور تجھ سے اس عمل کی بخشش چاہتا ہوں جس کا انہیں علم نہیں ہے۔ (تنبیہ المغترین صفحہ 335)

(6) حضرت عیسٰی (علیہ السلام) فرماتے تھے: کتنے ہی چراغ ہیں جن کو ہوا نے بجھا دیا اور کتنی ہی عبادتیں ہیں جن کو خود پسندی نے خراب کر دیا۔ (تنبیہ المغترین صفحہ 332)

(7) حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) جب منبر پر خطبہ دیتے تو خود پسندی سے

ڈرتے ہوئے گفتگو چھوڑ کر اس عمل کی طرف منتقل ہوجاتے جس میں خود پسندی نہ ہو اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ خط لکھتے وقت خود پسندی کے خوف سے پھاڑ دیتے اور کہتے یا اللہ (عزوجل) میں نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (تنبیہ المغترین صفحہ 333)

(8) حضرت محمد بن واسع (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے زمانے کے عبادت گزاروں سے فرماتے تھے، تم پر افسوس ہے تمہارے اعمال کم ہونے کے باوجود ان میں خود پسندی داخل ہوگئی اور تم سے پہلے لوگ اپنے اعمال کی کثرت کے باوجود ان پر تکبر نہیں کرتے تھے، اللہ کی قسم پہلے لوگوں کی عبادت کو دیکھا جائے تو (اس کے مقابلے میں) تم محض کھیلنے والے ہو۔

(تنبیہ المغترین صفحہ 336)

(9) حضرت ابراھیم بن ادھم (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جو شخص شہرت کا طالب اور نام ونگ کا خواہ ہے وہ خدا کے دین میں صادق نہیں ہے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ 546)

(10) حضرت بشر حافی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میری نظر میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو طالب شہرت ہوا ہو اور اس کا دین نہ برباد ہوا ہو اور اس کے حصے میں رُسوائی نہ آئی ہو۔

(کیمیائے سعادت صفحہ 546)

قابلِ رحم ہے وہ شخص جو............!

حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: انسان قابلِ رحم ہے کہ وہ اس گھر پر راضی ہے جس کے حلال میں حساب اور حرام میں عذاب ہے، اگر حلال کماتا ہے تو حساب کا سامنا کرنا پڑے گا اور اگر حرام کماتا ہے تو عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ وہ اپنے مال کو کم سمجھتا ہے لیکن اپنے عمل کو کم نہیں سمجھتا، دینی مصیبت پر خوش ہوتا ہے جبکہ دنیاوی مصیبت پر روتا چلاتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 639)

موضوع :25

﴿کائنات میں غوروتفکر کیجئے﴾

(27,26) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

ترجمہ: ''بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم تبدیلی میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں (عرض کرتے ہیں) ہمارے رب تو نے یہ سب بیکار نہیں بنایا، تو پاک ہے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے''۔

(پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 190، 191)

تفسیر:۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: میں حضرت میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر رات میں ٹھہرا اور اس دن سرکارِ دو عالم ﷺ بھی ان کے ہاں آرام فرما تھے، جب رات میں تہائی حصہ گزرا تو آپ ﷺ بیدار ہوئے پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر ان آیاتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔ (صحیح بخاری کتاب الادب جلد 3 حدیث 1146 صفحہ 449)

ایک روایت میں ہے کہ تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا: اس پر افسوس ہے جو یہ آیت پڑھے اور اس میں غور نہ کرے۔ (صحیح ابن حبان جلد 2 حدیث 619 صفحہ 9)

☆عقل مند لوگوں کے اہم کام

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے عقل مند لوگوں کے اہم کاموں کو بیان فرمایا ہے کہ (1) عقل مند لوگ کھڑے، بیٹھے اور بستروں پر لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، مولا کریم کی یاد ہر وقت ان کے دلوں پر چھائی رہتی ہے (2) عقل مند لوگ کائنات میں غور فکر کرتے ہیں، آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور کائنات کے دیگر عجائبات میں غور کرتے ہیں اور ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا ہوتا ہے (3) کائنات میں غور وفکر کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت ان پر آشکار ہوتی ہے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے جھک جاتے ہیں اور ان کی زبانیں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے ترانے پڑھتی ہیں (4) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

مذکورہ بالا تمام چیزیں کامل الایمان لوگوں کے اوصاف ہیں۔ ہمیں بھی ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمارے اسلاف اللہ تعالیٰ کی یاد میں بہت رغبت رکھتے تھے، چنانچہ حضرت سری سقطی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں نے حضرت جُرجانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس سَتّو دیکھے جس سے وہ بھوک مٹا لیتے تھے، میں نے عرض کی کہ آپ کھانا اور دوسری اشیاء کیوں نہیں کھاتے؟ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: میں نے روٹی کے چبانے اور یہ ستو کھا کر گزارہ کرنے میں 90 تسبیحات کا فرق پایا ہے، لہٰذا چالیس سال میں نے روٹی نہیں چبائی تاکہ ان تسبیحات کا وقت ضائع نہ ہو۔ (مکاشفۃ القلوب صفحہ 93)

حضرت جنید بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ) کا معمول یہ تھا کہ آپ بازار آجاتے اور اپنی دکان کھول کر اس کے آگے پردہ ڈال دیتے اور 400 رکعت نفل ادا کرتے اور دکان بند کرکے گھر واپس آجاتے۔ (مکاشفۃ القلوب صفحہ 94)

☆ کائنات میں تفکر کی ضرورت

قارئین کرام! جس طرح کسی کی عظمت ،قدرت ،حکمت اور علم کی معرفت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اس کی بنائی ہوئی چیز ہوتی ہے کہ اس میں غور وفکر کرنے سے یہ سب چیزیں آشکار ہوجاتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت ،قدرت ،حکمت و وحدانیت اور اس کے علم کی پہچان حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ اس کی پیدا کی ہوئی یہ کائنات ہے، اس میں موجود تمام چیزیں اپنے خالق کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی اور اس کے جلال وکبریائی کی مُظہر ہیں اور ان میں تفکر اور تدبر کرنے سے خالقِ کائنات کی معرفت حاصل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں کثیر مقامات پر اس کائنات میں موجود مختلف چیزیں جیسے انسانوں کی تخلیق ،زمین وآسمان کی بناوٹ ،زمین کی پیداوار ،ہوا اور بارش ،سمندر میں کشتیوں کی روانی ،زبانوں اور رنگوں کا اختلاف وغیرہ بے شمار اشیاء میں غور فکر کرنے کی دعوت اور ترغیب دی گئی تاکہ انسان ان میں غور وفکر کے ذریعے اپنے حقیقی رب (عزوجل) کو پہچانے ،صرف اسی کی عبادت بجالائے اور اس کے تمام احکام پر عمل کرے۔

امام محمد غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں : آسمان اپنے ستاروں ،سورج ،چاند ،ان کی حرکت اور طلوع وغروب میں ان کی گردش کے ساتھ دیکھا جاتا ہے زمین کا مشاہدہ اس کے پہاڑوں ،نہروں ،دریاؤں ،حیوانات ،نباتات اور ان چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جو آسمان اور زمین کے درمیان ہیں جیسے بادل ،بارش ،برف ،گرج چمک ،ٹوٹنے والے ستارے اور تیز ہوائیں۔ یہ وہ اجناس ہیں جو آسمانوں ،زمینوں اور ان کے درمیان دیکھی جاتی ہیں ،پھر ان میں سے ہر جنس کی کئی انواع ہیں ،ہر نوع (قسم) کی کئی اقسام ہیں ،ہر قسم کی کئی شاخیں ہیں اور صفات ،ہیئت اور ظاہری و باطنی معانی کے اختلاف کی وجہ سے اس کی

تقسیم کا سلسلہ کہیں رُکتا نہیں، زمین و آسمان کے جمادات، نباتات، حیوانات، فلک اور ستاروں میں سے ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے حرکت دیے بغیر حرکت نہیں کرسکتا اوران کی حرکت میں ایک حکمت ہو یا دو، دس ہوں یا ہزار یہ سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہیں اوراس کے جلال و کبریائی پر دلالت کرتی ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیاں اور علامات ہیں۔ (ملخصاً احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 802)

فی زمانہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات میں غور وفکر کرنے اوراس کے ذریعے اپنے ربِ تعالیٰ کے کمال و جمال اور جلال کی معرفت حاصل کرنے اوراس کے احکام کی بجا آوری کرنے سے انتہائی غفلت کا شکار ہیں اوران کے علم کی حد صرف یہ رہ گئی ہے کہ جب بھوک لگی تو کھالیا، جب پیاس لگی تو پانی پی لیا، جب کام کاج سے تھک گئے تو سوکر آرام کرلیا، جب شہوت نے بے تاب کیا تو حلال یا حرام ذریعے سے اس بے تابی کو دور کرلیا اور جب کسی پر غصہ آیا تو اس سے جھگڑا کرکے غصے کو ٹھنڈا کرلیا الغرض ہر کوئی اپنے تن کی آسانی میں مست نظر آرہا ہے۔

امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اندھا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفتوں کو دیکھے لیکن انہیں پیدا کرنے والے خالق کی عظمت سے مدہوش نہ ہو اوراس کے جلال و جمال پر عاشق نہ ہو۔ ایسا بے عقل انسان حیوانوں کی طرح ہے جو فطرت کے عجائبات اوراپنے جسم میں غور وفکر نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اسے ضائع کر دے اوراس سے زیادہ علم نہ رکھے کہ جب بھوک لگے تو کھانا کھالیا، کسی پر غصہ آئے تو جھگڑا کرلیا۔ (ملخصاً کیمیائے سعادت صفحہ 791)

حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر (رحمۃ اللہ علیہ) ان آیاتِ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

کہ ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ آسمان کی بلندی اور وسعت ،زمین کی پستی اور کثافت،آسمان میں رواں دواں سیاروں ،زمین میں بڑے بڑے سمندروں، پہاڑوں، وسیع میدانوں سرسبز کھیتوں اور پودوں ،رنگ برنگ کے پھلوں ،مختلف انواع کے جانوروں اور معدنیات،انواع واقسام کے کھانوں ،طرح طرح کی کئی خوشبوؤں گردش لیل ونہار اور ان کے گھٹنے اور بڑھنے میں اہلِ عقل ودانش کے لیے نشانیاں ہیں۔یعنی ان واضح نشانیوں میں غور وفکر کرکے انسان اپنے خالق کی معرفت حاصل کرسکتا ہے۔

(مزید فرماتے ہیں) یہاں اہلِ عقل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی عقل انتہائی پختہ اور پاکیزہ ہو جو آسانی سے اشیاء کی حقیقت کا ادراک کرسکے۔اس سے مراد بے عقل گونگے بہرے نہیں ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا: **وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ٥** اور کتنی ہی بے شمار نشانیاں ہیں جو آسمانوں اور زمین (کے ہر گوشے) میں (بجی ہوئی) ہیں جن پر یہ (صبح وشام) گزرتے ہیں اور وہ ان سے روگردانی کیے ہوئے ہیں (پارہ 13 سورۃ یوسف آیت 105)

اس کے بعد (فرماتے ہیں کہ) اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے عقل مندلوگوں کی صفات بیان فرمائیں کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر اور پھر اگر اس طرح بھی نہ پڑھ سکو تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھو۔ (صحیح بخاری کتاب تقصیر الصلوٰۃ جلد 1 حدیث 1047 صفحہ 473)

قارئین کرام! اہل اللہ کسی حال میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ترک نہیں کرتے اور ہر حال میں اپنی زبان ودل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔اس کے علاوہ زمین وآسمان کی

تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں اوران حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو خالق کی عظمت وقدرت اوراختیارورحمت پر دال (یعنی دلالت کرتی) ہیں۔

☆غور وفکر کے متعلق بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) کے فرامین

حضرت شیخ ابوسلیمان درانی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں جب بھی گھر سے باہر نکلتا اور میری نظر کسی چیز پر پڑتی تو میں دیکھتا کہ اس چیز میں میرے لیے ایک نعمت بھی موجود ہے اور وہ میرے لیے باعث عبرت بھی ہے۔

حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ فکر وتدبر ایک ایسا آئینہ ہے جو تم پر برائیوں اوراچھائیوں کو واضح کردیتا ہے۔ (اور مزید فرماتے ہیں) لمحہ بھر کے لیے غور وفکر کرنا رات بھر کے قیام سے افضل ہے۔

حضرت سفیان بن عینیہ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: غور وفکر ایسا نور ہے جو تیرے دل میں داخل ہوتا ہے اور بسا اوقات آپ ایک شعر پڑھا کرتے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان غور وفکر کرنے کا عادی ہوتو اس کے لیے ہر شے باعثِ عبرت ہوتی ہے۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس کا قول باعث نصیحت اور جس کی خاموشی غور وفکر اور جس کا دیکھنا عبرت حاصل کرنے لیے ہو۔

حضرت لقمان حکیم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: طویل گوشہ نشینی غور وفکر کا باعث ہے اور طویل غور وفکر راہِ جنت کی علامت ہے۔

حضرت وہب بن منبہ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جس قدر غور وفکر زیادہ ہوگا اسی قدر سمجھ بوجھ بھی تیز ہوگی اور جس قدر سمجھ بوجھ تیز ہوگی اسی قدر علم نصیب ہوگا اور جس قدر علم زیادہ ہوگا اسی کے مطابق نیک اعمال بھی بڑھتے جائیں گے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنا بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور وفکر کرنا سب سے افضل عبادت ہے۔

حضرت مغیث بن اسود (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کہ ہر روز قبروں کی زیارت کیا کرو تا کہ تمہیں اپنے انجام کی فکر ہو اور پھر اپنے دل میں اس منظر کو حاضر کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے دو گروہ حاضر ہیں ایک جنت کی طرف جانے والا ہے اور دوسرا جہنم کی طرف (تو تم اپنا محاسبہ کرو کہ تم کس طرف جا رہے ہو)۔ اور اپنے ذہنوں اور بدنوں کو دوزخ کی آگ، اس کے ہتھوڑے اور اس کے مختلف طبقات کا شعور دلاؤ۔ (اس کی بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ رونے لگتے، یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑتے)۔

حضرت عبداللہ بن مبارک (رحمتہ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کا کسی راہب کے پاس سے گزر ہوا جو قبرستان اور گندگی کے ڈھیر کے درمیان ڈیرہ لگائے ہوئے تھا، اس نے راہب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تیرے پاس دنیا کے دو خزانے ہیں جو تیرے لیے باعثِ عبرت ہیں ایک خزانہ قبرستان اور ایک خزانہ مال کا یعنی کوڑا کرکٹ کا ڈھیر۔

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) بعض اوقات کسی ویران کھنڈر کے پاس جاتے تو بڑی غمگین آواز کے ساتھ کہتے، اے اُجڑے ہوئے دیارو، تمہارے مکین کہاں ہیں پھر خود ہی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شے فانی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: حضور قلب کے ساتھ پڑھی ہوئی دو رکعت اس رات بھر کی عبادت سے افضل ہے جس میں دل غافل ہو۔

حضرت امام بصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اپنے پیٹ کے ایک تہائی میں کھانا کھاؤ، دوسرے حصے میں پانی پیو اور تیسرے حصے کو سانس لینے کے لیے

چھوڑ دو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور وفکر کر سکو۔

کسی دانا کا قول ہے کہ جو شخص بغیر عبرت کے دنیا کی طرف دیکھتا ہے تو اسی غفلت کی مقدار اس کے دل کا نور ماند پڑ جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ارشاد فرماتے ہیں: کہ اے ابن آدم! تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، دنیا میں مہمان بن کر رہو، مسجدوں کو اپنا گھر بنالو، اپنی آنکھوں کو رونا، جسم کو صبر، اور دل کو غور وفکر کی تعلیم دو، اور کل کی روزی کا غم نہ کرو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ رونے لگے جب پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ میں نے دنیا کی لذتوں اور خواہشات میں غور وفکر کیا اور ان سے عبرت حاصل کی اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ دنیا کی تمام لذتیں آخر کار ختم ہو جاتی ہیں اگر اس میں عبرت کرنے والوں کے لیے عبرت نہ ہو تو کم از کم نصیحت حاصل کرنے والے کے لیے نصیحت ہو۔

حضرت حسین بن عمر عبدالرحمٰن (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: مومن کی خوشی غور وفکر میں ہے۔ اور اس کی لذت عبرت حاصل کرنے میں ہے، (مزید فرماتے ہیں) ہم ہر طرف سے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں۔ (اس کے بعد فرماتے ہیں) بعض غافل انسان ایسے ہیں کہ ان کی عمر کا اکثر حصہ گزر گیا لیکن انہیں اس کا شعور تک نہ ہوا، بعض اوقات انسان کی زندگی اس کی دل پسند خواہشات کے مطابق ہوتی ہے، مگر زمانہ جلد ہی اسے بدل دیتا ہے، ہم اللہ کی محبت میں حمد وثناء بیان کرتے ہیں، یقیناً ان اُمور میں غور فکر کرنے سے عقل مند آدمی کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 622،621)

:2 موضوع

﴿لوگوں سے حسد نہ کرو﴾

28) وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ٭

ترجمہ:''۔اور تم اس چیز کی تمنا نہ کرو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے بعض کو بعض پر فضیلت

دی ہے''۔ (پارہ 5 سورۃ النساء آیت 32)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ تم اس چیز کی تمنا نہ کرو جس میں

اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

جن مسلمانوں کو جو مال، عزت اور مرتبہ کے اعتبار سے فضیلت دی ہے اور جو بھی ایسی نعمت

عطا فرمائی ہے جس میں رغبت کی جا سکے تو اس کے حصول کی دوسرے تمنا نہ کریں نہ اس پر

حسد کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ مالک ومختار اور علیم اور حکیم ہے وہ جس کو چاہتا ہے نعمت عطاء فرماتا

ہے اس لیے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ کاش! میرے پاس فلاں مال ہوتا یا فلاں نعمت ہوتی یا

فلاں حسین عورت ہوتی۔

رشک اور حسد کا معنیٰ

رشک کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر انسان یہ دعا کرے کہ اس شخص

کے پاس بھی یہ نعمت رہے اور اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسی نعمت عطاء فرمادے لہٰذا رشک کرنا جائز

ہے اور حسد کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان یہ چاہے کہ مجھے یہ نعمت ملے یا نہ ملے اس شخص کے پاس

نہ رہے، یہ حسد کرنا ہے اور حسد کرنا جائز نہیں ہے۔ (تبیان القرآن جلد 2 صفحہ 651)

حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: لوگو!

دوسروں کے مال کی آرزو نہ کرو تم کیا جانو! کہ (شاید) اس کی ہلاکت اسی مال میں ہو۔

(تفسیر طبری جلد 5 صفحہ 59۔ تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 412)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں حسد کی مذمت بیان کی گئی ہے لہٰذا یہاں پر حسد کے متعلق قرآن پاک کی آیت اور احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حسد کی مذمت میں آیتِ مبارکہ اور احادیث

(1) اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ o یہ لوگوں سے اس چیز پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطاء فرمائی ہے۔

(پارہ 5 سورۃ النساء آیت 54)

(2) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4199 صفحہ 655)

(3) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کسی بدعمل پر کسی نعمت کی وجہ سے رشک نہ کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ وہ مرنے کے بعد کس چیز سے ملے گا، اس کے لیے اللہ کے نزدیک نہ مرنے والا جان لیوا عذاب ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد 2 حدیث 5016، صفحہ 508)

(4) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسد ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا (یعنی ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رس) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

(کنز العمال جلد 3 حدیث 7437 صفحہ 186۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 190)

(5) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک بندے کے پیٹ میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔ (تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 477)

(6) حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسد سے بچتے رہو، کیونکہ حضرت آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو حسد ہی کی وجہ سے قتل کیا تھا، لہٰذا حسد ہر خطا کی جڑ ہے۔ (جامع للاحادیث للسیوطی جلد 3 حدیث 9314 صفحہ 390)

(7) حضرت زکریا (علیہ السلام) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: حاسد میری نعمت کا کھلا دشمن ہے اور وہ میرے فیصلے پر ناخوش اور میری تقسیم پر ناراض رہتا ہے جو میں نے اپنے بندوں کے درمیان فرمائی ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 319۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 198)

☆ حسد کی مذمت میں بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) کے ارشادات

(1) حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: حسد سے بچو کیونکہ (اس کا نقصان) ان سے پہلے خود حاسد کو ہوتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین صفحہ 174)

(2) حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: حسد سے بڑھ کر کوئی شے نقصان دہ نہیں کیونکہ جس سے حسد کیا جاتا ہے اسے نقصان پہنچنے سے پہلے ہی حاسد کو پانچ سزائیں مل جاتی ہیں۔ (1) نہ ختم ہونے والا غم (2) بے اجر مصیبت (3) ناپسندیدہ مذمت (4) رب کی ناراضگی (5) توفیق کے دروازوں کی بندش۔ (تنبیہ الغافلین صفحہ 174)

(3) حضرت امام محمد غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: حسد اس لیے بہت بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں آدمی اس نعمت کے قابل نہیں اس کو یہ نعمت کیوں دی ہے؟ اب تم خود ہی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض کرنا کتنا بڑا گناہ ہوگا۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 323)

(4) حضرت امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں، حاسد اپنے رب کے

ساتھ پانچ طرح سے مقابلہ کرتا ہے (1) ہر اس نعمت پر غصہ کرتا ہے جو کسی دوسرے کو ملی
ہے (2) وہ تقسیم الٰہی پر ناراض ہوتا ہے یعنی اپنے رب سے کہتا ہے کہ ایسی تقسیم کیوں کی
(3) وہ فضل الٰہی پر بخل کرتا ہے۔ (4) وہ اللہ تعالیٰ کے دوست کو رُسوا کرنا چاہتا ہے اور
کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے۔ (5) وہ اپنے دوست یعنی ابلیس کی مدد کرتا ہے۔

(5) حضرت امام جلال الدین سیوطی (رحمتہ اللہ علیہ) نقل فرماتے ہیں: حسد وہ پہلا گنا
ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی کہ ابلیس ملعون نے حضرت آدم (علیہ السلام
کو سجدہ کرنے کے معاملے میں اُن سے حسد کیا، پس اسی حسد نے ابلیس کو نافرمانی پر اُبھارا
(تفسیر دُر منثور جلد 1 صفحہ 142

یاد رہے! دنیا میں پہلا قتل بھی حسد ہی کی وجہ سے ہوا تھا (جیسا کہ پیچھے حدیثِ پاک میں
بیان ہوا) جس میں قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔

(6) حضرت امام محمد غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) بعض سلف صالحین کا قول نقل فرماتے ہیں
حسد ایک زخم ہے کہ کبھی نہیں بھرتا اور جو کچھ حاسد پر گزرتا ہے اس کو وہی کافی ہے۔
(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 22

(7) حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: میں ہر شخص کو راضی کر سکتا ہو
سوائے اس شخص کے جو میری نعمت سے حسد کرتا ہے کیونکہ وہ اس وقت راضی ہوگا جب
نعمت مجھ سے زائل ہو جائے گی۔
(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 322۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 99

(8) حضرت امام ابن سیرین (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں نے کسی شخص سے
دنیوی شے کی وجہ سے حسد نہیں کیا کیونکہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو میں دنیا کی وجہ سے اس

حسد کیسے کروں حالانکہ وہ جنت کے مقابلے میں بہت کم حصہ ہے کہ جنت میں دنیا کی کیا قدر ہے اور اگر وہ جہنمی ہے تو میں دنیوی شے کی وجہ سے حسد کیسے کروں کہ اس کا انجام دوزخ ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 321۔الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 198)

اللہ تعالیٰ ہمیں حسد کی بیماری سے محفوظ فرمائے۔ آمین

27: موضوع

﴿شیطان کے انسان کو بھکانے کے مختلف انداز﴾

(29) وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ وَمَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا۝

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ ہی آخرت کے دن پر (تو ان کے لیے شدید وعید ہے) اور جس کا ساتھی شیطان بن جائے تو (ان کا) کتنا برا ساتھی ہو گیا''۔ (پارہ 5 سورۃ النسا آیت 38)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا: جو محض دکھاوے اور شہرت کے لیے مال خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ان کا مقصد نہیں ہوتا۔

ریاکاری کی مذمت

اس آیتِ مبارکہ سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے کہ جو نیک کاموں میں لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں لیکن مقصد صرف واہ واہ کروانا ہوتا ہے بکثرت خیرات کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ شرط رکھتے ہیں کہ اخبار میں خبر اور تصویر ضرور آنی چاہیے، اسی طرح شادیوں کی رسومات میں لاکھوں روپے اُڑا دینے والے بھی عبرت حاصل کریں جو صرف اس

لیے رسمیں کرتے ہیں کہ اگر یہ رسمیں بھرپور انداز میں نہ کی گئیں تو لوگ کہیں گے، فلاں نے اتنا خرچ کیا تھا، میں کیوں پیچھے رہوں، وغیرہ وغیرہ

حضرت محمود بن لَبید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے تم پر سب سے زیادہ شرکِ اصغر (یعنی دکھاوے) میں مبتلا ہونے کا خوف ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو ان کے حساب کے وقت ارشاد فرمائے گا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ، جن کے لئے دنیا میں تم دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو کہ تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 9 حدیث 23697 صفحہ 161)

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ وادی اُمتِ محمدیہ کے ان ریاکاروں کے لئے تیار کی ہے جو قرآن پاک کے حفاظ، راہِ خدا میں صدقہ کرنے والے، اللہ تعالیٰ کے گھر کا حج کرنے والے، اور راہِ خدا میں نکلنے والے ہوں گے (لیکن یہ سارے کام صرف ریاکاری کیلئے کر رہے ہوں گے)۔

(المعجم الکبیر جلد 12 حدیث 12803 صفحہ 136)

اس آیتِ مبارکہ کے اگلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ○ اور جس کا ساتھی شیطان بن جائے، دنیا میں شیطان کا ساتھی اس طرح ہے کہ وہ شیطانی کام کر کے اسے خوش کرے کیونکہ جو شیطان کو خوش کرتا ہے شیطان اس کے ساتھ رہتا ہے حتیٰ کہ کھانے پینے، رات بسر کرنے اور دیگر کئی معاملات میں شریک ہوتا ہے اس لئے یہ حکم ہے کہ جائز کام بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کیا جائے تاکہ شیطان کے لیے روک ہو اور آخرت میں شیطان کا ساتھی یوں ہوگا کہ وہ ایک شیطان کے ساتھ آ

زنجیر میں جکڑا ہوگا۔ (تفسیر خازن جلد 1 صفحہ 379۔ تفسیر صراط الجنان جلد 2 صفحہ 205)

یاد رہے! کہ یہ وعید خاص گناہوں کے ذریعے شیطان کا ساتھی بننے والے کے بارے میں ہے اور جس کا ساتھی شیطان ہو وہ اپنے انجام پر خود ہی غور کر لے کہ کیسا ہوگا۔

☆ شیطان کے بہکانے کے مختلف انداز

شیطان مختلف انداز سے انسان کو بہکانے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و فرمانبرداری کرنے سے روکتا ہے جیسے شیطان پہلے انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت سے روکتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ انسان کو شیطان سے محفوظ کر لیتا ہے تو انسان شیطان کو یہ کہہ کر دور کر دیتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کی بہت سخت ضرورت ہے کیونکہ مجھے اس دارِ فانی سے آخرت کے لیے توشہ اور زادِ راہ تیار کرنا بہت ضروری ہے کہ اس کے بغیر آخرت کا سفر ممکن نہیں۔

جب انسان شیطان کے اس مکر سے بچ جاتا ہے تو شیطان اسے اس طرح بہکانے اور گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اسے عبادت کرنے میں کاہلی اور سستی کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آج رہنے دو کل کر لینا۔ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو اس سے بھی محفوظ کر لیتا ہے تو وہ شیطان کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیتا ہے کہ میری موت میرے قبضے میں نہیں، نیز اگر میں آج کا کام کل پر چھوڑوں گا تو کل کا کام کس دن کرونگا کیونکہ ہر دن کے لیے ایک کام ہے۔

جب شیطان اس حیلے سے بھی نا اُمید ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے انسان! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت جلدی جلدی کرو تاکہ فلاں فلاں کام کے لیے فارغ ہو سکو۔ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو اس حیلے سے بھی بچا لے تو انسان شیطان کو یہ کہہ کر دفع کر دیتا ہے کہ تھوڑی اور کامل عبادت زیادہ مگر ناقص عبادت سے کہیں بہتر ہے۔

اگر شیطان اس حیلے میں بھی ناکام و نامراد ہو جاتا ہے تو وہ انسان کو ریاکاری کے ساتھ

عبادت کرنے کی ترغیب دیتا اور اسے ریا کاری میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس حیلے سے محفوظ ہو گیا تو وہ یہ کہہ کر ریا کاری کے وسوسے کو ٹھکرا دیتا ہے کہ میں کسی اور کی نمائش اور دکھاوے کے لیے عبادت کیوں کروں، کیا اللہ تعالیٰ کا دیکھ لینا میرے لیے کافی نہیں۔

جب شیطان اپنے اس ہتھکنڈے سے بھی ناکام ہو جاتا ہے تو وہ انسان کو خود پسندی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے کتنا عمدہ کام کیا اور تم نے کتنی زیادہ شب بیداری کی۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس بار بھی محفوظ رہا اور خود پسندی میں مبتلا ہونے سے بچ گیا تو وہ شیطان کے اس وسوسے کو یہ کہہ کر رد کر دیتا ہے کہ مجھ میں کوئی خوبی اور بزرگی نہیں، یہ تو سب اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے مجھ جیسے گناہگار کو خاص توفیق عطاء فرمائی اور یہ بھی اس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے میری حقیر اور ناقص عبادت کو شرفِ قبولیت عطاء فرمائی، اگر اس کا فضل و کرم شامل حال نہ ہوتا تو میرے گناہوں کے مقابلے میں میری ان عبادتوں کی حیثیت ہی کیا تھی۔

جب لعین شیطان ان تمام تدبیروں سے ناکام ہو جاتا ہے تو پھر یہ حربہ استعمال کرتا ہے جو سب سے زیادہ خطرناک ہے اور شیطان کے اس حربے سے بہت عقلمند اور ہوشیار دل شخص کے علاوہ کوئی اور نہیں بچ سکتا، چنانچہ شیطان کہتا ہے کہ اے نیک بخت انسان، تم لوگوں سے چھپ چھپ کر نیکیاں کرنے میں کوشاں ہو اور اللہ تعالیٰ تمہاری ان نیکیوں کو عنقریب تمام لوگوں میں مشہور کر دے گا تو لوگ تمہیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ کہہ کر یاد کیا کریں گے۔ اس طرح شیطان اسے ریا کاری میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و عنایت سے انسان کو شیطان کے اس حربے سے بھی محفوظ فرما دے تو وہ شیطان کو یہ کہہ کر ذلیل و خوار اور

[ان]کار کردیتا ہے کہ اے ملعون! ابھی تک تو تُو میرے پاس میرے اعمال کو فاسد و بے کار [کر]نے آیا کرتا تھا۔ اور اب ان اعمال کی اصلاح و درستی کے لیے آتا ہے تاکہ میرے اعمال [با]لکل ختم کردے، چل دفع ہوجا، میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، وہی میرا آقا و مولیٰ ہے، [میں ا]پنی نیکیوں کی شہرت کا مشتاق اور طلبگار نہیں ہوں، میرے پروردگار، چاہے میرے [اعم]ال ظاہر مشہور کردے، چاہے پوشیدہ رکھے، چاہے مجھے عزت و مرتبہ عطاء فرمائے، [چا]ہے مجھے ذلیل و رُسوا کردے، سب کا سب اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ مجھے اس کی [کوئ]ی پرواہ نہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے میرے اعمال کا اظہار فرمائے یا نہ فرمائے۔ انسانوں [کے ق]بضے میں کوئی چیز نہیں ہے۔

[ان]سان شیطان کے اس وار سے بھی بچ جائے تو وہ انسان کے پاس آکر کہتا ہے کہ تجھے [عمل] کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ انسان کے نیک اور بد ہونے کا فیصلہ تو روزِ اوّل میں [ہو چکا] ہے، اس دن جو بُرا ہوگیا وہ بُرا ہی رہے گا اور جو اچھا اور نیک ہوگیا وہ نیک ہی رہے گا [اس] لیے اگر تجھے نیک بخت پیدا کیا گیا ہے تو اعمال کو چھوڑنا تمہارے لیے نقصان دہ نہیں [او]ر اگر تجھے بدبخت و شقی پیدا کیا گیا ہے تو تمہارا عمل تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اگر [اللہ تع]الیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انسان کو شیطان کے اس وار سے بچا لیا تو انسان شیطان [ـ]سے یوں مخاطب ہوتا ہے کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور بندے کا کام یہ ہے کہ وہ [آ]قا و مولیٰ کے احکام بجالائے اور اللہ تعالیٰ سارے جہان کا پروردگار ہے، جو چاہتا ہے [کرت]ا اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یقیناً اعمال میرے لیے فائدہ مند ہیں کسی صورت میں بھی [نقصان] دہ نہیں ہوسکتے کیونکہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے علم میں نیک بخت ہوں تو اللہ تعالیٰ کی [اور] زیادہ ثواب کا محتاج ہوں اور اگر خدانخواستہ علم الٰہی میں میرا نام بدبختوں میں ہے

تو بھی عبادت کرنے سے اپنے آپ پر ملامت تو نہیں کروں گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اطاعت
عبادت کرنے پر سزا نہ دے گا اور کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ نافرمان ہو کر دوزخ میں جا
سے فرمانبردار ہو کر دوزخ میں جانا بہتر ہے اور پھر یہ کہ سب محض احتمالات ہیں ورنہ ا
وعدہ بالکل حق ہے اور اس کا فرمان بالکل صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ نے اطاعت وعبادت پر ثوا
عطا فرمانے کا بے شمار مقامات پر وعدہ فرمایا ہے تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایمان ا
اطاعت کے ساتھ حاضر ہو گا وہ ہرگز ہرگز جہنم میں داخل نہ ہو گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کر
اور اس کے سچے و مقدس وعدے کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائے، شیطان کے حیلوں سے ہوش
رہے، ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا رہے اور شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ
رہے، کیونکہ تمام معاملات اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہی توفیق عطاء فرمانے
ہے، گناہوں سے بچنے اور اطاعت وعبادت کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی
ہے۔ (ملخصاً منہاج العابدین صفحہ 117، 120۔ تفسیر صراط الجنان جلد 2 صفحہ 204، 208)

موضوع :28

﴿اللہ کے عذاب سے ہر ایک کو ڈرنا چاہیے﴾

(30) يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِ
الْاَرْضُ ط وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًاo

ترجمہ: ''اس دن کفار اور رسول کی نافرمانی کرنے والے تمنا کریں گے کہ کاش! انہیں
میں دبا کر زمین برابر کر دی جائے اور وہ کوئی بات اللہ سے چھپا نہ سکیں گے۔''

(پارہ 5 سورۃ النساء آیت 42)

...ر:۔اس آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن کی ہولنا کی اور اپنے اعمال کا بدلہ ...کر کفار تمنا کریں گے کہ کاش! ہمیں پیدا ہی نہ کیا گیا ہوتا۔کاش! زمین پھٹ جائے اور ...اس میں دفن ہو جائیں،کاش! ہمیں بھی جانوروں کی طرح مٹی کر دیا جاتا،پھر جب ان ...خطاؤں پر باز پُرس ہوگی تو قسمیں کھا کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم مشرک نہ ...ے،تب ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی،پھر ان کے اعضاء بول اُٹھیں گے اور سب ...ال بیان کر دیں گے،اس طرح یہ اپنی پوری کوشش کے باوجود اللہ تعالیٰ سے کوئی بات بھی ...نہ سکیں گے۔

...اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہر ایک کو ڈرنا چاہیے

...ن کرام! یہ آیت تو کافروں کے بارے میں نازل ہوئی لیکن بہر حال دنیا میں تو ہر آدمی ...اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے،یہی وجہ ہے قیامت کی ہولنا کی اور عذابِ جہنم کی ...کے پیشِ نظر ہمارے اکابر اسلاف اور بزرگانِ دین بھی تمنا کرتے تھے کہ کاش وہ ...ی نہ ہوئے ہوتے۔جیسا کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے ...ار پرندے کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے پرندے،کاش! میں تمہاری طرح ہوتا اور مجھے ...نہ بنایا جاتا۔امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کا فرمان ہے، ...تمنا ہے کہ میں ایک مینڈھا ہوتا ہے جسے میرے اہلِ خانہ اپنے مہمانوں کے لئے ذبح ...تے۔

...ابو ذر (رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے: کاش! میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ ...منین حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے۔میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ...ت کے بعد نہ اُٹھایا جائے۔حضرت طلحہ اور حضرت زبیر (رضی اللہ عنہما) فرمایا

کرتے، کاش! ہم پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرمایا کرتیں، کاش! میں کوئی بھولی بسری چیز ہوتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے۔ کاش! میں راکھ ہوتا۔ (قوت القلوب جلد 1 صفحہ 459، 460)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ یہ کلمات ان ہستیوں کے ہیں جو زبانِ رسالت سے قطعی جنتی ہونے کی بشارت سے بہرہ مند ہوئے، جبکہ اب کے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ عمل نام کی کوئی چیز پلے نہیں اور بے حساب مغفرت کا یقین دل میں سجائے بیٹھے ہیں۔ اے کاش ہمیں بھی حقیقی معنوں میں ایمان پر خاتمے کی فکر، قبر و حشر کے پُر ہول لمحات کی تیاری کی سوچ، عذابِ جہنم سے ڈر اور جبار و قہار رب (عزوجل) کا خوف نصیب ہو جائے۔ آمین

29: موضوع

﴿آخرت کی نعمتیں بہتر و اعلیٰ ہیں﴾

(31) قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ج وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

ترجمہ: ''تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کیلئے آخرت اچھی ہے اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا''۔ (پارہ 5 سورۃ النساء آیت 77)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: دنیا فقط برتنے کا سامان ہے وہ بھی بہت تھوڑا اور فانی اور پرہیز گاروں، تقویٰ اختیار کرنے والوں کیلئے آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ کیونکہ دنیا فانی ہے آخرت باقی، دنیا مشکوک ہے آخرت یقینی، دنیا آفتوں سے مخلوط ہے، جبکہ آخرت خالص، دنیا قانون کی جگہ ہے، آخرت محبت کی جگہ، دنیا پابندیوں کی جگہ ہے، آخرت آزادی کی جگہ، دنیا میں تمہاری خواہش پوری نہیں کی جاتی، آخرت میں ج

چاہو گے ملے گا، کیونکہ دنیا میں شیطان شکاری کا جنگل ہے، اس لیے یہاں پابندی ہے کہ تم شکار نہ ہو جاؤ، وہاں کوئی شکار نہ ہوگا لہٰذا آزادی ہوگی، دنیا میں دل کے ساتھ نفس بھی ہے جو بُری چیزیں بھی چاہتا ہے آخرت میں نفس نہ ہوگا لہٰذا وہاں تمہاری ہر خواہش پوری کی جائے گی نیز دنیا میں ہر چیز غیب ہے، آخرت میں ہر چیز شہادت گویا دنیا فراق کی جگہ ہے، آخرت وصال کی جگہ، ان وجوہات کی بناء پر آخرت دنیا سے بہتر ہے۔

سُنا ہے قبر میں دیدار ہوگا بے حجابانہ
کفن کو پھاڑ کر اُٹھیں گے مُردے اپنے مدفن میں

آیتِ مبارکہ میں آگے ارشاد فرمایا گیا: کہ تم پر کسی قسم کا معمولی سے معمولی ظلم نہ ہوگا کہ تمہاری نیکیاں بلاوجہ برباد ہو جائیں یا تم کو جرم سے زیادہ سزا دی جائے، لہٰذا اعمال صالحہ میں جلدی کرو۔ (ملخصاً تفسیر نعیمی جلد 5 صفحہ 257)

☆ دنیا کی نعمتوں سے آخرت کی نعمتیں بہتر و اعلیٰ ہونے کی وجوہات

اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے: کہ دنیا کی نعمتوں سے آخرت کی نعمتیں بہتر و اعلیٰ ہیں، اس کی چند وجوہات ہیں۔ (1) دنیا کی نعمتیں قلیل ہیں اور آخرت کی ان گنت (یعنی بے شمار)۔ (2) دنیا کی نعمتیں ختم ہو جائیں گی اور آخرت کی نعمتیں دائمی (3) دنیا کی نعمتوں میں غم والم، پریشانیاں، دکھ اور تکالیف ہیں اور آخرت کی نعمتیں ان تمام خرابیوں سے پاک ہیں۔ (4) دنیا کی نعمتیں مشکوک ہیں اور دنیوی نعمتوں سے عیش اڑانے والے کو ہمیشہ یہ خطرہ رہتا ہے کہ نا معلوم انجام کیسا ہوگا اور یہ عیش واللہ اعلم تادم زیست نصیب رہے گا یا چھن جائے گا، جبکہ آخرت کی نعمتوں میں اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔

(تفسیر روح البیان جلد 2 پارہ 5 صفحہ 154)

موضوع :30

﴿قرآن میں غوروفکر کیجئے﴾

(32)اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا o

ترجمہ:''تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے''۔(پارہ 5 سورۃ النساء آیت 82)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ میں قرآن پاک کی عظمت کا بیان ہے اور لوگوں کو اس میں غوروفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے، چنانچہ فرمایا گیا کہ کیا یہ لوگ قرآن پاک میں غور نہیں کرتے اور اس کے علوم اور حکمتوں کو نہیں دیکھتے کہ اس نے اپنی فصاحت سے تمام مخلوق کو اپنے مقابلے سے عاجز کر دیا ہے اور غیبی خبروں سے منافقین کے احوال اور ان کے مکروفریب کو کھول کر رکھ دیا۔اور اوّلین وآخرین کی خبریں دی ہیں۔اگر قرآن پاک میں لوگ غور کریں تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اسے لانے والا اللہ کا رسول ہے۔

☆قرآن مجید میں غوروفکر کرنا عبادت ہے لیکن!

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ قرآن میں غوروفکر کرنا اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔امام محمد غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ایک آیت سمجھ کر اور غوروفکر کر کے پڑھنا، بغیر غوروفکر کر کے پورا قرآن پڑھنے سے بہتر ہے۔ (احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 795)

یاد رہے! کہ قرآن کا ذکر کرنا، اس کی تلاوت کرنا، اسے دیکھنا اور اسے چھونا سب عبادت ہے۔قرآن میں غوروفکر کی دعوت بھی دی گئی ہے۔لیکن یہ بات واضح رہے کہ قرآن میں وہی غوروفکر معتبر اور صحیح ہے جو صاحبِ قرآن ﷺ کے فرامین اور حضور نبی کریم ﷺ کے

صحبت یافتہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) اوران سے تربیت حاصل کرنے والے تابعین (رحمہم اللہ تابعین) کے علوم کی روشنی میں ہو کیونکہ وہ غور وفکر جو اُس ذات کے فرامین کے خلاف ہو، وہ یقیناً معتبر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے دورِ جدید کے اُن نت نئے محققین سے بچنا ضروری ہے جو چودہ سو سال کے علماء، فقہا، محدثین و مفسرین اور ساری اُمت کے فہم کو غلط قرار دے کر قولاً یا عملاً یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ قرآن اگر سمجھا ہے تو ہم نے ہی سمجھا ہے، پچھلی ساری اُمت جاہل ہی گزر گئی ہے۔ یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ کے اگلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝** اور اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔ آیتِ مبارکہ کے اس حصے میں قرآن پاک کی حقانیت پر ایک نہایت آسان اور واضح دلیل دی گئی ہے کہ اگر قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف ہوتا، اس میں جو غیب کی خبریں دی گئی ہیں وہ سو فیصد پوری نہ ہوتیں بلکہ کوئی بات تو پوری ہو جاتی اور کوئی نہ ہوتی، لیکن جب ایسا نہ ہوا بلکہ قرآن پاک کی تمام غیبی خبریں بالکل سچی ثابت ہو رہی ہیں تو ثابت ہوا کہ یقیناً یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نیز اس کے مضامین میں بھی باہم اختلاف نہیں کہ کہیں کوئی بات کہہ دی اور کہیں اس کے برخلاف کوئی دوسری بات کہہ دی، اس طرح فصاحت و بلاغت میں بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ مخلوق کا کلام فصیح بھی ہو تو سب یکساں نہیں ہوتا کچھ بلاغت سے بھر پور ہوتا ہے تو کچھ حقیر و گھٹیا قسم کا ہوتا ہے، جیسا کہ شعراء اور خاندانوں کے کلام میں دیکھا جاتا ہے کہ بڑے سے بڑے شاعر کا کوئی کلام بڑا شاندار ہے اور کوئی بالکل گیا گزرا۔ لیکن قرآن چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے

کلام کی شان ہے کہ اس کا تمام کلام فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مرتبے پر ہے۔

(صراط الجنان جلد 2 صفحہ 257)

31: موضوع

﴿انسان کو بھلائی و برائی پہنچنے کی وجہ﴾

(33) مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ○

ترجمہ: ''تم کو جو اچھائی پہنچتی ہے، سو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور تم کو جو برائی پہنچتی ہے وہ تمہاری ذات کی وجہ سے ہے''۔ (پارہ 5 سورۃ النساء آیت 79)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ تم کو جو اچھائی، بھلائی پہنچتی ہے وہ میری طرف سے ہے اور جو برائی تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پارہ 25 سورہ شوریٰ آیت 30 میں ارشاد فرمایا: **وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○** اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور (اللہ) بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

☆ انسان کو اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے تکالیف و غم پہنچتے ہیں

حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی انسان کو لکڑی کی خراش، قدم کی لڑکھڑاہٹ اور رگ کے پھڑکنے کی تکلیف نہیں ہوتی مگر وہ کسی گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جو گناہ معاف فرماتا ہے اس کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد 2 صفحہ 510)

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر

انسان کو کچھ دُکھ اور تکلیف پہنچتی ہے (یہاں تک کہ کسی کو کانٹا چبھتا ہے یا جوتے کا تسمہ ٹوٹتا ہے) تو وہ اس کے گناہ کی شامت کا نتیجہ ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے، اُس کی تو گنتی ہی نہیں ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 2 پارہ 5 صفحہ 161)

حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کو جو بھی چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے وہ (اس کے) کسی گناہ کے سبب پہنچتی ہے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1178 صفحہ 506)

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ جب اسے کوئی نعمت ملے تو سمجھے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے اور جب اسے کوئی مصیبت یا پریشانی کا سامنا کرنا پڑے تو یہ سمجھے کہ یہ سب میرے بُرے اعمال کی وجہ سے ہے۔

32: موضوع

﴿مسلمان کو قتل کرنے کا وبال﴾

(34) وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا

ترجمہ: "اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً (یعنی جان بوجھ کر) قتل کرے تو اسکی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اُس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اللہ اس پر لعنت کرے گا اور اللہ نے اس کے لیے عذابِ عظیم تیار کر رکھا ہے"۔ (پارہ 5 سورۃ النساء آیت 93)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو جان بوجھ کر (عمداً) قتل کرنا سخت کبیرہ گناہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے: حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا کا ہلاک ہونا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے

قتل سے ہلکا ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 2608 صفحہ 167)

اگر یہ قتل ایمان کی عداوت سے ہو یا قاتل اس قتل کو حلال جانتا ہو تو یہ کفر بھی ہے۔

(خزائن العرفان صفحہ 16)

☆ مسلمان کو قتل کرنے کی مذمت میں قرآن پاک کی آیت واحادیث مبارکہ

(1) اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۞ جس شخص نے بغیر جان کے بدلہ کے یا زمین میں فساد پھیلانے کے لئے کسی شخص کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا، اور جس نے کسی شخص کو مرنے کے بعد بچالیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچالیا۔

(پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت 32)

(2) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمام آسمان والے اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں منہ کے بل گرا دے گا۔ (تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 545)

(3) حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مسلمان کے خون بہانے میں ایک یا نصف کلمہ کے برابر بھی مدد کی تو قیامت کے روز اس کی آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 2609 صفحہ 168۔ تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 541)

(4) حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر گناہ کے متعلق اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا مگر وہ آدمی جو کافر ہو کر مرے یا وہ آدمی جو کسی مومن کو عمداً (یعنی جان بوجھ کر) قتل کرے۔ (تفسیر در منثور جلد 2 صفحہ 541)

(5) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو قتل کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الدیات جلد 3 حدیث 1765 صفحہ 684)

(6) حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (قیامت کے دن) بندوں کے درمیان سب سے پہلے جس چیز کا فیصلہ ہوگا وہ خون ہے۔
(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1419 صفحہ 701)

یاد رہے! قیامت کے دن اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور معاملات میں سب سے پہلے قتل کا حساب ہوگا۔

(7) حدیث پاک: انسان اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ عمارت ہے، پس ملعون ہے ہر وہ جو اللہ تعالیٰ کی تعمیر کو گراتا (یعنی قتل کردیتا) ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 2 پارہ 5 صفحہ 212)

33: موضوع

﴿شیطان کے عزائم﴾

(36،35) وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًاo يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ط وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًاo

ترجمہ: ”جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس نے کہا، میں ضرور تیرے بندوں سے مقررہ حصہ لوں گا، میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں اُمیدیں دلاؤں گا تو یہ ضرور جانوروں کے کان چیریں گے اور میں انہیں ضرور حکم دوں گا تو یہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل

دیں گے اور جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے تو وہ کھلے نقصان میں جا پڑا''۔

(پارہ 5 سورۃ النساء آیت 119، 120)

تفسیر:۔اس آیت مبارکہ میں شیطان کے بارے میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی تو اس نے کہا، میں ضرور تیرے بندوں سے مقررہ حصہ لوں گا، یعنی انہیں اپنا اطاعت گزار بناؤں گا، اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا، اور ان کو طرح طرح کی چیزوں کی، کبھی لمبی عمر کی، کبھی لذاتِ دنیا کی، کبھی باطل خواہشات اور کبھی اور قسم کی اُمیدیں دلاؤں گا اور وہ ان اُمیدوں کی دنیا میں پھرتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رہیں گے۔

☆لمبی اُمید رکھنے کی مذمت

قارئین کرام! شیطان مردود کا بڑا مقصد لوگوں کو بہکانا اور عملی اعتبار سے ایسا کر دینا ہے کہ نجات و مغفرت کا کوئی راستہ باقی نہ رہے، اس کے لیے وہ مختلف طریقے اپناتا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ لمبے عرصے تک زندہ رہنے کی سوچ انسان کے دل ودماغ میں بٹھا کر موت سے غافل رکھتا ہے حتیٰ کہ اُسے اس اُمید پر جیتے جیتے اچانک وہ وقت آجاتا ہے کہ موت اپنے دردناک شکنجے میں کس لیتی ہے، پھر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، فی زمانہ لوگوں کی اکثریت موت کو بھول کر دنیا کی لمبی اُمیدوں میں کھوئی ہوئی ہے۔ امام محمد غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: لمبی زندگی کی اُمید دل میں باندھ لینا جہالت اور نادانی کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر دنیا کی محبت کی وجہ سے۔ جہالت اور نادانی تو یہ ہے کہ آدمی اپنی جوانی پر بھروسہ کر بیٹھے اور بڑھاپے سے پہلے مرنے کا خیال ہی دل سے نکال دے، اسی طرح آدمی کی ایک نادانی یہ ہے کہ تندرستی کی حالت میں ناگہانی موت کو ناممکن سمجھے۔ لہٰذا ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ ان باتوں میں غور کرے ''کیا لاکھوں بچے جوانی

...دہلیز پر پہنچنے سے پہلے ہی راہیِ عدم نہ ہوئے؟ کیا ہزاروں انسان چڑھتی جوانی میں ...ت سے ہم آغوش نہ ہوئے؟ کیا سینکڑوں نوجوان بھری جوانی میں لقمہ اجل نہ بنے؟ کیا ...جوان بیماریوں کا شکار نہ ہوئے؟ ان باتوں میں غور وفکر کے ساتھ ایک اور بات کو ذہن ...نشین کر لے کہ موت اس کے اختیار میں نہیں کہ جب یہ چاہے گا تو اس وقت آئے گی، اس ...طرح جوانی یا کسی اور چیز پر بھروسہ کرنا خود ہی ایک نادانی نظر آئے گی۔ لمبی زندگی کی اُمید کی ...بڑی وجہ دنیا کی محبت ہے، انسان اپنے دل کو تسلی دیتا رہتا ہے کہ ابھی تو زمانہ پڑا ہے، ...اس نے مرنا ہے میں پہلے یہ مکان بنالوں، فلاں کاروبار شروع کرلوں، اچھی گاڑی ...لوں، سہولیات سے اپنی زندگی بھرلوں جب بڑھاپا آئے گا تو اللہ اللہ کرنے لگ ...وں گا، پھر اس طرح ہر کام سے اس کا کام نکلتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک دن پیغامِ اَجل ...تا ہے، اب پچھتانے کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہیں بچتا۔ اس میں مبتلا شخص کو چاہیے ...دنیا کی بے ثباتی اور اس کی حقیقت کے بارے میں معلومات حاصل کرے کیونکہ جس پر ...حقیقت آشکار ہو جائے کہ دنیا کی لذت چند روزہ ہے اور موت کے ہاتھوں اسے ایک ...ہونا ہی ہے وہ اسے عزیز نہیں رکھ سکتا۔ (ملخصاً کیمیائے سعادت صفحہ 870)

دِلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

...تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں خلافِ شرع تبدیلیاں کرنا حرام ہے

...کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں خلافِ شرع تبدیلیاں حرام ہیں۔ احادیث ...میں اس کی کافی تفصیل موجود ہے ان میں سے 14 احادیث درج ذیل ہیں۔

...ت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرورِ عالم ﷺ نے اس مرد پر

لعنت فرمائی جو عورت کالباس پہنے۔اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مرد کالباس پہنے۔

(سنن ابوداؤد جلد3 حدیث698 صفحہ 242

(2) حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے زنانہ مردوں اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا: انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس جلد3 حدیث829 صفحہ 41

(3) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: تاجدارِ رسالت ﷺ نے ا بالوں میں دوسرے کے بال لگانے والی اور لگوانے والی اور بدن گودنے والی اور گدوا والی پر لعنت فرمائی۔ (صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ جلد3 حدیث5536 صفحہ 24

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے فر عورتوں سے مُشابہت اختیار کرنے والے مرد اور مردوں سے مُشابہت کرنے والی عورتیں شام اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے غضب میں ہوتے ہیں۔

(شعب الایمان جلد4 حدیث5385 صفحہ 56

موضوع :34

﴿نیکی و بھلائی کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کر

(37) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

ترجمہ: ''اور تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور ظلم میں ایک دوسر مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

(پارہ6 سورۃ مائدہ آیت

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے، یہاں (بِر) سے مراد ہر وہ نیک کام ہے، جس کا شریعت نے حکم دیا ہے، اور تقویٰ سے مراد ہر اس کام سے اجتناب کرنا ہے، جس کو کرنے سے شریعت نے منع فرمایا ہے، اور آگے اس آیتِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا: **وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝** اور ظلم (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، گناہ سے مراد ہر وہ کام ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہے اور ہر وہ کام جس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو انسان ناپسند کرتا ہے اور ظلم کا معنیٰ ہے (دوسروں کے حقوق میں تعدی (یعنی حد سے بڑھ جانا) اور تعریف کرنا اور'' اثم اور عدوان '' سے مراد تمام جرائم ہیں جن کی وجہ سے انسان اخروی سزا کا مستحق ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان کو کرو اور جن کاموں کو کرنے سے منع فرمایا ہے ان سے باز رہو اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی اور خلاف ورزی کریں تو بے شک اللہ تعالیٰ ان کو سخت سزا دینے والا ہے۔

قارئین کرام! یہ آیتِ مبارکہ جوامع الکلم میں سے ہے اور یہ ہر خیر اور شر اور ہر معروف اور منکر کے حکم کو شامل ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 3 پارہ 6 صفحہ 88۔ تبیان القرآن جلد 3 صفحہ 48)

☆ گناہ کے کاموں پر مدد کرنا بھی گناہ ہے

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا بھی گناہ ہے، چوری کرنا، چوری کرانا، چوری کا مال گھر میں رکھنا سب حرام ہے، ایسے ہی نیکی

کرنا اور کرانا نیک اعمال پر ایک دوسرے کی مدد کرنا سب میں ثواب ہے۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ 129)

موضوع :35

﴿نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(38) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○

ترجمہ: ''بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب''۔

(پارہ 6 سورۃ مائدہ آیت 15)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں نور سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ ہے جیسا کہ مفسرین کرام نے بیان فرمایا اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

مفسرِ اسلام صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں۔ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

(تفسیر ابن عباس صفحہ 72)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا ثبوت ملتا ہے، لہٰذا یہاں پر نور کی تعریف، اس کی اقسام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کے ثبوت سے متعلق مزید قرآنِ پاک کی آیات واحادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

نور کی تعریف:۔ جو خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کردے یا جو خود روشن ہو اور دوسرے کو بھی روشن کردے اسے نور کہتے ہیں۔ نور کی اقسام ہیں۔ (i) مادی یعنی حسّی نور (ii) معنوی نور

(i) مادی: یعنی حسی نور وہ جو حواس خمسہ کے ذریعے جانا جائے جیسے چاند، سورج اور تارے کہ ان میں جو روشن کیفیت ہوتی ہے اسے نور کہتے ہیں اور یہ نور محسوس کیا جاتا ہے۔ بعض مواقع

پر حضور ﷺ سے حسی نور کا بھی ظہور ہوا ہے جیسے احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک سے نور نکلتا دکھائی دیتا جیسا کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دو دانتوں میں خلاء تھا جب آپ کوئی کلام ارشاد فرماتے تو ان دونوں دانتوں کے درمیان سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔ (الخصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 186)

(ii) معنوی: یعنی وہ صفت کہ جس کے ذریعے جہالت و گمراہی کی تاریکیوں کو دور کیا جائے یہی وجہ ہے کہ علم کو بھی نور کہتے ہیں اور یہ نور محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات تو لاریب تسلیم شدہ ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ علم کے اعتبار سے نور ہیں اور یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ کفر و شرک اور جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو دور کرنا فعل انبیاء (علیہم السلام) ہے اور یہ بات ذہین نشین کرنی چاہئے کہ افضل نور وہی ہے جو علم و ہدایت کا نور ہے اسی طرح قرآن و دین اسلام بھی نور ہیں اور یہ نور معنوی ہے۔ مذکورہ بالا تفصیل کے بعد جان لینا چاہیے کہ آپ ﷺ سے نوری کیفیت کا ظہور آپ کی بشریت کے منافی نہیں جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کے ید بیضا اور آپ ﷺ کے بشر ہونے میں کوئی تفاوت نہیں۔

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) حضور ﷺ کی نورانیت کے بارے میں عقیدہ اہلسنت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حقیقتہً ازلی ابدی ذاتی نور ہے کہ خود ظاہر ہے اور جسے اس نے ظاہر فرما دیا وہ ظاہر ہو گیا۔ باقی نبی کریم ﷺ یا قرآن شریف یا اسلام یا فرشتے عطائی طور پر رب کے بنانے سے نور ہیں کہ اسی نے انہیں نور بنایا یہ نور بن گئے جیسے رب تعالیٰ حقیقی طور پر ازلاً ابداً سمیع، بصیر، علیم، خبیر ہے اور دوسری مخلوق اس کے

بنانے سے عطائی طور پر سمیع بھی ہے بصیر بھی ہے علیم بھی ہے خبیر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لئے فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ترجمہ: بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

(پارہ 21 سورۃ لقمان آیت 28)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سمیع بصیر فرمایا دوسری آیت میں انسان کے بارے میں فرماتا ہے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا

ترجمہ: ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا فرمایا، آزمائش کو، پھر اسے سمیع و بصیر کر دیا۔

(پارہ 29 سورۃ الدھر آیت 2)

تمام صفات میں یہ ہی حال ہے کہ رب تعالیٰ بذات خود بغیر کسی کی عطا کے ان صفات سے موصوف اور دوسری مخلوق عطائی طور پر رب تعالیٰ کے بنانے سے ان صفات سے عارضی موصوف ہے لفظ مشترک ہیں مگر معنی میں بڑا فرق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "رب کا نور" ہونے کے نہ تو یہ معنی ہیں کہ حضور خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں نہ یہ کہ رب کا نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا مادہ ہے نہ یہ کہ حضور علیہ السلام خدا کی طرح ازلی ابدی ذاتی نور ہیں نہ یہ کہ رب تعالیٰ حضور میں سرایت کر گیا ہے شرک و کفر لازم آئے، بلکہ صرف یہ معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ رب عزوجل سے فیض حاصل کرنے والے ہیں اور تمام مخلوق حضور کے واسطے سے رب کا فیض لینے والی ہے جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلا کر پھر دوسرے چراغ سے ہزاروں چراغ جلا لو، یا ایک شیشہ سورج کے سامنے رکھو کہ وہ چمک جائے پھر اسے ان شیشوں کی طرف کر دو جو تاریک کوٹھری میں ہیں تو اس کے عکس سے تمام شیشے چمک جائیں گے، ظاہر ہے کہ شیشے میں نہ تو سورج اتر کر آ گیا نہ اس کا ٹکڑا کٹ کر

شیشہ میں سما گیا بلکہ صرف یہ ہوا کہ پہلے شیشے نے بلاواسطہ سورج سے روشنی حاصل کی اور باقی تمام نے اس شیشہ سے کہ اگر یہ پہلا شیشہ درمیان میں نہ ہوتو ساری کوٹھڑی والے شیشے تاریکی اور اندھیرے میں رہ جائیں۔ (رسالہ نور صفحہ 3)

☆نورانیتِ مصطفےٰ علیہ کے متعلق قرآن پاک کی آیات واحادیثِ مبارکہ

(1) مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ o ترجمہ: اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے۔

(پارہ 18 سورۃ النور آیت 35)

قارئین کرام! اس آیت میں بھی نور سے مراد رسول اللہ علیہ ہیں کیونکہ آیت میں نور کی مثال دی جارہی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں کیونکہ وہ خود فرماتا ہے۔ **لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ** (اللہ کی مثل کوئی شے نہیں) لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہاں نور سے مراد آپ علیہ ہی ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر، حضرت ضحاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرماتے ہیں: کہ اس آیتِ مبارکہ سے مراد آپ علیہ ہیں۔ (تفسیر معالم التنزیل جلد 5 صفحہ 63)

قارئین کرام! دیگر مفسرین کرام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اس سے مراد آپ علیہ ہی ہیں۔ (تفسیر طبری جلد 6 صفحہ 92۔ تفسیر کبیر جلد 23 صفحہ 223۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 139۔ تفسیر روح المعانی جلد 6 صفحہ 97۔ تفسیر خازن جلد 1 صفحہ 447)

(2) يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ o

ترجمہ: (کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں جب کے اللہ اپنے

نور کو پورا فرمانے والا ہے اگرچہ کافر کتنا ہی ناپسند کرے۔ (پارہ 28 سورہ صف آیت 8)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں بھی نور سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں کیونکہ کفار نے نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) ختم کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا طرح طرح کے منصوبے بنائے ہجرت کی رات آپ ﷺ کو ختم کرنے کا فیصلہ کر کے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ہر قدم پر حضور ﷺ کی حفاظت فرمائی اور آپ کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

(3) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا۔ ایک رات میں اپنی خالہ حضرت میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں تھا آپ ﷺ مشک کے پاس آئے اس کا منہ کھولا، درمیانے درجہ کا وضو کیا پھر بستر پر آکر سو گئے پھر آپ ﷺ دوبارہ بیدار ہوئے او مشک کے پاس آئے اس کا منہ کھولا، پھر دوسری بار وضو کیا اور فرمایا، اے اللہ مجھے عظیم نور کر دے اور یہ نہیں فرمایا کہ مجھے نور کر دے۔ (یعنی میرے نور کو عظیم کر دے)۔

(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین جلد 1 حدیث 1785 صفحہ 546)

قارئین کرام! حضور ﷺ کا دعا فرمانا کہ یا اللہ عزوجل میرے نور میں اضافہ کر دے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نور تھے تبھی تو آپ ﷺ نے اپنے نور میں اضافہ کی دعا فرمائی۔

(4) حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں، باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھے خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس شے کو پیدا فرمایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، اے جابر (رضی اللہ عنہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی ﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(المواہب الدنیہ جلد 1 صفحہ 46)

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص

کٓھٰیٰعٓصٓ ان کا چہرہ نور کا

(5) ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت جبریل (علیہ السلام) سے پوچھا اے جبریل تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبریل (علیہ السلام) نے عرض کیا حضور اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک نورانی ستارہ 70 ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ چمکتا ہے اور میں نے اسے 72 ہزار مرتبہ دیکھا ہے تو حضور پُرنُور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے جبریل میرے رب (عزوجل) کی قسم میں ہی وہ نورانی ستارہ ہوں۔ (تفسیر روح البیان جلد 4 پارہ 11 صفحہ 149)

اُٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے

زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

(6) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت گھر میں کپڑے سی رہی تھی کہ اچانک سُوئی ہاتھ سے گر گئی اور ساتھ ہی چراغ بھی بُجھ گیا، اتنے میں سرکارِ دو عالم ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور سارا گھر سرکار ﷺ کے چہرۂ انور کے نور سے روشن و منور ہو گیا اور مجھے وہ گمشدہ سُوئی مل گئی۔ (الخصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 62)

سُوئی گُمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے

شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

(شرعی مسائل سیکھنے کے فضائل)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل عبادت دین کے مسائل سیکھنا ہے۔

(المعجم الاوسط جلد 6 حدیث 9264 صفحہ 420)

موضوع :36

﴿دینی چیزوں کا مذاق اڑانے کی مذمت﴾

(39) وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ o

ترجمہ: ''اور جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ اس کو ہنسی مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں، یہ اس لیے ہے کہ وہ بالکل بے عقل لوگ ہیں''۔ (پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت 58)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر در منثور میں ہے کہ جب سرکارِ دو عالم ﷺ کا مؤذن نماز کے لیے اذان کہتا اور مسلمان اٹھتے تو یہودی ہنستے اور تمسخر کرتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی مفسر سدیؒ نے بیان کیا کہ مدینہ طیبہ میں جب مؤذن اذان میں اشھدان لا اله الا الله اور اشھدان محمد رسول الله، کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ ''جل جائے جھوٹا'' ایک رات اس کا خادم آگ لایا تو وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے، کہ آگ سے ایک شرارہ اڑا اور وہ نصرانی اور اس کے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔

(تفسیر درِ منثور جلد 2 صفحہ 807)

☆ دینی چیزوں کا مذاق اُڑانے والوں کا ردّ

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اس آیتِ مبارکہ میں دینی چیزوں کا مذاق اُڑانے والوں کا کتنا شدید ردّ ہے۔ افسوس کہ جو کام یہودی اور منافق کیا کرتے تھے، وہی کام مسلمان کہلانے والوں میں آتے جا رہے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، فرشتے، جنت، حوریں، دوزخ، اس کے عذاب، قرآنی آیات، احادیث نبوی، دینی کتابوں، دینی شعائر، عمامہ، داڑھی، مسجد، مدرسے، دیندار آدمی، دینی لباس، دینی جملے، مقدس کلمات، الغرض وہ کونسی مذہبی چیز ہے کہ

جس کا اس زمانے میں کھلے عام فلموں، ڈراموں، خصوصاً مزاحیہ ڈراموں، عام بول چال، دوستوں کی مجلسوں، دنیاوی تقریروں، ہنسی مذاق کی نشستوں اور باہمی گپ شپ میں مذاق نہیں اُڑایا جاتا۔ افسوس! کہ مسلمان کہلانے والے اسلام کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ مسلمان کہلانے والوں کو داڑھی، عمامہ، مذہبی حلیے سے نفرت ہے۔ مسلمان کہلانے والے کو اذان سن کر تکلیف ہوتی ہے۔ قرآن وحدیث کی باتیں اسے پرانی باتیں لگتی ہیں۔ مذہبی سوچ کو دقیانوسی قرار دیا جاتا ہے۔

☆ دینی شعائر کا مذاق اُڑانا کفر ہے

یاد رکھیں! دینی شعائر کا مذاق اُڑانا کفر ہے اور دین کا مذاق اُڑانے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًاؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ** ؁ اور جب ہماری اُمتوں میں سے کسی پر اطلاع پائے تو اسے مذاق بناتا ہے ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (پارہ 25 سورۃ الجاثیہ آیت 9) اور فرماتا ہے: **وَلَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ؁ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ** ؁ ترجمہ: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

(پارہ 10 سورۃ التوبہ آیت 65، 66)

وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ؁ اور چھوڑ دے ان کو جنہوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنالیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا۔

(پارہ 7 سورۃ الانعام آیت 70)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطاء فرمائے اوران آیات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی حالت پر غور کرنے اور اپنی اس رَوش کو تبدیل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

37: موضوع

﴿دین کی پابندی اور اللہ تعالٰی کی اطاعت و سعت رزق کا ذریعہ ہے﴾

(40) وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ o

ترجمہ: ’’اور اگر وہ تورات اور انجیل اور جو کچھ ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا، اسے قائم کر لیتے تو انہیں ان کے اوپر سے اور ان کے قدموں کے نیچے سے رزق ملتا‘‘۔ (پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت 66)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا کہ اور اگر وہ تورات اور انجیل اور دیگر کتابوں پر عمل کرتے اس طرح کہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لاتے اور آپ ﷺ کی اتباع کرتے کیونکہ توریت وانجیل میں اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دیگر تمام کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائیں، سب میں امام الانبیاء ﷺ کا ذکر اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم ہے تو اگر وہ اس حکم پر عمل کر لیتے تو انہیں ان کے اوپر سے اور ان کے قدموں کے نیچے سے رزق ملتا یعنی رزق کی کثرت ہوتی اور ہر طرف سے انہیں رزق پہنچتا۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے رزق میں وُسعت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابو اسحاق ہمدانی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے عمر میں اضافہ ہونا اور رزق میں زیادتی ہونا پسند ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور رشتہ داروں کے

ساتھ صلہ رحمی کرے۔ (شعب الایمان جلد 6 حدیث 7947 صفحہ 219)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! جو چیز تمہیں جہنم کے قریب اور جنت سے دور کرسکتی ہے، اس سے میں نے تمہیں منع کردیا۔ بے شک روح الامین حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی جان اس وقت تک نہیں مرے گی، جب تک کہ وہ اپنا رزق پورا نہ کرلے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے رزق طلب کرو۔ اور رزق کا آہستہ پانا (یا کم ملنا) تمہیں اس بات پر نہ اُبھارے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ذریعے طلب کرنے لگو کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت کے ذریعے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ (شرح السنۃ جلد 7 حدیث 4006 صفحہ 329)

38: موضوع

﴿بنی اسرائیل پر لعنت کیوں کی گئی؟﴾

(42،41) لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ○ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ○

ترجمہ: ''بنی اسرائیل میں سے کفر کرنے والوں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر سے لعنت کی گئی، یہ لعنت اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ سرکشی کرتے رہتے تھے ایک دوسرے کو کسی بُرے کام سے منع نہ کرتے تھے جو وہ کیا کرتے تھے بیشک یہ بہت ہی بُرے کام کرتے تھے''۔ (پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت 79،78)

تفسیر:۔ یہودیوں کی ایک سرکشی یہ تھی کہ انہوں نے بُرائی ہوتی دیکھ کر ایک دوسرے کو اس سے منع کرنا چھوڑ دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو اُن کے علماء نے پہلے تو انہیں منع کیا، لیکن جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ علماء بھی اُن سے مل گئے اور کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے میں اُن کے ساتھ شامل ہو گئے، اُن کی اسی نافرمانی اور سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ (علیہم السلام) کی زبان سے اُن پر لعنت اُتاری۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 968 صفحہ 397)

حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب بنی اسرائیل کوئی غلطی کرتے تو بنی اسرائیل کے علماء انہیں بطورِ تعزیر اس عمل سے منع کرتے پھر انہیں کے ساتھ بیٹھتے کھاتے اور پیتے گویا گذشتہ روز انہوں نے کوئی غلطی ہی نہ کی ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طرزِ عمل کو دیکھا تو ان کے دلوں کو باہم ٹکرا دیا اور انبیاء کی زبان سے ان پر لعنت کی پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم تمہیں ضرور نیکی کا حکم دینا چاہیے، تمہیں ضرور برائی سے روکنا چاہیے، تمہیں ضرور حق پر برانگیختہ کرنا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دلوں کو بعض سے ٹکرا دے گا اور تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔

(مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 4919 صفحہ 488۔ تفسیر درمنثور جلد 2 صفحہ 825)

☆ گناہوں سے روکنا واجب اور منع کرنے سے باز رہنا گناہ ہے

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ گناہوں سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور گناہ سے منع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے۔ اس آیت سے ان علماء کو اور بطورِ خاص ان

پیروں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی حاجت ہے کہ جو اپنے ماننے والوں میں یا مریدین و معتقدین میں اعلانیہ گناہ ہوتے دیکھ کر اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرے منع کرنے سے یہ لوگ گناہ سے باز آجائیں گے لیکن پھر بھی ''یا شیخ اپنی اپنی دیکھ'' کا نعرہ لگاتے نظر آتے ہیں ایسے ان لوگوں کو ان احادیثِ مبارکہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

(1) حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) نے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھنے والوں اور ان میں مبتلا ہونے (یعنی توڑنے) والوں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جنہوں نے جہاز میں قرعہ اندازی کی، بعض کے حصے میں نیچے والا حصہ آیا اور بعض کے حصہ میں اُوپر والا، نیچے والوں کو پانی کی ضرورت کے لیے اُوپر والوں کے پاس جانا پڑتا، وہ ان کی وجہ سے زحمت میں پڑ جاتے، پس نچلے حصے والوں میں سے ایک شخص نے کلہاڑی لی اور اپنے حصے میں سوراخ کرنے لگا (تاکہ پانی تک رسائی ہو) ایسی صورت میں اگر اوپر والے اس (سوراخ کرنے والے) کو (سوراخ کرنے سے) نہ روکیں (اور یہ خیال کرلیں کہ وہ جانیں اُن کا کام، ہمیں ان سے کیا واسطہ) تو اس صورت میں سوراخ کرنے والا خود بھی غرق (یعنی ہلاک) ہو جائے گا اور دونوں فریق بھی، اور اگر وہ اس کا ہاتھ روک دیں گے تو دونوں فریق ڈوبنے سے بچ جائیں گے اور وہ خود بھی۔

(صحیح بخاری کتاب الشہادت جلد 1 حدیث 2495 صفحہ 981)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اس حدیث پاک میں ایک مثال کے ذریعے برائی سے روکنے اور نیکی کا حکم دینے کی اہمیت کو واضح کیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ اگر یہ سمجھ کر نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کا فریضہ ترک کر دیا جائے کہ بُرائی کرنے والا خود نقصان اُٹھائے گا ہمارا کیا نقصان ہے؟ تو یہ سوچ غلط ہے اس

لیے کہ اُس کے گناہ کے اثرات تمام معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور جس طرح کشتی یا جہاز توڑنے والا اکیلا ہی نہیں ڈوبتا بلکہ وہ سب لوگ ڈوبتے ہیں جو اس میں سوار ہوتے ہیں اسی طرح بُرائی کرنے والے چند افراد کا یہ جرم تمام معاشرے میں ناسُور بن کر پھیلتا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ 461)

(2) حضرت ابوسعید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی خود کو حقیر نہ بنائے، صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی خود کو کیسے حقیر بنا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص خلافِ شرع کام دیکھے اور کچھ نہ کہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ فلاں موقع پر حق بات کہنے سے کونسی چیز تمہیں مانع ہوئی۔ وہ عرض کرے گا کہ لوگوں کا خوف، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں اس بات کا زیادہ مستحق تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3997 صفحہ 581)

(3) حضرت عدی بن عمیرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ بُرائی کو اپنے درمیان دیکھیں اور وہ اس برائی کو ختم کرنے پر قادر بھی ہوں لیکن وہ ایسا نہ کریں تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 143۔ تفسیر درمنثور جلد 2 صفحہ 828)

(4) حضرت ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے میری اُمت کے کچھ افراد اپنی قبروں سے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں نکلیں گے (ا

جہ سے کہ) انہوں نے نافرمانوں سے نرمی کی ہوگی اور انہیں روکنے سے خاموشی اختیار کی ہوگی، جبکہ وہ اس کی طاقت رکھتے تھے۔ (تفسیر درمنثور جلد2 صفحہ 828)

5) حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو حکم فرمایا کہ فلاں بستی کو اس کے باشندوں پر لٹادو، حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے عرض کی، یا اللہ اس میں تو تیرا فلاں نیک بندہ بھی ہے جس نے پلک جھپکنے کی مقدار بھی تیری نافرمانی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس پر بھی بستی کو اُلٹا دو (یعنی اسے بھی عذاب میں مبتلا کرو) کیونکہ اس کا چہرہ میری نافرمانیوں کو دیکھ کر بھی متغیر نہیں ہوا۔ (مشکوۃ شریف جلد3 حدیث4923 صفحہ 490)

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی دعوت دینے اور برائیوں سے منع کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

موضوع :39

﴿صراط مستقیم کیا ھے ؟﴾

43) وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ٥

ترجمہ: "یہ میرا سیدھا راستہ ہے سو تم اس راستہ پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو (کیونکہ) وہ راستے تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں کہ اس بات کا اللہ نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تمہیں پرہیزگاری ملے"۔ (پارہ8 سورۃ انعام آیت153)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے سو تم اسی راستہ (یعنی صراط مستقیم) پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ راستے تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک خط کھینچا اور پھر فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے جو سیدھا ہے بعد ازاں آپ ﷺ نے اس کے دائیں، بائیں بہت سے خطوط (یعنی راستے) بنائے اور فرمایا: ان راستوں میں سے کوئی بھی راستہ نہیں ہے مگر اس پر شیطان ہے جو اپنی طرف دعوت دے رہا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہی مذکورہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: (سنن ابن ماجہ جلد 1، حدیث 11 صفحہ 28۔ تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 183۔ تفسیر روح البیان جلد 3 پارہ 8 صفحہ 87)

حضرت عبداللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے کسی آدمی نے سوال کیا، صراط مستقیم کیا ہے؟ تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک قریب ترین راستے پر چھوڑا ہے اور اس کی ایک جانب جنت ہے اور اس کی دائیں اور بائیں جانب متفرق راستے ہیں ان راستوں پر آدمی بیٹھے ہیں جو بھی ان کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ لوگ اسے اپنی طرف بلاتے ہیں، پس جس کسی نے ان راستوں کو اختیار کیا تو اس کی انتہا جہنم ہوگی اور جو کوئی صراطِ مستقیم پر چلتا رہا اسکی انتہا جنت ہے پھر آپ (رضی اللہ عنہ) نے یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ (تفسیر طبری جلد 8 صفحہ 106۔ تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 184)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ کا معنٰی یہ ہے کہ تم گمراہ لوگوں کی پیروی نہ کرو۔

(تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 184)

صاحبِ رُوح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: شریعت مطہرہ کا دوسرا نام صراط مستقیم ہے وہ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک تر ہے اس لیے ہم نماز کی ہر رکعت میں بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں

"اھدنا الصراط المستقیم" تو جو دنیا میں اس راستہ سے بھٹک گیا وہ آخرت کے سیدھے راستے سے بھی محروم ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں اس راستے سے بھٹکنے والے بہت ہیں اُن میں سب سے زیادہ عورتیں ہیں۔

آپ (رحمتہ اللہ علیہ) مزید اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: دورِ حاضر میں شہوات رانی اور اپنی من مانی پر عمل کرنے میں مرد بھی عورتوں سے کم نہیں، دین غریب ہو کر شروع ہوا اور غریب ہو کر لوٹے گا بہت تھوڑے لوگ اس سے مانوس ہوتے اور اس سے زیادہ پیار کرنے والے ہوں گے۔ (تفسیر روح البیان جلد 3 پارہ 8 صفحہ 87)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: دنیا راستوں اور سواریوں کا گویا جنکشن ہے۔ یہاں بہت سے راستے ہیں اور راستے پر ٹرینیں کھڑی ہیں اور ٹرین میں انجن لگا ہے، سواریاں بیٹھی ہیں سب کا رنگ روپ یکساں ہے مگر ان کے پلیٹ فارم جداگانہ ہیں اور رخ بھی مختلف ہیں، لوگو! قرآن مجید پکار رہا ہے کہ دیکھو بہک نہ جانا ان تمام گاڑیوں اور تمام راستوں میں ایک راستہ اور ایک گاڑی ایسی ہے جو تم کو خدا تک پہنچائے گی باقی گاڑیاں مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی دوزخ تک پہنچائیں گی۔ اور وہ راستہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کا اور وہ گاڑی ہے حضرات اولیاء کرام کی، اس میں سوار ہیں مومنین صالحین، اور یہاں اعلان ہو رہا ہے کہ لوگو! ہوش کرو یہی سیدھا راستہ ہے اس پر چلو دوسرے راستوں پر اور دوسری سواریوں کو اختیار نہ کرو یہ تمہیں رب کی راہ سے دور کر دیں گی، بلکہ اس راستہ کی طرف آجاؤ، اس راستہ میں حضرت انبیاء کرام (علیہم السلام) اور اولیاء عظام ہیں اسی راستہ سے خدا ملتا ہے۔

(تفسیر نعیمی جلد 8 صفحہ 251)

آپ (رحمتہ اللہ علیہ) مزید اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ عقائد کی درستگی عبادات کی ادائیگی معاملات کی صفائی اور حقوق کا ادا کرنا سیدھا راستہ ہے جو ان تینوں میں سے کسی میں کوتاہی کرے وہ سیدھے راستے پر نہیں۔ عبادات اور معاملات دو بازوؤں کی طرح ہیں جن میں سے ایک کے بغیر اُڑنا ناممکن ہے۔ صوفیاء کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں: معاملات کی خرابی عبادات کی خرابی تک پہنچا دیتی ہے اور عبادات کی خرابی کبھی عقائد کی خرابی کا ذریعہ بن جاتی ہے، ترکِ مستحب ترکِ سنت کا اور ترکِ سنت ترکِ فرض کا ذریعہ ہے۔

قارئین کرام! یاد رکھیئے، شیطان انسان سے پہلے مستحب اعمال کو چھڑواتا ہے پھر ان اعمال کو جو سنت ہیں اور پھر آخر کار فرض اعمال کو بھی چھڑوا دیتا ہے) مزید فرماتے ہیں، چور کو پہلے ہی راستے پر روکو، اس آیتِ مبارکہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ 179)

40: موضوع

﴿بعض انسانوں کو بعض پر فضیلت دینے کی وجہ﴾

(44) وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَٰٓئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

ترجمہ: ”وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر کئی درجات بلندی عطا فرمائی تاکہ اس نے جو کچھ تمہیں عطاء فرمایا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے بیشک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ بہت بخشنے والا بے حد مہربان ہے“۔ (پارہ 8 سورۃ الانعام آیت 165)

☆مسلمانوں کو زمین میں خلیفہ بنانے کے محامل

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے مسلمانوں کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے، اس خلافت کے حسب ذیل محامل ہیں۔(1) سیدنا محمد ﷺ خاتم النبین ہیں، اس لیے آپ کی اُمت خاتم الامم ہے اور چونکہ یہ اُمت پچھلی تمام اُمتوں کے بعد ہے اس لیے یہ تمام اُمتوں کی خلیفہ ہے(2) اس اُمت کا ہر زمانہ دوسرے زمانے کے بعد ہے اس لیے ہر زمانہ دوسرے کا خلیفہ ہے۔(3) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے تا کہ وہ زمین میں اللہ کے احکام جاری کریں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَرَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰکُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ ۫ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝ ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کی درجات بلندی عطاء فرمائی، تا کہ اس نے جو کچھ تمہیں عطا فرمایا ہے، اس میں تمہاری آزمائش کرے، یعنی عزت اور شرف، عقل، علم اور مال اور رزق، شجاعت اور سخاوت میں اور تم میں یہ فرق مراتب اور تفاوتِ درجات (یعنی درجوں میں فرق) اس وجہ سے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سب کو برابر درجہ دینے سے عاجز تھا، بلکہ اس نے تمہیں آزمائش میں ڈالنے کے لیے تم کو مختلف درجات میں رکھا، تا کہ دنیا والوں پر اور قیامت کے دن سب لوگوں کو معلوم ہو کہ مال اور رزق کی فراوانی سے کون دولت کے نشہ میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو بھلا گیا اور عیش و عشرت میں پڑ گیا اور نفسانی خواہشوں کی اتباع میں، فواحش و منکرات میں مبتلا ہو گیا اور کون ایسا ہے جو روپے پیسے کی ریل پیل کے باوجود خدا سے ڈرتا رہا، اور اپنے مال کو اللہ کے احکام کی اطاعت اور خلقِ خدا کی خدمت میں صرف کرتا رہا، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہا، اسی طرح کس نے اپنی صحت کو عبادت میں خرچ کیا اور کس نے عیاشی میں ضائع

کیا اور کون غربت اور افلاس میں بھی اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کرتا رہا؟ اور کون اللہ سے شکوہ وشکایت کرتا رہا، اور عبادت سے غافل رہا اسی طرح کون بیماری میں عبادت کرتا رہا؟ اور کون بیماری میں گلے شکوے کرتا رہا؟ اور کون اللہ کی اطاعت سے گریزاں (یعنی رُکا) رہا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ بیشک اللہ بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فاسقوں اور فاجروں کو جلد سزا دینے والا ہے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ہے کہ جو شخص نہ اللہ کے احکام کی پاسداری کرتا ہے اور نہ ہی شکر گزاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دینے میں دیر نہیں لگاتا، اور اس کے عذاب کے آنے میں دیر نہیں لگتی، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، اصل میں اس آیتِ مبارکہ میں اللہ کی قدرت کا بیان ہے کہ گناہوں کے باوجود بھی اللہ کا عذاب نہ آنا یہ اسکی رحمت ہے اور اللہ کی قدرت یہ ہے کہ جب چاہے انسان کو سزا دے فوراً دے یا کچھ دیر بعد، لیکن گناہوں کے باوجود بھی اللہ کا عذاب نہ آئے تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا قدرت اور ہے اور رحمت کچھ اور۔

(تفسیر روح البیان جلد 3 پارہ 8 صفحہ 115۔ تبیان القرآن جلد 3 صفحہ 709۔ تفسیر نعیمی جلد 6 صفحہ 305۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 181۔ تفسیر خزائن العرفان صفحہ 270)

☆ شکر کسے کہتے ہیں؟

حکایت:۔ حضرت جنید بغدادی (رحمتہ اللہ علیہ) بچپن میں بچوں سے کھیل رہے تھے تو حضرت سری سقطی (رحمتہ اللہ علیہ) کا اُن کے پاس سے گزر ہوا، حضرت سری سقطی (رحمتہ

اللہ علیہ) نے حضرت جنید بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا بیٹا بتایئے شکر کسے کہتے ہیں؟
آپ نے جواب دیا کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو گناہ کے کاموں میں صرف نہ کیا جائے۔
(تفسیر روح البیان جلد 3 پارہ 8 صفحہ 115)

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی آزمائش، امتحانات میں کامیابی عطا فرمائے۔ آ(مین)

41: موضوع

﴿اخلاص﴾

(45) قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ط كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ o

ترجمہ: ''تم فرماؤ کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور (اے لوگو) ہر نماز کے وقت اپنا رُخ ٹھیک رکھو اور اخلاص کے ساتھ اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو''۔

(پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت 29)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے عدل درمیانی چال کا نام ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہے یہ لفظ عقائد و اعمال اور ذاتی و قومی معاملات سب کو شامل ہے۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ 761)

انسان پر لازم ہے کہ سب سے پہلے اپنے رب کے معاملہ میں انصاف کرے، یہ انصاف ایمان کی اصل ہے، رب کریم نے ساری چیزیں ہمارے لیے بنائیں تو یہ ہماری بے انصافی ہے کہ ہم اعمال کسی اور کے لیے کریں وہ ہمارا ہے تو ہم کسی غیر کے کیوں ہوں، اللہ تعالیٰ نے ہماری خاطر چاند، سورج، ہوا اور بادل کام میں لگا دیئے۔ جیسا کہ (پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 29) میں ہے۔ تو یہ بے انصافی ہے کہ ہم اس کے کاموں میں نہ لگیں اس کریم رب

نے ہماری خاطر ہمارے گھر یعنی جنت سے ہمارے دشمن ابلیس کو نکالا تو بے انصافی ہے کہ ہم اس کے گھر یعنی اپنے دل میں ابلیس (یعنی شیطان) کو بسائیں۔

(تفسیر نعیمی جلد 6 صفحہ 431)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے۔

☆اخلاص کا معنیٰ و تعریف :

یاد رکھیئے! اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اخلاص کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اسکی رضا جوئی یا اس کے حکم کی فرمانبرداری کی نیت سے کی جائے، اس میں کسی کو دکھانے یا ستانے کی نیت نہ ہو اور نہ اس کام پر اپنی تعریف سننے کی خواہش ہو، اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی پرستش (عبادت، بندگی) اور اسکی رضا جوئی کے سوا ہر ایک کی پرستش اور اس کی رضا جوئی سے بری ہو جائے۔ (المفردات جلد 1 صفحہ 204۔تبیان القرآن جلد 4 صفحہ 95)

☆اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کی فضیلت

(1) حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے دین میں اخلاص رکھو تمہارا تھوڑا عمل بھی تمہیں کفایت کرے گا۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 20۔المستدرک جلد 5 حدیث 7914 صفحہ 435)

(2) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان میں یہ تین اوصاف ہوں، اس کے دل میں کبھی کھوٹ (کینہ و فساد) نہیں ہوگا، (1) اس کے عمل میں اللہ کیلئے اخلاص ہو، (2) ائمہ مسلمین کیلئے خیر خواہی کرے اور (3) مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لازم رہے۔ (تبیان القرآن جلد 4 صفحہ 95)

(3) حضرت ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے والوں کو مبارک ہو کہ یہی لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اور ان سے ہر فتنے کا اندھیرا چھٹ جاتا ہے۔ (الترغیب والترھیب جلد 1 صفحہ 20)

(4) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاص اختیار کیا (اور تمام عمر امر و نواھی یعنی جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جن چیزوں سے منع کیا) پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا کہ اللہ کی رضا کے علاوہ اس میں کوئی دوسری غرض نہ رکھی، تو اس کے دل سے اور اسکی زبان سے حکمت (ودانائی) کے چشمے پھوٹیں گے۔

(الترغیب والترھیب جلد 1 صفحہ 22)

(5) حضرت سیدنا مسعد بن صعب اپنے والد (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس اُمت کے کمزور لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص کے سبب اس اُمت کی مدد کی جاتی ہے۔ (سنن نسائی جلد 2 حدیث 3178 صفحہ 336)

(6) حضرت ابواُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص اس کیلئے ہو اور اسے کرنے سے محض اس کی رضامندی مقصود ہو۔ (سنن نسائی جلد 2 حدیث 3140 صفحہ 321)

اخلاص کے متعلق بزرگانِ دین کے ارشادات

(1) حضرت سہل (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ سالک کے حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ کیلئے ہوں۔ (احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 708)

(2) حضرات ابراہیم بن ادھم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اخلاص نیکی کو اللہ تعالیٰ کیلئے سچا

کرنے کا نام ہے۔ (ایضاً صفحہ 708)

(3) حضرت سہل (رحمتہ اللہ علیہ) سے پوچھا گیا کہ سب سے سخت تر نفس پر کیا ہے؟ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: اخلاص، وہ اس وجہ سے کہ نفس کو اس میں کوئی لذت نہیں ملتی۔ (ایضاً صفحہ 708)

(4) حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بارگاہ میں حواریوں نے عرض کیا کہ اعمال میں سے خالص کونسا ہے آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے عمل کرتا ہے اور اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کی تعریف کرے۔ (ایضاً صفحہ 709)

(5) حضرت جنید بغدادی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اخلاص کدورتوں (آلودگیوں) سے عمل کو صاف کرنے کا نام ہے۔ (ایضاً صفحہ 709)

(6) حضرت فضیل بن عیاض (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: لوگوں کیلئے عمل ترک کر دینا ریاکاری ہے اور لوگوں کیلئے عمل کرنا شرکِ (اصغر) ہے۔ جبکہ اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان دونوں چیزوں سے نجات عطاء فرمادے۔

(احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 710۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 152)

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو

ہو اخلاص ایسا عطا یاالٰہی

موضوع :42

﴿فضول خرچی کی مذمت﴾

(46) یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ o

ترجمہ: ''اے اولادِ آدم! اپنی زینت لو، جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچ نہ کرو بیشک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔ (پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت 31)

☆ مسجد میں بدبودار کپڑے اور بدبودار منہ لے کر جانا سخت منع ہے

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم سے فرمایا: کہ جب تم مسجد میں جاؤ تو اپنی زینت لے لیا کرو، یعنی اچھے لباس میں، اچھی حالت میں مسجد میں جایا کرو، اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بدبودار کپڑے اور بدبودار منہ لے کر مسجد میں جانا سخت منع ہے، حدیث پاک میں ہے: حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ملائکہ کو بھی اس چیز سے ایذا ہوتی ہے جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد جلد 1 حدیث 1254 صفحہ 414)

مسئلہ: کچا لہسن، پیاز کھا کر مسجد میں جانا جائز نہیں جب تک کہ بو باقی ہو۔

(بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 648)

☆ فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ o کھاؤ اور پیو اور فضول خرچ نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ فضول خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے

ہیں: اللہ تعالیٰ نے کھانا پینا حلال قرار دیا ہے جب تک کہ اس میں فضول خرچی یا تکبر و خود پسندی نہ ہو۔ (تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 254) جتنی مقدار کھانے اور پینے سے رمقِ حیات (یعنی انسان کی زندگی) باقی رہ سکتی ہے۔ اتنی مقدار کھانا اور پینا فرض ہے رزق حلال کمانے اور بدنی عبادات انجام دینے کیلئے جتنی صحت اور توانائی کی ضرورت ہے اس کیلئے جس قدر کھانے کی ضرورت ہے اتنا کھانا بھی ضروری ہے اپنی صحت کے تحفظ اور اپنے آپ کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لیئے پرہیزی کھانا کھانا اور نقصان دہ چیزوں کو ترک کرنا واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو صوم وصال (یعنی پے در پے روزے) رکھنے سے اس لیے منع فرمایا کیونکہ اس سے بدن لاغر اور کمزور ہوتا ہے اور انسان کی توانائی کم ہوتی ہے۔ جتنی مقدار کھانا جان کی بقاء اور توانائی کی حفاظت کے لیے ضروری ہے، اس سے کم کھانا کوئی نیکی ہے نہ اس میں کوئی زہد و تقویٰ ہے، اور بسیار خوری (بہت زیادہ کھانا) ناجائز اور گناہ ہے اور یہ فضول خرچ کی ممانعت میں داخل ہے۔ یہ جان ہماری ملکیت نہیں ہے یہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اسکو ضائع کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ چٹ پٹی اشیاء کھانے سے پیدا ہونے والی بیماریاں

مرغن اور چٹ پٹی اشیاء کے کھانے کے انجام سے انسان ہولناک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اس لیے تبخیر اور تیزابیت بڑھ جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں السر ہو جاتا ہے۔ زیادہ چکنائی والی اشیاء کھانے سے خون میں کولیسٹرول (Colestrol) بڑھ جاتا ہے۔ جسم بھاری بھر کم ہو جاتا ہے اس کے نتیجہ میں ذیابیطس (شوگر) اور ہائی بلڈ پریشر کی بیماریاں جنم لیتی ہیں پھر بھی احتیاط نہ کی جائے تو انجائنا ہو جاتا ہے اور انسان کو دل کے دورے پڑتے ہیں اور جسم کے کسی عضو پر فالج گرنے کا خدشہ رہتا ہے بعض اوقات برین ہمبرج ہو جاتا

ہےاور دماغ کی کوئی رگ پھٹ جاتی ہے۔

☆سگریٹ نوشی کے نقصانات

مسلسل سگریٹ نوشی سے خون کی شریانیں سکڑ جاتی ہیں اور فالج کا خطرہ رہتا ہے، کھانسی، دمہ اور گلے کی خرابی اس کے عام اثرات ہیں، بلڈ پریشر بڑھتا ہے اور جگر سکڑ جاتا ہے۔ الغرض تمباکو کھانے اور پینے کے بہت نقصانات ہیں، اسی طرح بسیار خوری کے بھی بہت زیادہ نقصانات ہیں۔ جدید وقدیم حکماء نے صحت کی حفاظت کیلئے ہمیشہ کم کھانے کی تلقین کی ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی کم کھانے کی تاکید فرمائی ہے اور بسیار خوری کی مذمت فرمائی ہے۔ (تبیان القرآن جلد 4 صفحہ 105)

☆پیٹ بھر کے کھانے کی مذمت میں احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت مقدام بن معدی کرب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان نے پیٹ سے زیادہ بُرا برتن نہیں بھرا، انسان کیلئے چند لقمے کھانا ہی کافی ہے جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکے اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو پیٹ کے تین حصے کرے، ایک تہائی کھانے کیلئے، ایک تہائی پانی کیلئے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 263 صفحہ 117)

(2) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس ڈکار لی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ڈکار کو کم کرو کیونکہ قیامت کے دن سب سے طویل عرصہ تک وہ شخص بھوکا رہے گا جو دنیا میں زیادہ عرصہ تک پیٹ بھر کر کھائے گا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3340 صفحہ 392۔ تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 255)

(3) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشا

فرمایا: اسراف (یعنی فضول خرچی) میں سے یہ بھی ہے کہ تو جو چاہے اسکو کھائے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3342 صفحہ 392۔ تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 254)

(4) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بیماری کی اصل بنیاد بدہضمی ہے اور ہر دوا کی بنیاد پرہیز ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 255۔ منہاج العابدین صفحہ 181)

(5) حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانے پینے کی کثرت سے دل کو مُردہ نہ کرلو، کیونکہ دل ایسی کھیتی کی طرح مُردہ ہو جاتا ہے جو پانی کی کثرت سے کاشت کے قابل نہیں رہتی۔

(منہاج العابدین صفحہ 181)

حکایت:۔ بادشاہ ہارون رشید کا ایک حکیم حاذق نصرانی تھا اس نے ایک مرتبہ علی ابن حسین ابن واقد سے کہا کہ تمہارے دین میں علمِ طب بالکل نہیں ہے لہٰذا یہ دین ناقص ہے انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سارا علمِ طب آدھی آیت میں بیان فرمادیا ہے اور آپ نے یہی آیت پڑھی **كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ** ''کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو'' عیسائی بولا کہ تمہارے نبی نے بھی علمِ طب کا ذکر کیا ہے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ چند لفظوں میں حضور ﷺ نے ساری طب جمع کردی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ معدہ ساری بیماریوں کا گھر ہے اور پرہیز سارے علاجوں کا سر، بدن کے ہر حصہ کو اس کا حق دو۔ نصرانی بولا کہ تمہارے رسول نے جالینوس کے طب کا کوئی مسئلہ چھوڑا ہی نہیں سب کچھ بیان کردیا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 3 پارہ 8 صفحہ 174۔ تفسیر نعیمی جلد 6 صفحہ 438)

☆ جالینوس کون تھا؟

جالینوس کا اصلی نام ''کلاڈیس گیلن'' تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے بھی پہلے گزرا ہے۔

131ء میں یہ شخص پیدا ہوا اور 201ء میں فوت ہوا۔ یہ قدیم یونان کا نہایت ماہر طبیب تھا اور فنِ طب میں تمام اطبائے یونان کو اس نے پیچھے چھوڑ دیا، یونان کی طبابت شہرہ آفاق ہے یہ شخص اتنا ماہر طبیب تھا کہ آج اٹھارہ سو سال کے بعد بھی اس کا دنیا میں نام ہے۔ (فیضانِ سنت جلد 1 صفحہ 582)

43: موضوع

﴿بے حیائی حرام ہے﴾

(47) قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ٥

ترجمہ: "آپ فرمائیے، میرے رب نے تو بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے، خواہ وہ ظاہر ہوں، خواہ پوشیدہ"۔ (پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت 33)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے "فواحش" یعنی بے حیائی کے کاموں سے منع فرمایا ہے۔

☆ فواحش کسے کہتے ہیں؟

فواحش ایسے اقوال وافعال کو کہتے ہیں جو بہت ہی زیادہ بُرے ہوں۔ تفسیر نعیمی میں ہے کہ فواحش وہ گناہ ہے جسے عقل بھی بُرا سمجھے اور اسکی بُرائی حد سے زیادہ ہو، جیسے زنا اور دوسری بدکاریاں، ان کو اعلانیہ کرنا۔ (تفسیر نعیمی جلد 6 صفحہ 444)

قارئین کرام! اب آپ غور کیجئے، کہ ہمارا ربِ رحمٰن، ہمارا قرآن، ہمارا اسلام ہمیں بے حیائی سے روک رہا ہے یقیناً یہ ہماری غیرتِ ایمانی کا تقاضا بھی ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ پر ایمان لائے ہیں تو ان کے فرامین پر عمل بھی کریں، مگر نہ جانے ہمیں کیا ہوتا جا رہا ہے کہ ہم ان احکامات پر عمل کرنے کو تیار ہی نظر نہیں آتے، پاؤں

ہیں کہ بے حیائی کی جانب اُٹھتے جا رہے ہیں، ہاتھ ہیں کہ بے حیائی کی جانب بڑھے جا رہے ہیں، آنکھیں ہیں کہ بے حیائی کی جانب اُٹھتی ہی جا رہی ہیں، سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بگڑے ہوئے معاشرے کا رُخ اللہ اور اس کے رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی طرف کیسے پھیرا جائے اور اس کو جہنم کی طرف دوڑے چلے جانے سے روک کر کس طرح جنت کی سمت لے جایا جائے۔ آہ! اب تو ایسا دور آچکا ہے گویا ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر معاذ اللہ جہنم میں گرنا چاہتا ہے، جیسا کہ شادیوں میں دیکھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس اگر رقم کم ہے تو صرف فلمی گانوں کی دھنوں پر گزارا کرتا ہے اور جس کے پاس رقم کچھ زیادہ ہے تو وہ شادی میں بے حیائی سے بھرپور تقاریب کی مووی (MOVIE) بھی بنواتا ہے اور اس سے بھی زیادہ رقم والے فنکشن (Function) کا اہتمام کرتا ہے، جس میں مرد وعورت موسیقی کی دُھنوں اور ڈھولک کے شور میں بے ڈھنگے پن سے ناچتے، گاتے ہیں، تماشائی خوب اُدھم مچاتے، بے ہودہ فقرے کستے، مزید اس پر ہنستے، قہقہے لگاتے اور زور زور سے تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں، اس قسم کی حرکتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا شرم و حیاء کا عنصر بالکل ختم ہو چکا ہے، نجی معاملات ہوں یا اجتماعی تقریبات، محلّہ ہو یا بازار، ہر جگہ شرم و حیاء کا قتلِ عام اور بے حیائی کی دھوم دھام ہے جس کو دیکھو بڑھ چڑھ کر بے حیائی کا شیدائی نظر آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقلِ سلیم عطاء فرمائے۔ آمین۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے وہ ظاہر ہو یا چھپی ہو، لہٰذا یہاں پر قرآن پاک کی آیت اور چند احادیث مبارکہ بے حیائی کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

(1) وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۝

اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ہیں۔

(پارہ 8 سورۃ انعام آیت 151)

(2) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

۝ اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بیشک وہ بے حیائی اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔

(پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 32)

(3) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس وقت کوئی زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت کوئی چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت کوئی شرابی شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری کتاب المحاربین جلد 3 حدیث 1714 صفحہ 661)

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس کا تمنا کرنا اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب القدر جلد 3 حدیث 6696 صفحہ 466)

(5) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے۔ (سنن ابوداؤد جلد 2 حدیث 386 صفحہ 147)

حضرت امام محمد غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں جو آدمی اپنی آنکھوں کو بند کرنے پر قادر نہیں ہوتا وہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 181)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں ہر قسم کی بے حیائی، فحاشی و عریانی، سے

بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

44: موضوع

﴿یادِ الٰھی سے غافل انسان جانوروں سے بھی بدتر ھے﴾

(48) اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○

ترجمہ:''وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہی وغفلت میں پڑے ہیں''۔

(پارہ 9 سورۃ الاعراف آیت 179)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر روح البیان اور تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ آدمی روحانی، شہوانی، سماوی، ارضی ہے جب اسکی روح شہوات پر غالب ہو جاتی ہے تو ملائکہ سے فائق (یعنی بلند) ہو جاتا ہے اور جب شہوات روح پر غلبہ پا جاتی ہے تو پھر انسان زمین کے جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 4 پارہ 9 صفحہ 209۔تفسیر خزائن العرفان صفحہ 312)

حکیم الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں، معلوم ہوا کہ انسان اگر ٹھیک رہے تو فرشتوں سے بھی بڑھ جائے اور اگر اُلٹا چلے تو جانوروں سے بھی بدتر ہو جائے کہ جانور تو اپنے بُرے بھلے کو جانتا ہے یہ نہیں جانتا، کتا سونگھ کر منہ میں ڈالتا ہے مگر یہ انسان بغیر تحقیق ہی حرام، حلال سب کھا جاتا ہے۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ 209)

موضوع :45

﴿سچ کی فضیلت ، جھوٹ کی مذمت﴾

(49)یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝

ترجمہ:''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔

(پارہ 11 سورۃ توبہ آیت 119)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔تفسیر روح البیان میں ہے کہ اس آیت میں صدق (سچ بولنے) کی فضیلت اور اس کے عُلُو (یعنی بلند) مرتبہ ہونے کی دلیل بلکہ اس پر ترغیب دی گئی ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 4 پارہ 11 صفحہ 114)

حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اے ایمان والو! تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب (علیہم الرضوان) کے ساتھ ہو جاؤ۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 679۔تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 873)

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: انسان کو جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، نہ سنجیدگی میں نہ ٹھٹھا مزاق کی حالت میں اور نہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بچے سے ایسی شے کا وعدہ کرے کہ پھر اسے پورا نہ کر سکے (پھر فرمایا) اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 679۔تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 874)

قارئین کرام! آیت مبارکہ میں سچ بولنے والوں کی تعریف فرمائی گئی اور فرمایا گیا سچوں کے ساتھ ہو جاؤ لہٰذا یہاں پر سچ کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت میں قرآن پاک کی آیات و احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ سچ کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت میں قرآن پاک کی آیات واحادیث مبارکہ

(1) لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ ○ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے۔

(پارہ 21 سورۃ الاحزاب آیت 24)

(2) هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

یہ ہے کہ وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا ان کیلئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ ہے بڑی کامیابی۔ (پارہ 7 سورۃ المائدہ آیت 119)

(3) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم صدق (یعنی سچ) کو لازم پکڑو، کیونکہ وہ نیکی کی راہنمائی کرتا ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچو کیونکہ وہ فسق و فجور کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور یہ دونوں جہنم میں ہیں، ایک آدمی مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب جلد 3 حدیث 1027 صفحہ 405)

(4) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں جو اگر تم میں ہوں تو تمہیں دنیا کی کسی محرومی کا احساس نہیں ہوگا۔

(1) امانت کی حفاظت کرنا (2) سچ بولنا (3) حُسنِ اخلاق (4) حلال کمائی کھانا۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 2 حدیث 6664 صفحہ 591۔ الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 423)

(5) حضرت منصور بن معتمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچ بولا کرو اگرچہ تمہیں اس میں ہلاکت نظر آئے کیونکہ اسی میں نجات ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 424)

(6) ایک بار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ پر ایمان لانا چاہتا ہوں مگر میں شراب نوشی کرنے، چوری کرنے اور جھوٹ بولنے سے محبت رکھتا ہوں، اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ ان چیزوں کو حرام کہتے ہیں اور مجھ میں ان تمام چیزوں کے ترک کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر آپ ﷺ اس پر قناعت کرلیں کہ ان میں سے میں کسی ایک چیز کو ترک کردوں تو میں آپ ﷺ پر ایمان لے آتا ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جھوٹ بولنا چھوڑ دو، اس نے قبول کرلیا اور مسلمان ہوگیا جب وہ آپ ﷺ کے پاس گیا تو اس کو شراب پیش کی گئی، اس نے سوچا اگر میں نے شراب پی اور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شراب کے متعلق سوال کیا اور میں نے جھوٹ بولا تو عہد شکنی ہوگی اور اگر میں نے سچ بولا تو آپ ﷺ مجھ پر حد قائم کردیں گے، پھر اس شخص نے شراب کو ترک کردیا، پھر اس کو زنا کرنے کی پیشکش ہوئی، اس کے دل میں پھر یہی خیال آیا، تو اس شخص نے پھر اسکو بھی ترک کردیا، اسی طرح چوری کا معاملہ ہوا، پھر وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، آپ ﷺ نے بہت اچھا کیا کہ مجھے جھوٹ بولنے سے روک دیا اور اسی نے مجھ پر تمام گناہوں کے دروازوں کو بند کردیا اور پھر وہ شخص تمام گناہوں سے تائب ہوگیا۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 168۔ تبیان القرآن جلد 5 صفحہ 289)

☆ سچ بولنے کی برکت سے ساٹھ (60) ڈاکو تائب ہوگئے

سرکار بغداد حضور غوث پاک (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ جب میں علم دین حاصل کرنے کے لئے جیلان سے بغداد قافلے کے ہمراہ روانہ ہوا اور جب ہمدان سے آگے پہنچے ساٹھ ڈاکو قافلے پر ٹوٹ پڑے اور سارا قافلہ لوٹ لیا لیکن کسی نے مجھ سے تعرض نہ کیا

ایک ڈاکو میرے پاس آ کر پوچھنے لگا اے لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے جواب میں کہا: ہاں۔ ڈاکو نے کہا:۔ کیا ہے؟ میں نے کہا: چالیس دینار۔ اس نے پوچھا:۔ کہاں ہے میں نے کہا گدڑی کے نیچے۔ ڈاکو اس راست گوئی کو مذاق تصور کرتا ہوا چلا گیا، اس کے بعد دوسرا ڈاکو آیا اور اُس نے بھی اسی طرح کے سوالات کیے اور میں نے یہی جوابات اس کو بھی دیئے اور وہ بھی اسی طرح مذاق سمجھتے ہوئے چلتا بنا، جب سب ڈاکو اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سردار کو میرے بارے میں بتایا تو مجھے وہاں بلالیا گیا، وہ مال کی تقسیم کرنے میں مصروف تھے۔ ڈاکوؤں کا سردار مجھ سے مخاطب ہوا: کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا چالیس دینار ہیں، ڈاکوؤں کے سردار نے ڈاکوؤں کو حکم دیتے ہوئے کہا اس کی تلاشی لو۔ تلاشی لینے پر جب سچائی کا اظہار ہوا تو اس نے تعجب سے سوال کیا کہ تمہیں سچ بولنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ میں نے کہا والدہ ماجدہ کی نصیحت نے۔ سردار بولا: وہ نصیحت کیا ہے؟ میں نے کہا: میرے والدہ محترمہ نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین فرمائی تھی اور میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ سچ بولوں گا۔ تو ڈاکوؤں کا سردار رو کر کہنے لگا یہ بچہ اپنی ماں سے کئے ہوئے وعدہ سے منحرف نہیں ہوا اور میں نے ساری عمر اپنے رب (عزوجل) سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف گزار دی ہے۔ اسی وقت وہ ان ساٹھ ڈاکوؤں سمیت میرے ہاتھ پر تائب ہوا اور قافلے کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ 168)

☆ جھوٹ کی مذمت میں قرآن پاک کی آیات واحادیث مبارکہ

(1) لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ○ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

(پارہ 3 سورہ آل عمران آیت 61)

(2) وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ○ اور ان کے لیے ان کے جھوٹ بولنے

کی وجہ سے دردناک عذاب ہے۔ (پارہ 1 سورۃ البقرۃ آیت 10)

(3) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اسکی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 2038 صفحہ 919)

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جھوٹ (انسان کے) چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 876)

(5) حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں پھر عرض کی گئی: کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں، پھر عرض کی گئی کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ (تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 876)

(6) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خطاء جھوٹ بولنے والی زبان ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 877)

(7) حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدق (سچ) امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 778)

(8) حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جھوٹ ایمان کو دور کر دینے والی چیز ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 426)

(9) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولے اس کیلئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 429)

اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ بولنے سے بچائے اور ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

46: **موضوع**

﴿اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا﴾

(50) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰـكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ○

ترجمہ: ''بے شک اللہ لوگوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں''۔ (پارہ 11 سورۃ یونس آیت 44)

تفسیر:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ لوگوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی کو کفر و شرک اور بدکاریوں اور گناہ کے دیگر کاموں پر مجبور نہیں کیا، لوگ خود اپنے اختیار سے بُرے کام کرتے ہیں۔

تفسیر روح البیان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت اور فیضِ ایمان کے قبول کرنے کی استعداد (یعنی طاقت) نہ دے کر ظلم نہیں کرتا کہ خود ہی ان سے استعداد (یعنی طاقت) چھین لے اور پھر فرمائے کہ فیضِ ایمان اور ہدایت قبول کرو، بلکہ انہیں فطرتِ الٰہی سے ہدایت اور فیضِ ایمان قبول کرنے کی اِستعداد عطاء فرماتا ہے، لیکن وہ اپنے نفسوں پر خود ظلم کرتے ہیں کہ امر و نواہیِ شرعیہ (یعنی جن کاموں کا شریعت نے حکم دیا اور جن کاموں سے منع کیا ہے) کی مخالفت کرکے اپنی استعداد خود بخود ضائع کردیتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد 4 پارہ 11 صفحہ 293)

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حدیثِ قدسی میں ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندو، میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام ٹھہرایا ہے اس لیے ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو، یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے شمار کر رہا ہوں پھر تمہیں ان (اعمال) کی پوری پوری جزا دوں

گا تو جو شخص خیر پائے اسے میرا شکر ادا کرنا چاہیے اور جو اس کے برعکس پائے تو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6517 صفحہ 417۔ تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 715)

47: موضوع

﴿نفع و نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے﴾

(51) وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○

ترجمہ: ''اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو کوئی اسکے فضل کو رد کرنے والا نہیں، اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے''۔ (پارہ 11 سورہ یونس آیت 107)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کا نقصان اور ہر طرح کا نفع، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی قضاء وقدر کے تحت واقع ہوتا ہے اس میں کفر اور ایمان، اطاعت اور معصیت، راحت اور مصیبت و آلام اور لذات سب داخل ہیں، اور جس شخص کیلئے اللہ تعالیٰ کسی مصیبت کو مقدر کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور جس شخص کیلئے اللہ تعالیٰ کسی راحت کو مقدر کر دے تو اس کو کوئی چھیننے والا نہیں ہے۔

مومنین کرام! آیت کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وہی تکلیفوں کو دور کرنے

والا ہے، اور دوسرے حصے میں یہ فرمایا ہے کہ وہی خیر عطاء کرنے والا اور فضل فرمانے والا ہے۔ لہٰذا اس آیتِ مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا اصل مقصود خیر پہنچانا ہے اور شر پہنچانا اس کا اصل مقصود نہیں ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التوبہ جلد 3 حدیث 6903 صفحہ 524۔ تبیان القرآن جلد 5 صفحہ 482)

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وقت اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خوشبودار ہواؤں کے پیچھے پڑے رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی خوشبودار ہوائیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہے پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہارے عیوب کو چھپائے اور تم کو تمہارے خوف کی چیزوں سے محفوظ رکھے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 744۔ تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 967)

حضرت عامر بن قیس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: قرآن میں تین آیات ہیں، میں نے تمام مخلوق کے مقابلے میں انہیں پر اکتفا کیا ہے، ان میں سے پہلی آیت یہ ہے۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ط وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو کوئی اس کے فضل کو رد کرنے (یعنی روکنے) والا نہیں۔ (پارہ 11 سورۃ یونس آیت 107) اور دوسری آیت یہ ہے "مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ج وَمَا یُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

جو عطا فرمائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو (اپنی) رحمت سے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک دے تو اسے کوئی دینے والا نہیں۔ (پارہ 22 سورۃ فاطر آیت 2) اور تیسری آیت یہ ہے کہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا٥ اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

(پارہ 12 سورۃ ھود آیت 6) (تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 967)

48: موضوع

﴿ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے﴾

(52) وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ٥

ترجمہ: ''اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو''۔

(پارہ 12 سورۃ ھود آیت 6)

تفسیر: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو، اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے زمین پر چلنے والے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ ہم کو انہیں کا مشاہدہ ہوتا ہے، ورنہ جنات، ملائکہ وغیرہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے اس کی رزاقیت صرف جانداروں تک محدود نہیں بلکہ وہ بے جان چیزوں کو بھی رزق عطاء فرماتا ہے جیسے درخت وغیرہ، اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ جاندار جس رزق کے قابل ہے اسکو وہی رزق عطا فرماتا ہے مثال کے طور پر بچہ کو ماں کے پیٹ میں اور قسم کا رزق ملتا ہے اور پیدائش کے بعد دانت نکلنے سے پہلے اور طرح کا۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ انسان بیوقوف ہے، جو رزق کی فکر

میں اپنی قبروآخرت وبخشش ومغفرت کی فکر نہ کرے کیونکہ رزق کا تو رب نے وعدہ فرمایا ہے لیکن مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا: **فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ** تو وہ جسے چاہے گا بخشے گا۔ (پارہ 3 سورۃ البقرۃ آیت 284) اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ آخرت کی اور اپنی بخشش کی فکر کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رزق کا ذمہ لیا ہے اور وہ ہر جگہ رزق پہنچاتا ہے۔

☆ **اللہ تعالیٰ کے رزق پہنچانے کی مثالیں**

(1) حضرت امام فخر الدین رازی (رحمتہ اللہ علیہ) تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں: روایت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب وحی نازل ہوئی تھی۔ (اور تفسیر روح البیان میں یہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو دعوتِ ایمان دینے کا حکم فرمایا تو) ان کے دل میں اپنے گھر والوں کا خیال آیا (کہ انہوں نے کھانا کھایا ہے یا نہیں یعنی اپنے اہل و عیال کی فکر دامن گیر ہوئی) چنانچہ عرض کی، یا اللہ میرے اہل وعیال کا کیا بنے گا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک چٹان پر لاٹھی ماریں، جب آپ (علیہ السلام) نے لاٹھی ماری تو اس سے ایک پتھر ٹوٹ کر نکلا، پھر آپ نے اس دوسرے پتھر پر لاٹھی ماری، اس سے ایک اور پتھر ٹوٹ کر نکلا، آپ (علیہ السلام) نے اس پر بھی لاٹھی ماری، اس سے پھر ایک اور پتھر نکلا جس میں چیونٹی کے برابر ایک کیڑا تھا، جس کے منہ میں غذا کے قائم مقام کوئی چیز تھی جسے وہ کھا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اس کیڑے کا کلام سنایا، جو یہ کہہ رہا تھا کہ پاک ہے وہ جو مجھے دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا ہے اور میری جگہ کو جانتا ہے اور مجھے یاد رکھتا ہے اور مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 318۔ تفسیر روح البیان جلد 5۔ پارہ 12 صفحہ 8۔ تبیان القرآن جلد 5 صفحہ 499)

(2) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنگل

کی طرف نکلا، ہم نے دیکھا کہ ایک پرندہ بلند آواز سے کچھ کہہ رہا ہے، حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: بتاؤ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے عرض کی، اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہہ رہا ہے اے اللہ! تو نے مجھے اندھا بنایا، میری آنکھیں چھین لی، اب مجھے اپنے فضل و کرم سے کچھ عنایت فرما، کیونکہ میں بھوکا ہوں، حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ابھی ہم وہیں کھڑے تھے کہ ایک چھوٹا سا پرندہ اڑتا ہوا آیا اور اس بھوکے پرندے کے منہ میں داخل ہو گیا جسے اس نے نگل لیا، پھر پہلے کی طرح زور زور سے بولنے لگا حضور سرور عالم ﷺ نے مجھ سے پوچھا، اے انس بتاؤ: اب یہ کیا کہہ رہا ہے؟ آپ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے پہلے ہی کی طرح عرض کی کہ اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) بہتر جانتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ کہہ رہا ہے: **الحمد اللہ الذی ینس من ذکرہ**، یعنی سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو اپنے یاد کرنے والے کو نہیں بھلاتا۔ **من توکل علی اللہ کفاہ** اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اسے یاد رکھتا ہے) تو وہ اسے کبھی نہیں بھولتا۔

(تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 12 صفحہ 9۔ نوادر القلیوبی صفحہ 386)

ایک مرتبہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) آپس میں گفتگو فرما رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ، رزق کے بارے میں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں رزق کے بارے میں وہ بات نہ بتاؤں جو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے مجھ سے بیان کی۔ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی! یارسول اللہ ﷺ ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بھائی حضرت سلیمان (علیہ السلام) ایک سمندر

کے کنارے پر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ایک چیونٹی کو چلتے ہوئے دیکھا، اس کے منہ میں ایک سبز پتا تھا اور وہ سمندر کے کنارے پر چل رہی تھی کہ اس دوران ایک مینڈک باہر نکلا اس نے چیونٹی کو اپنی پیٹھ پر اُٹھایا اور سمندر میں غوطہ لگا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چیونٹی پانی میں تیرتی ہوئی واپس لوٹی، حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے اس سے پوچھا کہ تو میرے سامنے اپنا قصہ بیان کر، اس چیونٹی نے کہا کہ اس سمندر کے نیچے ایک پہاڑ ہے اور اس کے درمیان میں ایک کیڑا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق میرے ذمہ لگا دیا ہے چنانچہ میں ہر روز دو مرتبہ جو مجھے رزق ملتا ہے میں اس کی طرف لے جاتی ہوں اور اس سمندر میں اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مینڈک کی صورت میں ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جو مجھے اس تک اُٹھا کر لے جاتا ہے، اور پھر وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگا کر مجھے اس پتھر تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ وہ پتھر پھٹ جاتا ہے اور اس میں سے وہ کیڑا نکلتا ہے تو جو رزق میں نے اُٹھا رکھا ہوتا ہے وہ اس کو کھلا دیتی ہوں۔ پھر وہ فرشتہ مجھے وہاں سے اٹھا کر پانی کے اوپر لے آتا ہے اور جب وہ کیڑا ربِ ذوالجلال کا عطا کردہ رزق کھالیتا ہے تو کہتا ہے "پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا اور اس سمندر میں مجھے ٹھکانہ دیا اور رزق عطا کرنے کے اعتبار سے مجھے کبھی نہیں بھلایا تو کیا وہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی اُمت کو اپنی رحمت سے بُھلا دے گا؟ اور جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے تو وہی اس کیلئے کافی ہے۔ (درۃ الناصحین جلد 1 صفحہ 301)

(4) حضرت امام زاہدی (رحمتہ اللہ علیہ) سے روایت ہے: کہ انہوں نے ایک مرتبہ رزق کے حصول کے بارے میں پختہ یقین کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ ایک جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ اس سے آگے ایک پہاڑ کا قصد کیا، اور ایک غار میں داخل ہو کر اُسکے ایک کونے میں بیٹھ گئے اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کس طرح رزق پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ

قدرت سے ایک قافلہ راستہ سے بھٹک گیا، اسی دوران بارش آ گئی، انہوں نے ایک پناہ گاہ طلب کی، بارش سے بچنے کیلئے وہ اس غار میں داخل ہوئے۔ جس میں امام زاہدی (رحمتہ اللہ علیہ) موجود تھے جب قافلہ والوں نے ان کو دیکھا تو کہا، اے اللہ کے بندے، لیکن آپ فرماتے ہیں: میں نے ان کو کوئی جواب نہ دیا، وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ شاید اس کو سردی لگی ہوئی ہے اور وہ کلام کرنے پر قادر نہیں ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں: قافلہ والوں نے میرے قریب آگ جلائی اور مجھ سے گفتگو کرنے لگے لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا انہوں نے سوچا کہ شاید یہ بھوکا ہے، پھر انہوں نے میرے سامنے دستر خوان لگا دیا اور کھانا تناول کرنے کیلئے اشارہ کیا لیکن آپ فرماتے ہیں میں نے اس کھانے میں سے کچھ بھی نہ کھایا، انہوں نے کہا کہ لگتا ہے کہ یہ کافی مدت سے اس جگہ پر موجود ہے اور اس نے کوئی چیز نہیں کھائی لہٰذا اس کے لیے دودھ گرم کرو، پھر انہوں نے دودھ گرم کیا اور اس میں شکر کو ڈالا اور فالودہ تیار کر کے میرے سامنے رکھ دیا، لیکن میں نے اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ دی، انہوں نے آپس میں کہا کہ شاید اس کے دانت آپس میں مل چکے ہیں چنانچہ ان میں سے دو آدمی اُٹھے اور ایک چھری لی تا کہ میرے منہ کو کھولیں، پھر ان دونوں نے میرے منہ کو کھولا اور لقمہ میرے منہ میں ڈال دیا۔ تو میں مسکرا پڑا۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا کیا تم مجنون ہو؟ میں نے کہا کہ نہیں لیکن میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں اس بات کا تجربہ کروں کہ میرا رب کس طرح مجھے رزق پہنچاتا ہے۔ پس مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ مجھے رزق پہنچاتا ہے اور وہ اپنے ہر بندے کو رزق دیتا ہے چاہے وہ بندہ جہاں بھی ہو، جیسا بھی ہو، اور کسی جگہ بھی ہو۔ (درۃ الناصحین جلد 1 صفحہ 303)

(۵) حضرت ابراہیم بن ادھم (رحمتہ اللہ علیہ) ایک دن شکار کیلئے شاہی محل سے نکلے پھر

آپ ایک مقام پر اُترے اور دستر خوان کو بچھایا تا کہ کھانا تناول فرمائیں۔ اس دوران ا
کوّا آیا اور اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اپنی چونچ میں لیا اور اڑ گیا۔ آپ اس سے بڑے متعج
ہوئے، چنانچہ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کوے کا پیچھا کرنے لگے، کوّا پہاڑ کے اوپر چ
گیا اور آپ کی نظروں سے اوجھل (یعنی غائب) ہو گیا، آپ بھی اس کوّے کو تلاش کر
کے لیے اس پہاڑ پر چڑھ گئے چنانچہ آپ نے دور سے اس کو دیکھ لیا جب آپ اس کو
کے قریب گئے تو وہ کوّا اڑ گیا۔ اسی دوران آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ ا
پاؤں بندھے ہوئے تھے اور وہ گدّی کے بل لیٹا ہوا تھا۔ جب آپ نے اس آدمی کو ا
حالت میں دیکھا تو آپ اپنے گھوڑے سے نیچے اُترے اور اس آدمی کے ہاتھ پاؤں کھو
دیئے، پھر آپ نے اس کی حالت کے بارے میں پوچھا، اس آدمی نے بتایا کہ میں تا
ہوں، مجھے ڈاکوؤں نے پکڑ لیا اور میرے پاس جو مال واسباب تھا وہ سب کا سب چھین ل
اور مجھے انہوں نے قتل تو نہیں کیا البتہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجھے اس جگہ پھینک دیا
اس واقعہ کو سات دن گزر گئے ہیں، ہر روز یہ کوّا میرے پاس روٹی لے کر آتا ہے اور میر
سینے پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی چونچ کے ساتھ روٹی کے ٹکڑے کر کے میرے منہ میں ڈا
ہے، اور ان سات دنوں میں ایک دن بھی مجھے اللہ تعالیٰ نے بھوکا نہیں رکھا۔

(درۃ الناصحین جلد 2 صفحہ 04

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت پر غور کیجئے کہ وہ کیسے اپنی رحمت سے مخلوق کو رز
عطا فرماتا ہے پھر ہم کیوں رزق کے حوالے سے اتنی زیادہ فکر کریں۔ حضرت مولانا
(رحمتہ اللہ علیہ) مثنوی شریف میں فرماتے ہیں: سب کو رزاق (عزوجل) روزی دیتا
جتنا کسی کا مقسوم (یعنی اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا) ہے وہ اسے ضرور ملتا ہے۔ (م

فرماتے ہیں) اے لوگو! کتنے سال تم نے کھایا کبھی کمی نہیں ہوئی اب تمہیں مستقبل کی کیا فکر ہے تم ماضی کو دیکھو۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 122)

حدیث پاک میں ہے: اللہ تعالیٰ کے ملک میں ایسا جانور بھی ہے جو عالم کائنات کی خوراک کے برابر روزانہ کھانا کھاتا ہے یعنی دوسرے جن، انسان، حیوان، چرند، پرند، حشر الارض وغیرہ، جتنی خوراک روزانہ کھاتے ہیں اتنی ہی خوراک وہ جانور اکیلا کھاتا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 12 صفحہ 122)

49: موضوع

﴿ریاکاری کی مذمت﴾

(54،53) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

ترجمہ: ''جو لوگ (صرف) دنیا کی زندگی اور اس کی آسائش کو طلب کرتے ہیں تو ہم ان کے کل اعمال کا صلہ یہیں دے دیں گے اور یہاں ان کے صلہ میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں ہے اور انہوں نے دنیا میں جو کام کیے وہ ضائع ہو گئے اور نابود ہو گئے وہ اعمال جو وہ کرتے تھے''۔

(پارہ 12 سورۃ ھود آیت 16,15)

تفسیر: یہ آیت مبارکہ ریاکاری کرنے والے لوگوں کے متعلق نازل ہوئی کہ جو لوگ صرف دنیا کی زندگی اور اسی کی آسائش کو طلب کرتے ہیں تو ہم ان کے کُل اعمال کا صلہ یہیں دے دیں گے اور یہاں ان کے صلہ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے

آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں ہے اور انہوں نے دنیا میں جو کام کیے وہ ضائع ہوگئے اور نابود ہوگئے وہ اعمال جو وہ کرتے تھے۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 12 صفحہ 37)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جس کسی نے عملِ صالح کیا دنیا کی طلب میں چاہے وہ نماز ہو، روزہ ہو یا رات کے وقت نمازِ تہجد ہو تو اس کا وہ عمل صرف دنیا کی طلب کیلئے ہوگا پھر آپ نے یہی آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔
(تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 982)

حضرت سعید بن جُبیر (رضی اللہ عنہ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مُراد وہ آدمی ہے جو دنیا کیلئے عمل کرتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب نہیں ہوتا۔
(تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 982)

حضرت مجاہد (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: یہ آیت مبارکہ ریاکاروں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 982)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں ریاکاروں کی مذمت بیان ہوئی، اسی سلسلہ میں یہاں پر ریاکاری کی مذمت میں قرآن پاک کی چند آیات واحادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

☆ ریاکاری کی مذمت میں قرآن پاک کی آیات واحادیث مبارکہ

(1) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ ○ اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر، اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کیلئے خرچ کرے۔ (پارہ 3 سورۃ البقرۃ آیت 264)

(2) فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ○ تو جسے اپنے رب سے ملنے کی اُمید ہو، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب

کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (پارہ 16 سورۃ کہف آیت 110)

(اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے یعنی ریا نہ کرے کہ وہ ایک قسم کا شرک ہے)

(تفسیر نعیمی جلد 16 صفحہ 103۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 139)

(3) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے بھولے بیٹھے ہیں، جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

(پارہ 30 سورۃ ماعون آیت 4 تا 7)

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ان پر تجلی فرمائے گا، اس وقت ہر اُمت گھٹنوں کے بل کھڑی ہوگی، سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا ان میں ایک قرآن کریم کا حافظ، دوسرا راہِ خدا میں مارا جانے والا، شہید اور تیسرا بہت مالدار ہوگا، اللہ تعالیٰ حافظ و قاری سے ارشاد فرمائے گا، کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر اُتارا ہوا کلام نہیں سکھایا تھا؟ وہ عرض کرے گا'' کیوں نہیں، یا رب، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: پھر تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: یا رب میں دن رات اسے پڑھتا رہا، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، تو جھوٹا ہے تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں یہ کہیں ''فلاں شخص قاری ہے''۔ اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ، پھر شہید کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا، تجھے کس لیے قتل کیا گیا؟ وہ عرض کریگا، مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو میں مرتے دم تک لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تیرا مقصد یہ تھا

کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت بہادر ہے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، پھر اسے بھی جہنم میں جانے کا حکم دیا جائے گا، پھر مالدار کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: کیا میں نے تجھ پر اپنی نعمتوں کو وسیع نہ کیا تھا، یہاں تک کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہ چھوڑا؟ تو وہ عرض کریگا، کیوں نہیں یا رب: تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تو نے میرے عطا کردہ مال میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں اس سے صلہ رحمی کرتا اور صدقہ کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بڑا سخی ہے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہی حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ: پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ، یہ اللہ کی مخلوق کے وہ پہلے تین افراد ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ جلد 2 حدیث 4900۔ ترمذی شریف جلد 2 حدیث 265 صفحہ 118)

(5) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی شہرت کے حصول کیلئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو ظاہر کر دے گا یا دنیا میں اسے شہرت دیدے گا اور جو آدمی ریاکاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ریاکاری کی سزا دے گا اور اس کی نیت لوگوں پر ظاہر فرما دے گا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4196,4195 صفحہ 654)

(6) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن آئیگا تو ایک منادی ندا دے گا جس نے اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے عمل کیا وہ اپنا ثواب اس کے پاس تلاش کرے جس کیلئے اس نے عمل کیا تھا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4192 صفحہ 653۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 144)

(7) حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندے کے نیک اعمال محافظ فرشتے ساتویں آسمان تک لے جاتے ہیں، یعنی اس کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وعمرہ، خوش خلقی، خاموشی اور ذکرِ الٰہی وغیرہ جب کسی آسمان کے فرشتے کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں تو وہ فرماتا ہے یہ اعمال اس بندے کے منہ پر دے مارو کیونکہ اس کا ارادہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے، بعض بندوں کے اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج عمرہ و دیگر عبادات، محافظ فرشتے آسمانوں پر لے جاتے ہیں، تو ان اعمال کے اعزاز میں ساتوں آسمانوں کے فرشتے استقبال کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان اعمال کیلئے تمام حجابات اُٹھ جاتے ہیں، جب انہیں بارگاہِ حق میں پیش کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان اعمال میں بندے نے خالصتاً میرے لیے ارادہ نہیں کیا تھا، یعنی اس نے ان اعمال میں ریاکاری کی ہے، اس لیے انہیں واپس لے جاؤ اور اس بندے پر میری لعنت ہو، تمام فرشتے عرض کرتے ہیں، یا اللہ تیری اور ہم سب کی اس پر لعنت ہو بعد ازاں تمام آسمانوں کے فرشتے اس بندے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 15 صفحہ 38)

توجہ فرمائیں! ہوسکتا ہے کسی شخص کے دل میں شیطان یہ وسوسہ ڈالے کہ جب ریاکاری کی اس قدر آفات ہیں اور اس سے بچنا بھی بہت مشکل ہے تو کیوں نہ نیک عمل کرنا ہی چھوڑ دیئے جائیں۔ اگر ایسا وسوسہ کسی کے دل میں آئے تو اسے فوراً شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ یاد رکھیئے کہ ریاکاری کے خوف سے نیک اعمال کو چھوڑ دینا کوئی عقل مندی نہیں ہے، حضرت فضیل بن عیاض (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: لوگوں کیلئے عمل ترک کر دینا ریاکاری اور لوگوں کے لیے عمل کرنا شرک (اصغر) ہے جبکہ اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان دونوں چیزوں سے نجات عطا فرمادے۔

(تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 12 صفحہ۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 152)

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ نیک اعمال کو چھوڑنے کی بجائے اپنی نیت درست کر لیں کیونکہ اگر ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی کو اڑایا جاتا ہے ناک نہیں کاٹی جاتی، حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: خیال رہے کہ ریا سے عبادت ناجائز نہیں ہو جاتی بلکہ اسکے نامقبول ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اگر ریا کار شخص آخر میں ریا سے توبہ کر لے تو اس پر ریا کی عبادت کی قضا واجب نہیں بلکہ اس توبہ کی برکت سے گزشتہ نامقبول ریا کی عبادت بھی قبول ہو جائیں گی۔ مطلقاً ریا سے خالی ہونا بہت مشکل ہے کوئی شخص ریا کے اندیشہ سے عبادت نہ چھوڑے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ریا سے بچنے کی دعا کرتا رہے۔

(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 106)

موضوع :50

﴿قرآن کی احکام پر عمل کیجئے﴾

(55) وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥

ترجمہ: ''اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول، ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے''۔ (پارہ 1 سورۃ البقرۃ آیت 101)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) تفسیر درمنثور میں ایک قول نقل فرماتے ہیں: کہ جب نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو

یہودیوں نے توریت اور قرآن کا تقابل کیا اور جب دونوں کو ایک دوسرے کے مطابق پایا تو انہوں نے توریت کو بھی چھوڑ دیا۔ (تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 257)

☆ قرآن مجید کے متعلق مسلمانوں کی حالت زار

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل نہ کرنا اسے پیٹھ پیچھے پھینکنے کے مترادف ہے اگرچہ اسے روز پڑھے اور اچھے کپڑوں میں لپیٹ کر رکھے جیسے یہودی توریت کی بہت تعظیم کرتے تھے مگر حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لائے تو اس پر عمل نہ کیا گیا گویا انہوں نے اسے پسِ پُشت ڈال دیا۔

حضرت زیاد بن لُبید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی چیز کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: یہ اس وقت ہوگی جب علم جاتا رہے گا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ علم کس طرح جاتا رہے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنے بیٹوں کو قیامت تک پڑھاتے رہیں گے۔ فرمایا: اے زیاد: تیری ماں تجھ پر روئے میں تو تجھے مدینہ طیبہ کا سب سے دانا و عقل مند آدمی خیال کرتا رہا تھا، کیا یہودی اور نصرانی تورات اور انجیل نہیں پڑھتے تھے؟ مگر ان میں سے کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرتا تھا (اسی طرح مسلمان قرآن تو پڑھیں گے لیکن اس پر عمل نہیں کریں گے اور جو اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ اور جاہل دونوں برابر ہیں) (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4037 صفحہ 596)

قارئین کرام! آج اگر ہم اپنی حالت پر غور کریں تو ہمارے گھروں اور مسجدوں میں عمدہ سے عمدہ اور نفیس قرآن پاک کے نسخے الماریوں کی زینت تو ہیں لیکن پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی حالت یہ ہے کہ ان الماریوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کے غلافوں پر گرد کی تہیں جم چکی ہیں اور حقیقتاً وہ گرد ان غلافوں پر نہیں بلکہ مسلمانوں کے دلوں پر جمی ہوئی ہے، آج

کہاں ہیں وہ مسلمان جنہیں قرآن کے حلال وحرام کردہ چیزوں کا علم ہو؟ جنہیں اسلامی اخلاق کا پتہ ہو؟ جن کے دل اللہ تعالیٰ کی آیات سن کر ڈر جاتے ہوں اور ان کے اعضاء اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ اُٹھتے ہوں؟ جن کے دل و دماغ پر قرآن کے انوار چھائے ہوئے ہوں۔ افسوس

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
ہم ذلیل و خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

پہلے دور میں ہر گھر میں صبح وشام قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی تھی لوگ باقاعدہ قرآن کی تلاوت کرنے، اسکو سیکھنے کے لیے وقت نکالتے تھے لیکن اب تو لوگوں کو دنیا کمانے ہی سے فُرصت نہیں ہے تو وہ قرآن کی تلاوت کرنے، اسکو سیکھنے، سمجھنے کے لیے وقت کہاں سے نکالیں، اب تو اتنا بُرا حال ہو چکا ہے کہ ہماری اکثریت کو تو قرآن پڑھنا بالکل ہی نہیں آتا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں قرآن پڑھنا آتا ہے ان میں سے اکثریت ایسی ہے کہ انہیں درست وصحیح مخارج کے ساتھ پڑھنا ہی نہیں آتا۔ (تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہیں قرآن پڑھنا آتا ہے تو ان کی بارگاہ میں عرض ہے کہ کسی اچھے قاری صاحب کو قرآن سنا کر دیکھیں پھر انہیں معلوم ہوگا کہ وہ قرآن کی تلاوت کے دوران کس قدر غلطیاں کیا کرتے تھے)۔

پہلے والدین، اولاد کو سختی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنے اور اسکو سیکھنے کا حکم دیتے تھے لیکن اب تو والدین کو پرواہ ہی نہیں ہوتی، اگر بچہ سکول نہ جائے، یا سکول کی تعلیم صحیح طرح حاصل نہ کرے تو خوب مارتے ہیں لیکن بچہ نماز نہ پڑھے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے مدرسے نہ جائے تو والدین کچھ بھی نہیں کہتے (الا ماشاءاللہ)، یہی وجہ ہے اب بچوں میں بھی قرآن کی تلاوت کرنے، اسکو سیکھنے، سمجھنے کا شوق تقریباً ختم ہی ہو گیا ہے اب وہ اپنا وقت زیادہ تر

دنیوی تعلیم، اور کھیلنے کودنے، فلموں ڈراموں کو دیکھنے، اور اسی طرح کے دیگر لہو ولعب کاموں میں صرف کرتے ہیں۔

اے خاصہ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے ۔۔۔ اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے ۔۔۔ پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کی تلاوت کرنے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

موضوع: 51

﴿اللہ نے انسان پر فرشتے کیوں مقرر فرمائے؟﴾

(56) لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝

ترجمہ: "اس (یعنی انسان) کے لیے باری باری آنے والے محافظ فرشتے ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کے سامنے اور اس کے پیچھے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، بے شک اللہ کسی قوم کی (اچھی یا بُری) حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدل دیں اور جب اللہ کسی قوم کو مصیبت میں ڈالنے کا ارادہ کرے تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں اور اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہے"۔ (پارہ 13 سورۃ الرعد آیت 11)

تفسیر: معقبات کے معنیٰ ہیں: ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے اور جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد رات اور دن کے فرشتے ہیں، رات کے فرشتے آتے ہیں تو دن کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور جب دن کے فرشتے آتے ہیں تو رات کے فرشتے چلے جاتے

ہیں۔حدیثِ پاک میں ہے: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات اور دن کے فرشتے تمہارے آگے پیچھے آتے ہیں اور فجر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں (جیسا کہ قرآن پاک میں ہے اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا۝ بیشک فجر کی نماز کے قرآن پڑھنے میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

(پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 78)

پھر جن فرشتوں نے تمہارے پاس رات گزاری تھی وہ اوپر جاتے ہیں تو ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا تھا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے جب ان کو چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد 1 حدیث 525 صفحہ 300)

اس آیتِ مبارکہ کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ معقبات سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسان کے دائیں بائیں ہوتے ہیں۔

☆ایک انسان کی حفاظت پر کتنے فرشتے مقرر ہیں؟

قارئین کرام! اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں:

1:۔حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے کہ انسان کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ فرمایا: ایک فرشتہ تمہاری دائیں جانب تمہاری نیکیوں پر مقرر ہوتا ہے اور یہ بائیں جانب والے فرشتے پر امیر (یعنی حاکم) ہوتا ہے جب تم ایک نیکی کرتے ہو تو وہ دس نیکیاں لکھتا ہے اور جب تم ایک برائی کرتے ہو تو بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب وا

فرشتے سے پوچھتا ہے کہ میں (اس گناہ و برائی کو) لکھ لوں؟ تو وہ کہتا ہے نہیں، ہوسکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور توبہ کر لے، جب وہ تین مرتبہ پوچھتا ہے تو وہ کہتا ہے ہاں لکھ لو! ہمیں اللہ تعالیٰ اس سے راحت میں رکھے، یہ کیسا بُرا ساتھی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کتنا کم سوچتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے کس قدر کم حیاء کرتا ہے۔ (پھر آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ** o وہ (یعنی انسان) زبان سے جو بات بھی کہتا ہے تو اس کے پاس ایک نگہبان فرشتہ) لکھنے کیلئے تیار ہوتا ہے (پارہ 26 سورۃ ق آیت 18) اور دو فرشتے تمہارے سامنے اور تمہارے پیچھے ہوتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ** o اس کیلئے باری باری آنے والے محافظ فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کے سامنے سے اور اس کے پیچھے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (پارہ 13 سورۃ الرعد آیت 11)

اور ایک فرشتہ ہے جس نے تمہاری پیشانی کو پکڑا ہوا ہے جب تم اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع کرتے ہو تو وہ تمہیں سربلند کرتا ہے اور جب تم اللہ تعالیٰ کے سامنے تکبر کرتے ہو تو وہ تمہیں ہلاک کر دیتا ہے۔ اور دو فرشتے تمہارے ہونٹوں پر ہیں وہ تمہارے لیے صرف نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کو محفوظ کرتے ہیں اور ایک فرشتہ تمہارے منہ پر مقرر ہے وہ تمہارے منہ پر سانپ کو داخل ہونے نہیں دیتا اور دو فرشتے تمہاری آنکھوں پر مقرر ہیں اور ہر آدمی پر دس فرشتے مقرر ہیں۔ رات کے فرشتے دن کے فرشتوں پر نازل ہوتے ہیں، کیونکہ رات کے فرشتے دن کے فرشتوں کے علاوہ ہیں، ہر آدمی پر (کُل) یہ بیس فرشتے مقرر ہیں اور ابلیس (شیطان) دن کے وقت ہوتا ہے اور اس کی اولاد رات کے وقت (انسان کو غلط راستے پر لانے کیلئے سرگرم ہوتی ہے)۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 871۔تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 136۔تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ13 صفحہ 195۔تبیان القرآن جلد6 صفحہ 59)

2:۔حضرت ابوأسامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن پر تین سو ساٹھ (360) فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو اس کا دفاع کرتے ہیں جب تک کہ اس پر تقدیر کا فیصلہ نہیں آ جاتا، آنکھ کی حفاظت کیلئے سات فرشتے ہیں، جو اس کا اس طرح دفاع کرتے ہیں جس طرح گرمیوں کے دنوں میں مکھیوں سے شہد کے پیالے کا دفاع کیا جاتا ہے، اگر تمہارے لیے (سب) ظاہر کر دیا جائے تو تم شیطان کو ہر نرم زمین اور پہاڑ پر دیکھ لو کہ ہر ایک ہاتھ کھولے ہوئے ہے اگر انسان کو آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اپنی حفاظت پر چھوڑ دیا جائے تو شیاطین اُسے اُٹھا کر لے جائیں۔ (تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 135)

3:۔حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہر انسان کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں کہ کہیں اس پر دیوار نہ گر جائے، یا یہ کسی کنویں میں نہ گر جائے، یا اسے کوئی درندہ نہ کھا جائے، یا غرق نہ ہو جائے، یا جل نہ جائے، لیکن جب تقدیر الٰہی آ جاتی ہے تو فرشتے تقدیر الٰہی کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں۔

(تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 135۔تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 13 صفحہ 195)

4:۔حضرت مجاہد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: ہر انسان پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو اس کی نیند اور بیداری کی حالت میں جنوں، انسانوں اور کیڑوں سے حفاظت کرتا ہے۔ جو چیز بھی انسان کو تکلیف پہنچانے کیلئے آتی ہے وہ فرشتہ اسے پیچھے کر دیتا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ اسے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز اس کو پہنچ جاتی ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 134۔تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 13 صفحہ 195)

☆ اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر کے سامنے سر جھکانا ضروری ہے

مسئلہ: اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر (حکم) کے سامنے سر جھکانا ضروری ہے، البتہ مانے یا نہ مانے، لیکن انسان کو یاد رکھنا چاہیے کہ تقدیر وارد ہو کر رہے گی۔

(تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 196)

☆ فرشتوں کو انسانوں پر مامور کرنے کی وجوہات اور حکمتیں

فرشتوں کو جو انسانوں پر مقرر کیا گیا ہے اس کی متعدد وجوہات اور حکمتیں ہیں۔

(1) شیاطین انسانوں کو بُرے کاموں اور گناہوں کی طرف راغب کرتے ہیں اور یہ فرشتے انسانوں کو نیک کاموں اور عبادات کی طرف راغب کرتے ہیں۔

(2) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھ بھی! آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی اب وہ مجھے نیکی کے سوا کوئی مشورہ نہیں دیتا۔

(3) ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کے دل میں کبھی بغیر ظاہری سبب کے کسی کام کی قوی تحریک ہوتی ہے اور پھر انجام کار یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کام میں اس کے لیے نیکی اور خیر ہے یا انجام کار اس پر منکشف (ظاہر) ہوتا ہے کہ اس کام میں اس کے لیے آفت اور مصیبت ہے اور یہ کام فی نفسہ معصیت ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے کام کا محرک اس کی میں خیر ہے، نیکی کا ارادہ کرنے والا تھا اور وہی فرشتہ ہے اور دوسرے کام کا محرک اس کی میں برائی اور گناہ کا ارادہ کرنے والا تھا اور وہی گمراہ کرنے والا شیطان ہے۔

(4) انسان کو جب یہ علم ہوگا کہ فرشتے اس کی نیکیوں اور برائیوں کو لکھ لیتے ہیں تو وہ گناہوں کا ارتکاب کرنے سے ڈرے گا۔

(5) فرشتے جن نیکیوں اور برائیوں کو لکھتے ہیں ان کے رجسٹروں کا قیامت کے دن میزان میں وزن کیا جائے گا اور جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا اس کی آسانی سے نجات ہو جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

(1) وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ○ اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو (میں اعمال ناموں کو) رکھیں گے، پس کسی شخص پر بالکل ظلم نہیں ہوگا، اور اگر (کسی کا عمل) رائی کے دانہ کے برابر ہوگا تو ہم اسے (بھی) لے آئیں گے اور ہم حساب لینے میں کافی ہیں۔ (پارہ 17 سورۃ الانبیاء آیت 47)

(2) وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ○

اس دن اعمال کا وزن کرنا برحق ہے، پھر جن (کی نیکیوں) کے پلڑے بھاری ہوئے سو وہی کامیاب ہونے والے ہیں، اور جن (کی نیکیوں) کے پلڑے ہلکے ہوئے سو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارہ میں مبتلا کیا، کیونکہ وہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔ (پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت 8، 9)

☆ ایسے کلمات جو زبان پر تو ہلکے ہیں لیکن میزان پر بہت بھاری ہوں گے

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو

ے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں، اور یہ زبان پر (پڑھنے میں) ہلکے ہیں اور میزان
ں بھاری ہیں، اور وہ کلمات یہ ہیں۔ **سبحان اللّٰہ وبحمدہ، سبحان اللّٰہ العظیم**
(صحیح بخاری کتاب الادب جلد 3 حدیث 1328 صفحہ 519)

(۱) قارئین کرام! انسان پر فرشتوں کو مقرر کرنے میں چھٹی وجہ وحکمت یہ ہے کہ جب
ان کو مسلسل یہ تجربہ ہوگا کہ اس کے دل میں نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی زبردست
یک پیدا ہوتی ہے پھر اچانک اس پر شہوت کا غلبہ ہوتا ہے اور اس کا سارا منصوبہ دھرے کا
رارہ جاتا ہے اور وہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر اس پر منکشف (یعنی ظاہر) ہوگا کہ
تے اس کے دل میں نیکی ودواعی اور محرکات پیدا کرتے ہیں لیکن تقدیر کے آگے ان کا بس
ہیں چلتا، اور فرشتے قضاء وقدر کے آگے مجبور ہیں، اس طرح انسان بھی قضاء وقدر کے
ے مجبور ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب موت کا وقت قریب آ جاتا ہے تو کوئی اسے نہیں ٹال
۔ بڑے بڑے حکام، سرمایہ دار لوگ جو اپنی جان اور مال کی حفاظت کے قوی انتظامات
تے ہیں لیکن جب تقدیر کا فیصلہ آ جاتا ہے تو ان کے سارے انتظامات دھرے کے
ے رہ جاتے ہیں، اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا
لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ''اور اللہ جب
وم کو مصیبت میں ڈالنے کا ارادہ کرے تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور اس کے سوا
ان کا مددگار نہیں ہے''۔ (پارہ 13 سورہ الرعد آیت 11)

ں وضاحت: یاد رکھیے! تقدیر تو اٹل ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان
ے کے اسباب کو بالکل اختیار نہ کرے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اسباب کو اختیار
لیکن ان پر تکیہ (یعنی بھروسہ) نہ کرے، بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر کرے۔

(ملخصاً تبیان القرآن جلد 6 صفحہ 1

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو (اور اس کی نعمت کو) اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدل دیں۔

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کی گئی نعمتوں کو تبدیل نہیں فرماتا حتیٰ کہ وہ بدکاریاں اور نافرمانیاں شروع کردیں تو اللہ تعالیٰ بندوں کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں اپنی نعمتوں کو اُٹھالیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 136

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت وجلال اور میرے عرش کے بلند ہونے کی قسم، کوئی بھی بستی والے کوئی گھر والے، دیہات میں رہنے والے افراد جو میری نافرمانی کرتے ہیں، پھر میری اطاعت کرنے لگ جاتے ہیں، جو مجھے محبوب ہے تو میں ان کے عذاب کو اپنی رحمت سے بدل دیتا ہوں جو انہیں محبوب ہوتی ہے اور جو گھر والے، بستی والے، اور کسی دیہات میں رہنے والے افراد جو میری اطاعت کرتے ہیں جو مجھے محبوب ہے پھر وہ میری نافرمانی کرنے لگ جاتے ہیں جو مجھے ناپسند ہے، تو میں انہیں اپنی محبوب رحمت کے بجائے عذاب میں مبتلا کردیتا ہوں، جو انہیں ناپسند ہوتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 136

حضرت مالک بن دینار (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں، جب تم گناہ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تمہارے لیے سزا کو پیدا کردیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 38

قارئین کرام! اس آیاتِ مبارکہ کو سامنے رکھ کر اگر ہم معاشرے کی حالت پر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کس قدر نافرمانیاں کررہے ہیں، شاید اس وجہ سے ہمارے ملک

امن قائم نہیں ہو رہا ہر طرف تباہی ہے، ہر روز ملک میں دہشت گردی کے واقعات اور بم دھماکوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے، روزانہ ملک میں کئی افراد کا خون ہوتا ہے، ملک میں زنا کاری بڑھتی جا رہی ہے، ظالم حکمران ملک پر مسلط ہیں جو اسے لُوٹ لُوٹ کر کھائے جا رہے ہیں، یاد رکھیں! ملک کی جو اس وقت کیفیت ہے اس کے ذمہ دار ہم سب ہیں ہم ہی ووٹ ڈال کر ان ظالم حکمرانوں کو اپنے اوپر مسلط کرتے ہیں اور پھر ان کو گالیاں نکالتے ہیں۔ یاد رکھیں! جب تک ہم اپنی حالت کو نہیں بدلیں گے اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی ہماری حالت کو نہیں بدلے گا، اگر ہم اپنی حالت کو بدلنا چاہتے ہیں تو ہمیں شریعت کے احکام کو اپنے اوپر نافذ کرنا ہوگا اور اپنے ملک میں بھی نافذ کرنا ہوگا، اگر ہم اپنے ملک میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو اس میں عدل وانصاف کے نظام کو شریعت کے اصولوں کے تحت قائم کرنا ہوگا، ملک سے بے حیائی، فُحاشی، عُریانیت، سودی نظام اور وہ کام جو شریعت کے خلاف ہیں ان کو ختم کرنا ہوگا۔ اگر ہم یہ سب کچھ کر لینے میں کامیاب ہو گئے تو ان شاء اللہ ہم دیکھیں گے کہ ملک میں کیسے امن قائم ہوتا ہے، ہر طرف کیسے خوشحالی آتی ہے اور لوگوں کی زندگیوں میں امن وسکون کیسے آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نافرمانیوں سے محفوظ فرمائے اور ہمارے حکمرانوں کو ملک میں نظام مصطفیٰ علیہ السلام قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

موضوع :52

﴿آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کچھ بھی نہیں﴾

(57) اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ o

ترجمہ: ''اور اللہ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے، اور کافر دنیا کی زندگی سے بہت خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں کچھ نہیں مگر کچھ دن برت لینا''۔ (پارہ 13 سورۃ الرعد آیت 26)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کیلئے چاہے رزق کو بڑھا دیتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ اور اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتوں پر فخر یہ خوش ہونا طریقہ کفار ہے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے خوش ہونا طریقہ مومنین ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ط ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ o تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسکی رحمت پر چاہیے کہ خوشی کریں اور یہ ان کے سب دھن و دولت سے بہتر ہے۔ (پارہ 11 سورہ یونس آیت 58) اس آیتِ مبارکہ کے اگلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ o اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں کچھ نہیں مگر کچھ دن برت لینا: خیال رہے کہ دنیا کی زندگی وہ ہے جو دنیاوی مشاغل اور رب کی یاد سے غفلت میں گزرے، اس کی ہر جگہ (قرآن و احادیث میں) برائیاں بیان ہوئی ہیں اور اس کے لیے فنا ہے، مگر جو زندگی آخرت کی تیاری میں گزرے وہ بفضلہٖ تعالیٰ اخروی زندگی ہے یہی حیاتِ طیبہ ہے، اسے کبھی فنا نہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بَلْ اَحْیَآءٌ o وہ زندہ ہیں

۔(پارہ2 سورۃ البقرۃ آیت154) اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً o یعنی جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے (یعنی زندہ رکھیں گے)۔ (پارہ14 سورۃ النحل آیت 96) قارئین کرام! یاد رکھیئے، مومن و کافر، فاسق و پرہیزگار لوگوں کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے، بعض لوگ سوتے ہوئے بھی جاگتے ہیں اور بعض جاگتے ہوئے بھی سوتے ہیں بعض لوگ جیتے جی بھی مرے ہوئے ہیں اور بعض لوگ مرکر بھی زندہ ہیں۔ (تفسیر نور العرفان من تحت الآیۃ صفحہ 787)

53: موضوع

﴿دلوں کا سکون صرف اللہ کی یاد میں ھے﴾

58) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o

ترجمہ: ''وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سُن لو! اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے''۔ (پارہ13 سورۃ الرعد آیت28)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سُن لو! اللہ ہی کی یاد میں دلوں کا چین ہے۔اس آیتِ مبارکہ کے تحت حدیثِ پاک میں ہے۔

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے اس آیت کے نزول کے وقت فرمایا: تمہیں علم ہے اسکا کیا معنیٰ ہے؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول (عزوجل و ﷺ) بہتر

جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے وہ میرے اصحاب سے بھی محبت رکھتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 162)

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جب یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (عزوجل و ﷺ) سے محبت کرتے ہیں، اور غائب و حاضر ہر صورت میں مومنین سے محبت کرتے ہیں۔ دھیان سے سنو وہ اللہ کے ذکر سے بھی محبت کرتے ہیں۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 163)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا، کہ دلوں کا چین صرف اور صرف اللہ کی یاد میں ہے، آج ہم لوگ فلموں ڈراموں، سینما گھروں، فحاشی و عریانی کی محفلوں، نائٹ کلبوں، شراب و رباب کی محفلوں اور جنس و رومانی ناولوں کے مطالعہ میں سکون تلاش کرتے ہیں، حالانکہ ان کے اندر سکون نہیں بلکہ بے سکونی ہے۔ اور یاد رکھیں! انسان اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) کی نافرمانی والے کاموں کو کر کے کبھی بھی سکون حاصل نہیں کر سکتا، آج کل ہماری زندگیوں میں سکون نہیں ہے، ہر انسان پریشان ہے نہ دن کو سکون ملتا ہے نہ رات کو، آخر سکون کیسے مل سکتا ہے جبکہ ہم اپنی زندگی کے قیمتی اوقات کو اللہ کی نافرمانی میں صرف کرتے ہیں، حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لے تو وہ نقطہ مٹ جاتا ہے، لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے اور گناہ پر گناہ کرتا چلا جائے تو آخر اس کا پورا دل ہی سیاہ ہو جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4233 صفحہ 664)

☆زندگیوں میں سکون نہ ہونے کی وجہ

قارئین کرام! آج ہم لوگوں کے دل گناہ کرکر کے سیاہ ہو چکے ہیں اسی وجہ سے ہماری زندگیوں میں سکون نہیں ہے اور یاد رکھیئے، گناہ ایک ایسی چیز ہے کہ اگر ایک انسان اسے کرلے تو یہ انسان کو بے چین رکھتا ہے۔

☆پرندہ قید میں اور مچھلی جال میں کس وقت پھنستی ہے

کتابوں میں آتا ہے، کہ جب پرندہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ قید ہو جاتا ہے اور جو مچھلی اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتی ہے تو وہ شکاری کے جال میں پھنس جاتی ہے۔

(نزہۃ المجالس جلد 1 صفحہ 63,60)

تو اب غور فرمائیں کہ جب ایک پرندہ و مچھلی دونوں اللہ کے ذکر سے غافل ہوں تو فوراً قید ہو جاتے ہیں تو اگر انسان اللہ کے ذکر سے غافل ہو جائے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہوگا؟ لہٰذا اگر ہم اپنی زندگیوں میں سکون چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے گناہوں سے توبہ کرنی ہوگی اور اپنی زندگی کے اوقات کو اللہ کے ذکر میں صرف کرنا ہوگا کیونکہ سکون صرف اللہ کی یاد ہی میں ہے۔ یاد رکھیئے! اللہ تعالیٰ نے انسان کو دل عطاء فرمایا لیکن اُس کا سکون اپنے پاس رکھا اور فرمایا: اے انسان اگر تو دل کا سکون چاہتا ہے تو میرا ذکر کر کہ میرے ذکر میں ہی تیرے دل کا سکون ہے۔

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

قارئین کرام! یہاں پر ترغیب کیلئے چند احادیثِ مبارکہ ذکر اللہ کے فضائل سے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

☆ذکراللہ کے فضائل سے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن کس کا درجہ بڑا ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نے والوں کا، ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے نمازی سے بھی؟ فرمایا: اگر وہ اپنی تلوار کفار و مشرکین پر چلائے، یہاں تک کہ ٹوٹ جائے اور وہ خون آلود ہو جائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے والوں کا درجہ بڑا ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1302 صفحہ 566)

(2) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں، رحمت ان پر سایہ فگن ہوتی ہے، ان پر اطمینانِ قلب اُترتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس (فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1304 صفحہ 566)

(3) حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اللہ کے ذکر سے زیادہ عذاب سے بچانے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3779 صفحہ 506)

(4) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جب بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری وجہ سے اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتا ہے تو میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3781 صفحہ 507)

(5) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان

اپنا منہ انسان کے دل کے ساتھ لگائے رہتا ہے (یعنی اس میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے) لیکن جب انسان اللہ کا ذکر کرنے لگتا ہے تو وہ دور ہٹ جاتا ہے اور جب انسان اللہ کے ذکر کو بھول جاتا ہے تو وہ اس کے دل کو لقمہ بنالیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 کتاب الزکروالدعا صفحہ 598)

اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت کے ساتھ اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

54: موضوع

﴿اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو﴾

(59) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ○

ترجمہ: ''اگرتم شکر ادا کروگے تو میں تم پر (اپنی نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب (یقیناً) سخت ہے''۔ (پارہ 13 سورۃ ابراہیم آیت 7)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میری نعمتوں پر شکر ادا کروگے تو میں ان نعمتوں میں ضرور اضافہ کروں گا، لیکن اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے، لہٰذا اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

شکر کا معنی

شکر کا معنی ہے نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرنا، اور اس کی ضد کفرانِ نعمت ہے، یعنی نعمت کو بھول جانا اور اس کو چھپالینا۔

شکر کی اقسام

شکر کی تین اقسام ہیں: (1) دل سے شکر کرنا اور یہ نعمت کا تصور ہے (2) زبان سے شکر کرنا

اور یہ منعم (یعنی نعمت دینے والے) کی تعریف وتوصیف کرنا ہے۔(3)اعضاء سے شکر کرنا، اور یہ بقدرِ استحقاق نعمت کا بدلہ دینا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ۝ اے آل داؤد شکر کرو (پارہ 22 سورۃ سباء آیت 13) یعنی نیک عمل کرو تا کہ اللہ کا شکر ادا ہو۔ نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ۝ میرے بہت شکر کرنے والے بندے تھوڑے ہیں۔ (پارہ 22 سورۃ سباء آیت 13) اس آیت مبارکہ میں تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پورا شکرادا کرنا بہت مشکل ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں میں صرف حضرت نوح اور حضرت ابراہیم (علیہم السلام) کو اپنا شکر گزار فرمایا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے شکور ہونے کا معنیٰ

اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بھی شکور فرمایا ہے اسکا معنیٰ یہ ہے کہ وہ بندوں پر انعام فرمانے والا ہے اوران کی عبادت کی جزاءعطاء فرمانے والا ہے۔ (تبیان القرآن جلد 6 صفحہ 146)

قارئین کرام ! اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے، شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقتِ شکر یہ ہے کہ مُنعم (یعنی نعمت دینے والے) کی نعمت کا اسکی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اسکا خوگر (یعنی عادی) بنائے یہاں ایک باریکی ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل وکرم واحسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر کی ادائیگی میں مشغول ہوجاتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ مُنعم کی محبت انسان کے قلب کے اندر یہاں تک غالب ہوجائے کہ قلب

کو نعمتوں کی طرف التفات (توجہ) باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقوں کا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (تفسیر خزائن العرفان صفحہ 460)

☆شکر کے متعلق قرآنِ پاک کی آیات واحادیثِ مبارکہ

(1) اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ ٥ بے شک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

(پارہ 11 سورۃ یونس آیت 60)

(2) وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ ۢ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ٥ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور (اس نے) تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر ادا کرو۔ (پارہ 14 سورۃ نحل آیت 78)

(3) قُلْ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ٥ آپ کہیے وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تو تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔ (پارہ 29 سورہ ملک آیت 23)

(1) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اہل، مال اور اولاد کی صورت میں کوئی نعمت عطاء کرے، پھر وہ کہے (ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ، یعنی جو اللہ تعالیٰ چاہے) اور کہے نیکی کرنے کی طاقت اسی کی توفیق سے ہے (یعنی شکر ادا کرے) تو وہ بندہ اس نعمت میں موت کے علاوہ کوئی آفت نہیں دیکھے گا (المعجم الاوسط جلد 3 حدیث 4261 صفحہ 183۔ رسائل امام ابن ابی الدنیا حصہ 1 صفحہ 20)

(2) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا: اللہ

تعالیٰ اپنے اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھائے مشروب پیئے پھر اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے۔ (تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 405)

(3) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے کیلئے روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی مثل اجر ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 405)

(4) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جسے یہ چار چیزیں عطاء کی گئی ہوں اور پھر اسے دوسری چار چیزیں سے محروم رکھا گیا ہو، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جسے شکر کرنے کی نعمت بخشی گئی ہو، پھر اضافی نعمتوں سے اسے محروم کیا گیا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ o اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں مزید اضافہ کروں گا۔ (پارہ 13 سورۃ ابراہیم آیت 7) اور ایسا بھی کبھی نہیں ہوا کہ جسے دعا کی توفیق دی گئی ہو پھر قبولیت سے روکا گیا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ (پارہ 24 سورۃ المومن آیت 60) اور ایسا بھی نہیں ہوا کہ جسے استغفار کرنے کی توفیق دی گئی ہو اور پھر اسے مغفرت سے محروم رکھا گیا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا o اپنے رب سے استغفار کرو بے شک وہ بہت زیادہ بخشش فرمانے والا ہے۔ (پارہ 29 سورۃ نوح آیت 10) اور ایسا بھی نہیں ہوا کہ جسے توبہ کی توفیق بخشی گئی ہو اور پھر اسے قبولیت سے محروم رکھا گیا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ o وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ (پارہ 25 سورۃ شوریٰ آیت 25) (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 193)

(5) امام ابن ابی حاتم (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت ہے: حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو بتایا کہ اگر وہ نعمتوں کا شکر ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل کا اضافہ کرے گا۔ اور ان کے لیے رزق کو وسیع فرمادے اور انہیں تمام لوگوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

(تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 193)

(6) حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان کرنا شکر ہے اور ان کو بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔ اور جو شخص کم نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا تو وہ زیادہ نعمتوں کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(تبیان القرآن جلد 6 صفحہ 148)

(7) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دین میں اپنے سے بلند مرتبہ شخص کو دیکھا اور دنیا (کے معاملات) میں اپنے سے کم مرتبہ شخص کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ہاں صابر و شاکر لکھ دیتا ہے۔ اور جس نے دنیا میں اپنے سے بلند مرتبہ شخص کو اور دین میں اپنے سے کم مرتبہ شخص کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ اسکو صابر شاکر نہیں لکھتا۔

(تبیان القرآن جلد 6 صفحہ 151)

(8) حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ، خدا کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں (اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ) اور تم ہر نماز کے بعد کبھی اس دعا کو نہ چھوڑنا اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ٥ یعنی اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر اور شکر گزاری پر اور اچھی طرح عبادت کرنے پر۔

(سنن ابی داؤد جلد 1 حدیث 1508 صفحہ 561)

قارئین کرام! ہمیں بھی چاہیے کہ جب بھی ہم دعا کریں، نماز کے بعد، یا اس کے علاوہ تو یہ دعا ضرور کریں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆شکر کے متعلق بزرگان دین کے ارشادات

(1) حضرت ابو قلابہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: تمہیں دنیا میں کوئی چیز بھی نقصان نہیں پہنچائے گی اگر تم اسکا شکر ادا کرو گے۔ (تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 406)

(2) حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو نعمت عطا فرماتا ہے تو ان سے شکر کا مطالبہ فرماتا ہے اگر وہ اس کا شکر ادا کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ دینے پر قادر ہے اور اگر وہ ناشکری کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینے پر بھی قادر ہے پھر وہ اپنی نعمت کو ان پر عذاب سے بدل دیتا ہے۔

(رسائل امام ابن ابی الدنیا الشکر اللہ حصہ 1 صفحہ 46)

(3) حضرت سفیان ثوری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: تمہارے نفس دنیا کی طرف مائل نہ ہوں، یہ اللہ تعالیٰ پر زیادہ آسان ہے۔ لیکن وہ فرماتا ہے: اگر تم اس نعمت کا شکر کرو گے کہ یہ نعمت میری طرف سے ہے تو تم پر اپنی اطاعت کی توفیق میں اضافہ کروں گا۔

(تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 193)

(4) حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ اللہ کی نعمتوں کو شکر کے ذریعے محفوظ کرلو۔ (تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 407۔ رسائل امام ابن ابی الدنیا الشکر اللہ حصہ 1 صفحہ 3)

☆انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پاکر اسکی نافرمانی نہیں کرنا چاہیے

(5) حضرت سیدنا مخلد بن حسین ازدی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: شکر کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ انسان گناہوں کو چھوڑ دے۔ (تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 407)

(6) حضرت سیدنا زیاد بن عبید (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: نعمت پانے والے پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ اس نعمت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب نہ ہو۔

(رسائل امام ابن ابی الدنیا الشکر اللہ حصہ 1 صفحہ 54)

☆ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتا

قارئین کرام! اگر ہم اپنے وُجود کو دیکھیں تو ہمارا سارا وُجود سر سے لے کر پاؤں تک نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطاء فرمائی ہیں، اس نے ہمیں آنکھ عطاء فرمائی جس سے ہم دیکھتے ہیں، زبان عطاء فرمائی ہے جس سے ہم بولتے ہیں، ہاتھ عطاء فرمائے ہیں، جس سے ہم پکڑتے ہیں، کان عطاء فرمائے ہیں جس سے ہم سنتے ہیں، پاؤں عطاء فرمائے ہیں، جس سے ہم چلتے ہیں، الغرض اگر صرف ہم اپنے وُجود کو ہی دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کی اتنی نعمتیں ہیں کہ ہم شمار نہیں کر سکتے اور اس کے علاوہ دیگر جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعمتیں عطاء فرمائی ہیں۔ اسکا تو ہم شمار ہی نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: **وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا** ۞ اگر تم ہماری نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو (تم ان کو) شمار نہ کر سکو گے۔ (پارہ 13 سورۃ ابراھیم آیت 34) اور ارشاد فرمایا **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ** ۞ اور تم ہماری کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (پارہ 27 سورۃ رحمٰن آیت 13)

اب ہم اپنی حالت پر غور کریں کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں جن کو ہم رات دن استعمال کرتے ہیں لیکن اسکا شکر ادا نہیں کرتے اور ان نعمتوں کو معاذ اللہ، اللہ کی نافرمانیوں میں صرف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنکھ عطا فرمائی ہے ہم اس سے حرام کاموں کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ عطا فرمائے ہیں ہم اس سے حرام چیزوں کو پکڑتے ہیں، ان ہاتھوں سے چوریاں کرتے ہیں، ان ہاتھوں سے لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی نا

فرمانی والے کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل عطا فرمائی ہے ہم اس سے حرام و نافرمانی والے کاموں کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کان عطا فرمائے ہیں ہم اس سے گانے باجوں کو، غیبتوں کو، چغلیوں کو اور دیگر حرام کاموں کو سنتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاؤں عطا فرمائے ہیں ہم ان کے ذریعے چل کر حرام جگہوں پر جاتے ہیں، جہاں پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہو رہی ہوتی ہیں۔ اللہ نے زبان عطا فرمائی ہے ہم اس سے حرام بولتے ہیں اس سے لوگوں کی چغلیاں، غیبتیں اور دل آزاریاں کرتے ہیں، اسی زبان سے گالیاں نکالتے ہیں۔ غور کریں اسکے باوجود اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہے کہ ہم دن، رات اسکی نافرمانیاں کرتے ہیں لیکن وہ پھر بھی ہم سے اپنی نعمتوں کو سلب نہیں فرماتا ہے، ہم آنکھوں سے حرام کاموں کو دیکھتے ہیں لیکن وہ ہمیں اندھا نہیں کرتا، ہم زبان سے حرام کاموں کو کرتے ہیں لیکن وہ ہمیں گونگا نہیں کرتا، ہم کانوں سے حرام کام کرتے ہیں وہ ہمیں بہرہ نہیں کرتا، ہم ہاتھوں سے حرام کاموں کو کرتے ہیں لیکن وہ ہمارے ہاتھوں کو نہیں توڑتا، ہم پاؤں سے حرام کاموں کو کرتے ہیں لیکن وہ ہمیں لنگڑا نہیں کرتا، ہم عقل و دماغ سے حرام کاموں کے بارے میں سوچتے ہیں لیکن وہ ہماری عقل کو سلب نہیں کرتا: غور فرمائیں، کتنا رحمٰن و رحیم ہے ہمارا رب، لیکن ہم اس رحمٰن و رحیم رب کے کتنے نافرمان بندے ہیں کہ نعمتیں بھی اسکی استعمال کرتے ہیں اور نافرمانیاں بھی اسی کی کرتے ہیں غور کریں ہم رزق تو رب کا کھاتے ہیں لیکن فرمانبرداری شیطان کی کرتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے ابھی پیچھے پڑھا کہ نعمت کو پانے والے پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ اس نعمت کے ذریعے اسکی نافرمانی کرنے سے بچے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی والے کاموں میں خرچ نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نافرمانیوں سے محفوظ فرمائے اور جو نعمتیں اس نے ہمیں عطا فرمائیں اس پر ہمیں شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

55: موضوع

﴿شیطان کا کام صرف وسوسے ڈالنا ہے﴾

(60) وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: ''اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا کہ بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا، وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا تھا، اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا مگر یہی کہ میں نے تم کو (برائی کی طرف) بلایا تو تم نے میری بات مان لی، تو اب مجھ پر الزام نہ دو خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں گا اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو گے، وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا میں اس سے سخت بیزار ہوں، بے شک ظالموں کیلئے دردناک عذاب ہے''۔ (پارہ 13 سورۃ ابراھیم آیت 22)

تفسیر:۔ یہ سب کچھ شیطان اس وقت کہے گا جب حساب سے فراغت ہو جائے گی۔ جنتی جنت کا اور دوزخی دوزخ کا حکم پا کر جنت و دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اس وقت دوزخی شیطان پر ملامت کریں گے اور اسکو برا بھلا کہیں گے کہ بدنصیب تو نے ہمیں گمراہ کر کے اس

مصیبت میں گرفتار کیا تو وہ جواب میں یہ سب کچھ کہے گا: جو اس آیتِ مبارکہ میں بیان ہوا۔ (تفسیر خزائن العرفان صفحہ 464۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 310)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں یہ بھی بیان ہوا کہ قیامت کے دن شیطان کہے گا کہ میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا مگر یہی کہ میں نے تم کو (برائی) کی طرف بلایا تو تم نے میری بات مان لی۔ معلوم ہوا کہ اصل میں شیطان کو صرف وسوسہ ڈالنے کی طاقت دی گئی ہے اور وہ مسلسل انسان کے دل میں یہ وسوسے ڈالتا رہتا ہے باقی عمل کرنا یا نہ کرنا یہ انسان کا اپنا فعل ہوتا ہے، مثال کے طور پر اگر ایک انسان کوئی نیک عمل کرنا چاہتا ہے تو شیطان اسے روکنے کی پوری کوشش کرتا ہے اور اس کے دل میں مختلف قسم کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے جس کی وجہ سے انسان نیک عمل کرنے سے رک جاتا ہے، مثلاً ایک انسان کا داڑھی شریف رکھنے کا ذہن بنتا ہے تو شیطان اس کے دل میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ لوگ تجھے مولوی، اور مولانا کہیں گے، تیرا مذاق اڑائیں گے تجھ پر آوازیں کسے گے وغیرہ، شیطان اس طرح کے خیالات و وسوسے ڈالتا رہتا ہے حتی کہ انسان داڑھی شریف ہی نہیں رکھتا، اسی طرح گناہوں کا معاملہ ہے کہ اگر ایک انسان گناہ کرنے سے ڈرتا ہے کہ اگر میں یہ گناہ کروں گا تو پھنس جاؤں گا لوگ مجھے برا بھلا کہیں گے وغیرہ تو شیطان اس گناہ کے فائدے وسوسے کی صورت میں اسکے دل میں ڈالتا رہتا ہے حتی کے انسان وہ گناہ کر بیٹھتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ پر انسان آسانی کے ساتھ چوری کرسکتا ہے لیکن وہ پکڑے جانے کی صورت میں اسکے انجام سے ڈرتا ہے تو شیطان اسکے دل میں یہ وسوسے ڈالتا ہے، آج کل پیسوں کی ضرورت ہے جائز طریقے سے حاصل کرنے کا ذریعہ بھی نہیں ہے اگر تو نے چوری کر لی تو تیری ضرورت پوری ہو جائے گی اور تجھے بہت سی آسائشیں حاصل ہو جائیں گی وغیرہ، اس طرح

کے خیالات وہ انسان کے دل میں ڈالتا رہتا ہے حتی کہ انسان وہ کام کرنے کا پکا ارادہ کر لیتا ہے یا وہ کام کر گزرتا ہے۔

☆ **شیطان کا کام صرف وسوسے ڈالنا ہے**

یاد رکھیئے! شیطان کا صرف ان تمام کاموں میں اتنا دخل ہوتا ہے کہ وہ صرف برے کام کرنے یا نیک کام کو ترک کرنے کی دعوت دیتا ہے باقی کام انسان خود کرتا ہے لیکن اگر ایک انسان نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے بچنے کا عزمِ مُصمّم (یعنی پکا ارادہ) کر لے اور اس کیلئے پوری کوشش بھی کرے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد فرماتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے **وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی** o اور انسان کیلئے وہی ہے جس کیلئے وہ کوشش کرے۔ (پارہ 27 سورۃ نجم آیت 39)

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے وسوسوں سے محفوظ فرمائے اور ہمیشہ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆ **شیطانی وسوسوں سے حفاظت کا نسخہ**

(1) جو شخص صبح شام 21، 21 بار لاحول شریف (مکمل) پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے تو ان شاء اللہ وسوسوں سے کافی حد تک امن میں رہے گا۔ (مراۃ المناجیح جلد 1 صفحہ 92)

(2) جو شخص گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ لے تو شیطان اور اس کا لشکر اس سے گناہ نہ کروا سکے جب تک کہ وہ خود نہ کرے۔ (الوظیفۃ الکریمہ صفحہ 10)

نیک اعمال شیطان کیلئے باعثِ تکلیف ہیں

حدیث و حکایت:۔ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: ایک دن حضور نبی پاک ﷺ مسجد سے باہر نکلے تو وہاں شیطان ملعون کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے کم

بخت، کیا چیز تجھے مسجد کے قریب لائی ہے؟ اس نے عرض کی، حضور مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے پاس کیوں بھیجا ہے؟ شیطان نے عرض کی، تاکہ آپ مجھ سے اپنے حسب منشاء کچھ پوچھیں تو میں اسکا جواب دوں۔ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ پہلے آپ ﷺ نے اس سے نماز کے متعلق پوچھا: کہ اے ملعون بتا تو میری اُمت کو باجماعت نماز سے کیوں روکتا ہے؟ اس نے عرض کی، حضور جس وقت آپ کا کوئی اُمتی نماز باجماعت کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو مجھے سخت بخار ہو جاتا ہے اور جب تک وہ نماز سے فارغ ہو کر واپس نہیں آجاتا اُس وقت تک میں اس مرض میں مبتلا رہتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ بتا تو میری اُمت کو علمِ دین سیکھنے اور دعا مانگنے سے کیوں روکتا ہے؟ اس نے عرض کی، اس لیے کہ ان کے علمِ دین سیکھنے اور دعا مانگنے سے میں اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہوں، اور مجھے اس وقت تک شفاء نہیں ہوتی جب تک کہ وہ فارغ نہ ہو جائیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: بتا تو میری اُمت کو قرآن پڑھنے سے کیوں روکتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ جب آپ کی اُمت قرآن پڑھتی ہے تو میں سکّے کی طرح پگھلنے لگتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: بتا تو میری اُمت کو جہاد سے کیوں روکتا ہے؟ اس نے عرض کی: آپ کے غلام جب جہاد کیلئے نکلتے ہیں تو میرے گلے میں طوق اور میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں اور جب تک وہ واپس نہیں آجاتے تو میں اس وقت تک اسی حالت میں رہتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: بتا تو میری اُمت کو صدقہ و خیرات کرنے سے کیوں روکتا ہے؟ اس نے عرض کی، جب آپ کی اُمت صدقہ و خیرات کرتی ہے تو میرے سر پر کلہاڑے چلتے ہیں جو مجھے ایسے کاٹتے ہیں جیسے لکڑیوں کو کاٹا جاتا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 1 صفحہ 19)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ شیطان کیلئے نیک کام بڑے ہی تکلیف دہ ہیں۔ یہ ملعون نیک کام نہ خود کرتا ہے اور نہ چاہتا ہے کہ کوئی دوسرا بھی کرے، باجماعت نماز ادا کرنے سے ملعون کو بخار ہو جاتا ہے اور نماز پڑھنے سے روکنے یا باجماعت نماز سے باز رکھنے کیلئے بے نمازی تارکِ جماعت کو عذر بھی کچھ ایسا سکھاتا ہے کہ مجھے بخار ہو گیا ہے اس لیے مسجد میں نہیں جا سکتا۔ اسی طرح علماء کرام جو نماز کے داعی اور باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔ ان علماء کرام کو دیکھ کر اگر کوئی شخص ملحدانہ جوش میں آکر دلی بغض وعناد کا نجار نکالنے لگے تو سمجھ لیجئے کہ اسے بھی الحاد (یعنی دین حق سے پھرنے) کا بخار ہو گیا ہے۔ اور قرآن پاک کی تلاوت سے مسلمانوں کے دل تو خشیتِ الٰہی سے موم ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ ○** یعنی رب سے ڈرنے والے قرآن سنتے ہیں تو یاد خدا کی رغبت میں ان کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی کھالیں اور دل نرم پڑ جاتے ہیں (پارہ 23 سورۃ الزمر آیت 23) مگر جس وقت شیطان قرآن سنتا ہے تو جس طرح سکہ آگ میں پگھلتا ہے اسی طرح یہ تلاوت کی آگ سے پگھلنے لگتا ہے۔ اس حدیث وحکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد کے لیے نکلنا شیطان کو بیڑیاں پہنا دینے کے مترادف ہے، گویا مجاہدین وغازیانِ حق شیطان کو قید کر دیتے ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات مثلاً فاتحہ وایصال ثواب کی تقریبات تو گویا شیطان کے سر پر کلہاڑے مارنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ ملعون جہاں کہیں فاتحہ وایصالِ ثواب کی محفل دیکھتا ہے تو ایسے کٹ جاتا ہے جیسے کلہاڑا لکڑی کو کاٹ دیتا ہے اور جو لوگ ان کاموں سے منع کرتے ہیں تو گویا وہ شیطان کو بچانا چاہتے ہیں۔

موضوع :56

﴿اللہ دنیا و آخرت میں نیک لوگوں کوثابت قدم رکھتا ہے﴾

(61) يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝

ترجمہ: ''اللہ ثابت قدم رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے''۔

(پارہ 13 سورۃ ابراھیم آیت 27)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں بہر حال ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے یہاں تک کے رنج وخوشی اسے اسلام سے نہیں ہٹاتے اور وہ مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھ کر گنا ہوں سے توبہ کر کے مرتا ہے، حسابِ قبر پر اس کا دل مطمئن رہتا ہے جس سے وہ بہ آسانی جواب دے لیتا ہے مگر کافر دنیا میں تو رنج وغم، راحت ومصیبت میں ثابت قدم نہیں رہتا، اور قبر میں اس کا دل ٹھکانے نہیں رہتا، لہٰذا یہاں آخرت سے مراد قبر ہے کہ یہ بھی دنیا کے بعد کی زندگی ہے۔

نیز اس آیت میں ارشاد ہوا: وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝ اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے: یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کے ظلم کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرما دیتا ہے، یعنی کسب بندہ کی طرف سے ہوتا ہے اور خلق رب کی طرف سے، جیسے گردن کاٹنے سے رب موت پیدا فرما دیتا ہے، تو قتل کرنا بندے کا کام ہے اور موت دینا رب کا کام ہے۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ 311)

☆اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں چند احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے متعلق فرمایا: کہ یہ قبر کے متعلق ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 214)

(2) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: یہ آیت قبر میں سوال و جواب کے متعلق ہے: (ماربُك ، ما دينُك ، ومن نبيكَ) ۔

(تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 214)

(3) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ آیت قبر کے متعلق ہے یعنی قبر میں اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو قولِ ثابت سے ثابت قدم رکھتا ہے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میری وجہ سے اہل قبور آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں اور اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (ایضاً صفحہ 214)

(4) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں: میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ اُمت اپنی قبور میں (آزمائش میں) مبتلا کی جاتی ہے، میرے ساتھ کیا ہوگا میں تو ایک کمزور عورت ہوں، تو آپ ﷺ نے جواب میں یہی آیت تلاوت فرمائی: کہ اللہ ثابت قدم رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

(ایضاً صفحہ 214)

(5) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: فرماتے ہیں: جب مومن پر موت کا وقت قریب آتا ہے، تو اسکے پاس فرشتے آتے ہیں، وہ اسے سلام کہتے ہیں اور اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں، جب وہ مرجاتا ہے تو وہ فرشتے اسکے جنازے کے ساتھ چلتے ہیں، پھر لوگوں کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں، پھر جب اسے دفن کر دیا جاتا ہے تو

وہ اسے قبر میں بٹھاتے ہیں اوراس سے پوچھتے ہیں، تیرارب کون ہے؟ وہ کہتا ہے، میرا رب اللہ ہے، پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر پوچھتے ہیں، تیرا رسول کون ہے؟ وہ کہتا ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ پھر آپ (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں، (اس آیت **یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۝** سے یہی مراد ہے) اور پھر جب وہ جوابات دے دیتا ہے تو اس کی قبر حدِ نگاہ تک وسیع کردی جاتی ہے، اور کافروں پر موت کے وقت فرشتے اترتے ہیں، وہ کافروں کے چہروں پر اوران کی پیٹھوں پر مارتے ہیں، جب کافر کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے، تو اس سے پوچھا جاتا ہے، تیرارب کون ہے؟ تو وہ کوئی جواب نہیں دیتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اسکو جواب بُھلا دیتا ہے، جب پوچھا جاتا ہے کہ وہ رسول کون تھا جو تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا، تو اسکی بھی اسے رہنمائی نہیں ملتی یعنی وہ کوئی جواب نہیں دیتا، پھر فرمایا: **وَ یُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ** سے یہی لوگ مراد ہیں۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 215)

☆ نیک اعمال کا قبر میں کام آنا

(1) حضرت اسماء بنتِ صدیق (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب انسان کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اگر وہ مومن ہو تو اسکا عمل اسے گھیر لیتا ہے فرشتہ نماز کی طرف سے آتا ہے تو نماز اسے لوٹا دیتی ہے، اسی طرح روزے کی طرف سے آتا ہے تو وہ اسے لوٹا دیتا ہے، پس وہ فرشتہ اسے ندا دیتا ہے کہ بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ جاتا ہے، پھر وہ اس سے میرے متعلق پوچھتا ہے کہ بتا تو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے تو وہ مومن کہتا ہے یہ اللہ کے رسول ہیں اور میں اسکی گواہی دیتا ہوں، فرشتہ کہتا ہے تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ اور تو نے یہ کیسے علم حاصل کیا: مومن کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول

ہیں، تو فرشتہ کہتا ہے تو اسی (ایمان پر) زندہ رہا، اسی پر تیرا وصال ہوا اور اسی پر تجھے اُٹھایا جائے گا۔ اور جب کافر یا فاجر شخص قبر میں داخل ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور وہ فرشتہ اس کے اور اپنے درمیان کوئی چیز (یعنی نماز، روزہ وغیرہ) نہیں پاتا، تو وہ اسے بٹھا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ بتا تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے: وہ (کافر یا فاجر شخص) کہے گا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا، اور وہ شخص لوگوں کو جو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا وہی کہتا ہے، تو فرشتہ اسے کہتا ہے کہ تو اسی پر زندہ رہا، اسی پر مرا اور اسی پر تجھے اُٹھایا جائے گا، پھر اسکی قبر پر ایک جانور مسلط کیا جاتا ہے جس کے پاس ایک کوڑا ہوتا ہے جس کی گانٹھ انگارہ کی طرح ہوتی ہے جیسے اونٹ کی کُہان ہوتی ہے تو وہ جانور اسے مارے گا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ اس کی آواز کو نہ سُنے گا کہ وہ اس پر رحم کرے۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 352۔ تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 928۔ تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 222)

(2) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: جب مُردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال اس کو گھیر لیتے ہیں، اگر عذاب سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن مجید کی تلاوت اسے روکتی ہے، اور اگر عذاب دونوں پاؤں کی طرف سے آئے تو نماز میں قیام کرنا اسکے آڑے آجاتا ہے، اگر عذاب ہاتھوں کی طرف سے آتا ہے تو ہاتھ کہتے ہیں کہ بخدا یہ شخص ہمیں صدقہ اور دعا کرنے کے لیے پھیلایا کرتا تھا، تم اس تک نہیں پہنچ سکتے، اگر عذاب منہ کی طرف سے آئے تو ذکر اور روزہ آڑے آجاتا ہے، اسی طرح ایک طرف نماز اور صبر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کچھ کسر باقی رہے گی تو ہم اس کے ساتھ ہوں گے۔ (احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 930)

(3) تفسیر روح البیان میں ہے: کہ جب انسان پر سکرات (یعنی موت) کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کے سر کو سونگھے، جب وہ فرشتہ سونگھتا ہے تو عرض کرتا ہے یا اللہ اسکے سر میں سے تو قرآن مجید کی خوشبو آتی ہے، پھر اسے حکم ہوتا ہے کہ وہ اسکے دل کو سونگھے، تو وہ فرشتہ اس کے دل کو سونگھ کر عرض کرتا ہے یا اللہ اس کے دل سے تو روزے کی خوشبو آتی ہے پھر اسے حکم ہوتا ہے کہ وہ اسکے قدموں کو بھی سونگھے، تو وہ فرشتہ اس کے قدموں کو سونگھ کر عرض کرتا ہے، یا اللہ اس کے قدموں سے تو نماز کے قیام کی خوشبو آتی ہے پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ میرے اس بندے نے اپنے نفس کو اعمالِ صالحہ کے ذریعے گناہوں سے بچایا، تو آج اللہ تعالیٰ نے اسے عذاب سے بچالیا ہے۔

(4) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: ایک دن نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم اس وقت مسجدِ نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے آج رات (خواب میں) ایک عجیب منظر دیکھا، میں نے دیکھا کہ میری اُمت میں سے ایک شخص کے پاس ملک الموت (علیہ السلام) اس کی روح قبض کرنے کیلئے آئے، تو اس شخص نے اپنے ماں، باپ کے ساتھ جو نیکی کی تھی اس نیکی نے ملک الموت کو واپس بھیج دیا اور میں نے اپنی اُمت میں سے ایک شخص کو دیکھا، اس پر عذابِ قبر آیا تو اس کے وضو نے اسکو اس عذاب سے چھڑالیا اور میں نے اپنی اُمت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کو شیاطین پریشان کر رہے تھے، تو اسکے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر آیا اور اس نے اس کو ان شیاطین سے چھڑالیا، اور میں نے اپنی اُمت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس سے اسکی زبان باہر نکلی ہوئی تھی وہ جب بھی حوض پر آتا تو اس کو حوض سے روک دیا جاتا، تو اس کے پاس اس کے روزے آئے اور انہوں نے اس کو پانی پلا کر سیراب کر دیا اور میں نے اپنی

مت میں سے ایک شخص کو دیکھا جو اس حلقے میں جانا چاہتا تھا جس میں انبیاء (علیہم السلام)
بیٹھے ہوئے تھے وہ جب بھی ان کے قریب جاتا وہ اس کو دھتکار دیتے، پھر اس کا غسل
جنابت آیا اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو میرے پاس بٹھا دیا، اور میں نے اپنی اُمت
میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مومنوں سے بات کرتا تھا لیکن وہ اس سے بات نہیں کرتے
تھے، پھر اس کا صلہ رحم آیا اور اس نے کہا، اے مومنوں کی جماعت اس سے بات کرو، تو پھر
انہوں نے اس سے باتیں کیں، اور میں نے اپنی اُمت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ
اپنے چہرے سے آگ کے شعلوں کو اپنے ہاتھ سے ہٹا رہا ہے، اتنے میں اس کا صدقہ آیا اور
ان شعلوں کے آگے حجاب (یعنی رُکاوٹ) بن گیا، اور اس کے سر پر سایہ بن گیا، اور میں
نے اپنی اُمت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسکو ہر طرف سے
گھیر رکھا ہے تو اس کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر (یعنی اس شخص کا نیکی کا حکم
دینا اور بُرائی سے منع کرنے والا عمل) آیا اور اسکو ان کے ہاتھوں سے چھڑا کر اسے رحمت
کے فرشتوں کے حوالے کر دیا، اور میں نے اپنی اُمت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ
گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہے اور اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب ہے اتنے میں اس کے
حسن اخلاق آئے اور انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اللہ کے پاس پہنچا دیا، اور میں نے
اپنی اُمت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا نامہ اعمال اس کی بائیں جانب سے آ رہا ہے،
اتنے میں اس کا خوفِ خدا آیا اور اس نے اس کے صحیفہ اعمال کو اس کے دائیں ہاتھ میں رکھ
دیا، اور میں نے اپنی اُمت میں سے ایک شخص کو دیکھا وہ جہنم کے کنارے پر تھا پھر خوفِ خدا
سے اس کا لرزنا آیا اور اس نے اس کو جہنم سے بچا لیا، اور میں نے اپنی اُمت میں سے ایک
شخص کو دیکھا کہ اس کو دوزخ میں ڈالنے کیلئے اوندھا کر دیا گیا ہے، کہ اتنے میں اس کے وہ

آنسو آئے، جو دنیا میں خوفِ خدا سے اس کی آنکھوں سے نکلے تھے تو انہوں نے اس کو دوزخ سے نکال لیا، اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پل صراط پر گھسٹ گھسٹ کر چل رہا تھا تو اس نے مجھ پر جو درود پاک پڑھا تھا وہ آیا اور اس نے اس کو سیدھا کھڑا کر دیا تو وہ چلنے لگا، اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جنت کے دروازے پر پہنچا تو اس پر جنت کے دروازے بند کر دیئے گئے تو اس کا پڑھا ہوا کلمہ شہادت آیا اور اس نے جنت کے دروازے کو کھول کر اسکو جنت میں داخل کر دیا، اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کہ یہ بہت عظیم حدیث ہے، جس میں ان خالص اعمال کا ذکر کیا گیا جو خاص مشکلات سے نجات دلائیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 929۔ التذکرہ فی احوال الموتی الخ.... صفحہ 242،240)

موضوع :57

اللہ تعالیٰ کی انسان پر بے شمار نعمتیں

(62) وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ

ترجمہ: ''اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے، بے شک آدمی بڑا ظالم ناشکرا ہے''۔ (پارہ 13 سورۃ ابراہیم آیت 34)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور اگر تم میری نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے نہ تفصیلاً اور نہ ہی اجمالاً۔

قارئین کرام! انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا لامحدود اور لامتناہی سلسلہ ہے، دیکھئے جب ہم ایک لقمہ اُٹھا کر اپنے منہ میں رکھتے ہیں تو اس لقمہ کو بنانے سے پہلے اور اس لقمہ کو بنانے کے بعد نعمتوں کا ایک طویل سلسلہ ہے، لقمہ بنانے سے پہلے [illegible] ں کی تفصیل یہ ہے کہ

ہم روٹی اور سالن سے بناتے ہیں، روٹی گندم کے آٹے سے بنتی ہے اور سالن سبزی اور گوشت سے تیار ہوتا ہے، اور گوشت جن جانوروں کا ہوتا ہے، وہ بھی گھاس اور پتے وغیرہ کھا کر نشو ونما پاتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ روٹی اور سالن کا حصول زمین کی زرعی پیداوار پر موقوف ہے اور زمین کی پیداوار زمین و آسمان پر موقوف ہے، کیونکہ اناج و پھل، سبزیوں کی تیاری کے لیے سورج کی حرارت کی ضرورت ہے، اس میں ذائقہ کے لیے چاند کی کرنوں کی ضرورت ہے، ہواؤں کی ضرورت ہے، بادلوں اور بارش کی ضرورت ہے، دریاؤں اور سمندروں کی ضرورت ہے، کیونکہ سمندروں سے بخارات اٹھتے ہیں تو بادل بنتے ہیں، بادل بنتے ہیں تو بارش ہوتی ہے، زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، بادل، سمندر، دریا، بارشیں، ہوائیں، اناج اور سبزیوں کی روئیدگی (یعنی ان کا بڑھنا)، اس ایک لقمہ میں یہ سب چیزیں اپنا اپنا کردار (Role) ادا کر رہی ہیں، ان میں سے ایک چیز بھی نہ ہو تو فصلوں سے زرعی پیداوار حاصل نہیں ہو سکتی، پھر گندم کو پیسنے کے لیے اور سالن پکانے کے لیے لوہے کی مشینوں، تانبے کے برتنوں اور ایندھن کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ نے زمین میں تانبا، پیتل اور لوہے کے معدنیات رکھے، اور ایندھن کے حصول کیلئے زمین میں کوئلہ رکھا، قدرتی گیس اور تیل پیدا کیا، جنگلات میں درخت اُگائے۔ غور کیجئے! اگر ان میں سے ایک چیز بھی نہ ہوتو ہم ایک لقمہ بھی نہیں بنا سکتے، یہ تو وہ نعمتیں ہیں جن کا تعلق لقمہ کو منہ میں رکھنے سے پہلے ہے، پھر جب لقمہ کو منہ میں رکھا تو اس لقمہ سے لذت اندوزی کے لیے زبان میں ذائقہ کی حس پیدا کی، زبان میں ایک لعاب پیدا کیا، جو لقمہ کو ہضم کرنے میں معاون ہوتا ہے، دانت بنائے جن سے ہم لقمہ کو چباتے ہیں، پھر اس لقمہ کو حلق سے اُتارنے کے بعد ہمارا اختیاری عمل ختم ہو جاتا ہے، اب اس لقمہ کو ہضم کرنے کے لیے ہمارے جو اعضاء کام کرتے ہیں،

معدہ اس لقمہ کو پیستا ہے، جگر اس سے خون بناتا ہے، اس کا فضلہ انتڑیوں اور مثانہ میں چلا جاتا ہے، ہمارے تمام جسم اور جسمانی اعضاء کی نشوونما اسی لقمہ سے ہوتی ہے، آنکھ، ناک، کان، ہاتھ اور پاؤں کو اسی سے غذا حاصل ہوتی ہے، ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا اور ہمارے یہ سارے اعضاء پروان چڑھتے رہتے ہیں، اسی سے چربی بنتی ہے، اسی سے گوشت بنتا ہے، اسی سے ہڈیاں بنتی ہے، اسی سے خون بنتا ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے ایک لقمہ سے رنگا رنگ چیزیں بنادیں، ہم لقمہ کھا کر اُٹھ جاتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ اس ایک لقمہ کے دامن سے کتنی غیر متناہی نعمتیں لپٹی ہوئی ہیں۔ ہم اس کی نعمتوں کو گن سکتے ہیں نہ ان کا شکر ادا کرسکتے ہیں۔

حضرت امام حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، یا اللہ اگر میرے ہر بال کی دو زبانیں ہوں اور وہ دن رات تیری پاکی بیان کریں تب بھی میں تیری کسی ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہ کرسکوں گا۔

(المصنف ابی شیبۃ جلد 8 حدیث 15 صفحہ 120۔ رسائل امام ابن ابی الدنیا، الشکر اللہ حصہ 1 صفحہ 31)

قارئین کرام! یقین کیجیے، لقمہ تو بڑی چیز ہے ہم تو ایک سانس لینے کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ نے فضاء میں ہواؤں کے سمندر رواں دواں کیے ہوئے ہیں، اگر وہ یہ ہوا پیدا نہ کرتا تو ہم کیسے سانس لے سکتے تھے، سانس لینے کیلئے منہ، ناک اور پھیپھڑے بنائے، یہ سب اعضا نہ ہوتے تو ہم کیسے سانس لیتے۔ ہم مکان بنا کر ان میں رہتے ہیں، گرمی، سردی اور بارش سے محفوظ رہتے ہیں، مکان بنانے کے لیے جس سامان اور جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ کس نے پیدا کی ہیں، اور اس میں کتنی چیزوں کا کردار (Role) ہے، اگر اللہ تعالیٰ درختوں کو پیدا نہ کرتا، لوہے کو پیدا نہ کرتا، بجری، چونے اور پتھروں کو پیدا نہ کرتا یا

لائع پیدا نہ کرتا جن سے بجلی حاصل ہوتی ہے اور مشینیں نہ بنتی تو مکان کیسے بنتا۔ یہی
لباس کا ہے، کتنی چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جن کے نتیجہ میں لباس حاصل ہوتا ہے،
اور چھت کا سایہ میسر ہے، ہم نے جو لباس پہنا ہوا ہے اور ہم جو کھانا کھاتے ہیں ان
کے ساتھ غیر متناہی نعمتیں وابستہ ہیں، اگر ہم کسی ایک چیز کی نعمتوں کو گننا چاہیں تو نہیں
سکتے تو ان کا شکر ادا کرنا تو بہت دور کی بات ہے، اس لیے حضرت طلق بن حبیب
(رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حق اتنا بھاری ہے کہ بندوں کیلئے اس کی ادائیگی
ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندوں کے شمار سے بھی زیادہ ہیں، لیکن بندے کو صبح وشام
توبہ کرنے والا ہونا چاہیے۔

(تفسیر طبری جلد 13 صفحہ 269۔ تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 936۔ تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 229)

امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں عرض کی، یا اللہ مجھے اپنی وہ ادنیٰ سے ادنیٰ نعمت کے بارے میں بتا جو تو نے مجھ
پر کی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے داؤد (علیہ السلام) تیرا سانس پر سانس لینا۔ فرمایا
یہ تجھ پر ادنیٰ نعمت ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 230)

حضرت وہب بن منبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک عابد نے
اللہ کی 50 سال عبادت کی، اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تجھے
بخش دیا ہے اس نے عرض کی، یارب تو نے میرا کونسا گناہ معاف کیا ہے؟ میں نے تو گناہ
کیا ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس عابد کی گردن کی ایک رگ میں تکلیف جاری فرما دی جس کی
وجہ سے وہ سو سکا اور نہ نماز ادا کر سکا، پھر اسے سکون ملا تو وہ رات بھر سویا رہا، پھر اس نے
عبادت کی اور کہا کہ مجھے یہ رگ کی تکلیف کیوں ہوئی ہے؟ فرشتے نے کہا: تیرا

رب فرماتا ہے کہ تیری 50 سال کی عبادت اس رگ کے سکون کے برابر ہے۔

(شعب الایمان جلد 4 حدیث 4622 صفحہ 151۔ تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 0

(1) حکایت:۔ حضرت سعید بن عامر (رحمتہ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حض
یونس بن عبید (رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تنگدستی و مفلسی کی شک
کرنے لگا، آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اس سے کہا کہ جس آنکھ سے تم دیکھ رہے ہو اگر ا
نکال کر تمہیں دس ہزار روپے دے دیئے جائیں تو کیا تمہیں منظور ہے؟ اس نے کہا نہ
پھر آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اس سے کہا کہ اگر تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو کا
تجھے ایک لاکھ روپیہ دے دیا جائے تو کیا تجھے منظور ہے؟ اس نے کہا نہیں، پھر آپ (ر
اللہ علیہ) نے اس سے کہا، اگر تجھے کافی سارے روپے دے کر پاگل بنا دیا جائے
تمہیں منظور ہے؟ اس نے کہا نہیں، پھر آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: اے بیوقوف
اس کریم رب نے یہ تمام اشیاء بن مانگے اور مفت عطاء فرمائی ہیں پھر بھی تم اس مالک
شکوہ کرتے ہو۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 389۔ رسائل امام ابن ابی الدنیا الشکر اللہ حصہ 1 صفح

☆کُل جائیداد و بادشاہی کی قیمت صرف ایک پانی کا پیالہ

(2) حکایت:۔ حضرت سماک (رحمتہ اللہ علیہ) ایک بادشاہ کے ہاں تشریف لے گئے
وقت وہ بادشاہ ایک پانی کا پیالہ پینے کے لیے ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔ بادشاہ نے
(رحمتہ اللہ علیہ) سے عرض کی کہ آپ مجھے کوئی نصیحت ارشاد فرمایئے، آپ (رحمتہ اللہ
نے فرمایا: اگر ایسی سخت پیاس ہو کہ آپ جان بلب ہو رہے ہوں اور کوئی آپ سے
کل جائیداد منقولہ غیر منقولہ کے بدلے ایک پیالہ دیا جائیگا تو کیا آپ اپنی جائیداد د
پانی کا پیالہ لینا گوارا کریں گے؟ بادشاہ نے کہا جائیداد جان سے پیاری نہیں، میں ج

دوں گا؟ پھر آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: اگر آپ کو بادشاہی کے عوض (یعنی
لے) میں وہ پانی کا پیالہ ملے تو؟ بادشاہ نے کہا میں بادشاہی دینا بھی گوارا کرلوں گا، آپ
تہ اللہ علیہ) نے فرمایا: جب صرف ایک پانی کا پیالہ ہی آپ کی تمام جائیداد و بادشاہی
یمت ہے تو ایسی جائیداد و بادشاہی کا کیا اعتبار۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 389)

ین کرام! اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے صرف ایک گھونٹ یا
پیالہ پانی ایک ایسی نعمت ہے کہ اگر وہ نہ ملے تو اس پر انسان اپنی ساری دولت و جائیداد
ن ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہو جائے تو پھر دیگر نعمتوں کا کیا کہنا، بلکہ انسان کو ایک
ی کی قیمت بھی ادا کرنا مشکل ہے کہ اگر ایک بار سانس بند ہو جائے اور اسے کہا جائے
ب کھلے گا، جب تو اپنی ہر چیز (مال و دولت، جائیداد وغیرہ) دے گا، تو یقیناً انسان یہ
کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائے گا، اس سے ثابت ہوا انسان کے جسم میں ایسی بے
ن ہیں جن کا اندازہ کسی سے نہیں ہوسکتا۔

(i) نعمت حق شمار و شکر گزار — نعمتش را اگر چہ نیست شمار

(ii) شکر باشد کلید گنج مزید — گنج خواہی منہ ز دست کلید

ی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کر، اگرچہ اسکی نعمتوں کا شمار نہیں ہوسکتا۔
ی شکر اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجی ہے اگر خزانہ چاہتے ہو تو چابی ہاتھ سے نہ جانے

سیدنا یحییٰ بن سعید (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جس شخص نے ہر نعمت پر خواہ وہ مل
ملنے والی ہو، خاص ہو یا عام ہو، اس نے (الحمد للہ رب العلمین) کہا تو بے
نے ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اور جس نے ہر مصیبت پر خواہ وہ نازل ہو چکی

ہو یا نازل ہونے والی ہو، خاص ہو یا عام ہو (انا للّٰہ وانا الیہ رجعون) کہا تو
اس نے ہر مصیبت پر (انا للّٰہ وانا الیہ رجعون) کہہ لیا۔ (یعنی اسے مصیبت کے
صبر کرنے کا ثواب ملے گا)۔ (رسائل امام ابن ابی الدنیا۔ الشکر اللہ حصہ 1 صفحہ
اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتوں کی قدر کرنے اور ہمیشہ صابر وشاکر رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔
(آمین)

58: موضوع

﴿اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا﴾

(63) لَاجَرَمَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ط اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ
الْمُسْتَکْبِرِیْنَo

ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ
نہیں کرتا غرور وتکبر کرنے والوں کو۔'' (پارہ 14 سورۃ النحل آیت 23)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو
چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کو انسان کے ظاہری و باطنی عقائد
اعمال کا علم ہے وہ جانتا ہے کہ انسان کا ظاہری عقیدہ کیا ہے، اور باطنی عقیدہ کیا ہے اور
جانتا ہے کہ اس کے ظاہری اعمال کونسے ہیں اور باطنی اعمال کونسے ہیں، لہٰذا انسان کو چاہیے
کہ وہ اپنے ظاہری و باطنی عقیدے کو درست رکھے اور ان کے اندر کبھی تضاد نہ ہونے دے
اسی طرح انسان کو ظاہری اعمال بھی اور باطنی اعمال (اور وہ اعمال جو وہ تنہائی میں کرتا ہے
ان کو) درست رکھے، اور صورت بھی مسلمانوں کی سی بنائے اور سیرت بھی، اور ظاہری
باطنی گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ 323 ملخصاً و...

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ بے شک وہ پسند نہیں کرتا غرور و تکبر کرنے والوں کو: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تکبر کرنے والوں کی مذمت فرمائی کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں جو غرور و تکبر کرتے ہیں۔

تکبر کی تعریف:۔ خود کو افضل، دوسروں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تکبر حق کی مخالفت کرنے اور اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے

(صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 261 صفحہ 116)

☆ تکبر کی مذمت میں قرآن پاک کی آیات

(1) وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ اور زمین میں اکڑ کر مت چل، بیشک تو زمین کو ہرگز نہیں چیر سکتا اور نہ ہی ہرگز تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔ (پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 37)

(2) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر اور زمین میں اکڑ اکڑ کر (یعنی تکبر کرتے ہوئے) نہ چل، بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

(پارہ 21 سورۃ لقمان آیت 18)

(3) كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ اللہ تعالیٰ ہی مہر لگا دیتا ہے ہر سرکش کے سارے دل پر۔

(پارہ 24 سورۃ مومن آیت 35)

☆ تکبر کی مذمت میں احادیث مبارکہ

(1) حضرت حارثہ بن وہب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ فرمایا: ہر درشت خور (یعنی موٹا انسان) جھگڑالو اور متکبر شخص جہنمی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر جلد 2 حدیث 2025 صفحہ 988)

(2) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس جلد 3 حدیث 730 صفحہ 306)

(3) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 261 صفحہ 116)

(4) حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع (رضی اللہ عنہما) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی دوسرے لوگوں کے مقابلے میں اپنی ذات کو بلند سمجھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے تکبر کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے وہی عذاب پہنچے گا جو تکبر کرنے والوں کو پہنچتا ہے۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 2068 صفحہ 927)

(5) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تکبر سے بچتے رہو، کیونکہ اسی تکبر نے ہی شیطان کو اس بات پر اُبھارا تھا کہ وہ حضرت آدم (علیہ السلام) کو سجدہ نہ کرے۔

(جامع الاحادیث للسیوطی جلد 3 حدیث 9314 صفحہ 390۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 232)

(6) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہو اور اکڑ کر چلتا ہو، جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک (یعنی سخت ناراض) ہوگا۔

(المستدرک جلد 1 حدیث 201 صفحہ 127)

(7) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تکبر اور بڑائی میری چادر ہے جس نے یہ چادر اُتاری میں اسے برباد کردوں گا۔ (المستدرک جلد 1 حدیث 203 صفحہ 127)

(8) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: متکبر اور بڑائی چاہنے والا شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 579۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 233)

(9) حضرت موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم کے اندر ایک وادی ہے جسے ہب ہب کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس میں ہر متکبر و جابر رکھنے والے شخص کو رکھے۔ (الترغیب والترہیب کتاب الادب جلد 2 صفحہ 412)

(10) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن چیونٹیاں بنا کر انسانی شکلوں میں اُٹھایا جائے گا، کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز ان پر غالب آجائے، پھر انہیں جہنم کے قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا جسے ''بولس'' کہا جاتا ہے وہاں آگوں کی آگ انہیں لپیٹ میں لے لے گی، اور انہیں ''طینۃ الخبال، یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 2 حدیث 6689 صفحہ 596۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 231)

(11) حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: تکبر کرنے والوں کو آگ کے تابوتوں میں رکھ کر بند کر دیا جائے گا۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 309)

(12) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظالم اور متکبر لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں اُٹھائے جائیں گے، اور لوگ انہیں اللہ تعالیٰ کے معاملے کو ہلکا جاننے کی وجہ

سے اپنے قدموں تلے روندتے ہوں گے۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 231)

(13) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور تاجدارِ انبیا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بنی آدم! میں نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور تمہاری واپسی بھی مٹی میں ہے (جیسا کہ قرآن پاک میں ہے **مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى** o ہم نے زمین (یعنی مٹی) ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ (پارہ 16 سورۃ طٰہٰ آیت 55) اس لیے تمہیں چاہیے کہ میرے بندوں کے سامنے تکبر مت کرو نہ حسب ونسب میں، نہ مال ودولت میں، اگر ایسا کرو گے تو تم میرے نزدیک ایک ذرّے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاؤ گے کیونکہ قیامت میں تمہیں اعمال کی جزا وسزا ملے گی وہاں حسب ونسب نہیں پوچھا جائے گا، اور میں متکبرین کو ایک ذرے سے بھی کم تر بنادوں گا جنہیں لوگ پاؤں تلے روندتے ہوئے جائیں گے، جیسے دنیا میں جانور اپنے پیروں تلے معمولی چیزوں کو روندتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 14 صفحہ 190)

☆ تکبر کے متعلق بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) کے ارشادات

(1) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: کسی مسلمان کو ہرگز حقیر مت سمجھو کیونکہ حقیر مسلمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبے والا ہوتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 580۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 242)

(2) حضرت سیدنا وہب (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: تو ہر متکبر شخص پر حرام ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 581۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 242)

(3) حضرت سیدنا احنف بن قیس (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: آدمی پر تعجب ہے کہ وہ تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ دو مرتبہ پیشاب گاہ سے نکلا ہے (یعنی پہلی بار جبکہ وہ نطفے کی شکل میں تھا اور دوسری مرتبہ پیدائش کے وقت)۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 581۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 242)

(4) حضرت سیدنا حسن (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں آدمی پر تعجب ہے کہ وہ روزانہ ایک یا دو مرتبہ اپنے ہاتھ سے ناپاکی ونجاست کو دھوتا ہے پھر بھی زمین وآسمان کے بادشاہ سے مقابلہ کرتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 581۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 242)

(5) حضرت محمد بن حسن بن علی (رضی اللہ عنہم) ارشاد فرماتے ہیں: جب کسی کے دل میں رائی کے دانہ جتنا بھی تکبر آجاتا ہے تو اس کی عقل اتنی ہی کم ہو جاتی ہے۔ اگر تکبر کم ہوگا تو اس کے عقل کا نقصان بھی کم ہوگا، یونہی اگر تکبر زیادہ ہوگا تو اس کی عقل کا نقصان بھی زیادہ ہوگا۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 581)

(6) حضرت سیدنا سلیمان (رضی اللہ عنہ) سے ایسے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: وہ گناہ تکبر ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 581۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 242)

(7) حضرت لقمان حکیم (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! اس شخص کو تکبر کرنا کس طرح جائز ہے جس کی اصل یہ ہے کہ اسے پاؤں سے روندا گیا ہے یعنی اُس کا خمیر مٹی ہے اور وہ کیونکر تکبر کرتا ہے جبکہ اُس کی اصل ایک گندہ قطرہ ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ جلد 1 صفحہ 579)

(8) حضرت سیدنا بایزید بسطامی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کہ ایک مرتبہ میں دریائے

دجلہ پر پہنچا تو پانی جوش مارتا ہوا میرے استقبال کو بڑھا لیکن میں نے کہا، مجھے تیرے استقبال سے ان شاء اللہ تھوڑا سا بھی غرور نہ ہوگا کیونکہ میں اپنی تیس سالہ ریاضت کو تکبر کر کے ہرگز ضائع نہیں کرسکتا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ 111)

☆ تکبر کے متعلق حکایت

بنی اسرائیل میں ایک شخص اپنے زمانے کا بہت ہی بڑا عابد (یعنی عبادت گزار) تھا اور ایک دوسرا شخص اپنے وقت کا بدترین فاسق (یعنی سخت گنہگار) تھا ایک دن فاسق شخص نے دیکھا کہ وہ عابد دھوپ میں بیٹھا ہوا ہے اور بادل کے ایک ٹکڑے نے اس کے سر پر سایہ کر رکھا ہے، اس فاسق شخص کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں بھی اس عابد کے ساتھ بادل کے سائے میں بیٹھ جاؤں، کیا عجب کہ اس نیک بندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار شخص کی بخشش فرمادے، چنانچہ وہ گیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا، عابد کو اُس کا پاس بیٹھنا ناگوار گزرا اور اس کی زبان سے یہ متکبرانہ جملہ نکلا ''یہ رُسوائے زمانہ اور بدکار شخص میرے ساتھ کہاں آبیٹھا!'' یہ کہہ کر اُس عابد نے اُسے اپنے پاس سے اُٹھا دیا۔ وہ اُٹھ کر وہاں سے چل دیا، لیکن بادل کا ٹکڑا بھی اُس کے ساتھ ہی رخصت ہوگیا اور اُس فاسق کے سر پر سایہ فگن رہا، اُس وقت کے نبی (علیہ السلام) پر وحی آئی، کہ ان دونوں سے فرمادو کہ اپنے اپنے اعمال کا ازسرنو (یعنی شروع سے) آغاز کریں، کیونکہ فاسق شخص نے جو کچھ کیا، ہم نے اُسے اُس کے ایمان کی نیکی قرار دیتے ہوئے اُس کو بخش دیا ہے (یعنی اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کردیا ہے) اور اُس عابد کی عبادت اُس کے تکبر کی وجہ سے اُس سے چھین لی ہے۔

(ملخصاً احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 605۔ کیمیائے سعادت صفحہ 597)

اللہ تعالیٰ ہمیں غرور و تکبر، خود پسندی اور ہر قسم کے ظاہری و باطنی گناہوں سے بچنے کی توفیق

عطا فرمائے۔ (آمین)

موضوع :59

﴿موت کے وقت متقی شخص کی شان﴾

(64) اَلَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ طَيِّبِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمُ ادۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝

ترجمہ: ''ان (متقین) کی جب فرشتے روحیں قبض کرتے ہیں تو اس وقت وہ پاکیزہ ہوتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں تم پر سلام ہو تم جنت میں داخل ہو جاؤ، ان کاموں کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔'' (پارہ 14 سورۃ النحل آیت 32)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ فرشتے مومنین و متقین کی جب روحیں قبض کرتے ہیں تو ان کو پہلے سلام کہتے ہیں۔

☆ موت کے وقت مومن کے پاس آنے والے فرشتوں کے متعلق روایات

حضرت محمد بن کعب القرظی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں: بندہ مومن کی روح جب پرواز کرنے لگتی ہے تو ملک الموت (علیہ السلام) کہتے ہیں: (السلام علیك یا ولی اللہ ، اللہ یقرء علیك السلام)، یعنی اے اللہ کے ولی، تجھ پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ بھی تمہیں سلام فرماتا ہے، پھر آپ نے مذکورہ آیت بطورِ دلیل پڑھی۔

(تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 315)

(2) حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: جب ملک الموت (علیہ السلام) روح قبض کرنے کیلئے آتے ہیں تو مومن کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچاتے ہیں، اور ساتھ ہی جنت کی خوشخبری بھی سناتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 203۔ شرح الصدور صفحہ 192۔ تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 14 صفحہ 208)

(3) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ملک الموت کسی ولی اللہ کے پاس آتا ہے تو اسے سلام کرتا ہے اور کہتا ہے، السلام علیک یا ولی اللہ، اٹھ اس گھر سے جس کو تو نے ویران کیا، اس گھر کی طرف جسے تو نے آباد کیا، اور اگر مرنے والا ولی اللہ نہ ہو تو فرشتہ کہتا ہے کہ اُٹھ اپنے اس جہان سے جسے تو نے آباد کرر کھا تھا، اس جہان کی طرف جس کو تو نے ویران کرر کھا تھا۔ (شرح الصدور صفحہ 193)

(4) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی ولی کی روح قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ملک الموت (علیہ السلام) کو بلاتا ہے، پھر ارشاد فرماتا ہے: اے ملک الموت، میرے فلاں بندے کے پاس جاؤ اور اس کی روح میرے پاس لے آؤ، تاکہ وہ آرام کرے جو اس نے نیک اعمال کر لیے وہ کافی ہیں، میں نے اسے خوشی وغمی میں آزمایا، میں نے اسے اُسی مقام پر پایا جہاں میں پسند کرتا تھا، پھر ملک الموت (علیہ السلام) جنتی خوشبو لیتے ہیں اور جنتی سفید ریشم ساتھ لے کر اُترتے ہیں تو ان کے ساتھ پانچ سو (500) فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس ولی کیلئے خوشخبری لے کر اُترتے ہیں، ان میں سے ہر فرشتے کے پاس علیحدہ خوشبو اور خوشخبری ہوتی ہے، پھر وہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کے ولی کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ملک الموت (علیہ السلام) اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور اسے موت کی خوشبو سونگھاتے ہوئے کہتے ہیں، اے اللہ کے پیارے، اس دنیا سے چل، یہ تیرا گھر نہیں ہے، اور نہ ہی یہ تیرا وطن ہے اور نہ ہی یہ اس کی طرح ہو سکتا ہے جس کی طرف ہم تجھے لے کر جا رہے ہیں، تو بھی ایسے ہی موت کا مزہ چکھ جیسے تجھ سے پہلے لوگ چکھ چکے ہیں، پھر جب اس کی روح نکل کر اس کی تھوڑی کے قریب پہنچتی ہے تو وہ

فرشتے جو ملک الموت کے ساتھ سینکڑوں کی تعداد میں آئے ہوتے ہیں، اس کی روح کو ہاتھوں ہاتھ پکڑ کر جنتی سفید ریشم میں لپیٹ کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں، جب آسمان کے قریب پہنچتے ہیں، تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس پاکیزہ روح کا استقبال کرتے ہیں، پھر ان زمین والے فرشتوں سے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) اس روح کو لے لیتے ہیں پھر ان کے ہاتھوں سے آگے فرشتے پکڑتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ پاکیزہ روح حاضر کردی جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو حکم فرماتا ہے کہ میرے اس ولی کو لے جاؤ اور اسے بغیر کانٹوں کے بیریوں میں اور کیلے کے گچھوں میں چھوڑ دو، پھر جب اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کا جنازہ اُٹھایا جاتا ہے تو مزید پانچ ہزار فرشتے ان کے علاوہ جو کہ ملک الموت (علیہ السلام) کے ساتھ آئے تھے اس کے جنازے کا استقبال اس طرح کرتے ہیں کہ اس (میّت) کے گھر سے لے کر اس کی قبر تک صفیں بنا کر اس کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

(ملخصا بستان الواعظین، از امام جوزی صفحہ 300)

66: موضوع

﴿لوگوں کو اللہ کی طرف پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے بلاؤ﴾

(66) اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ ۝

ترجمہ: ”اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے“۔

(پارہ 14 سورۃ النحل آیت 125)

تفسیر: ۔اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب بھی لوگوں کو اللہ کی راہ کی طرف، اس کے دین کی طرف بلایا جائے تو اچھے طریقے، اور اچھی نصیحت وحکمت کے ساتھ بلایا جائے، لہٰذا

مقررین، مبلغین واعظین حضرات کو چاہیے کہ لوگوں کو جنت کی نعمتوں کے بارے میں بھی بیان کیا کریں، اور جہنم کے عذاب سے بھی ڈرایا کریں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بارے میں بیان کیا کریں، اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی ڈرایا کریں، اللہ تعالیٰ کے رحمٰن ورحیم ہونے کے بارے میں بھی بیان کیا کریں اور اللہ تعالیٰ کے جبار وقہار ہونے کے بارے میں بھی بیان کیا کریں، نیز اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا، جب بھی کسی شخص کو نصیحت کرنی ہو تو خلوت (یعنی تنہائی) میں کی جائے کھلم کھلا لوگوں کے سامنے نصیحت نہ کی جائے، کیونکہ اس سے وہ اپنی توہین و بے عزتی محسوس کرے گا اور نصیحت کرنے والے کو حاصل بھی کچھ نہیں ہوگا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 1030۔ تفسیر روح البیان جلد 5 پارہ 14۔ صفحہ 362، 363 مفہوماً)

موضوع :61

﴿نیکی کا فائدہ اور برائی کا نقصان﴾

(66) اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا

ترجمہ: ''اور اگر تم نیکی کرو گے تو اپنی جانوں کیلئے ہی نیکی کرو گے (یعنی اس کا فائدہ تمہیں ہی ہوگا) اور اگر تم برے عمل کرو گے تو اس کا وبال بھی تم پر ہی ہوگا''۔

(پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 7)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور اگر تم نیکی کرو گے تو اس کا فائدہ بھی تمہیں ہی ہوگا اور اگر تم برے عمل کرو گے تو اس کا وبال بھی تم پر ہی ہوگا، مطلب یہ ہے کہ اگر تم نیک کام کرو گے تو اس کا فائدہ بھی تمہیں ہی ہوگا ایسا نہیں ہوگا کہ اعمال تم کرو اور

فائدہ کسی اور کو ہو، اور اگر تم بُرے کام کرو گے تو اس کا وبال بھی تم پر ہوگا، یہ نہ ہوگا کہ کرو تم اور وبال کسی اور پر ہو۔

حضرت داؤد طائی (رحمتہ اللہ علیہ) ہمیں چوٹ کرتے ہوئے فرماتے تھے، اے لوگو! تم نیکیوں میں سستی کرتے ہو شاید تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کا فائدہ کسی اور کو ہوگا۔ اور برائیوں میں بڑی چستی وجلدی کرتے ہو، شاید تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کا وبال کسی اور پر ہوگا۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 356)

قارئین کرام! یاد رکھیے، کہ دوسرے کی برائی کا وبال بسا اوقات اپنے پر بھی پڑتا ہے جب کہ ہم نے اس سے وہ کام کروایا ہو، یا ایسا کام کر کے گئے کہ لوگ اس کی وجہ سے بُرے کاموں میں مبتلا ہو گئے تو اس گناہ کا عذاب اس شخص کو ملے گا جس نے وہ کام ایجاد کیا، جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: حضرت جریر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مسلمانوں میں کسی نیک کام کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس پر عمل ہوتا رہا تو اس کے نامہ اعمال میں بھی عمل کرنے والوں کا ثواب لکھا جاتا رہے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی، لیکن اگر کسی نے مسلمانوں میں بُرے کام کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس پر عمل ہوتا رہا تو اس کے نامہ اعمال میں بھی عمل کرنے والوں کا گناہ لکھا جاتا رہے گا، اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(صحیح مسلم کتاب العلم جلد 3 حدیث 6741 صفحہ 478)

تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 46۔ تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 87۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 795)

موضوع :62

﴿کبھی بھی برائی کی دُعا نہ کرو﴾

(67) وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهُ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا ○

ترجمہ: ''اور انسان بُرائی کی دعا کرتا ہے جیسے (کوئی) بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے''۔ (پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 11)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ انسان بُرائی کی دعایوں کرتا ہے، جیسے کوئی بھلائی مانگ رہا ہو، یعنی جب اسے غصہ آتا ہے تو اپنی ہلاکت کے لیے، گھر والوں کی ہلاکت کے لیے یا کسی اور کی ہلاکت کے لیے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ انہیں تباہ کردے، برباد کردے۔اور وہ یہ دعا ایسے کررہا ہوتا ہے جیسے کوئی رب سے بھلائی مانگ رہا ہو، لیکن اگر وہ برائی اسے یا اس کے گھر والوں کو، اولاد کو، یا کسی اور کو پہنچ جائے تو پھر اس پر شاق گزرتا ہے، اس لیے حدیث پاک میں ہے کہ: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کو بد دُعا نہ دو کیونکہ اگر وہ قبول ہوگئی تو تم سے بعد میں اپنی اولاد کا غم اور مصیبت برداشت نہ ہوسکے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد جلد 3 حدیث 7437 صفحہ 701۔الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 666)

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اپنے لیے، اپنی اولاد کیلئے، اپنے اموال کیلئے بددعا نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے کسی ایسی گھڑی میں موافقت (یعنی دعا کی رسائی) نہ کرو جس میں قبولیت ہو ورنہ وہ تمہاری اس بددعا کو قبول فرمالے گا۔

(تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 439)

کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ اور آدمی بڑا جلد باز
یعنی انسان اپنے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف جانے میں عجلت باز ہے نہ وہ
ں میں خوش اور نہ ہی تکلیفوں سے خوش، اور نہ وہ گرمی پر صبر کرتا ہے اور نہ ہی سردی پر۔

(تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 97)

ین کرام! معلوم ہوا کہ انسان کو چاہیے کہ جب بھی کوئی کام کرنے لگے تو پہلے اچھی طرح
) و بچار کر لے کیونکہ حدیث پاک میں ہے: مومن سوچ بچار سے کام لیتا ہے اور منافق
بازی سے، اور حضرت آدم (علیہ السلام) نے بھی یہی وصیت فرمائی ہے کہ ہر کام کرنے
پہلے سوچ سمجھ لیا کرو۔ (تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 97)

کاموں میں عجلت کرنا ضروری ہے

ہے! چھ کاموں میں عجلت کرنا ضروری ہے، بزرگان دین (رحمہم اللہ المبین) فرماتے
اگرچہ عجلت (یعنی جلد بازی) شیطانی عمل ہے لیکن چھ اُمور میں عجلت کرنا ضروری
(1) نماز کی ادائیگی میں جبکہ اس کا وقت ہو جائے (2) لڑکی کی شادی میں جبکہ وہ بالغ
ے (3) قرض کی ادائیگی میں جبکہ قرض ادا کرنے کی استطاعت حاصل ہو (4)
کو کھانا کھلانے میں کہ نا معلوم کتنے لمبے سفر سے وہ آیا ہو (5) اور جب گناہِ صغیرہ یا
ا ارتکاب ہو جائے تو توبہ کرنے میں (6) اور جب کوئی فوت ہو ... نے تو دفن کرنے
دی کی جائے۔ (تفسیر روح البیا... 15 صفحہ 97)

63: موضوع

﴿انسان کی قسمت﴾

(69,68) وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ
الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۗ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْ
عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ ۔

ترجمہ: ''اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اسکے گلے سے لگا دی اور اس کے لیے قیامت
دن ایک نوشتہ (یعنی اعمال نامہ) نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا، اس سے فرمایا جا
کہ اپنا نامہ اعمال پڑھ، آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو کافی ہے''۔

(پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 13، 4

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور ہر انسان کی قسمت ہم نے
کے گلے سے لگا دی ہے، یعنی ہر شخص کی نیک بختی اور بد بختی اللہ تعالیٰ نے اس کے گلے
ڈال دی ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

حضرت حذیفہ بن اُسید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ار
فرمایا: وہ نطفہ جس سے انسان کو تخلیق کیا جاتا ہے، وہ چالیس دن اور رات عورت کے بد
میں اُڑتا رہتا ہے وہ اس کے ہر بال، جلد، رگ اور ہڈی میں داخل ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ نا
اور گوشت کے درمیان بھی داخل ہوتا ہے، پھر جب چالیس دن اور چالیس راتیں گزر جا
ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے رحمِ مادر میں اُتارتا ہے، پھر وہ چالیس دن اور چالیس راتیں جما
خون رہتا ہے، پھر چالیس دن اور چالیس راتیں گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے، پھر جب ا
چار ماہ مکمل ہو جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ارحام کے فرشتے کو بھیجتا ہے، پس

اس کے ہاتھ پر اس کا گوشت، اس کا خون، اس کے بال اور اس کی جلد پیدا فرماتا
پھر اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرماتا ہے، اس کی تصویر (یعنی شکل) بناؤ، فرشتہ عرض کرتا ہے،
ب، میں کیسی تصویر بناؤں اچھی یا ناقص، مرد یا عورت، خوبصورت یا بدصورت،
ریالے بالوں والا یا سیدھے بالوں والا، پست قامت (یعنی چھوٹے قد والا) یا طویل
ت (یعنی بڑے قد والا) سفید یا گندمی رنگ، برابر یا غیر برابر؟ پس فرشتہ یہ تمام چیزیں
لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ اِسے حکم فرماتا ہے، پھر فرشتہ عرض کرتا ہے، یارب شقی یا سعید؟ (یعنی
نصیب یا بدنصیب) اگر سعید (یعنی خوش نصیب) لکھنے کا حکم ملتا ہے تو فرشتہ اس میں
ی عمر میں سعادت کی روح پھونکتا ہے، اگر وہ شقی (یعنی بدنصیب) ہو تو فرشتہ اس میں
ری عمر میں بدبخت ہونے کی روح پھونکتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اس کی عمر، اس کا
ں، اس کی مصیبت، اس کی اطاعت و معصیت (یعنی نافرمانی) کا عمل لکھ، پس اللہ تعالیٰ
م دیتا ہے، فرشتہ لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ عرض کرتا ہے، یارب! اب اس تحریر کا میں کیا کروں؟
تعالیٰ فرماتا ہے، میرا اس کے متعلق فیصلہ ہو جانے تک اسے اس کے گلے میں لٹکا دو، پھر
ﷺ نے فرمایا: اس آیت میں یہی بیان ہوا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد 2 حدیث 441 صفحہ 226۔ تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 442)

کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ
شُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ اور ہم اس کے
یامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا اس سے فرمایا جائے کہ اپنا
مال پڑھ، آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو کافی ہے، حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما)
یتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد انسان کے عمل ہیں کہ جو عمل انسان

نے کیا ہوگا وہ اس پر شمار کیا جائیگا اور قیامت کے دن جو اس کا عمل لکھا ہوا ہوگا، اسے
جائے گا، پس وہ اس کو کھلا ہوا پائے گا۔ (تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 3

حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کہ ہر انسان کیلئے
صحیفہ اور دائیں بائیں دو فرشتے مقرر ہیں، جو فرشتہ دائیں جانب ہے وہ نیکیاں اور جو با
جانب ہے وہ برائیاں لکھتا ہے، جب انسان مرتا ہے تو وہ صحیفہ لپیٹ کر قبر میں اس کی گر
میں لٹکا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ صحیفہ قیامت تک اس کے ساتھ رہے گا اور جب وہ قیامت
حساب کیلئے آئے گا تو وہ صحیفہ (یعنی اعمال نامہ) کھول کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا جا
گا اور اسے کہا جائے گا کہ پڑھ یہ تیرا اعمال نامہ ہے: حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) فرما
ہیں: اگر ایک انسان ان پڑھ و جاہل بھی ہوا تو وہ بھی قیامت کے دن اپنا نامہ اعمال پ
لے گا (معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کوئی جاہل شخص اَن پڑھ نہ ہوگا اور سب کو عربی ز
آجائے گی کیونکہ یہ حکم سب کو دیا جائے گا، عالم ہو یا جاہل یا خواہ کسی بھی زبان کا ہو) اور ا
سے کہا جائے گا کہ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کیلئے کافی ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 443۔ تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 105

تفسیر روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو حساب اس لیے سپرد کردے گا تاکہ اس
طرف ظلم کی نسبت نہ ہو اور پھر بندہ جب خود اپنی غلطیوں کا اعتراف کریگا تو اس پر خود ب
حُجت (یعنی دلیل) قائم ہوجائے گی۔

اس میں اہلِ انصاف کو غور کرنا چاہیے کہ اس کریم رب عزوجل نے اپنے بندے کو جزا
قصور کا محاسب اسے خود بنایا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 05

☆ قیامت کے آنے سے پہلے اپنا حساب کرلو

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے تھے کہ مرنے سے پہلے اپنا حساب خود کرلو اس لیے کہ آج تمہارے ہاں اعمال کا دفتر موجود ہے اس لیے آج اپنی نیکی اور برائی کو مدِ نظر رکھ کر فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے برائیوں سے توبہ کرلو اور نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو۔ (ایضاً صفحہ 105)

حکایت:۔ کسی شخص نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ دن کو جتنی باتیں کسی سے سنو یا کوئی بات دیکھو تو اس کی رپورٹ مجھ تک پہنچاؤ اور اپنے تمام اعمال کی ڈائری بھی مجھے سناؤ، ایک دن تو بیٹے نے تمام اعمال کی ڈائری سنائی لیکن دوسرے دن اپنے والد سے معذرت کرلی اور عرض کی کہ ابا جان میں پہاڑ کو سر پر رکھ سکتا ہوں لیکن آپ کو اعمال کی ڈائری نہیں سناؤں گا، اور نہ ہی مجھ میں اسے سنانے کی طاقت ہے۔ والد نے کہا ٹھیک ہے میں بھی تمہیں مجبور نہیں کرتا لیکن تم میری اس نصیحت کو یاد رکھنا کہ تادمِ زیست (یعنی مرتے دم تک) ہوشیاری سے کام لینا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و کتاب کی حاضری ہمیشہ یاد رکھنا اور میرا اس ڈائری پر تمہیں مامور کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جب تم میرے سامنے ایک دن کے حساب و کتاب کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر ساری زندگی کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ کے ہاں کس طرح دے سکو گے۔ (ماخوذ از تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 106)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اعمال کے بارے میں غور و فکر کرنے اور ان کا محاسبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

موضوع :64

﴿اسراف و فضول خرچی کی مذمت﴾

(71،70)وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝

ترجمہ: ''اور اسراف اور فضول خرچ کرنے سے بچو بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے''۔

(پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 27,26)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اسراف اور فضول خرچ کرنے سے منع فرمایا۔

☆ اسراف کسے کہتے ہیں؟

یاد رکھیئے! جائز مقام پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں، اور ناجائز جگہ پر خرچ کرنے کو تبذیر (یعنی فضول خرچ کرنا) کہتے ہیں اور یاد رکھیئے کہ تبذیر (یعنی فضول خرچ کرنا) اسراف سے زیادہ بُرا ہے، اس لیے یہاں اس کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ 342)

حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: یہاں فضول خرچی سے مراد ناحق جگہ پر مال خرچ کرنا ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 468)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: یہاں پر وہ لوگ مراد ہیں جو اپنا مال ناحق جگہ پر خرچ کرتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 65۔ تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 468)

☆ فلموں، ڈراموں اور گناہ کے کاموں میں پیسہ خرچ کرنا فضول خرچی ہے

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ فلموں، ڈراموں، گانے باجوں، سینما گھروں، جوا، شراب خوری اور دیگر ناجائز جگہوں پر مال خرچ کرنا فضول خرچی ہے جس کی انسان کو سخت سزا ملے گی۔ یاد رکھیے، جیسے اچھی جگہ پر خرچ کرنا ثواب ہے ایسے ہی بُری جگہ پر خرچ کرنا گناہ ہے۔

حضرت مجاہد (رضی اللہ عنہ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: کہ اگر پہاڑ کے برابر بھی مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو یہ فضول خرچی نہیں، ہاں اگر ایک ذرہ کے برابر بھی مال بُرائی کے کام میں خرچ کیا جائے تو یہ فضول خرچی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 65۔ تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 129)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ۝ کہ اسراف اور فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں کہ وہ اسراف اور فضول خرچی کی قباحت اور برائی میں شیطان کے مشابہ ہیں، یعنی جس طرح شیطان قبیح اور بُرے کام کرتا ہے اسی طرح وہ بھی قبیح اور بُرے کام کرتے ہیں۔ یہاں پر شیطان کے بھائی کہنے میں دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وہ قبیح اور بُرے کام کرنے میں شیطان کے مشابہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

☆ شیطان کس شخص کا ساتھی ہے

قرآن پاک میں ہے: وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ۝ جو شخص رحمٰن کی یاد سے اندھا (یعنی غافل) ہوجائے تو ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں پھر وہی اس کا قرین (یعنی ساتھی) ہے۔

(پارہ 25 سورۃ زخرف آیت 36)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ اللہ کی یاد سے غافل رہنے والے کا شیطان ساتھی بن جاتا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور اس کو نیکیوں سے روکتا ہے اور برائیوں کی طرف مائل کرتا ہے اور اس طرح وہ شخص شیطان کے تمام وسوسوں میں اس کی پیروی کرتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا** o اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ شیطان اپنے آپ کو معصیت (نافرمانی) میں اور زمین میں فساد پھیلانے میں اور لوگوں کو گمراہ کرنے میں اور ان کو نیکیوں سے روکنے میں خرچ کرتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مال اور منصب عطا فرمایا ہو اور وہ اپنے مال اور منصب کو ان کاموں میں خرچ کرے جن کاموں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال اور منصب کی نعمتوں کی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ مبذرین اور مسرفین (یعنی فضول خرچی اور اسراف کرنے والے) شیاطین کے بھائی اور اس کے ساتھی ہیں کیونکہ وہ اپنی صفات اور افعال میں شیطان کے موافق ہیں پھر چونکہ شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اس لیے وہ بھی اپنے رب کے بڑے ناشکرے ہیں، بعض وہ لوگ جو حرام ذرائع جیسا کہ اسمگلنگ، چور بازاری ذخیرہ اندوزی، نقلی دوائیں، دھوکہ دے کر اور نشہ آور چیزوں کو فروخت کر کے مال و دولت جمع کرتے ہیں۔ پھر لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے اس مال سے حج کرتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور اپنی نیک نامی کا چرچا اور اظہار کرتے ہیں اور نام ونمود کیلئے بہت مال خرچ کرتے ہیں اسکے علاوہ ناجائز مصارف پر بھی بہت زیادہ رقم خرچ کرتے ہیں سو یہ سب لوگ بھی اس آیت کے مصداق ہیں (یعنی ان لوگوں پر بھی اس آیت کا اطلاق ہوتا ہے)۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 65۔ تبیان القرآن جلد 6 صفحہ 899)

65: موضوع

﴿اللہ تعالیٰ بندوں کو امیر و غریب کیوں کرتا ھے﴾

(72) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ط اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ○

ترجمہ: ''بے شک آپ کا رب جس کے لیے چاہے رزق وسیع کرتا ہے اور جس کیلئے چاہے تنگ کر دیتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کی بہت خبر رکھنے والا بہت دیکھنے والا ہے''۔

(پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 30)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، بے شک وہ اپنے بندوں کی بہت خبر رکھنے والا ہے، لہٰذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے غریب کیا یا جس شخص کو امیر کیا، اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ (1) جیسا کہ حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کی کیفیت ملاحظہ فرماتا ہے، اگر اس کیلئے تمنا (یعنی امیری) بہتر ہے تو اسے غنی کر دیتا ہے اور اگر اس کے لیے فقر و غربت بہتر ہے تو اسے تنگ دست کر دیتا ہے، مزید فرماتے ہیں: ایک شخص کے لیے اللہ تعالیٰ رزق کشادہ فرماتا ہے اس کے بارے میں خفیہ تدبیر فرمانے کے لیے اور دوسرے کے لیے رزق کم کرتا ہے اس کو دیکھنے کے لیے کہ یہ صبر کرتا ہے یا نہیں۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 471)

(2) حدیث قدسی:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو اپنے ایمان کی اصلاح کا طریقہ نہیں آتا سوائے دولت مندی کے، مثلاً اگر میں کسی بندے کو تنگدست بنا دوں تو وہ اپنے ایمان کو خراب کر ڈالے گا، ایسے ہی بعض بندے اپنی ایمانی اصلاح کو صرف تنگدستی

سے مانتے ہوں تو اگر میں انہیں دولت مند بنا دوں تو یہ مال و دولت ان کے ایمان کو خراب کر دے گا، ایسے ہی بعض بندے ہیں کہ وہ اپنی ایمانی اصلاح تندرستی سے مانتے ہیں اگر میں انہیں بیماری میں مبتلا کر دوں تو وہ اپنی ایمانی اصلاح کو خراب کر ڈالیں گے۔ لہٰذا میں ہی اپنے بندوں کے اُمور کو جانتا ہوں اور مجھے ہی ان کے قلوب کا علم ہے اور میں ہی علیم و خبیر ہوں۔ (تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 132)

حدیث قدسی:۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بلاشبہ میرے بعض بندے ایسے ہیں جن کے لیے صرف مالداری ہی مناسب ہے اگر میں انہیں فقیر بنا دوں تو وہ ان کے معاملے میں خرابی کا باعث بن جائے اور بلاشبہ میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن کو تنگدستی ہی مناسب ہے اگر میں انہیں غنی کر دوں تو وہ اپنے دین کے معاملے میں خرابی میں پڑ جائیں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 222)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اسی لیے اپنے بعض بندوں کو غنی اور بعض کو غریب و فقیر کر دیتا ہے اگر وہ سب کو غنی کر دے تو وہ سرکش ہو جائیں گے اور اگر وہ سب کو غریب و فقیر کر دے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بھلا کر تباہ و برباد ہو جائیں، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو یہ ضرور زمین میں فساد پھیلاتے، لیکن وہ اندازے سے اُتارتا ہے جتنا چاہے، بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اُنہیں دیکھتا ہے۔ (پارہ 25 سورۃ شوریٰ آیت 27)

موضوع :66

﴿مفلسی کے ڈر کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرو﴾

(73) وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۚ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ○

ترجمہ: ''اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی، بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے''۔ (پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 31)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو مفلسی کے ڈر کی وجہ سے قتل کرنے کو منع فرمایا: اور فرمایا: ہم انہیں بھی روزی (رزق) دیں گے اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے، یہاں خطا سے مراد گناہ کبیرہ ہے یعنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

★ مفلسی کے ڈر کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا گناہِ کبیرہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے، میں نے عرض کی پھر کونسا گناہ ہے؟ فرمایا: تمہارا اپنی اولاد کو قتل کرنا اس خوف سے کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 68)

مومنین کرام! دراصل یہ آیت اہلِ عرب کے بارے میں نازل ہوئی (لیکن اس کا حکم عام ہے) یہ لوگ اپنی چھوٹی بچیوں کو زندہ زمین میں دفن کردیتے تھے، امیر اس لیے کہ ان کا کوئی داماد نہ بنے کیونکہ وہ کسی کو اپنا داماد بنانے میں ذلت محسوس کرتے تھے، اور غریب اس لیے

کہ انہیں شادی میں جہیز کہاں سے دیں گے، اور انہیں کہاں سے کھلائیں پلائیں گے، ان
لوگوں کو اس حرکت سے روکنے کے لیے یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، یاد رہے اس طرح کے
احکام مومن و کافر سب پر جاری ہیں۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ 343)

آج کل بھی لوگ معاذ اللہ اپنی بیٹیوں کو مار ڈالتے ہیں آئے دن اخبارات اس طرح کے
واقعات سے بھرے پڑے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطاء
فرمائے۔ (آمین)

موضوع :67

﴿لوگو! بے حیائی و زنا کے قریب بھی نہ جاؤ﴾

(74) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

ترجمہ: ''اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت بُرا راستہ
ہے''۔ (پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 32)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے
شک یہ بڑی بے حیائی اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ زنا
نہ کرو بلکہ فرمایا کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی ایسا کوئی کام نہ کرو جو زنا کا محرک ہو
کا باعث اور سبب بنے، مثلاً بدنگاہی، اجنبی عورتوں سے تعلق قائم کرنا، ان سے خلوت میں
ملاقات کرنا، ان سے ہنسی اور دل لگی کی باتیں کرنا، ان سے ہاتھ ملانا اور بوس و کنار کرنا وغیرہ
اور یہ تمام چیزیں مغربی تہذیب میں عام ہیں اور یہ ان کی زندگی کے معمولات میں داخل
ہیں اسی وجہ سے وہاں زنا بھی عام ہے۔ (لیکن اب تو معاذ اللہ پاکستان میں بھی زنا عام

جارہا ہے) اور وہاں ساحل سمندر پر، پارکوں میں یہ سب ہوتا رہتا ہے اور آئے روز سڑکوں پر ناجائز بچے ملتے رہتے ہیں جس طرح ہمارے ہاں کوئی شخص کثیر الاولاد ہوتا ہے اس طرح ان کے ہاں کوئی شخص کثیر الولدیت ہوتا ہے اور وہ لوگ فخر سے بیان کرتے ہیں کہ ہم محبت کی پیداوار ہیں، اسلام نے اسی بے حیائی و بے غیرتی کو روکنے کیلئے عورتوں کو پردے میں رہنے کا حکم دیا اور مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا اور عورتوں و مردوں کے آزادانہ میل جول کو سختی کے ساتھ روکا، مگر افسوس کہ آج کل کے لوگ معاذ اللہ اسلام کے احکام کو ہی دقیانوسی خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عورت کو مردوں کے شانہ بشانہ چلنا چاہیے، اسی وجہ سے اب ہر جگہ عورتیں نظر آتی ہیں جس محکمہ میں چلے جائیں وہاں زیادہ تر عورتیں ہی نوکری (JOBE) کر رہی ہوتی ہیں۔ سکول، کالجز، یونیورسٹیز میں Co-Education کے نام پر مردوں اور عورتوں کو ایک چھت تلے جمع کر دیا گیا ہے جہاں پر آئے دن مردوں اور عورتوں کے اسکینڈل سامنے آتے ہیں، لوگ فلموں، ڈراموں اور انٹرنیٹ پر جو بے حیائی اور بے غیرتی کے مناظر دیکھتے ہیں بعد میں انہیں کو اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنا دیتے ہیں۔ یاد رکھیئے! غیر مسلموں و کافروں نے مسلمانوں میں بے حیائی اور بے غیرتی کو عام کرنے کی ٹھانی ہوئی ہے اور یہ لوگ انٹرنیٹ، موبائل فون، کیبل وغیرہ کے ذریعے اتنی بے حیائی پھیلا رہے ہیں کہ الامان الحفیظ اور خود ان لوگوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہم نے انٹرنیٹ، موبائل فون، کیبل اور پرنٹ میڈیا وغیرہ کے ذریعے جو تباہی چند سالوں میں مچائی ہے وہ ہم صدیوں سے مسلمانوں میں نہ مچا سکے تھے۔ اور حال ہی میں ایک تحقیق آئی ہے کہ پاکستان بے حیائی و بے غیرتی سے بھرپور ویب سائٹس (Websites) کو دیکھنے میں پوری دنیا میں پہلے نمبر پر ہے۔

قارئین کرام! اب یہ بات پڑھ کر (یا سُن کر) ایک مسلمان کا دل خون کے آنسو روتا ہے کہ یہ اس ملک کا حال ہے جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔

غور فرمائیں کہ پہلے کا دور اچھا تھا کہ جس میں عورتوں و مردوں کے اندر شرم و حیاء تھی یا اب کا دور؟ جس میں بے حیائی، فحاشی، عریانی، بدکاری سب عام ہے اور عورتوں کو محض ہوس کا آلہ بنالیا گیا ہے۔ یقیناً پہلے کا دور اچھا تھا جس میں امن و سکون تھا عورتوں کی عزت محفوظ تھی، مردوں و عورتوں میں حیاء تھی، آیئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سب مل کر یہ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہماری شرم و حیاء ہمیں لوٹا دے، ہمارے اندر سے، ہمارے معاشرے سے، ہمارے ملک سے بے حیائی کا خاتمہ فرمادے جو لوگ بے حیائی و بے غیرتی کو پھیلا رہے ہیں ان کو بھی ہدایات عطاء فرما اور ان کو شرم و حیاء کا پیکر بنا دے۔ (آمین)

قارئین کرام! آیتِ مبارکہ میں زنا کے قریب جانے سے منع کیا گیا اور فرمایا کہ بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے لہٰذا یہاں پر چند احادیثِ مبارکہ بے حیائی اور زنا کے متعلق بھی ملاحظہ فرمائیں

☆ بے حیائی اور زنا کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس وقت کوئی زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری کتاب المحاربین جلد 3 حدیث 1714 صفحہ 661)

(2) حضرت ابو ہریرہ ر(رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، منہ کا زنا بوسہ لینا ہے۔ (سنن داؤد جلد 2 حدیث 386 صفحہ 147)

(3) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان لباس سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پہناتا ہے، جب بندہ بدکاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کا لباس اُتار لیتا ہے، اگر پھر وہ توبہ کرتا ہے تو اس کو ایمان کا لباس لوٹا دیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 474)

(4) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: فرماتے ہیں: کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نورِ ایمان سلب کر لیتا ہے پھر اگر چاہتا ہے تو لوٹا دیتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو اسے روک لیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 475)

(5) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو قوم عہد توڑتی ہے تو ان میں قتل وغارت پھیل جاتی ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ موت کو مسلّط کر دیتا ہے (یعنی اس قوم میں اموات کثرت سے ہوتی ہیں) اور جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر چوپائے نہ ہوتے تو ایک قطرہ بھی آسمان سے بارش کا نہ برستا۔

(تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 474)

(6) حضرت الہیثم بن مالک الطائی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شرک کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں کہ انسان اپنا نطفہ ایسے رحم میں ڈالے جو اس کیلئے حلال نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 68۔ تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 474)

(7) حضرت اُسامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے بعد ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو عورتوں سے بڑھ کر مَردوں کے لیے نقصان دہ ہو۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3987 صفحہ 578۔ تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 475)

(8) حضرت ابان بن عثمان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: قیامت کے دن زنا کار اپنی شرم گاہوں کی بدبو کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 475)

(9) حضرت ابو صالح (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ دوزخیوں کے زیادہ گناہ عورتوں کی وجہ سے ہوں گے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 475)

(10) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مردوں کے لیے عورتوں کے باعث ہلاکت ہے اور عورتوں کے لیے مردوں کی وجہ سے وبال ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3988 صفحہ 578)

(11) حضرت ابو اُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یارسول اللہ ﷺ مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ تو حاضرین یہ سنتے ہی غصے میں آ گئے اور اسے جھڑکنے لگے اور کہنے لگے چپ چپ، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میرے نزدیک آؤ، وہ نوجوان آپ ﷺ کے قریب آیا تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، جب وہ بیٹھ گیا تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری ماں کے ساتھ زنا کرے؟ اس نے عرض کی نہیں، اللہ کی قسم میں آپ پر قربان جاؤں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے یہ پسند نہیں کرتے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اپنی بیٹی کے لیے اسے پسند کرو گے؟ اس نے عرض کی نہیں یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر قربان جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اپنی بہن کیلئے کرو گے؟ اس نے عرض کی نہیں، اللہ کی قسم میں آپ پر قربان جاؤں، آپ ﷺ

نے فرمایا کہ اسی طرح دوسرے لوگ بھی اسے اپنی بہنوں کیلئے پسند نہیں کرتے، پھر فرمایا: کیا تم اپنی پھوپھی کیلئے اسے پسند کرو گے؟ اس نے عرض کی نہیں، اللہ کی قسم میں آپ ﷺ پر قربان جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اس فعلِ شنیع کو اپنی پھوپھیوں کیلئے پسند نہیں کرتے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے اپنی خالہ کیلئے پسند کرو گے؟ اس نے عرض کی: نہیں، اللہ کی قسم میں آپ ﷺ پر قربان جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اسے اپنی خالاؤں کیلئے پسند نہیں کرتے، پھر آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس کے سر پر رکھ کر یہ دعا کی کہ یا اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اسے بدکاری سے محفوظ فرمایا: (مزید آگے حدیث پاک میں ہے کہ) اس کے بعد اس نوجوان نے پھر کبھی اس فعل کے ارتکاب کا تصور بھی نہ کیا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 68)

68: موضوع

﴿قیامت کے دن عہد کے بارے میں پوچھا جائیگا﴾

(75) وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝

ترجمہ: "اور عہد پورا کرو بیشک اس کے متعلق سوال ہونا ہے"۔

(پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 34)

تفسیر: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور عہد (یعنی وعدوں) کو پورا کرو بیشک اس کے متعلق سوال ہونا ہے یعنی عہد پورا کرو، چاہے اللہ تعالیٰ سے کیا ہو یا رسول ﷺ سے، یا اپنے پیر و مرشد سے یا استاد سے یا کسی قرابت دار عزیز سے یا اجنبی شخص سے الغرض ہر جائز عہد کو پورا کرو لہٰذا اس آیتِ مبارکہ میں ہر جائز عہد کو پورا کرنے کا حکم

ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 141۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 343)

☆ عہد کو پورا کرنے کے متعلق قرآن پاک کی آیت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ اے ایمان والو! اپنے عہد پورے کرو۔

(پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت 1)

☆ عہد کے متعلق احادیث مبارکہ

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کہ یہاں عہد سے مراد اللہ تعالیٰ کی حرام، حلال اور فرض کردہ اشیاء اور ان میں کی گئی حد بندیاں ہیں، اسی وجہ سے امام ضحاک (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں نبھانے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کے حلال، حرام اور فرض اُمور جیسے نماز وغیرہ ادا کریں گے۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 356)

حضرت سلمٰی (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اعضائے انسانی سے عہد یہ لیا کہ وہ آدابِ الٰہی پر مداومت (یعنی ہمیشگی) رکھیں گے، مثلاً نفس کو حکم ہوا کہ وہ ادائیگیِ فرائض میں کمی نہ کرے اور دل کو حکم ہوا کہ وہ خوف و وحشت سے رہے اور روح کو حکم ہوا کہ وہ مقامِ قرب سے دور نہ ہو، سر کو حکم ہوا کہ وہ مشاہدہ ماسوائے نہ کرے، (مزید فرماتی ہیں) قیامت کے دن ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ سوال ہوگا۔ (تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 143)

حضرت کعب الاحبار (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جس شخص نے عہد توڑا تو یہ عمل اس کے اور جنت کے درمیان حجاب ہوگا اور یہ اُمت اپنے عہد توڑنے کی وجہ سے ہلاک ہوگی۔

(تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 478)

69: موضوع

﴿قیامت کے دن اعضائے انسانی سے سوال ہونا ہے﴾

(76) وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ○

ترجمہ: ''اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ، جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل سے (قیامت کے دن) سوال ہونا ہے''۔ (پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 36)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔ معلوم ہوا کہ بغیر علم کے فتویٰ دینا، اور شرعی مسائل کو بیان کرنا حرام ہے کہ وہ بھی اس آیت میں داخل ہے حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔ (سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 258 صفحہ 104)

قیامت کے دن اعضائے انسانی سے ہونے والے سوالوں کے متعلق احادیث مبارکہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ○ بے شک کان، آنکھ اور دل سے (قیامت کے دن) سوال ہونا ہے، یعنی ان ظاہری و باطنی اعضاء کے متعلق قیامت کے دن سوال ہونا ہے کہ تم نے ان اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں استعمال کیا یا اللہ کی معصیت و نافرمانی میں، اسی طرح باقی اعضاء کے متعلق بھی سوال ہوگا۔

(تبیان القرآن جلد 6 صفحہ 714۔ تفسیر نور العرفان، من تحت الآیۃ صفحہ 796)

عمر بن قیس (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ قیامت کے

دن کانوں سے پوچھا جائے گا کیا تم نے سنا، آنکھ سے پوچھا جائے گا، کیا تو نے دیکھا اور دل سے بھی اسی طرح سوال ہوگا (اور قیامت کے دن معاملات کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا)۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 479)

حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کے بارے میں ایسی بات پھیلائی جس سے وہ بَری تھا تو اللہ تعالیٰ حق ہے کہ اس افتراء باز کو قیامت کے روز آگ میں پگھلا دے حتیٰ کہ وہ اپنی بات کا ثبوت پیش کرے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 480)

حضرت معاذ بن انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی مومن کو منافق سے بچایا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا، جو قیامت کے دن اس کے گوشت کو دوزخ کی آگ سے بچالے گا اور جس نے کسی مومن کے بارے میں کوئی بات کی، جس سے وہ اسے عیب لگانا چاہتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پُل پر روک لے گا حتیٰ کہ وہ اپنی بات کا عذر پیش کر کے خلاصی حاصل کرے۔ (تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 480)

موضوع :70

﴿اللہ تعالیٰ نے زمین کا سنگھار کیوں کیا؟﴾

(77) اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَى الۡاَرۡضِ زِيۡنَةً لَّهَا لِنَبۡلُوَهُمۡ اَيُّهُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا

ترجمہ: ''بے شک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انہیں آزمائیں ان میں سے کس کے کام اچھے ہیں''۔ (پارہ 15 سورۃ کہف آیت 7)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بیشک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انہیں آزمائیں ان میں سے کس کے کام اچھے ہیں، حضرت ابنِ عمر (ر

اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائے کہ کس کا عمل بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے کون زیادہ پرہیز کرنے والا ہے اور اطاعت الٰہی میں کون تیزی دکھانے والا ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 555)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائے گا کہ ان میں کون لوگ ہیں جو رضائے الٰہی میں دنیا اور اس کی خواہشات کو ترک کرتے ہیں اور کون لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور باقیات صالحات (یعنی باقی رہنے والے نیک اعمال) سے روگردانی کرکے دنیا اور اس کی شہوات جو بالکل فانی اور خراب ہیں، ان میں منہمک ہوتے ہیں، اور کون لوگ ہیں جو حلال چیزوں کو اختیار کرتے ہیں اور حرام چیزوں کو چھوڑتے ہیں اور کون لوگ ہیں جو ان دونوں میں فرق نہیں کرتے۔

(تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 150 صفحہ 298۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 799)

7: موضوع

﴿مال اور اولاد صرف دنیا کی زندگی کی زینت ہیں﴾

(76) اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ○

ترجمہ: ”مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے پاس ازروئے ثواب اور اُمید کے بہت بہتر ہے“۔ (پارہ 15 سورۃ کہف آیت 46)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔

قارئین کرام! معلوم ہوا مال اور بیٹے صرف اس دنیا کی زینت ہیں اور یاد رکھیئے، جو چیز دنیا کی زینت ہو وہ بہت جلد زائل ہونے والی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مال اور بیٹے بہت جلد زائل ہونے والے ہیں اور جو چیز جلد فنا ہونے والی ہو اس پر انسان کو فخر نہیں کرنا چاہیے۔

یاد رہے! اگر ان دونوں یعنی مال اور اولاد کو آخرت کا ذریعہ بنایا جائے تو یہ باقیات الصالحات ہیں کیونکہ حدیث پاک میں ہے: نیک اولاد والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔
(صحیح مسلم کتاب الوصیۃ جلد 2 حدیث 4199 صفحہ 417)

حضرت علامہ اسماعیل حقی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں دو احادیث مبارکہ نقل فرماتے ہیں۔

☆سب سے بڑا زاہد کون ہے؟

(1) حضرت ضحاک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا سب سے بڑا زاہد کون ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو یہ چیزیں ہر وقت اپنے سامنے رکھتا ہے (1) مر کر قبر میں جانا ہے (2) قبر میں جسم نے گل سڑ جانا ہے (3) اور یہ شخص دنیا کی فضول زینتوں کو نظر میں نہیں لاتا (4) بلکہ وہ فانی اشیاء کے بجائے باقی باتوں میں جی لگاتا ہے (5) اور وہ اپنے آپ کو زندہ رہنے کی امید میں نہیں رکھتا (6) بلکہ وہ اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرتا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 384)

(2) حدیث قدسی:۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرا مومن بندہ اس پر خوش ہوتا ہے جب میں اسے دنیا کی ہر شے فراوانی سے بخشتا ہوں لیکن وہ فراوانی میرے سے اسے دور کر دیتی ہے اور میرا مومن بندہ اس وقت بہت گھبراتا ہے جب میں اس پر دنیا کو تنگ کر دوں حالانکہ اس پر دنیا کو تنگ کر دینا اسے میرے قریب کر دیتا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 15 صفحہ 385)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ○

اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے پاس از روئے ثواب اور اُمید کے بہت بہتر ہیں۔

یہاں باقیات الصالحات سے مراد وہ نیکیاں ہیں جو دنیا میں برباد نہ ہوجائیں، بلکہ آخرت میں ہمارے ساتھ جائیں، اس میں عبادات، تسبیحات اچھے معاملات، صدقاتِ جاریہ وغیرہ سب شامل ہیں۔

☆ باقیات الصالحات کے بارے میں حدیث مبارکہ

باقیات الصالحات کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تسبیحات باقیات الصالحات ہیں: سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، یہ خطاؤں کو اس طرح گرا دیتی ہیں جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے اور یہ جنت کے خزانوں میں سے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 152۔ تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 593)

باقیات الصالحات کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد پانچ نمازیں ہیں جیسا کہ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: باقیات الصالحات سے مراد نمازِ پنجگانہ ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ نماز، روزہ، حج، صدقہ، جہاد، صلہ رحمی اور دیگر سب نیکیاں باقیات الصالحات ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 152۔ تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 593۔ تفسیر مظہری جلد 6 صفحہ 49)

موضوع :72

﴿سانسوں کی قدر کیجئے﴾

(79) اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝

ترجمہ: ''ہم تو ان کی گنتی پورے کرتے ہیں''۔ (پارہ 16 سورۃ مریم آیت 84)

تفسیر:۔ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہاں گنتی سے مراد سانسوں کی گنتی ہے کہ دنیا میں جو ہم سانس لے رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے شمار کئے ہوئے ہیں، ایسے جس طرح اس نے سال اور ہماری عمروں کو شمار کیا ہوا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 236۔ تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 741)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) جب یہی آیت پڑھتے تو خوب روتے اور فرماتے کہ سانس کے آخری عدد پر ہماری روح پرواز کر جائے گی، آخری عدد پر ہم اپنے اہل وعیال سے جدا ہو جائیں گے اور آخری عدد پر ہم قبر میں داخل ہو جائیں گے۔ (تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 16 صفحہ 208)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اُس وقت سے انسان کے سانسوں کی گنتی شروع ہو جاتی ہے اور جیسے جیسے انسان سانس لیتا رہتا ہے تو اس کے سانسوں کی گنتی بھی پوری ہوتی رہتی ہے اور وہ ہر سانس کے بعد موت سے قریب تر ہوتا رہتا ہے اور پھر جب گنتی مکمل ہو جاتی ہے تو وہ اس فانی دنیا سے کوچ کر جاتا ہے۔

اس لیے حضرت امام حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔ اے لوگو! جلدی کرو جلدی کرو، تمہاری زندگی کیا ہے؟ یہی چند سانس ہی تو ہیں کہ اگر رک جائیں تو تمہارے ان اعمال کا سلسلہ ختم ہو جائیگا جن سے تم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس شخص

پر رحم فرمائے جس نے اپنا جائزہ لیا اور اپنے گناہوں پر چند آنسو بہائے، یہ کہنے کے بعد آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے یہی آیت (اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا) تلاوت فرمائی۔

(احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 84)

قارئین کرام! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی سانسوں کی قدر کریں اور جتنے سانس ہمارے باقی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں صرف کریں، کیونکہ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے سانسوں کی گنتی کب پوری ہو جائے اور موت کا بلاوا آجائے اور ہمیں اس دنیا کو چھوڑ کر جانا پڑے، اس لیے ہمیں اپنے سانسوں کی، اپنے وقت کی اور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کی قدر کرنی چاہیے۔

حدیثِ پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزانہ صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے کہ اگر آج کوئی نیک کام کرنا ہے تو کرلو کہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔ (شعب الایمان جلد 3 حدیث 3840 صفحہ 386)

اللہ تعالیٰ ہمیں سانسوں کی، وقت کی اور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کی قدر کرنے کی اور انہیں نیک کاموں میں صرف کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

موضوع :79

﴿نهیں جانتے تو اهل علم سے سوال کرو﴾

80) فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: ”تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو“۔

(پارہ 14 سورۃ النحل آیت 43۔ پارہ 17 سورۃ الانبیاء آیت 77)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! علم والوں سے پوچھو،

سوال کرو، اگر تمہیں علم نہ ہو۔ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عالم کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر خاموش رہے اور جاہل کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے جہالت پر خاموش رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ o (یعنی اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو) پس مومن کو جاننا چاہیے کہ اس کا عمل ہدایت کے مطابق ہے یا اس کے خلاف ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 321)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر ایک انسان کو کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہو تو اسے اہلِ علم یعنی علماء کرام سے اس بارے میں ضرور پوچھنا چاہیے۔

لیکن افسوس! ہمارے معاشرے میں جہالت عام ہوتی جارہی ہے لوگ دینی مسائل سے ناواقف ہیں، وضو، غسل، نماز، نمازِ جنازہ وغیرہ جوکہ بنیادی مسائل ہیں، اکثر لوگ ان سے بھی ناواقف ہیں۔ لہٰذا علماء کرام کو چاہیے کہ وہ ان بنیادی مسائل کو ضرور بیان کیا کریں اور عوام الناس کو بھی چاہیے کہ دینی معاملات ہوں یا دنیوی معاملات، ان کے بارے میں علماء کرام سے شرعی رہنمائی ضرور لیا کریں۔

نوٹ: اس آیتِ مبارکہ سے تقلید کا ثبوت بھی ملتا ہے اس کے بارے میں تفصیل معلوم کرنے کے لیے تفسیر تبیان القرآن جلد 6 صفحہ 482 تا 452 کا مطالعہ فرمائیں۔

74: موضوع

﴿اللہ تعالیٰ نے انسان کو بیکار و فضول نہیں بنایا﴾

(81) اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ٥

ترجمہ: ''تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں''۔

(پارہ 18 سورۃ مومنون آیت 115)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اے انسان ہم نے تجھے بیکار نہیں بنایا بلکہ تجھے اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 444 مفہوماً) جیسا کہ قرآن پاک میں ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥** اور میں نے جن و انس کو (صرف) اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ (پارہ 27 سورۃ الذریات آیت 55)

قارئین کرام! اگر ہم آسمانوں اور زمین میں اور اس میں جو کچھ ہے اس میں غور کریں تو پتا چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو با مقصد بنایا ہے کسی چیز کو بھی بے مقصد و بیکار نہیں بنایا اور تقریباً ہر چیز کا مقصد انسان کی خدمت کرنا ہے مثلاً اگر ہم سورج اور چاند کو دیکھیں تو یہ بھی ہماری خدمت پر مامور ہیں۔ سورج کی گرمی اور اس کی روشنی اور اسی طرح چاند کی روشنی سے ہم مختلف قسم کے فائدے اُٹھاتے ہیں۔ اگر ہم جانوروں کو دیکھیں تو یہ بھی ہماری خدمت پر مامور ہیں کچھ جانور ہمارا بوجھ اُٹھاتے ہیں، کچھ جانوروں کا ہم گوشت کھاتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ٥** اور ہم نے ان جانوروں کو ان کے تابع کر دیا پس ان میں سے بعض پر وہ

سوار ہوتے ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں" (پارہ 23 سورۃ یٰس آیت 72) اسی طرح ہم کچھ جانوروں کا دودھ پیتے ہیں، ان سے مکھن حاصل کرتے ہیں جس سے ہمارے جسم میں طاقت آتی ہیں اسی طرح اگر ہم درختوں کو پھلوں کو سبزیوں کو دیکھیں تو یہ بھی ہماری خدمت پر مامور ہیں، درختوں کی چھاؤں سے ہم فائدہ حاصل کرتے ہیں، یہ ہمیں آکسیجن (Oxygen) مہیا کرتے ہیں۔ اور پھلوں اور سبزیوں کو ہم کھاتے ہیں، اسی طرح اگر ہم دیگر چیزوں پر غور کرتے چلے جائیں تو کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مسخر کر کے ان سب کو انسان کی خدمت پر لگا دیا ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ٥ اور ہم نے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے مسخر کر دیا (یعنی انہیں تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے) اپنے حکم سے، بے شک اس میں نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔ (پارہ 25 سورۃ الجاثیہ آیت 13)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! میں نے تمام اشیاء کو تیرے لیے اور تجھے اپنے لیے پیدا فرمایا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 18 صفحہ 143)

قارئین کرام! حتیٰ کہ اگر ہم فرشتوں کو دیکھیں تو وہ بھی ہماری خدمت پر مامور ہیں۔ اور حدیث کے مطابق ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے ہر انسان پر 20 فرشتے مقرر ہیں جو اسکی حفاظت کرتے ہیں، اور کچھ فرشتے ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچاتے ہیں کچھ ہمارے اعمال لکھنے پر متعین ہیں۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ یہ چند مثالیں ہیں جو بیان کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں مثالیں ہیں کہ کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت پر لگایا ہے اور اگر ہم ان

چیزوں کے بارے میں مزید غور کریں تو پتہ چلے گا کہ ان چیزوں کا اپنا ذاتی مقصد کچھ نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کیا سورج اور چاند کو اپنی روشنی سے خود کوئی فائدہ ہوتا ہے؟ جانوروں کو ہمارا بوجھ اُٹھانے میں، ہمیں گوشت، دودھ، مکھن مہیا کرنے میں انہیں کوئی فائدہ ہوتا ہے؟ یقیناً نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کا انسان کی خدمت کے علاوہ کوئی اور مقصد ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو انسان کیلئے بنایا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی مخلوق کو تو با مقصد بنایا ہو اور ایک انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے اسے بے مقصد و بیکار بنا دیا ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو انسان کیلئے پیدا کیا اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا اب غور کریں کہ وہ انسان جو اپنے اصل مقصد کو بھول جائے اور دیگر کاموں کو کرنے میں اور صرف دنیاوی مقاصد کو پورا کرنے میں ہی لگا رہے تو اس سے بڑا بیوقوف و نادان و کم عقل شخص اور کون ہوگا؟

یاد رکھیئے! کمانا اور کھانا یہ انسان کی ضرورت ہے مقصد نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنا مقصد حیات کو سمجھے اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرے اور اس دنیا کی فانی چیزوں میں لہو لعب میں، کھیلوں میں اور دیگر فضول کاموں اور چیزوں میں اپنا دل نہ لگائے بلکہ اس دنیا میں رہ کر اپنی آخرت کی تیاری کرے جو کہ اس کا اصل ٹھکانہ ہے۔ ہمارے بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) نے بھی ہمیں یہی ذہن دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمانِ غنی (رضی اللہ عنہ) نے جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا: اس میں یہ بھی ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا صرف اس لیے عطاء فرمائی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کی تیاری کرو اور اس لیے عطاء نہیں فرمائی کہ تم اسی کے ہو کر رہ جاؤ، بے شک دنیا محض فانی اور آخرت باقی ہے یہ (دنیا) کہیں تمہیں بہکا کر باقی (آخرت) سے غافل نہ کر دے اور تم فنا ہو جانے والی

دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر ترجیح نہ دو کیونکہ دنیا منقطع (یعنی ختم) ہونے والی ہے اور بے شک اللہ ہی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اس کا ڈرو خوف اس کے عذاب کے لئے روک وڈھال ہے اور اس تک پہنچے کا ذریعہ ہے۔

(الذہد وقصر الامل صفحہ نمبر 74)

ہے یہ دنیا بے وفا آخر فنا
نہ رہا اس میں گدا نہ بادشاہ

اسی طرح حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ایک بار کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف لمبی امیدوں اور نفسانی خواہشات کی پیروی کا ہے کیونکہ لمبی اُمیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور نفسانی خواہشات کی پیروی (انسان کو راہ) حق سے بھٹکا دیتی ہیں، خبردار! بے شک دنیا پیٹھ پھیرنے والی ہے اور یقیناً آخرت (جلد) آنے والی ہے اور دونوں ہی کے چاہنے والے ہیں، پس تم آخرت کے چاہنے والے بنو اور دنیا کے چاہنے والے نہ بنو، آج عمل کا دن ہے اور حساب نہیں ہے اور کل حساب کا دن ہوگا اور وہاں عمل نہ ہو سکے گا۔ (الذہد وقصر الامل صفحہ نمبر 74)

حکایت:۔ حضرت بہلول دانا (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں ایک بصرہ کی سڑک پر سے گزر رہا تھا کہ ایک میدان میں چند بچے اخروٹ اور بادام سے کھیل رہے تھے، لیکن ایک چھوٹا بچہ دور بیٹھا اُنہیں دیکھ کر رو رہا تھا، میں نے سمجھا کہ شاید وہ اس لئے رو رہا ہے کہ اس کے پاس اخروٹ و بادام نہیں ہیں، میں نے پوچھا، بیٹا کیوں رو رہے ہو؟ کیا تمہارے پاس اخروٹ و بادام نہیں ہیں؟ چلو کوئی بات نہیں میں تمہیں اخروٹ و بادام خرید کر دیتا ہوں؟ (آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) اس نے مجھے غصے سے دیکھ کر کہا، اے نادان شخص کیا

ہم کھیل کود و تماشوں کیلئے پیدا کئے گئے ہیں؟ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں نے اس سے کہا تو پھر ہم کس لیے پیدا کئے گئے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اورعلمِ دین حاصل کرنے اور اس پرعمل کرنے کیلئے پیدا کیے گئے ہیں۔ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں، میں نے اس سے کہا، اللہ تعالیٰ تجھے مزید برکت عطا فرمائے، بیٹا تو مجھے دانا وعقل مند معلوم ہوتا ہے، لہٰذا مجھے مختصری نصیحت کر، آپ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس نے چند اشعار پڑھے۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے (1) میں دنیا کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ جلدی سے اپنا سامان اکٹھا کر رہی ہے (2) نہ یہ کسی زندہ کے لیے باقی رہے گی اور نہ ہی کسی زندہ نے اس میں رہنا ہے (3) گویا موت اور اس کا حادثہ انسان کے لیے دو گھوڑے ہیں جو تیز دوڑنے والے ہیں (4) لہٰذا اس دنیا سے دھوکہ کھانے والے، ذرا سوچ اور اس سے کنارہ کشی اختیار کر۔ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر اس بچے نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا، اور اس وقت اس کے چہرے پر آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی اور وہ کہہ رہا تھا: اے وہ ذات، جس کے ہاں ہماری عاجزی ہے، اے وہ ذات جس پر ہمارا سہارا ہے، اے وہ ذات جو کوئی تجھ سے اُمید رکھتا ہے تو اسے نامراد نہیں لوٹاتا بلکہ اس کی اُمید کو پورا فرما دیتا ہے، اس کے بعد آپ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس چھوٹے سے بچے نے یہ کہا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا، میں نے اسے اُٹھایا اور اس کے چہرے سے مٹی کو جھاڑا اور اسے اپنی گود میں سُلا لیا، جب اس نے آنکھ کھولی اور ہوش میں آیا تو میں نے اس سے پوچھا: بیٹا تجھے کیا ہو گیا ہے، آخر تجھے اتنا خوف کیوں ہے؟ ابھی تو تُو بچہ ہے تیرے ذمہ کوئی گناہ بھی نہیں ہے، اس نے جواب میں کہا: اے شخص تم کیا کہہ رہے ہو، میں اپنی والدہ کو دیکھتا ہوں کہ جب وہ آگ جلاتی ہے تو پہلے چھوٹی چھوٹی

لکڑیوں کو آگ لگاتی ہے پھر بڑی لکڑیوں کو، میں اس لئے خوف وڈر میں مبتلا ہوں کہ قیامت کے دن کہیں ہم چھوٹے بچوں سے ہی نہ آگ سلگائی جائے اور خدا نہ کرے میں ان میں سے ہوں۔ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں نے کسی شخص سے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے؟ تو اُس نے کہا: یہ حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) کی اولاد میں سے ہے۔ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد کہا کہ جب درخت باکمال ہیں تو ان کے ثمر (پھل) کیوں نہ ایسے ذی جوہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے اور اس کے آباؤ اجداد سے نفع بخشے۔ آمین

(تفسیر روح البیان جلد 7 پارہ 18 صفحہ 141)

موضوع :75

﴿نیک لوگوں کو تجارت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی﴾

(82) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ؀

ترجمہ: ”وہ مرد جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں، جس میں اُلٹ پلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں“۔ (پارہ 18 سورۃ نور آیت 37)

تفسیر:۔ امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: بعض مفسرین (رحمہم اللہ المبین) نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت میں ان نیک لوگوں کی طرف اشارہ ہے کہ اُن میں سے جو لوہار ہوتا تھا وہ اگر ضرب (یعنی چوٹ) لگانے کے لیے ہتھوڑا اُوپر اُٹھائے ہوئے ہوتا اور اسی حالت میں اذان کی آواز پہنچتا تو اب ہتھوڑا لوہے وغیرہ پر مارنے کی

بجائے فوراً رکھ دیتا، نیز اگر موچی (یعنی چمڑا سینے والا) سوئی چمڑے میں ڈالے ہوئے ہوتا اور جوں ہی اذان کی آواز اس کے کانوں میں پڑتی تو سوئی کے باہر نکالے بغیر چمڑا اور سوئی وہیں چھوڑ کر بلا تاخیر مسجد کی طرف چل پڑتا۔ امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں یعنی اٹھے ہوئے ہتھوڑے کی ایک ضرب لگا دینا یا سوئی کو دوسری طرف نکالنا بھی اُن کے نزدیک تاخیر میں شامل تھا حالانکہ اس میں وقت ہی کتنا لگتا ہے (کیمیائے سعادت صفحہ 261)
حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں کہ وہ ایسے لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے اور خرید و فروخت کرتے تھے لیکن جب نماز کیلئے اذان سنتے تو جو چیز بھی ان کے ہاتھوں میں ہوتی اسے پھینک دیتے اور مسجد کیلئے اُٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے۔ اور تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ آپ (رضی اللہ عنہما) کا ایک قول یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد پانچ نمازیں ہیں یعنی تجارت اور بیع انہیں فرض نماز سے غافل نہیں کرتی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 496۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 147)
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے وہ ہمیں بھی ان لوگوں کی طرح بنادے کہ جب ہم بھی اذان کو سنیں تو نماز کی تیاری شروع کر دیں اور باجماعت نماز ادا کریں۔ (آمین)

میں پانچوں نمازیں پڑھوں باجماعت ہو توفیق ایسی عطا یاالٰہی
میں پڑھتا رہوں سنتیں وقت پر ہی ہوں سارے نوافل ادا یاالٰہی
دے شوقِ تلاوت دے ذوقِ عبادت رہوں باوضو میں سدا یاالٰہی

موضوع :76

﴿مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کا وبال﴾

(83) اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ o

ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے تو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

(پارہ 18 سورۃ نور آیت 19)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ یاد رکھیئے، کہ الفاحشۃ کا معنیٰ بے حیائی اور بدکاری ہے اور بے حیائی کی جھوٹی خبر کی اشاعت بھی بے حیائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو عذابِ الیم کا باعث فرمایا ہے، نیز اس آیت میں فرمایا: مسلمانوں میں فحاشی کو پھیلانے سے محبت کرنا بھی موجبِ عذاب (یعنی عذاب کا سبب) ہے اس سے معلوم ہوا کہ دل کے افعال پر بھی عذاب ہوتا ہے، کفر اور نفاق بھی دل کا فعل ہے اور حسد، کینہ اور بخل بھی دل کے افعال ہیں اور گناہ کا عزمِ مُصَمَّم (یعنی پکا ارادہ) کرنا بھی دل کا فعل ہے اور ان تمام افعال پر مواخذہ ہوتا ہے اور یہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ گناہ کے عزم اور اس کی نیت پر مواخذہ نہیں ہوتا صرف گناہ کے عمل پر مواخذہ ہوتا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔

(تبیان القرآن جلد 8 صفحہ 82)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے چند احادیثِ مبارکہ بیان فرمائی ہیں ان کو ملاحظہ فرمائیں:

☆مسلمانوں کے عیوب اوران میں بے حیائی پھیلانے والے کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جن کے سینے پر جب جہنم کے چابک (یعنی کوڑے) پڑیں گے تو اس سے جو آواز اُٹھے گی اسے تمام اہلِ جہنم سنیں گے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں، جو لوگوں کے عیوب بیان کر کے اور ان کی پردہ دری کرتے اور ان کی برائیوں کو پھیلاتے تھے۔ (تفسیر روح البیان جلد 7 پارہ 18 صفحہ 169)

(2) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: بدکاری (اور بے حیائی کے کام) کرنے والا شخص اور اس کا ذکر عام کرنے والا شخص دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

(تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 100)

(3) حضرت ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بندوں کو اذیتیں نہ دو نہ انہیں (بلا وجہ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد) عار دلاؤ اور نہ بے پردگی کی جستجو کرو اور وہ آدمی جو اپنے مسلمان بھائی کی بے پردگی کی خواہش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی بے پردگی چاہے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 467۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 100)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں بے حیائی کو پھیلانا اور اپنے مسلمان بھائیوں کے عیوب و برائیوں کو بلا وجہ شرعی لوگوں کے سامنے بیان کرنا، کس قدر شریعت کو ناپسند ہے، اس احادیثِ مبارکہ سے فلمیں، ڈرامے، گانوں کے البم بنانے والے اور فلموں، ڈراموں، گانوں وغیرہ کی VCDs اور کیسٹ فروخت کرنے والے عبرت حاصل کریں کہ ان چیزوں کی وجہ سے ہی آج مسلمانوں میں بے حیائی کثرت سے پھیل رہی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کا ذریعہ مت بنیں اور بلا وجہ شرعی

مسلمانوں کے عیوب و برائیاں لوگوں کے سامنے بیان نہ کریں۔

☆ مسلمانوں کے عیوب چھپانے کے فضائل کے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ دنیا میں کسی بندے کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6537 صفحہ 423)

(2) حضرت سیدنا ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے بھائی کے راز کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے راز (اور عیوب لوگوں میں) ظاہر کردے گا یہاں تک کہ وہ اپنے ہی گھر میں رُسوا ہو جائیگا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 2535 صفحہ 144)

(3) حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کی تو گویا اس نے قبر میں زندہ گاڑی ہوئی بچی کو زندہ کردیا۔

(الترغیب والترہیب کتاب الحدود جلد 2 صفحہ 184۔ صحیح ابن حبان جلد 1 حدیث 518 صفحہ 367)

(4) حضرت ابوسعید خُدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیب کو دیکھ لے اور اس کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس پردہ پوشی کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(الترغیب والترہیب کتاب الحدود جلد 2 صفحہ 184۔ المعجم الکبیر جلد 17 حدیث 795 صفحہ 288)

77: موضوع

﴿حضور ﷺ کی مثل کوئی نہیں﴾

(84) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ؕ

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو، جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو“۔ (پارہ 18 سورۃ النور آیت 63)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں عام بشر اور نبی کے ساتھ کلام کرنے میں واضح فرق بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح عام انسانوں کو اپنے جیسا بشر جان کر اسے بڑا بھائی وغیرہ کہہ کر پکارتے ہو، رسول اللہ ﷺ کو اس طرح مت پکارو کیونکہ رسول اللہ ﷺ عام بشر یا محض بشر نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ اور عام بشر میں بہت فرق ہے۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے آپ ﷺ کے بے مثل ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے لہٰذا یہاں پر آپ ﷺ کے بے مثل و بے مثال ہونے کے ثبوت میں مزید قرآن پاک کی آیات و احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضور ﷺ کے بے مثل و بے مثال ہونے کے ثبوت میں قرآن پاک کی آیات و احادیثِ مبارکہ •

(1) وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ ؕ ترجمہ: اور کسی آدمی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔ (پارہ 25 سورۃ شوریٰ آیت 51)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے عام بشر اور نبی کے درمیان یہ فرق بیان فرمایا کہ عام بشر کے اندر اتنی طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو سکے جبکہ اللہ تعالیٰ کا نبی اس سے ہم کلام ہوتا ہے اور نبی کے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں بیان فرمائیں کہ نبی یا تو براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے یا پردہ کے پیچھے یا بذریعہ فرشتے کے، جیسا کہ حضور ﷺ نے اپنے رب (عزوجل) سے براہ راست کلام فرمایا پردہ کی اوٹ میں فرشتہ کے واسطے سے بھی اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا لہٰذا ثابت ہوا کہ عام بشر اور نبی میں بہت فرق ہے اور کوئی نبی محض بشر نہیں ہوتا جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا۔

(2) سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ○

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت دے رکھی ہے کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت 1)

تیرا مسندناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہردو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اس آیتِ مبارکہ میں بھی حضور ﷺ کی شان بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو راتوں رات معراج کرائی اور آپ ﷺ سے عرش پر ہم کلام ہوا اور اپنے دیدار سے مشرف کیا اس سے ثابت ہوا کہ یقیناً آپ ﷺ بے مثل بشر ہیں کیونکہ کسی اور کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی

کوئی مثلِ مصطفیٰ ﷺ کا نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا
کسی اور کا یہ رُتبہ نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

(3) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: متواتر روزے نہ رکھو، صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا کہ آپ ﷺ تو صوم وصال رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں یا آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے حضور رات اس حال میں گزارتا ہوں کہ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم جلد 1 حدیث 1829 صفحہ 744)

قارئین کرام! حضور ﷺ نے یہ ارشاد اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ وصال کے روزے رکھ رہے تھے تو صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے بھی آپ ﷺ کی پیروی میں مسلسل روزے رکھنے شروع کر دیئے تو ان پر کمزوری غالب آئی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا دشوار ہو گیا۔ جماعت میں کمی کو دیکھ کر حضور ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو معلوم ہوا کہ صوم وصال کی وجہ سے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کمزور ہو گئے ہیں اور جماعت میں شامل ہونا دشوار ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے اپنی حقیقت بیان فرماتے ہوئے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) پر واضح فرمایا کہ خبردار تم میری مثل نہیں ہو سکتے کہ وصال کے روزے رکھو۔

نیز اس حدیثِ مبارکہ میں حضور ﷺ نے خود اپنے بے مثل ہونے کا اعلان فرمایا اور صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے بھی آپ ﷺ کو بے مثل تسلیم کیا یہی وجہ تھی کہ ساری زندگی کسی صحابی نے آپ ﷺ کو اپنے جیسا بشر یا اپنا بھائی نہیں کہا۔

(4) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان فرماتے ہیں مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو (کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی بانسبت) آدھا ثواب ملتا ہے۔ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سرِ اقدس پر رکھا

تو آپ ﷺ نے دریافت کیا، اے عبداللہ بن عمرو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو نصف (آدھا) ثواب ملتا ہے جبکہ آپ ﷺ خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات ٹھیک ہے لیکن میں تمہاری مثل نہیں ہوں (یعنی اجر و ثواب کے عام اصولوں کا اطلاق میری ذات پر نہیں ہوتا)۔

(صحیح مسلم جلد 1 کتاب صلوۃ المسافرین وقصرہا حدیث 1712 صفحہ 527)

قارئین کرام! آپ ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ نبی کو اپنی طرح سمجھنے والوں کی خودساختہ توحید پر کالا دھبہ ہے لہٰذا وہ اگر اپنی خودساختہ توحید کو حقیقی توحید میں بدلنا چاہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کو اپنی طرح کہنا اور سمجھنا چھوڑ دیں کیونکہ نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے کسی نبی کی اَدنیٰ توہین یا تکذیب کُفر ہے۔

(5) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف تک بھی نہیں کیا، کسی کام کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا، حضور ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوش خلق تھے۔ میں نے اُون اور ریشم سے مخلوط اور محض ریشمی کپڑے کو بھی آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا، میں نے مُشک اور عطر کو بھی حضور ﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا۔ (ترمذی شریف جلد 1 باب البر والصلتہ حدیث 2083 صفحہ 932)

قارئین کرام! جس طرح حضور ﷺ کا چہرہ بے مثل و بے مثال ہے اسی طرح آپ ﷺ کا کردار بھی بے مثل ہے آپ ﷺ کے دستِ مبارک بھی بے مثل ہے، آپ ﷺ کا مبارک پسینہ بھی بے مثل ہے، الغرض کہ پورا وجود مصطفیٰ ﷺ بے مثل ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی

موضوع :78

﴿بُری صحبت کے نقصانات﴾

(86,85) یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ٥ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ٥

ترجمہ: ''ہائے افسوس! کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے''۔

(پارہ 19 سورۃ الفرقان آیت 29,28)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (کہ انسان قیامت کے دن کہے گا) ہائے افسوس! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا، بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے۔

قارئین کرام! اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی کافر، بے دین، اور بد مذہب، فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا، انکی صحبت اختیار کرنا سخت منع ہے۔

(تبیان القرآن جلد 8 صفحہ 235۔خزائن العرفان صفحہ 652)

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ دنیا میں اچھے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور بُرے لوگوں کی صُحبت اختیار کرنے سے بچے۔

☆دوستی وصُحبت کے متعلق قرآن پاک کی آیات

(1) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ ۝ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ (پارہ 28 سورۃ الممتحنۃ آیت 1)

(2) وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۝ اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔

(پارہ 15 سورۃ کہف آیت 28)

(3) فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝ تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔

(پارہ 27 سورۃ نجم آیت 29)

ان آیاتِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ کافروں، فاسقوں و فاجروں کی صُحبت سے دور رہو۔

☆دوستی وصحبت کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ دیکھے، کس کو دوست بنا رہا ہے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 261 صفحہ 116)

(2) حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھے بُرے ساتھی (دوست) کی مثال مُشک کے اُٹھانے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے، مُشک (یہ ایک بہترین خوشبو کا نام ہے) اُٹھانے والا یا تو تجھے ویسے ہی دے دے گا یا تو اس سے کچھ خریدے گا اور یا تو اس سے اچھی خوشبو پائے گا اور بھٹی دھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6635 صفحہ 447)

(3) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بُرے مصاحب (یعنی ساتھی و دوست) سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ پہچانا جائے گا یعنی جیسے لوگوں کے پاس انسان کی نشست و برخاست ہوتی ہے، (یعنی اُٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے) تو لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں۔ (کنز العمال جلد 9 حدیث 24839 صفحہ 19)

(4) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: اے انسان، فاسق و فاجر شخص سے دوستی اور اسکی صُحبت اختیار نہ کر کہ وہ اپنے فعل (یعنی کام) کو تیرے لیے مزین کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور وہ اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ (یعنی شرم و عار کا باعث) ہے اور احمق (و نادان) شخص کی بھی صُحبت اختیار نہ کر کہ وہ اپنے آپ کو بھی مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے بھی نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا لیکن نقصان پہنچا دے گا، ایسے شخص کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے اور اسکی دوری نزدیکی سے بہتر ہے (مزید فرمایا کہ) کذاب (یعنی جھوٹے شخص) کی بھی صحبت اختیار نہ کر کہ اس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہیں دے گی یہ تیری بات کو دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی بات تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔

(کنز العمال جلد 9 حدیث 25571 صفحہ 75)

(5) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی، یارسول اللہ ﷺ ہمارے لیے کونسا ہم نشین (ساتھی، دوست) زیادہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو دیکھنے سے تمہیں اللہ یاد آئے اور جس کی گفتگو سے

تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

(مجمع الزوائد جلد 10 حدیث 17686 صفحہ 389۔تبیان القرآن جلد 8 صفحہ 236)

(6) حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے علاوہ کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور متقی (یعنی نیک و پرہیزگار) کے سوا اور کوئی شخص تمہارا کھانا نہ کھائے۔یعنی گھر میں کھانے کے لیے صرف متقی (نیک و پرہیزگار شخص) ہی کو بلاؤ۔ (سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 1405 صفحہ 517)

(تفسیر روح البیان جلد 7 صفحہ 20۔تبیان القرآن جلد 8 صفحہ 236)

(7) حدیثِ پاک:۔انسان کا اچھا دوست وہ ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ اس کی مدد کرے اور جب وہ بھول جائے تو اسے یاد دلائے۔

(جامع الصغیر حدیث 3999 صفحہ 244)

☆ دوستی وصحبت کے متعلق بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) کے فرامین

(1) حضرت مجاہد (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کوئی شخص نہیں مرتا مگر اس کے اہلِ مجلس (یعنی جن لوگوں کی صحبت میں یہ بیٹھا کرتا تھا) اس پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ (یعنی مرنے والا) اہلِ ذکر (یعنی نیک لوگوں میں) سے ہوتا ہے تو اہلِ ذکر اور اگر کھیل کود والوں میں سے ہوتا ہے تو کھیل کود والے پیش کیے جاتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 3 حدیث 4115 صفحہ 324)

(2) حضرت مالک بن دینار (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جس شخص کی صحبت تمہیں دینی فائدہ نہ پہنچائے تو تم اس کی صحبت سے بچتا کہ تم محفوظ و سلامت رہو۔

(کشف المحجوب صفحہ 483)

(3) حضرت مالک بن دینار (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: متقیوں (یعنی نیک و پرہیزگار لوگوں) کی صحبت اختیار کرو اگرچہ اس میں تمہیں پتھر ہی ڈھونے پڑیں کہ یہ بہتر ہے اس سے کہ تم فاسقوں کی صحبت اختیار کرو اور اس میں تمہیں اگرچہ حلوے کھانے کو ملیں۔

(تفسیر روح البیان جلد 7 صفحہ 20)

(4) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: بُرے لوگوں کی صحبت سے بچو کیونکہ بُرائی بہت جلد بُرائی سے مل جاتی ہے۔ (فیضان حدیث صفحہ 48)

(5) حضرت مولانا جلال الدین رومی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

صُحبتِ صالح تُرا صالح کُند　　　صُحبتِ طالح تُرا طالح کُند

یعنی اچھے لوگوں کی صُحبت تجھے اچھا بنادے گی اور بُرے لوگوں کی صحبت تجھے بُرا بنادے گی۔

☆ جیسی صحبت ویسی عادت

محدث جلیل حضرت امام نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جو شخص آٹھ (8) قسم کے لوگوں کی صُحبت اختیار کرے گا تو اس میں آٹھ (8) قسم کے وصف زیادہ ہوں گے۔

(1) جو شخص امیر و رئیس لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو اس میں غرور و تکبر اور سنگدلی بڑھ جائے گی۔ (2) جو شخص مالداروں کی صُحبت میں بیٹھے گا تو اس میں حرص اور دنیا کی محبت زیادہ بڑھ جائے گی (3) جو شخص عورتوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو اس میں جہالت اور شہوت زیادہ بڑھ جائیگی (4) جو شخص لڑکوں کی صحبت میں رہے گا تو اس میں کھیل کود اور مسخرہ پن بڑھ جائے گا (5) جو شخص فاسقوں، فاجروں، بدکاروں کی صحبت میں بیٹھے گا تو اس میں گناہ کرنے کی دلیری بڑھ جائے گی اور ایسا شخص توبہ کو ہمیشہ ٹالتا رہے گا (6) جو شخص نیک

لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو اس میں عبادت اور دیگر نیک اعمال کرنے کی رغبت پیدا ہوگی
(7) جو شخص درویش لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا اس میں شکر ورضا کی خوبی بڑھ جائے گی
(8) جو شخص علماء کی صحبت میں بیٹھے گا تو اس میں علم و پرہیز گاری زیادہ ہوگی اور ہمیشہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف رہے گا۔ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 406۔تنبیہ الغافلین صفحہ 427)

☆ دوستی و صُحبت کے متعلق دو حکایت

(1) حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی (رحمتہ اللہ علیہ) گلستانِ سعدی میں فرماتے ہیں: ایک روز خوشبو والی مٹی حمام میں مجھے ایک دوست کے ہاتھوں سے ملی، میں نے اس مٹی سے کہا تو مُشک ہے یا عنبر، کہ تیری دلکش خوشبو نے مجھے مست و بے خود کر دیا ہے، (یہ سُن کر مٹی نے کہا) میں تو حقیر مٹی تھی لیکن ایک مدت تک میں پھولوں کی صُحبت میں رہی پس ہمنشیں کے جمال نے مجھ پر اثر کیا (کہ میں خوشبو دار ہوگئی) ورنہ میں تو وہی خاک و مٹی ہوں جو پہلے تھی۔ (گلستان سعدی صفحہ 6)

(2) حضرت مولانا جلال الدین رومی (رحمتہ اللہ علیہ) مثنوی شریف میں بُری صُحبت کا نقصان سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اِتفاقاً ایک ندی کے کنارے پر ایک چوہے کی مینڈک سے ملاقات ہوگئی اور دونوں میں دوستی ہوگئی، چوہے نے کہا کہ کبھی ملنے کو دل چاہے تو آپ پانی کی گہرائی میں ہوتے ہیں جہاں آواز بھی نہیں پہنچ سکتی تو پھر تمہیں اطلاع کس طرح ہوگی، کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ آخر طے یہ پایا کہ ایک دھاگہ کا سرا چوہے کے پاؤں میں اور دوسرا سرا مینڈک کے پاؤں میں باندھ دیا جائے تا کہ اس سے ضرورت اطلاع کی ترکیب ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، ایک دن اچانک کوّے نے چوہے کو جھپٹا مارا اور اس کو مُنہ میں لے کر اُڑا تو مینڈک بھی دھاگے میں بندھا ہونے کے سبب اس

کے ساتھ کھنچا کھنچا ہوا میں چلا جا رہا تھا تو مینڈک نے کہا کے یہ چوہے جیسے ناجنس (یعنی نالائق) سے دوستی کی سزا ہے، معلوم ہوا، ناجنسوں (نالائقوں) اور بُری صُحبتوں کے سبب بہت آفات پہنچتی ہیں۔ (مثنوی دفتر ششم صفحہ 285)

قارئین کرام! اگر ایک انسان کی صُحبت اچھی ہو، اسکے دوست نیک و پرہیز گار ہوں تو وہ بھی نیک و پرہیز گار بن جائے گا کیونکہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے انسان جیسی صُحبت میں اُٹھتا بیٹھتا ہے تو اس کے اندر اُسی کی طرح کی عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ جیسی صُحبت ہوگی ویسا ہی اس کا رنگ انسان پر چڑھے گا، ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ نیک لوگوں کی صُحبت میں بیٹھیں اور بُرے لوگوں کی صُحبت میں بیٹھنے سے بچیں۔

☆ نوجوان نسل میں بگاڑ پیدا ہونے کی بنیادی وجہ

قارئین کرام! یاد رکھیئے، آج کل نوجوان نسل میں جو زیادہ بگاڑ پیدا ہو رہا ہے اس کی بنیادی وجہ ان کا بُرے لوگوں کی صُحبت میں اُٹھنا بیٹھنا ہے۔ اور اس بات کا تجربہ بارہا ہو رہا ہے کہ بُری صحبت میں اُٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے انسان وہ وہ گناہ کر گزرتا ہے جو کہ وہ اکیلا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہر ایک انسان کو بُری صحبت سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیک لوگوں کی صُحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بُرے لوگوں کی صُحبت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

79: موضوع

﴿نیک بندوں کے افعال﴾

(88,87) وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝

ترجمہ: ''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل بحث کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں، بس سلام اور وہ لوگ جو اپنے رب کے حضور سجدہ اور قیام میں رات گزار دیتے ہیں''۔ (پارہ 19 سورۃ الفرقان آیت 63،64)

تفسیر:۔ آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ زمین پر آہستگی سے چلتے یعنی اکڑتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے نہیں چلتے اور جب ان سے جاہل بحث کرتے ہیں تو وہ ان سے بحث نہیں کرتے بلکہ انہیں فقط سلام کہہ دیتے ہیں۔ حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اہلِ ایمان ایسے لوگ ہیں جن کے کان، آنکھیں اور دیگر اعضاء تواضع و عاجزی اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ جاہل انہیں مریض گمان کرتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں ہوتے، بخدا وہ صحت مند ہوتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے جو دوسروں کے دلوں میں نہیں ہوتا ہے اور آخرت کے متعلق ان کا علم انہیں دنیا اور اس کی آسائشات سے باز رکھتا ہے۔ یہ لوگ قیامت کے دن کہیں گے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم سے غم کو دور کیا۔ بخدا انہیں دنیا کا غم نہیں ستاتا بلکہ انہیں ہر وقت آخرت کا دھڑکا

ہے اور حصولِ جنت کیلئے کوئی کام ان کے اُوپر بھاری نہیں ہوتا لیکن آتشِ جہنم
انہیں رُلاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے صبر دلانے سے بھی صبر نہیں کرتا اس کا نفس
کا شکار ہو کر دنیا میں بکر پڑتا ہے اور جو شخص کھانے پینے کو ہی اللہ تعالیٰ کی نعمت
ہے تو وہ کم علم اور عذاب میں گھرا ہوتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 546۔ تفسیر طبری جلد 19 صفحہ 34)

بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا** اور جب
جاہل بحث کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں بس سلام، یعنی جب جاہل لوگ حماقت اور بے
مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں سے نازیبا اور بُری بات کرتے
ان کے مقابلہ میں جواب نہیں دیتے بلکہ درگزر کرتے ہیں، اور انہیں معاف کر دیتے
اپنی زبان پر کلمہ خیر کے سوا کوئی اور بات نہیں لاتے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا معمول
جوں جوں جاہل حماقت سے پیش آتا۔ تو آپ ﷺ اِسی قدر حلم اور بردباری کا مظاہرہ
جیسا کہ قرآن پاک میں ہے **وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ** اور جب وہ کسی
بات کو سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (پارہ 20 سورۃ قصص آیت 55)

نبی کریم ﷺ کے سامنے کسی شخص نے دوسرے کو گالی دی تو اس نے جواب میں کہا
سلام ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں کے درمیان ایک فرشتہ موجود تھا جو تیری
گالی دینے والے کو جواب دے رہا تھا، جب بھی یہ شخص مجھے گالی دیتا فرشتہ اسے
کہتا تو ایسا ہے اور تو ہی اس کا مستحق ہے اور جب تو اس شخص کے لیے کہتا تھا کہ
ہو تو فرشتہ کہتا کہ اس پر نہیں بلکہ تجھ پر سلامتی ہو اور تو ہی سلامتی کا مستحق ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 546)

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ○ اور
جو اپنے رب کے حضور سجدہ اور قیام میں رات گزار دیتے ہیں۔ امام حسن بصری (رضی اللہ
عنہ) اس کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے دن کے وقت لوگوں
درمیان رہتے ہیں اور رات کے وقت اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام کرتے ہیں
کے اور ان کے رب کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 6
قارئین کرام! امام جلال الدین سیوطی (رحمتہ اللہ علیہ) نے ان آیاتِ مبارکہ کے تحت
ایک روایت لکھی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں، اے ابن آدم
تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچ تو تُو عابد (یعنی عبادت گزار) بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ
تیرے حق میں جو مقدر کیا ہے اس پر راضی ہو جا تو تُو غنی ہو جائے گا۔ لوگوں میں
تیرے پاس رہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کر تو تُو (کامل) مسلمان ہو جائے گا۔
کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کر جیسا تو پسند کرتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ معاملہ کریں تو تُو
کرنے والا ہو جائیگا۔ (مزید فرماتے ہیں) اور زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل
ڈالتا ہے۔ اور کچھ لوگ تھے جو زیادہ مال جمع کرتے، مضبوط عمارتیں بناتے، لمبی اُمید
رکھتے تھے، وہ آج کہاں ہیں، ان کی جماعتیں ہلاک ہو گئیں۔ ان کا عمل دھوکہ بن گیا
کے مکانات قبریں بن گئے، اے ابن آدم، تو اپنے عمل کے بدلے میں گروی رکھا گیا
تجھے اجل (یعنی موت) کے پورے ہونے پر اپنے رب کے حضور پیش کیا جائیگا۔
تیرے ہاتھ میں ہے اسے آنے والے دنوں کے لیے لے لے جو کہ موت کے بعد
والے ہیں، کہ وہ تیرے لیے بھلائی لائے گا، اے ابن آدم! اپنے قدموں سے زمین

یہ تیری قبر کے قریب ہے، جب سے تو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے مسلسل اپنی ختم کرنے میں لگا ہوا ہے، اے ابنِ آدم، لوگوں کے ساتھ میل جول بدن کے ساتھ رکھ اپنے دل اور عمل سے ان سے علیحدہ رہ۔ (تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 216)

موضوع

﴿موت کی بقاء سب کے لیے نہیں﴾

(8) **کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ٥**

ترجمہ: "ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے"۔

(پارہ 21 سورۃ العنکبوت آیت 57)

تفسیر: اس آیتِ مبارکہ کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کہ اس آیت مبارکہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ ہر زندہ مخلوق کو موت ہے، خواہ وہ انسان ہو، جن ہو یا فرشتہ ہو اور ہر شے کو ماسوائے اللہ تعالیٰ کے فنا ہونا ہے خواہ جاندار ہو یا نہ ہو اس لیے یہاں نفس فرمایا، اور فنا ہونے کے ذکر پر نفس نہ فرمایا بلکہ ارشاد ہوا **کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ٥** زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔

(پارہ 27 سورۃ الرحمٰن آیت 26)

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ موت سب کو آنی ہے مگر موت کی بقاء سب کو نہیں، انبیاء و شہدا کو موت آنی ہے، پھر ان کی زندگی دائمی ہے اس لیے یہاں ذائقہ فرمایا۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ 822)

مسئلہ:۔ یاد رکھیئے! انبیاء کرام (علیہم السلام) کو بھی موت آنی ہیں لیکن صرف ایک آن کے لیے بھر کیلئے پھر پہلے ہی کی طرح انبیاء کرام (علیہم السلام) کی ارواح ان کے جسموں

میں لوٹا دی جاتی ہیں، ہر انسان کی روح زندہ رہتی ہے مگر انبیاء کرام (علیہم السلام) کے مبارک جسم بھی سلامت رہتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اَجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی کے بعد ان کی حیات مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

☆حیاتِ انبیاء (علیہم السلام) کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں معراج کی رات جب موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل جلد 3 حدیث 6107 صفحہ 7

(2) حضرت اَوس بن اَوس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھائے، اور اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

(سننِ ابوداوٗد جلد 1 حدیث 1034 صفحہ 399۔ سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 1626 صفحہ 1

(3) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔

(مسند ابو یعلیٰ جلد 6 حدیث 3425 صفحہ

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ جب ہر نبی زندہ ہیں تو پھر ہمارے پیارے آقا ﷺ بدرجہ اولیٰ زندے ہوں گے کیونکہ آپ ﷺ تو تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کے سردار ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

(4) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیر و سیاحت کرتے رہتے ہیں، وہ میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ اور میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم حدیثیں بیان کرتے ہو اور تمہارے لیے حدیث بیان کی جاتی ہے۔ اور میرا اِس دنیا سے پردہ فرما جانا بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں میں تمہارا جو نیک عمل دیکھتا ہوں تو اِس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور جب میں تمہارا بُرا عمل دیکھتا ہوں تو اِس پر تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ (المسند البزار جلد 1 حدیث 845)

قارئین کرام! اس حدیثِ پاک سے بھی یہ معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ حیات ہیں تبھی تو ہمارے اعمال آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں، اور آپ ﷺ ہمارے لیے دعا فرماتے ہیں۔

حضرت سلمیٰ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں: میں حضرت ام سلمیٰ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور سرِ انور گرد آلود تھے میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے؟ فرمایا میں ابھی حُسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔

(ترمذی شریف جلد 2 باب المناقب حدیث 1760 صفحہ 731)

سرکا ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں ابھی حضرت امام حُسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میں شریک ہوا ہوں اس بات کی طرف دلالت کرتا ہے کہ آپ بعداز وصال حاضر و ناظر ہیں کیونکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کیلئے حیات کی ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضور

ﷺ وصال کے بعد بھی اپنے رب عزوجل کی عطا کی ہوئی طاقت سے جب چاہیں اور جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

81: موضوع

﴿رزق کی تنگی و فراخی﴾

(90) اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ o

ترجمہ: ''اللہ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''۔

(پارہ 21 سورۃ العنکبوت آیت 62)

تفسیر:۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کیلئے رزق چاہتا ہے، رزق کشادہ کردیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے، چاہے وہ مومن ہو یا کافر اور یا جسے چاہتا ہے مالدار کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے غریب کردیتا ہے یا ایک ہی بندے کو جب چاہتا ہے امیر کردیتا ہے اور جب چاہتا ہے غریب کردیتا ہے۔

حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو رزق میں وسعت دیتا ہے تاکہ وہ دھوکہ کھائیں اور قیامت میں سزا پائیں اور اپنے دوستوں کو رزق کی تنگی میں مبتلا فرماتا ہے، یہ اسکی شفقت و رحمت ہے۔ اور مبارکباد کا مستحق ہے وہ خوش بخت انسان جس پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو غریب وفقیر کرتا ہے ان پر نظر کرم فرماتے ہوئے اور دشمنوں کو امیر کرتا ہے ان پر قہر فرماتے ہوئے لہٰذا کافر کی امیری قہر ہے اور مومن کی غریبی وفقیری رحمت ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے، یعنی اسے معلوم ہے کہ رزق کی کشادگی کا مستحق کون ہے تو پھر اس کے لیے فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے جانتا ہے کہ یہ تنگ روزی کا حقدار ہے تو پھر اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے اور یہ بھی اسے معلوم ہے کہ یہ وقت فلاں بندے کے لیے رزق فراخ کرنے کا اور فلاں کے لیے رزق تنگ کرنے کا ہے، اس میں حکمت و مصلحت ہے اور وہ ہر کام ہزاروں حکمتوں اور مصلحتوں کے تحت جب چاہتا ہے کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا بندوں کو امیر و غریب رکھنے میں حکمت

حدیث قدسی میں ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بہت سے بندے ہیں جنہیں میں غنی رکھتا ہوں اگر انہیں تھوڑی دیر کیلئے تنگدست کروں تو اس سے ان کا ایمان خراب ہونے لگتا ہے اور میرے بہت سے بندے فقر و فاقہ کے لائق ہوتے ہیں اور اسی سے ہی ان کا ایمان کامل رہتا ہے اگر میں انہیں دولت مند بنا دوں تو اس سے ان کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 8 پارہ 21 صفحہ 42)

تفسیر روح البیان میں مزید ہے کہ رزق انسان کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے، لیکن یہ انسان ہے جو حرام و حلال کی تمیز کیے بغیر ذخیرہ اندوزی میں لگا ہوا ہے اسے نہ رزق کی حقیقت کی طرف دھیان ہے نہ ہی اپنی موت کو سمجھتا ہے کیونکہ بہت سے انسانوں کا ذخیرہ (جمع) کیا ہوا، یہیں رکھا رہ جاتا ہے اور وہ عالم برزخ کی طرف کوچ کر جاتا ہے پھر (اپنے اور غیر سب) لوگ اس کا جمع کیا ہوا مال و دولت کھا جاتے ہیں، بلکہ ایسے لوگ بھی اس کے مال و دولت کے مالک بنتے ہیں، جنہیں وہ ایک آنکھ دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا، حدیث پاک میں ہے: حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کل کے لیے ذخیرہ مت کرو کیونکہ جیسے اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ہر لمحہ ہر سانس جدید نصیب ہوتا ہے، ایسے ہی رزق بھی روزانہ وہاں سے آتا ہے اور جیسے بندہ رزق کی تلاش میں پھرتا ہے، ایسے ہی موت اس کی تلاش میں رہتی ہے، اور ایک حدیثِ پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! رزق ازل سے تقسیم ہو کر مل رہا ہے تمہارے مقسوم (یعنی جو تمہارے مقدر میں لکھا گیا اس) میں کمی نہ ہوگی، نہ زیادتی، نہ ہی ایک کا رزق دوسرے کے پاس جائے گا (نہ ہی کسی کا تمہارے پاس آئے گا) البتہ تلاش تمہارے ذمہ لگائی گئی ہے، لیکن اسے اطاعت الٰہی کے تحت تلاش کرو، کیونکہ نافرمانی کے ساتھ تلاش کی گئی روزی تمہارے لیے سزا کا باعث بنے گی۔ (مزید فرمایا) قناعت میں فراخی ہے۔ اور اپنے رزق کے حصول اور خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرو کہ اسے کفایت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ زہد میں ہے اور زہد میں راحت ہے اور قیامت میں ہر عمل کا حساب ہوگا اور وہ وقت عنقریب آئیگا۔ (تفسیر روح البیان جلد 8 پارہ 21 صفحہ 44)

82: موضوع

﴿سب کو اللہ ہی روزی دینے والا ہے﴾

(91) وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ٥

ترجمہ: ''اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ایسے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں، اور وہی سنتا جانتا ہے''۔ (پارہ 21 سورۃ العنکبوت آیت 60)

تفسیر: مفسرینِ کرام (رحمہم اللہ السلام) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر فرماتے ہیں: تین جاندار ایسے ہیں جو رزق کو جمع کرتے ہیں۔

☆رزق جمع کرنے والے جاندار

(1) انسان (2) چوہا (3) چیونٹی ، یہ کھاتے کم ہیں لیکن فکر زیادہ کرتے ہیں، ان کے سوا کوئی جانور رزق جمع نہیں کرتا حالانکہ بعض جانور روزانہ بہت کھاتے ہیں، جیسے کہ ہاتھی، گینڈا، شارک مچھلی وغیرہ۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں ارشاد ہوا کہ اللہ روزی دیتا ہے اُنہیں اور تمہیں، یعنی جتنا تمہارے مقدر میں ہے وہ ضرور تمہیں پہنچے گا خواہ تم کسی جگہ بھی ہو، کیونکہ رزاق تم نہیں بلکہ ہم رزاق ہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسے توکل کرتے جیسے توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے ہی رزق عطا فرماتا ہے جیسے پرندوں کو عطاء فرماتا ہے کہ وہ صبح کو خالی پیٹ گھونسلوں سے نکلتے ہیں لیکن شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 226 صفحہ 105)

حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی ایسی شے نہیں ہے جو تمہیں جنت سے قریب کرنے والی ہو اور جہنم سے دور کرنے والی ہو مگر میں نے تمہیں اس کو کرنے کا حکم نہ دیا ہو اور کوئی ایسی شے نہیں ہے جو تمہیں جہنم کے قریب کرنے والی ہو اور جنت سے دور کرنے والی ہو مگر میں نے تمہیں اس سے منع نہ کیا ہو، بے شک روح القدس حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی جاندار اپنا رزق مکمل کرنے سے پہلے ہرگز نہیں مرے گا، خبردار اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی طلب میں میانہ روی پیدا کرو۔ رزق ملنے میں تاخیر ہونا تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں کے ذریعے اسے تلاش کرنے لگو، کیونکہ جو کچھ اللہ

تعالیٰ کے پاس ہے اسے صرف اور صرف اس کی اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 683)

نیز اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** ٥ اور وہی سنتا جانتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اقوال وافعال کو خوب سنتا اور جانتا ہے اور رزق کے معاملے میں جو توہمات تمہیں پیش آتی ہیں یا جو محض باتیں تمہارے دلوں میں آتی ہیں اللہ تعالیٰ اسے بھی جانتا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 7 پارہ 21 صفحہ 40۔ تفسیر مظہری جلد 7 صفحہ 315۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 485)

83: موضوع

﴿دنیا کی زندگی محض کھیل کود ھے﴾

(92) وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ٥

ترجمہ: ''اور دنیا کی یہ زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور بے شک آخرت کا گھر یہی اصل زندگی ہے، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے''۔ (پارہ 21 سورۃ العنکبوت آیت 64)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بے ثباتی کا ذکر فرمایا کہ دنیا کی زندگی محض لہو ولعب ہے اور آخرت کی زندگی کو ہی بقاء ودوام حاصل ہے۔

لہو کا معنیٰ ہے: وہ کام جو انسان کو کسی اہم کام سے غافل کر دے، موسیقی کے آلات کو ملاہی کہتے ہیں (کہ یہ بھی انسان کو غافل کر دیتے ہیں)۔

لعب کا معنیٰ ہے: عبث، فضول، بے کار اور بے مقصد کام۔

حیاتِ دنیا کو دنیا دو اعتبار سے کہا جاتا ہے، ایک یہ ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ہے

حیاتِ دنیا پہلی زندگی ہے اور حیاتِ آخرت دوسری زندگی ہے اور دُنیا کا معنیٰ اُولیٰ ہے یعنی پہلی زندگی اور دوسرا اعتبار یہ ہے کہ حیاتِ آخرت دور اور بعید ہے اور حیاتِ دنیا قریب ہے اور دنیا دُنُو سے بنا ہے پس دنیا کا معنیٰ قربیٰ ہے یعنی دنیا کی زندگی قریب ہے، اس میں ایک تیسرا اعتبار بھی ہے کہ دنیا، دنیٰ سے بنا ہے اور دنیٰ کا معنی ذلیل اور گھٹیا ہے اور دنیا آخرت کے مقابلہ میں ذلیل اور گھٹیا ہے اور آخرت افضل واعلیٰ ہے۔

(تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 114)

حضرت ابو جعفر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت زیادہ تعجب اس آدمی پر ہے جو دائمی زندگی والے گھر کی تصدیق کرتا ہے، جبکہ وہ دھوکے والے گھر (یعنی دنیا) کیلئے کوشش کرتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 434)

☆دنیا کے خسیس اور گھٹیا ہونے کے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک بازار سے گزرے، آپ ﷺ کے دونوں طرف لوگ تھے، آپ ایک چھوٹے کان والے مرے ہوئے بکری کے بچے کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: تم میں سے کوئی اس کو ایک درہم کے بدلے میں لینا پسند کرے گا؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ ہم اس کو کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کریں گے، اور ہم اس کا کیا کریں گے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے، صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، کہ بخدا اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو تب بھی اس میں عیب تھا کیونکہ اس کا ایک کان چھوٹا ہے، تو اب تو یہ مُردہ ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جس طرح یہ تمہارے نزدیک حقیر ہے، (اسی طرح) اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس

سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الزہد جلد 3 حدیث 7344 صفحہ 673)

(2) حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا، مچھر کے پَر کے برابر بھی قیمت رکھتی تو وہ کفار کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 201 صفحہ 97)

(3) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور اس کے جو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے اور عالم کے اور طالب علم کے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 203 صفحہ 98)

(4) حضرت مستورد بن شداد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال یوں ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی اُنگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ اس کی اُنگلی کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 204 صفحہ 98)

(5) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اُس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور اس کے لیے وہ جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔

(مشکوٰۃ شریف جلد 2 حدیث 4982 صفحہ 501)

(6) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا کو جب سے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اس وقت سے وہ گری ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس وقت سے اس پر نگاہِ رحمت نہیں فرمائی۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 347)

(7) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں دنیا و مافیہا دکھاؤں، میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ ضرور دکھایئے، تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ طیبہ کے ایک جنگل میں تشریف لے گئے جہاں مُردہ آدمیوں کی کھوپڑیاں اور نجاست اور چیتھڑے اور ہڈیاں پڑی تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ، دیکھو، یہ ان لوگوں کی کھوپڑیاں ہیں جو دنیا کی حرص کیا کرتے تھے جیسے تم کرتے تھے ہو اور یہ اسی طرح کھانا کھاتے تھے جس طرح تم لوگ کھاتے ہو، لیکن اب ان کی یہ حالت ہے کہ صرف ہڈیاں رہ گئیں جن پر کھال کا نشان تک نہیں، اور کچھ روز میں یہ بھی بالکل خاک ہو کر مٹی میں مل جائیں گی اور یہ نجاست وہی انواع واقسام کی غذائیں ہیں جن کو ان لوگوں نے طرح طرح کے مکر و فریب کرکے حاصل کیا تھا اور پھر پاخانے کی راہ سے نکال ڈالا تھا، اب یہ حال ہے کہ لوگ اس سے پرہیز کرتے ہیں اور اس کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے، اور یہ چیتھڑے ان لوگوں کے لباس ہیں جن سے یہ اپنے جسموں کی آرائش کرتے تھے، اور اب یہ عالم ہے کہ ہوائیں ان کو اُڑائے پھرتی ہیں اور یہ ہڈیاں ان لوگوں کے چوپایوں کی ہیں جن پر یہ سوار ہو کر شہروں کا سفر کیا کرتے تھے۔ (پھر فرمایا) یہ عبرتناک تماشہ دیکھ کر جو شخص دنیا کی نیرنگی پر رونے والا ہو تو اسے رونا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں جب تک ہم وہاں سے نہ ہٹے۔ آپ ﷺ یہی فرماتے رہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 346۔ تذکرۃ الواعظین صفحہ 247)

قیامت کے دن دنیا کا حال

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: بروز قیامت ایک نیلی آنکھوں والی نہایت بدصورت بڑھیا جس کے دانت آگے کی طرف نکلے ہوں گے، لوگوں کے سامنے

ظاہر ہوگی اوران سے پوچھا جائے گا،: کہ اس کو جانتے ہو؟ لوگ کہیں گے: ہم اس کی پہچان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں کہا جائے گا: یہ وہی دنیا ہے جس پر تم فخر کیا کرتے تھے اور اسے حاصل کرنے کے لیے مارے مارے پھرتے تھے اور اسی وجہ سے قطع رحمی کرتے (یعنی رشتے داریاں کاٹتے) تھے، اسی کے سبب ایک دوسرے سے حسد اور دشمنی کرتے تھے، پھر اُس (بڑھیا نُما دنیا) کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو وہ پکارے گی، اے میرے پروردگار میری پیروی کرنے والے، مجھے چاہنے والے، مجھ سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اُن لوگوں کو بھی اس کے ساتھ کردو۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 656۔ ذم الدنیا مع موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا جلد 5 حدیث 123 صفحہ 72)

غور فرمائیں! کہ بروزِ قیامت دنیا اور اس کے چاہنے والوں کا کتنا بُرا حال ہوگا۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ دنیا کی زندگی سے، اس کی رنگینیوں سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ اس دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے۔

قارئین کرام! یاد رکھیے، عقل مند انسان وہی ہے جو اپنی زندگی کو نفسانی خواہشات اور دنیا کے فضول کاموں میں کھیل کود میں ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی زندگی کو باقی رہنے والے نیک اعمال میں صرف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگی کو نیک اعمال میں صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(حیاء نہ ہو تو جو چاہے کرو)

حضرت ابو مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں حیاء نہ رہے تو جو چاہے کرو۔ (صحیح بخاری کتاب الادب جلد 3 حدیث 1052 صفحہ 413)

84: موضوع

﴿کوشش کرنے والوں پر اللہ اپنی راہوں کو کھول دیتا ہے﴾

(93) وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ○

ترجمہ: ''اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم اُنہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے''۔ (پارہ 21 سورۃ العنکبوت آیت 69)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جولوگ ہماری راہ میں کوشش کریں گے تو ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے یہ آیت مبارکہ شریعت وطریقت کی جامع ہے اور اس آیتِ مبارکہ کے حسب ذیل معنی ہیں۔

(1) جولوگ توبہ کے ساتھ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں تو ہم انہیں اخلاص کی دولت سے نوازیں گے۔

(2) جولوگ علمِ دین کی طلب میں محنت اور کوشش کریں گے تو ہم ان پر علمِ دین کی راہیں کشادہ کردیں گے اور انہیں اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشیں گے۔

(3) جولوگ اتباعِ سنت میں کوشش کریں گے تو ہم ان پر جنت کی راہیں کشادہ کریں گے۔

(4) جو (عام) لوگ یا اہلِ علم حضرات عقائدِ صحیحہ کے اثبات کے لیے قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ میں غوروفکر کریں گے تو ہم انہیں ضرور عقائد صحیحہ کی راہیں دکھائیں گے

(5) جولوگ ہماری نافرمانی کرنے سے بچیں گے تو ہم انہیں ضرور نافرمانی کے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

(6) جولوگ ظاہری اعمال کی ادائیگی میں مشغول رہیں گے تو ہم انہیں ضرور اسرار ولطائف

تک پہنچائیں گے۔

(7) جولوگ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، دعاومناجات وغیرہ کے ذریعے ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے تو ہم انہیں ضرور ان نیک اعمال کی لذت عطا فرمائیں گے اور ان کو اپنا قربِ خاص عطاء فرمائیں گے۔

(8) جولوگ ہماری طرف چل کر آئیں گے تو ہم اپنی رحمت کے ساتھ انکی طرف دوڑ کر جائیں گے۔

(9) اور جولوگ مجھے طلب کریں گے تو وہ مجھے ضرور پالیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَاِنَّ اللّٰـهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ** o اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے محبت فرماتا ہے، اور دنیا میں بھی ان کی مدد ونصرت اور اعانت فرماتا ہے اور ان کو دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح آخرت میں بھی ان کی مغفرت فرمائے گا اور ان کو اپنے فضل سے اجر وثواب اور جنت میں اپنا دیدار اور اپنی رضا عطا فرمائے گا۔

(تفسیر روح البیان جلد 8 پارہ 21 صفحہ 61۔ تفسیر خزائن العرفان صفحہ 727۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 487)

(غیر محرم مردوں سے پردہ نہ کرنے کا عذاب)

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میں نے ایسی عورتوں کو دیکھا جنہیں ان کے بالوں کے ساتھ جہنم میں لٹکایا گیا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو غیر محرم مردوں سے پردہ نہیں کرتیں تھیں۔

(تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 63)

8: موضوع

﴿لوگ صرف دنیوی زندگی کے بارے میں جانتے ہیں﴾

94) یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاج وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ۝

ترجمہ: ''(یہ لوگ) جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں''۔ (پارہ 21 سورۃ الروم آیت 7)

تفسیر: اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دنیا دار لوگ صرف دنیا کی ظاہری چیزوں اور ظاہری کاموں میں ہی مشغول رہتے ہیں۔ انہیں قیامت کا، مرنے کے بعد اُٹھنے کا، اور آخرت کا اور جزاء وسزا کا کوئی خیال نہیں آتا، جانوروں جیسی زندگی گزارتے ہیں، انہیں آخرت کا کوئی پتا نہیں ہوتا، یہ لوگ آخرت سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں اس لیے ان پر اللہ تعالیٰ کے اسرار منکشف نہیں ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر اللہ (عزوجل) کے دیدار اور اس سے ملاقات کے شوق کا غلبہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت انہیں دنیا کے معاملات اور دنیا کے کاموں کی تدبیر اور اس کے حصول کے منصوبوں اور طریقوں سے غافل کر دیتی ہے۔

دنیا کو طلب کرنے والے لوگوں کی اقسام

تفسیر روح البیان میں ہے کہ دنیا کو طلب کرنے والے لوگوں کی تین اقسام ہیں:

(1) وہ لوگ دنیا کو حرام طریقہ سے جیسے بن پڑتا ہے، قہر وجبر وغضب اسے جمع کرتے ہیں، انہیں اپنے انجام کی بربادی کا فکر نہیں ہوتا، ایسے لوگ عذاب کے مستحق ہیں، حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ شخص جو کہ دنیا کو حلال طریقے سے اس لئے جمع کرتا ہے کہ وہ اس پر فخر وناز کرے تو جب وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اللہ

تعالیٰ اس سے منہ پھیر لے گا اور اظہار ناراضگی فرمائے گا۔ (اب اس سے اندازہ کیجئے کہ جو حرام طریقے سے دنیا جمع کرتا ہے اس کا کیا حال ہوگا)

(2) وہ لوگ جو مباح طریقہ سے دنیا جمع کرتے ہیں مثلاً تجارت وکسب حلال وغیرہ کے ذریعے سے، تو ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ حساب لے یا نہ لے۔ حدیث پاک میں ہے، جو حساب کیلئے کھڑا کیا گیا وہ عذاب میں مبتلا ہوا۔

(3) وہ جو لوگ جو اتنی دنیا کماتے ہیں کہ اپنی بھوک مٹا سکیں اور اپنے بدن کو ڈھانپ سکیں اور قناعت کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں، حدیثِ پاک میں ہے: ابن آدم کے لیے سوائے ان تین ضروریات کے دنیا اس کے لائق نہیں ہے (1) اتنا مکان کہ وہ سر ڈھانپ سکے (2) اتنا کپڑا کہ وہ اپنا ستر چھپا سکے (اپنا بدن ڈھانپ سکے) (3) روٹی کے چند لقمے اور پانی کے چلّو (یعنی اگر وہ اس پر قناعت کرے) تو نہ ان پر کوئی حساب ہے نہ عتاب، اور قبر سے اُٹھتے وقت ان لوگوں کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

(تفسیر روح البیان جلد 8 پارہ 21 صفحہ 84)

موضوع :86

﴿سود کی اقسام﴾

(95) وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

ترجمہ: ''اور تم جو مال سود لینے کے لیے دیتے کہ وہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور تم اللہ کی رضا جوئی کے لیے جو زکوٰۃ دیتے ہو تو وہی لوگ اپنا مال بڑھانے والے ہیں''۔ (پارہ 21 سورۃ الروم آیت 39)

[تفسی]ر:۔اس آیت میں سود سے مراد وہ ہدیہ ہے جس میں ہدیہ دینے والا اس سے افضل چیز کا [طا]لب ہو یہ حقیقتاً سود نہیں ہے لیکن صورۃً سود کے مشابہ ہے اس لیے اس کو سود فرمایا گیا ہے۔

[حض]رت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: ربٰو (یعنی سود) کی دو قسمیں ہیں، ایک [تج]ارت والا جسے بیاج کہتے ہیں، یہ حرام ہے اور دوسرا ربٰو یہ ہے کہ کوئی شخص کو اس ارادے [س]ے تحفہ دے کہ وہ اسے جواب میں زیادہ دے گا، اس میں حرج نہیں، پھر آپ (رضی اللہ عنہما) [نے] یہی آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 729)

[مو]منین کرام! معلوم ہوا کہ یہ اگر چہ جائز ہے مگر بہتر نہیں اس لیے اسکو یہاں منع نہ فرمایا گیا [ف]رمایا کہ نہ اس میں ثواب ہے اور نہ ہی گناہ ہے اس کو ہمارے عرف میں نیوتا کہتے ہیں [یہ حک]م ہمارے لیے ہیں حضور ﷺ کے لیے ایسے ہدیہ دینا حرام تھا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا [ہے:] وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو۔

(پارہ 29 سورۃ مدثر آیت 6)

[معل]وم ہوا کہ ہدیہ ونذرانہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے دینا چاہیے، خیال رہے کہ جس ہبہ [(ہد]یہ) میں محض رب کی رضا مقصود ہو تو وہ صدقہ ہے اور جس میں بندے کی رضا مقصود ہو [ب]ندے کو راضی کرنا اللہ کی رضا کیلئے ہو تو یہ ہدیہ ونذرانہ ہے اور (زکوٰۃ و) خیرات وہ ہے [جو فقی]ر کو فقیری کی بناء پر محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے دی جائے، فقیر کو ہدیہ دینا صدقہ [ہے ج]یسے کہ امیر کو صدقہ دینا ہبہ ہے۔

[نوٹ]: صدقہ جاریہ امیر و غریب سب استعمال کر سکتے ہیں اور صدقہ واجبہ صرف مستحق غریب [لوگ] ہی کھا سکتے ہیں۔ نیز اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا [کیلئے] زکوٰۃ یا دیگر صدقات وخیرات دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے مالوں میں اضافہ کرکے

ان کو دو گنا فرمادیتا ہے۔

نوٹ: یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں جن میں اس سے زیادتی کا ذکر ہے جیسا کہ سو
البقرۃ کی آیت 261 میں دس گنا سے لے کر سات سو گنا کا ذکر ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 454۔ تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 176۔ تبیان القرآن جلد 9
صفحہ 159۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 491)

موضوع :87

﴿انسان کے بُرے اعمال کا نتیجہ﴾

(96) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ
بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

ترجمہ: ''خشکی اور تری میں لوگوں کے ہاتھوں سے کی ہوئی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل
گیا تا کہ اللہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا مزہ چکھائے، شاید وہ باز آجائیں''۔

(پارہ 21 سورۃ روم آیت 41)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: خشکی اور تری میں لوگوں کے ہاتھو
سے کی ہوئی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ فساد سے مراد ہر وہ خرابی اور بگاڑ ہے جس
سے انسانی معاشرہ میں امن و سکون تباہ ہو جائے یہ کبھی انسان کے ایک دوسرے پر ظلم کر
کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے۔ جیسے نعمتوں کا زائل ہو
اور آفات اور مصائب کا آنا، مثلاً قحط کا آنا اور زمین میں پیداوار کا نہ ہونا، بارشوں کا رک
جانا، یا بکثرت سمندری طوفانوں کا آنا، دریاؤں میں سیلاب کا آنا، فوائد کا کم اور نقصانات
زیادہ ہونا، زلزلوں کا آنا، آگ کا لگ جانا، مال کا ڈوب جانا، اور چھن جانا، چوری اور ڈا

کے واقعات کا زیادہ ہونا۔

آج کل ہمارے زمانے میں دہشت گردی کے واقعات عام ہو رہے ہیں، ہوائی جہاز اغوا کر لیے جاتے ہیں، عمارتوں کو بموں سے اُڑا دیا جاتا ہے، آئے دن چوری، ڈکیتی کی واردات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، لوگ مختلف قسم کی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں، لوگوں کی زندگیوں میں سکون نہیں رہا، یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا ثمر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 750۔ تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 184۔ تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 199)

☆ بعض گناہوں کی سزا

حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ گناہ کے کام ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے (تو مندرجہ ذیل سزاؤں میں گرفتار ہو جاؤ گے) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ (1) جب کسی قوم میں بے حیائی پھوٹ پڑے اور اعلانیہ اس کا ارتکاب ہونے لگے تو اس قوم میں طاعون اور وہ بیماریاں پھوٹ پڑیں گی جو ان کے پہلے لوگوں میں کبھی نہ پھوٹی تھیں۔ (2) جب لوگ ناپ تول میں کمی کریں گے تو انہیں قحط مصائب و آلام میں گرفتار کر دیا جائے گا اور ان پر ظالم حکمران مسلط کر دیے جائیں (3) جب لوگ اللہ اور اس کے رسول (عزوجل و ﷺ) کی اطاعت کا عہد توڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر غیر قوموں کے دشمن مسلط کر دے گا وہ ان کے مال و اسباب چھین لے جائیں گے (4) جب ان کے حکمران اللہ کی کتاب (یعنی قرآن) کے مطابق فیصلے نہیں کریں گے اور اللہ کے نازل فرمودہ احکام میں اپنی مرضی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی ڈال دے گا (5) اور جس قوم میں زنا اور سود عام ہو جائے تو ان میں قتل و غارت اور زلزلے کے جھٹکوں کا آنا عام ہو جائے گا۔

(الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 700۔تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 191)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ جب حضرت آدم (علیہ السلام) زمین پر تشریف لائے تو حضرت میکائیل (علیہ السلام) آپ کے پاس شُتر مرغ کے انڈے کے برابر گندم کا دانہ لے کر آئے اور عرض کی، یہ آپ کا اور آپ کی اولاد کا رزق ہے اسے زمین میں بویئے، پھر اس وقت سے حضرت ادریس (علیہ السلام) کے زمانے تک وہ گندم کا دانہ شُتر مرغ کے انڈے کے برابر رہا، پھر ابنِ آدم کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے گھٹتا ہوا مرغی کے انڈے کے برابر رہ گیا، پھر اس سے گھٹ کر کبوتر کے انڈے کے برابر رہ گیا، پھر پستہ کے برابر ہو گیا، پھر حضرت عزیر (علیہ السلام) کے زمانے میں چنے کے برابر ہو گیا (یعنی جیسے جیسے لوگوں کے گناہ بڑھتے چلے گئے گندم کا دانہ چھوٹے سے چھوٹا ہوتا چلا گیا)۔اب تو چنے سے بھی زیادہ گندم کا دانہ چھوٹا ہو گیا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 190)

حکایت:۔کسی نبی (علیہ السلام) کو کانٹا چُبھا تو انہوں نے اس پر لعنت کی، تو کانٹے نے کہا، یہ میرا قصور نہیں، میں تو ابنائے آدم کے گناہوں کی شامت ہوں۔

(تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 188)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ بُرے اعمال بعض اوقات سب لوگوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس لیے کہا گیا ہے کہ جو شخص کسی گناہ و بُرائی کا ارتکاب کرتا ہے تو قیامت کے دن تمام مخلوق، انسان، جانور، چرند، پرند، چیونٹیاں الغرض حشرات الارض اس شخص کے مدعی ہوں گے یعنی اس کے خلاف گواہی دیں گے، اس لیے ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لائیں اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور اپنے اعمال کی اصلاح کریں۔

توبہ و اصلاح کے حوالے سے یہاں ایک حکایت ملاحظہ فرمائیں۔

حکایت:۔ حضرت ذوالنون مصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عابد (یعنی عبادت گزار شخص) کو دیکھا کہ اس کا ایک پاؤں عبادت خانہ سے باہر پڑا ہے اور اس سے خون و پیپ بہہ رہی ہے، میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ ایک دفعہ میرے ہاں ایک عورت میری زیارت کے لیے آئی اور میری عبادت گاہ کے قریب باہر سو گئی، میرا اس کے ساتھ زنا کا ارادہ ہوا اور میں نے اس ارادے سے اپنا یہ پاؤں باہر نکالا تو مجھ پر خوفِ خدا طاری ہو گیا، اس وقت میں نے یہ قسم کھائی کہ اب اس فاجر پاؤں کو اپنے ساتھ نہ ملاؤں گا (اللہ اکبر، اسے کہتے ہیں سچی توبہ)۔ (تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 191)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی گناہوں سے سچی نفرت عطا فرمائے اور ہمیں اپنے تمام اعضاء کو گناہوں سے بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

موضوع :88

﴿جوانی میں عبادت کرنے کی فضیلت﴾

(97) اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝

ترجمہ: "اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا، پھر اس کمزوری کے بعد قوت دی پھر اس قوت کے بعد (تم پر) ضعف اور بڑھاپا طاری کیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔ اور وہی علم وقدرت والا ہے"۔ (پارہ 21 سورۃ الروم آیت 54)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے احوال کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو کمزوری کی حالت میں پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قوت دی، پھر ہم نے اس

قوت کے بعد اس پر ضعف اور بڑھاپا طاری کیا وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے خیال رہے کہ یہاں "کمزوری کی حالت میں پیدا کیا ہے" مُراد انسان کی پیدائش کی حالت اور اس کا بچپن مُراد ہے کیونکہ اس وقت اس کا جسم اور بدن کمزور ہوتا ہے اور کمزوری کے بعد قوت دی اس سے اسکی جوانی کی حالت مُراد ہے، پھر بتدریج اس میں ضعف پیدا کیا وہ پہلے اُدھیر عمری کی حالت میں پہنچا، پھر وہ بڑھاپے میں داخل ہو گیا اور یہ قوت کے بعد کمزوری کی حالت ہے اور بڑھاپے میں انسان جسمانی طور پر کافی کمزور ہو جاتا ہے اور عقلی طور پر بھی کہ تمام اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں، بعض اوقات اچھا خاصا پڑھا لکھا آدمی بھی بڑھاپے میں بیوقوف ہو جاتا ہے۔ نیز اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہم سب کسی اور کے قبضے میں ہیں۔ (تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 204۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 493)

صاحبِ روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ساٹھ سال کے بعد انسان بیماریوں کے جھٹکوں میں ہوتا ہے عمل کرنے کے لائق نہیں رہتا، مقاصد کے حصول سے عاجز ہو جاتا ہے اور موت اس کے سر پر سوار ہوتی ہے، اسی لیے نوجوانوں پر لازم ہے کہ عبادت میں سُستی نہ کریں اور نہ ہی عبادت میں خلل کو گھسنے دیں۔ (تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 222)

☆ جوانی میں نیک اعمال کرنے اور توبہ و استغفار کرنے کے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی جوانی کو عبادت میں گزارے گا اللہ تعالیٰ اُسے 99 صدیقین کا ثواب عطا فرمائے گا۔

(طبرانی شریف جلد 1 حدیث 780 صفحہ 238)

(2) حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جا

(1) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (2) بیماری سے پہلے تندرستی کو (3) تنگدستی سے پہلے مالداری کو (4) مشغولیت سے پہلے فرصت کو (5) موت سے پہلے اپنی زندگی کو۔

(مشکوٰۃ شریف جلد 2 حدیث 4945 صفحہ 494)

قارئین کرام! اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جوانی، صحت، مالداری، فراغت اور زندگی کو فضول کاموں میں ضائع نہیں کرنا چاہیے کہ یہ نعمتیں انسان کو بار بار نہیں ملتیں۔

سدا نہ باگیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صُحبتِ یاراں

(3) حدیث پاک:۔ جو شخص جوانی میں عبادت کرے گا وہ قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا کہ اسے قیامت کی گرمی نہ پہنچے گی۔ (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 35)

(4) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوان کی ایک رکعت بوڑھے کی دس رکعات سے افضل واعلیٰ ہے نیز جوانی کی توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے اور بوڑھا آدمی جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول فرمالیتا ہے لیکن جب جوان توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ کی برکت سے مشرق اور مغرب کے تمام قبرستانوں میں مدفون مسلمانوں سے چالیس روز کیلئے عذاب کو اُٹھالیتا ہے۔ (انیس الواعظین صفحہ 279)

(5) حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوانی مہمان کی مثل ہے لہٰذا تم مہمان کی جس طرح عزت وتوقیر کرتے ہو اسی طرح جوانی کی بھی عزت کرو (مزید فرمایا) ہر روز ایک منادی یہ ندا کرتا ہے کہ اے جوانو! اپنی جوانی کو ضائع نہ کرو، ورنہ بہت پریشانی اٹھاؤ گے۔

(انیس الواعظین صفحہ 280)

بیت

کر جوانی میں عبادت کاہلی (سُستی) اچھی نہیں
ہے بڑھاپا بھی غنیمت جب جوانی جاچکی

جب بڑھاپا آگیا کچھ بات بن پڑتی نہیں
یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آگئی

(6) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس طرح میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں (اسی طرح) جوانی میں توبہ کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے۔ (انیس الواعظین صفحہ 280)

(7) ایک دن نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک بوڑھا اور جوان حاضر تھے کہ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور کہا اس نوجوان کو میرا سلام کہیے، آپ ﷺ نے فرمایا: بوڑھے شخص کو سلام نہ کہنے میں کیا حکمت ہے، حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے عرض کیا کہ اس نے بڑھاپے میں آ کر توبہ کی ہے جبکہ اس نوجوان نے ابھی سے توبہ کا دامن تھام لیا ہے۔ (انیس الواعظین صفحہ 280)

(8) اللہ تعالیٰ کو ایک نوجوان کی توبہ ایک ہزار بوڑھوں کی توبہ سے زیادہ محبوب ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوانی میں توبہ کرنے والے کے نامہ اعمال میں یومیہ ایک ہزار شہیدوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (انیس الواعظین صفحہ 281)

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار

قارئین کرام! احادیثِ مبارکہ میں جہاں اتنے فضائل جوانی میں عبادت کرنے اور اس میں توبہ واستغفار کرنے کے بیان ہوئے وہیں پر وہ لوگ جو حالتِ اسلام میں بڑھاپے کو پا لیتے ہیں ان کے بھی فضائل احادیثِ مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں چنانچہ

☆ حالتِ اسلام میں بڑھاپا آنے کی فضیلت

(1) حضرت سیدنا عمر بن شعیب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید بالوں کو نہ اُکھاڑا کرو کیونکہ جس مسلمان کے بال اسلام میں سفید ہوئے تو وہ بال قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوں گے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 727 صفحہ 294۔ الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 58)

(2) حضرت فضالہ بن عُبید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو حالت اسلام میں سفید بال آئیں، تو وہ قیامت کے روز اس کے لیے نور ہوں گے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کئی مرد سفید بالوں کو اُکھاڑ پھینکتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جو چاہے اپنے (چہرے پر سے) نور کو اُکھاڑ پھینکے۔ (یعنی جو ایسا کرے گا تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا)۔

(الترغیب والترہیب کتاب اللباس والزینۃ جلد 2 صفحہ 89)

(3) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید بالوں کو نہ اُکھاڑا کرو، کیونکہ یہ قیامت کے دن تمہارے لیے نور ہوں گے اور جسے اسلام کی حالت میں سفید بال آئیں تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے (ہر بال کے بدلے میں) ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹاتا اور جنت میں ایک درجہ بلند فرمادیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب کتاب اللباس الزینۃ جلد 2 صفحہ 89)

سبحان اللہ کیا بات ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کہ وہ اپنے بندے کو مفت میں اتنا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

(علماء سے علم کیوں ضائع ہوجاتا ہے؟)

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے حضرت سیدنا کعب الاحبار (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: کونسی چیز علماء کے دلوں سے علم کو لے جاتی ہے جبکہ وہ اسے سمجھ بھی لیتے ہیں اور یاد بھی کرلیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: لالچ، نفسانی ہوس اور حاجات کی طلب۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 725)

موضوع :89

﴿حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں﴾

(99,98) یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ○ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

ترجمہ: ”(لقمان حکیم نے کہا) اے میرے پیارے بیٹے! اگر ایک رائی کا دانہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمینوں میں، تو اللہ اس کو لے آئے گا، بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے، اے میرے پیارے بیٹے، تم نماز کو قائم رکھنا اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اور تم کو جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کرنا، بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں“۔ (پارہ 21 سورۃ لقمان آیت 17,16)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان حکیم (رضی اللہ عنہ) کی ان نصیحتوں کو بیان فرمایا: جو انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمائی کہ اگر ایک رائی کا دانہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمینوں میں تو اللہ تعالیٰ اس کو لے آئے گا۔

قارئین کرام! اس آیت مبارکہ کے دو محامل ہیں۔ (1) رائی کا دانہ بہت باریک ہوتا ہے اور انسان اس کا وزن محسوس نہیں کر سکتا اور وہ ترازو کے پلڑے کو جھکا نہیں سکتا، اس کے باوجود اگر انسان کا رزق رائی کے دانے کے برابر ہو اور وہ آسمان میں ہو یا زمینوں میں چھپا ہوا ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ اس رزق کو اس بندے تک پہنچا دے گا جس کا وہ رزق ہے، اس لیے

بندے کو اپنے رزق کی تلاش میں سرگرداں ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہیں ہونا چاہیے بلکہ پہلے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض اور واجبات کو ادا کرے اور پھر حصولِ رزق اور کسبِ معاش کیلئے جدوجہد کرے۔ حدیث پاک میں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رزقِ حلال تلاش کرنا فریضہ (نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ) کے بعد فرض ہے۔

(الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 689)

اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ** o

پھر جب نماز پڑھ لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور (کاروبار میں) اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا ذکر بکثرت کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (پارہ 28 سورۃ جمعہ آیت 10)

قارئین کرام! یاد رہے کہ اس آیتِ مبارکہ کا یہ معنٰی نہیں کہ انسان یہ یقین کر کے بیٹھ جائے کہ اس کے لیے جو رزق مقدر ہو چکا ہے وہ اس تک ہر حال میں پہنچے گا اور وہ حصولِ رزق کے لیے سعی اور کوشش نہ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مدح (یعنی تعریف) فرمائی ہے جو تجارت اور کاروبار کرنے کے لیے ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ o اور دوسرے لوگ زمین میں سفر کرتے ہیں، اور (کاروبار میں) اللہ کے فضل کو تلاش کرتے ہیں۔

(پارہ 29 سورۃ مزمل آیت 20)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسان کا رزق جو اس کیلئے مقدر ہو چکا ہے وہ خواہ کہیں ہو اور خواہ ایک

رائی کے دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو وہ اس کو ضرور ملے گا اس لیے رزق کی طلب میں ڈوب کر اور دنیاوی مشغلوں میں منہمک ہو کر انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور اسکی عبادت اور اس کے احکام کی اطاعت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔

(2) اس آیت مبارکہ کا دوسرا محمل یہ ہے کہ انسان کے نیک اعمال یا بُرے اعمال خواہ وہ رائی کے دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں اور انسان خواہ وہ عمل کسی پہاڑ کی غار میں چھپ کر کرے، یا کسی زمین کے تہہ خانے میں، یا کسی کُھلی جگہ پر، اللہ کے علم سے اس کا کوئی عمل بھی پوشیدہ نہیں ہے اور اس کے تمام اعمال چھوٹے ہوں یا بڑے سب قیامت کے دن حاضر کر دیئے جائیں گے اور انسان کو اس کے ان اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ **فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ** ○ سو جس نے ایک ذرہ کے برابر (بھی) نیکی کی وہ اس (کی جزا) کو دیکھ لے گا، جس نے ایک ذرہ کے برابر (بھی) بُرائی کی تو وہ اس (کی سزا) کو دیکھ لے گا۔ (پارہ 30 سورۃ الزلزال آیت 7,8)

حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو سعید خُدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص ایسی بند چٹان میں کوئی عمل کرے جس میں کوئی کھڑکی نہ ہوا اور نہ ہی روشن دان، تو اس کا عمل جیسا بھی ہو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں میں ظاہر فرما دے گا۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد 3 حدیث 11236 صفحہ 35)

کیونکہ اللہ تعالیٰ لطیف اور باریک بین ہے، اس کا علم سب سے پوشیدہ چیز کو بھی محیط ہوتا ہے اور ہر چیز کی خبر رکھتا ہے حتیٰ کہ وہ اندھیری رات میں چلنے والی چیونٹی کی حرکات وسکنات سے بھی باخبر ہے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان حکیم (رضی اللہ عنہ) کی اس نصیحت کو بیان فرمایا: یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ط اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

کہ، اے میرے بیٹے، تم نماز کو قائم رکھنا اور نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا اور تم کو جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کرنا بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہے۔

(پارہ 21 سورۃ لقمان آیت 17)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو حکم یہ دیا کہ نماز قائم رکھنا اور دوسرا حکم یہ دیا کہ نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا، آپ (رضی اللہ عنہ) نے نماز پڑھنے کا حکم اس لیے دیا کہ ان کی اپنی ذات کامل ہو اور نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے کا حکم اس لیے دیا کہ وہ دوسروں کو کامل بنائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ) سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت لقمان حکیم (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بیٹے سے جو یہ فرمایا کہ نیکی کا حکم دو، اس سے مراد یعنی اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے کا حکم دو اور برائی سے روکو، اس سے مراد یعنی شرک کرنے سے منع کرو۔ (تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 481۔ تفسیر روح المعانی جلد 21 صفحہ 135)

اس آیتِ مبارکہ کی زیادہ بہتر تفسیر یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینے سے مراد صرف توحید کا ماننا اور بُرائی سے منع کرنے سے مراد صرف شرک سے ممانعت نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد تمام فرائض اور واجبات کا حکم دینا ہے اور تمام کبائر اور صغائر سے منع کرنا ہے۔ اور تمام اچھے کاموں کا حکم دینا اور تمام بُرے کاموں سے منع کرنا ہے، خصوصاً اس لیے کہ شرک سے اجتناب کا حکم تو حضرت لقمان حکیم (رضی اللہ عنہ) ان کو پہلے دے چکے تھے۔ (جیسا کہ

سورۃ لقمان آیت 13 میں بیان ہوا)۔

اس کے بعد فرمایا: وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ○ اور تم کو جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کرنا، اور اس کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ حوادثِ روزگار اور آفات اور مصائب اور بیماریاں اگر تم کو پہنچیں تو تم اللہ تعالیٰ سے شکوہ اور شکایت نہ کرنا اور جزع اور فزع (یعنی گریہ وزاری) نہ کرنا۔ اور اس کا دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ نماز پڑھنے اور احکامِ شرعیہ کی تبلیغ سے تم کو جو مشقت ہو اس پر صبر کرنا، کیونکہ بعض اوقات انسان کو نماز پڑھنے میں بھی مشقت اٹھانی پڑتی ہے، جیسے سخت گرمی اور دھوپ میں ظہر کی نماز پڑھنے کیلئے جانا، کہ یہ بھی نفس کے لیے بارِ خاطر (یعنی اس پر بوجھ) ہوتا ہے۔ صبر کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ کسی کی موت یا کسی نقصان یا کسی بیماری اور تکلیف کے وقت جزع وفزع (گریہ وزاری) اور رونے پیٹنے سے اپنے نفس کو روکنا یا حالتِ غضب اور جوشِ انتقام کے وقت اپنے نفس کو تجاوز اور حد سے بڑھنے سے روکنا، یا غلبہ شہوت کے وقت اپنے نفس کو فسق وفجور سے روکنا اور اس کا جامع معنیٰ یہ ہے کہ اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے تمام منع کیے ہوئے کاموں سے روکنا۔

اس کے بعد آیتِ مبارکہ میں ارشاد ہوا: اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں، یاد رہے کہ یہاں عزم الامور، عزیمت (یعنی اصل حکم) کے معنیٰ میں ہے۔ جو رخصت کے مقابلہ میں ہے، بعض اوقات رخصت پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے جیسے سفر میں نماز کو قصر کر کے پڑھنا اور جیسے مرض یا ہلاکت کا خطرہ ہو تو تیمم کرنا یا روزہ نہ رکھنا، اور بعض اوقات رخصت پر عمل کرنا مستحب ہوتا ہے۔ یا جیسے اگر سفر میں مشقت ہو تو روزہ نہ رکھنا اور بعض اوقات عزیمت پر عمل کرنا مستحب ہوتا ہے، جیسے اگر سفر میں مشقت نہ ہو، تو روزہ قضا کرنے کے بجائے عزیمت پر عمل کرنا اور روزہ رکھ لینا، جیسے مرض اور بیماری کے

[illegible]ود جماعت سے نماز پڑھنے کیلئے جانا (ہمت کا کام ہے) اور یہاں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ [illegible]م سے مراد وہ کام ہوں جن کا رخصت کے مقابلہ میں عزیمت پر عمل کرنا مستحب ہو اور [illegible]یت کا دوسرا معنیٰ ہے جو کام اصالۃً فرض یا واجب ہیں تو توحید پر قائم رہنا اور واجبات [illegible]ل کرنا اس اعتبار سے عزیمت ہیں اور عزیمت کا تیسرا معنیٰ ہے مکارم (یعنی اچھے [illegible]ق اور پسندیدہ کام، اور اپنی ضروریات پر دوسرے ضرورت مند کو ترجیح دینا اور بلاشبہ یہ [illegible]والوں کے کام ہیں۔ (تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 265)

موضوع

اللہ اپنے محبوب بندوں کو علمِ غیب عطا فرماتا ہے

10) اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي [الْاَرْ]حَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ [اَرْضٍ] تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

[illegible]" بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور وہی [illegible]) جانتا ہے کہ (ماؤں کے) رحموں میں کیا ہے، اور کوئی (از خود) نہیں جانتا کہ وہ کل [illegible]ے گا اور کوئی شخص (از خود) نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا بیشک اللہ ہی جاننے [illegible]نے والا ہے"۔ (پارہ 21 سورۃ لقمان آیت 34)

[illegible]اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ یہ آیت حارث بن عمر بن حارثہ کے متعلق [illegible]ہوئی، اس شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر قیامت کا وقت دریافت کیا [illegible]کہا کہ میں نے کھیتی بوئی ہے آپ ﷺ مجھے بتائیے کہ بارش کب آئے گی اور [illegible]حاملہ ہے مجھے بتائیے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی؟ اور یہ تو مجھے

معلوم ہے کہ کل میں نے کیا کیا۔ (آپ ﷺ مجھے یہ بتائیے کہ میں آج کیا کروں گا
تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 762۔ تفسیر طبری جلد 21 صفحہ 101۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 489
روح البیان جلد 8 صفحہ 344)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا ذاتی علم ص
اللہ ہی کو ہے لیکن وہ جس کو چاہے (یعنی اپنے انبیاء، اولیاء اور اپنے محبوبوں میں سے ج
چاہے ان چیزوں سے خبردار کرے۔ اس آیتِ مبارکہ میں جن پانچ چیزوں کے ع
خصوصیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی انہیں کی نسبت سورۃ جن میں ارشاد ہوا: ع
الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ o غیب کا جانے
تو غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(پارہ 29 سورۃ جن آیت 26,2

غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے، ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محب
میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر تو اللہ تعالیٰ نے سور
میں دی ہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء کرام و او
غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریقِ معجزہ و کرامت عطاء ہوتا ہے یہ اس اختصاص (
خصوصیت) کے منافی نہیں ہے اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ با
وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کوئی کیا کرے گا اور کہاں مرے گا، ان امور کی خبریں بک
انبیاء کرام اور اولیاء اللہ نے دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں، حضرت ا
(علیہ السلام) کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق (علیہ السلام) کے پیدا ہونے کی، اور ح

یا (علیہ السلام) کو حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو
رت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے
م تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں
ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنیٰ قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ
ٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا اور اس کے معنیٰ یہ لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی
ا جانتا یہ محض باطل اور صدہا آیات واحادیث کے خلاف ہے۔

(روح البیان جلد 8 صفحہ 344 تا 354۔ تفسیر خزائن العرفان صفحہ 746۔ تبیان القرآن
9 صفحہ 284 تا 296 ملخصاً ومفہوماً)

قارئین کرام! یہاں پر علمِ غیب کی تعریف اور اس کے ثبوت میں قرآن پاک کی آیات و
یث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

م غیب کی تعریف

غسہ جس چیز کا ادراک نہ کرتے ہوں اور وہ چیز موجود ہو تو اس کو غیب کہتے ہیں۔ یعنی
کے پاس علم حاصل کرنے کے پانچ ذرائع ہیں 1- دیکھنے سے 2- سننے سے
ھنے سے 4- چکھنے سے 5- پکڑنے سے یہ پانچ ذرائع ہیں جن سے بندے کو علم
ہوتا ہے جہاں پانچوں ذرائع سے علم حاصل نہ ہو رہا ہو اور وہ چیز موجود ہو تو اس کو
تے ہیں اور اس کا علم جس کو ہوا سے علم غیب کا حامل کہا جائے گا۔ جیسے اللہ (عزوجل)
ت اقدس جو کہ ہر جگہ موجود ہے لیکن نہ تو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے اور نہ سننے سے اور نہ
سے نہ پکڑنے سے یعنی تمام ذرائع استعمال کیے جائیں پھر بھی اللہ (عزوجل) کا پتہ
سکتے جبکہ وہ موجود ہے اس کو غیب کہتے ہیں۔

الحمدللہ جماعت اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے۔ رسولوں، ا[نبیاء] کرام اور اولیاء کرام کو علم غیب اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اس سے یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعا[لیٰ کا] علم غیب ذاتی ہے اور رسولوں اور انبیاء کرام، اولیاء کرام جو غیب کی خبریں دیتے ہیں [اللہ] تعالیٰ کی عطا سے دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے ا[ور یہ] قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کے علم غیب کا عالم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ علمِ غیب آپ ﷺ [کو] عطا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے آپ ﷺ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اعلیٰ حض[رت] امام اہلسنت سرکار دو عالم ﷺ کے علم غیب کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

☆ قرآن سے علم غیب کا ثبوت

(1) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگوں تمہیں غیب کا علم دے [دے] ہاں اللہ چن لیتا ہے۔ (پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 179)

(2) عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ؕ ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسو[لوں] کے۔ (پارہ 29 سورۃ جن آیت 27)

(3) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

ترجمہ: اور تمہیں اللہ نے سکھا دیا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(پارہ 5 سورۃ نساء آیت 113)

(4) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ٥ ترجمہ: اور یہ نبی ﷺ غیب کی خبریں بتانے میں بخیل نہیں۔

(پارہ 30 سورۃ التکویر آیت 24)

(5) وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ٥ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔

(پارہ 1 سورۃ البقرہ آیت 31)

(6) وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ٥ ترجمہ: اور اس طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔

(پارہ 7 سورۃ انعام آیت 75)

(7) وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ٥ ترجمہ: اور میں یعنی عیسیٰ علیہ السلام تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

(پارہ 3 سورۃ آل عمران آیت 49)

قارئین کرام! امید ہے کہ اگر دل میں رسولوں اور انبیاء کرام کے علم غیب کے بارے میں کوئی وسوسے ہوں تو ان شاءاللہ (عزوجل) دور ہو گئے ہوں گے۔ کیونکہ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ بندوں کو علم غیب کی دولت سے نوازہ ہے کیونکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے جسے چاہے جو چاہے دے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

اب ان شاءاللہ عزوجل احادیث کی معتبر کتابوں سے چند احادیث علم غیب کے ثبوت میں ملاحظہ فرمائیں۔

احادیث سے علم غیب کا ثبوت

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسریٰ ہلاک ہو گیا اس کے بعد کسریٰ نہیں ہوگا قیصر ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا اور

تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں ضرور تقسیم کرو گے۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر حدیث 3027 صفحہ 915)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کو علم غیب تھا جبھی تو آپ نے قیصر وکسریٰ کے بعد دوبارہ قیصر وکسریٰ نہ ہونے اور ان کے خزانے تقسیم کرنے کی خبر دی۔

(2) ابو ادریس نے کہا کہ میں نے حضرت عوف بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے 6 چیزیں شمار کرلو میرا اس دنیا سے چلے جانا پھر بیت المقدس کی فتح، پھر عام موت جو لوگوں میں بکریوں کی بیماری کی طرح پھیل جائے گی (قعاص ایک بیماری ہے جو سینہ میں ہوتی ہے اور گردن کو توڑ دیتی ہے جس سے موت واقع ہو جاتی ہے، پھر افراطِ زر (یعنی مال کا بہت زیادہ ہونا) حتیٰ کہ اگر کسی شخص کو 100 دینار دیا جائے گا تو وہ پھر بھی ناخوش رہے گا، پھر ایک بہت بڑا فتنہ جو عرب میں ہر گھر میں پہنچے گا، پھر تم میں اور رومیوں میں صلح ہو گی اور عہد شکنی (وعدہ خلافی) کر کے تم پر حملہ کر دیں گے اور وہ 80 جھنڈے لے کر آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔ (صحیح بخاری جلد 2 کتاب الجزیہ والموادعۃ حدیث 413 صفحہ 211)

(3) حضرت ابو ہریرہ ر(ضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ''حرا'' پہاڑ پر موجود تھے آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابو بکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر (رضی اللہ عنہم) تھے۔ چٹان حرکت کرنے لگی تو آپ نے فرمایا: رک جا! کیونکہ تیرے اوپر صرف نبی، صدیق اور شہید موجود ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ جلد 3 حدیث 6123 صفحہ 303)

اس حدیث پاک سے بھی نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب کا ثبوت ملا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کے پہلے شہید ہونے کی خبر دی۔

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سب سے بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا گیا اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انہیں وہاں سے نکالا گیا اور قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

(صحیح مسلم جلد 1 کتاب الجمعہ حدیث 1873 صفحہ 629)

اس حدیث پاک سے بھی نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا ثبوت ملا کہ آپ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

(5) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے آنے سے پہلے زمانہ باہم قریب ہو جائے گا، سال مہینے جیسا، مہینہ ہفتے جیسا، ہفتہ دن کے برابر، دن ایک گھڑی جتنا اور ایک گھڑی آگ بھڑکنے جتنی ہو جائے گی۔

(ترمذی شریف جلد 2 کتاب الزہد حدیث 213 صفحہ 101)

حدیث بھی سرکار ﷺ کے علم غیب پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے وقت کے جلد گزرنے کی خبر دی جو کہ ایک غیبی خبر ہے۔

(6) حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس امت میں 4 فتنے ہوں گے جن کے بعد قیامت ہے۔

(ابوداؤد شریف جلد 3 کتاب الفتن حدیث 840 صفحہ 284)

حدیث پاک سے بھی نبی پاک ﷺ کے علمِ غیب کا ثبوت ملا کہ آپ نے امت کے

4 فتنوں کی خبر دی۔

(7) حضرت عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایسے اُمَرَ اء (حکمران) ہونگے جنہیں کچھ چیزیں مصروف رکھیں گی اور وہ اُمَرَ اء (حکمران دنیاوی امور) کی وجہ سے نماز کو اس کے وقت سے مؤخر (دیر) کر کے پڑھیں گے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الصلوۃ جلد 1 حدیث 1246 صفحہ 394)

اس حدیث سے بھی نبی پاک ﷺ کے علم غیب کا ثبوت ملا کہ آپ نے اپنی اُمت کے حکمرانوں کی خبر دی کہ وہ نماز تاخیر سے پڑھا کریں گے اور اس کی وجہ بھی ارشاد فرمائی۔

تفسیر روح البیان میں اس آیت مبارکہ کے تحت دو حکایات کو بیان کیا گیا ہے جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اپنے وصال کے وقت اسکی جگہ کو بیان فرمایا۔

(1) حکایت:۔ حضرت ابو العزم الاصفانی (رحمتہ اللہ علیہ) شیراز میں بیمار ہو گئے تو انہوں نے فرمایا: میں یہاں نہیں مروں گا، اگر میری بات غلط ہو اور میں یہاں فوت ہو جاؤں تو تم مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دینا (یعنی ان کو یقین تھا کہ ان کی موت طرطوس میں آئے گی) اس لیے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ لیا ہے کہ میری موت طرطوس میں واقع ہو اور میں وہیں مدفون ہوں۔ چنانچہ آپ اس مرض سے شفاء پا کر طرطوس پہنچے اور وہیں پر فوت ہوئے، یعنی انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ شیراز میں فوت نہیں ہوں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے انہوں نے فرمایا۔

(2) حکایت:۔ صاحب روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد (رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنی بعض تحریروں میں اپنی وفات کی خبر بیس سال پہلے ہی لکھ دی تھی چنانچہ جیسے انہوں نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

(تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 354)

ٹ: اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر مزید تفصیل کے ساتھ پڑھنے کے لیے (تفسیر روح البیان
8 صفحہ 344 تا 354 اور تفسیر تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 284 تا 296 کا مطالعہ
ئیں۔

9: موضوع

﴿مومن اور کافر کی موت میں فرق﴾

101) قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
جَعُوْنَ٥

مہ: ''تم فرماؤ کہ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر تم اپنے رب کی
ف واپس لوٹائے جاؤ گے''۔ (پارہ 21 سورۃ السجدۃ آیت 11)

ر:۔ اس آیتِ مبارکہ سے چند چیزیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ حضرت عزرائیل (علیہ
لام) جن کے ذمہ سب کی جان نکالنا ہے، یہ تمام انسانوں کی موت کے وقت اور موت
جگہ سے خبردار ہیں، اس لیے کسی کو وقت سے پہلے اور غلط مقام پر نہیں مارتے اور یہ
ں علوم خمسہ سے ہیں۔

ین کرام! غور فرمائیے کہ جب حضرت عزرائیل (علیہ السلام) کے علوم کا یہ عالم ہے تو
ے پیارے آقا ﷺ کے علم کا کیا عالم ہوگا؟۔

ں آیتِ مبارکہ سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت عزرائیل (علیہ السلام) بیک
زمین کے مختلف حصوں میں ظاہر ہوجاتے ہیں اور بیک وقت لاکھوں جگہ تصرف
تے ہیں اور تمام عالم پر نظر رکھتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔

حدیث پاک میں ہے: حضرت زبیر بن محمد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور کریم ﷺ کی بارگاہ میں کسی نے عرض کی، کہ ملک الموت تو ایک ہے جبکہ لشکر مشرق ومغرب میں ملتے ہیں اوران کے درمیان بھی انسان گرتے اور مرتے ہیں: تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ملک الموت (علیہ السلام) کے لیے جمع کردیا ہے، یہاں تک کہ اس کواس کے سامنے ایسے بنادیا ہے جیسے تم میں کسی کے سامنے تھال ہو، کیا اس تھال میں سے کوئی چیز اس آدمی کی دسترس سے باہر ہوسکتی ہے؟

(تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 499۔ تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 375)

مزید اس آیتِ مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ سب انسانوں کی جانیں صرف حضرت عزرائیل (علیہ السلام) نکالتے ہیں باقی ان کے ساتھی فرشتے ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، لہٰذا یہ آیت قرآن پاک کی ان آیات کے خلاف نہیں جن میں موت دینے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ (جیسے کہ پارہ 7 سورۃ الانعام آیت 61۔ پارہ 24 سورۃ الزمر آیت 42 پارہ 29 سورۃ الملک آیت 2 میں ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ حقیقی مُمیت (یعنی موت دینے والا) ہے اور حضرت عزرائیل (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے اِذن سے موت دینے والے ہیں۔

(تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 374۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 500)

☆ ملک الموت (علیہ السلام) کے متعلق روایات

(1) حضرت محمد بن علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ ایک انصاری کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جبکہ ملک الموت (علیہ السلام) اس کے سرہانے موجود تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ملک الموت (علیہ السلام) میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کر کیونکہ یہ مومن ہے تو حضرت ملک الموت (علیہ السلام) نے عرض کیا، یا نبی اللہ آپ

رک ہو میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرنے والا ہوں اور آپ یقین رکھیں کہ میں ابنِ آدم
روح قبض کرتا ہوں جبکہ اس کے گھر والے چیختے ہیں، چلاتے ہیں، تو میں اس کی روح کو
ے کر گھر کے ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم، میرا تو اس میں کوئی
ر نہیں ہے نہ میں نے اس پر کوئی ظلم کیا ہے نہ اس کا رزق کھایا ہے اور نہ ہی میں نے وقت
، پہلے اس کی روح قبض کی ہے، بیشک میرا تو تمہارے پاس آنا جانا لگا رہے گا، اس لیے تم
ا رہو، اور اللہ نے کسی گھر والے، کچے مکان والے، بکری کے بالوں کے خیمے والے،
ٹ کے بالوں کے خیمے والے، خشکی میں یا سمندر میں (کسی کو) پیدا نہیں کیا مگر میں دن
پانچ دفعہ اس سے مصافحہ کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان میں سے ہر چھوٹے بڑے کو اس
ذات کے حوالے سے جانتا ہوں، اللہ کی قسم، یا نبی اللہ میں ایک مچھر کی روح کو قبض
نے پر بھی قادر نہیں یہاں تک اللہ تعالیٰ مجھے اس کو قبض کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ابن کثیر جلد 3 صفحہ 766۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 502۔ تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 376)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت
یم (علیہ السلام) کو اپنا خلیل بنالیا تو ملک الموت (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
ض کی یا اللہ مجھے اجازت دے کہ میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو اس کی خوشخبری
تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت (علیہ السلام) کو اجازت عطا فرمادی، جب حضرت ملک
(علیہ السلام) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو
(علیہ السلام) نے ملک الموت (علیہ السلام) سے فرمایا کہ تم مجھے وہ صورت دکھاؤ
تم کافروں اور گناہگار لوگوں کی روح کو قبض کرتے ہو؟ تو ملک الموت (علیہ السلام)
ں کی آپ (علیہ السلام) اس کو برداشت نہ کرسکیں گے۔ حضرت ابراہیم (علیہ

السلام) نے فرمایا کیوں نہیں، پھر ملک الموت (علیہ السلام) نے آپ (علیہ السلام) سے عرض کی آپ اپنا رُخِ انور دوسری طرف کیجیے، پھر ملک الموت (علیہ السلام) نے عرض کی کہ اب میری طرف دیکھیے، جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے ان کی طرف رُخ کیا تو آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی ہے جس کے بال کھڑے ہیں اور اس کا سر آسمان سے باتیں کر رہا ہے اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور اس کے پاس سے بدبو آ رہی ہے۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے جب ملک الموت کی یہ حالت دیکھی تو آپ (علیہ السلام) پر غشی طاری ہو گئی، پھر جب آپ (علیہ السلام) کو ہوش آیا تو ملک الموت (علیہ السلام) پہلے والی حالت میں واپس آ چکے تھے، آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے ملک الموت اگر کافر و گناہگار شخص تمہاری یہ صورت ہی دیکھ لے تو یہی (عذاب) اس کے لیے کافی ہے، پھر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے ملک الموت (علیہ السلام) سے فرمایا کہ اب تم مجھے وہ صورت دکھاؤ جس میں تم نیک و پرہیز گار لوگوں کی روح قبض کرتے ہو؟ ملک الموت (علیہ السلام) نے عرض کی آپ (علیہ السلام) اپنا رُخِ انور دوسری طرف کیجیے، پھر ملک الموت (علیہ السلام) نے وہ صورت اختیار کر لی جس میں وہ نیک و پرہیز گار لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں، پھر آپ (علیہ السلام) سے عرض کی کہ اب میری طرف دیکھیے، تو جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے ان کی طرف نظر کی تو آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انتہائی خوبصورت شخص ہے جس کے کپڑے سفید ہیں اور اس کے پاس سے عطر کی خوشبو آ رہی ہے تو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے ملک الموت (علیہ السلام) کی یہ صورت دیکھ کر فرمایا: اگر نیک و پرہیز گار مومن کو صرف انعام و اکرام کے طور پر یہی صورت دکھا دی جائے تو یہی اس کی (آنکھوں کی) ٹھنڈک کے لیے کافی ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 499۔تفسیر مظہری جلد 7 صفحہ 397۔احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 850)

(3) تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت ملک الموت (علیہ السلام) کے چار چہرے ہیں، ان کا ایک رُخ نار میں ہے، اس سے کفار کی ارواح کو قبض کرتے ہیں، دوسرا رُخ ظلمت میں ہے اس سے منافقین کی ارواح کو قبض کرتے ہیں، تیسرا رُخ رحمت میں ہے، اس سے مومنین کی ارواح قبض کرتے ہیں، چوتھا نور میں ہے اس سے انبیاء اور صدیقین کی ارواح کو قبض کرتے ہیں، جب ملک الموت (علیہ السلام) اہلِ ایمان کی روح قبض کرتے ہیں تو اسے رحمت کے فرشتوں کے سپرد کردیتے ہیں اور جب کافر کی روح قبض کرتے ہیں تو اسے عذاب کے فرشتوں کے سپرد کردیتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 376)

(4) حضرت جعفر بن محمد (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص نمازوں کا پابند ہو اس پر جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس سے شیطان کو دور کردیا جاتا ہے اور ملک الموت (علیہ السلام) اسکو "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی تلقین کرتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 766۔تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 326)

(5) حضرت جابر بن زید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ملک الموت (علیہ السلام) پہلے لوگوں کو بلا کسی درد یا مرض کے وفات دیتے تھے تو لوگ ان پر لعنتیں بھیجتے اور گالیاں دیتے تھے، چنانچہ آپ (علیہ السلام) نے بارگاہِ الٰہی (عزوجل) میں عرض کی (یا اللہ تیرے بندے تو مجھے پر لعنت بھیجتے اور مجھے گالیاں دیتے ہیں) تو پھر اللہ تعالیٰ نے امراض (یعنی بیماریوں) کو پیدا فرمادیا لہٰذا اب لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں بیماری کے باعث مرگیا، یعنی اب ملک الموت (علیہ السلام) کا نام کوئی نہیں لیتا۔

(تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 501۔تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 376)

☆ ملک الموت (علیہ السلام) کی موت کے متعلق روایات

تفسیر روح البیان میں ہے کہ جب تمام مخلوق مر جائے گی اور کوئی جاندار باقی نہیں رہے گا تو ملک الموت (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے، اے میرے رب، اب تیرے اس عبدِ ضعیف (ملک الموت) کے سوا اور کوئی زندہ نہیں بچا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے ملک الموت، تو نے میرے نبیوں، رسولوں، میرے ولیوں اور میرے خاص بندوں کو موت کا مزہ چکھایا ہے اور میں عالم الغیب ہوں اور میرے علم قدیم میں یہ ہے کہ میری ذات کے سوا ہر شخص نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور اب تمہارے مرنے کی باری ہے، ملک الموت (علیہ السلام) کہیں گے، یا اللہ میں ایک کمزور بندہ ہوں لہٰذا اپنے اس کمزور بندے پر لطف وکرم فرمانا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر جنت اور دوزخ کے درمیان لیٹ جاؤ اور مر جاؤ، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملک الموت (علیہ السلام) مر جائیں گے۔ (تفسیر روح البیان 8 صفحہ 374۔ تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 326)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ یعنی پھر تم اپنے رب کی طرف واپس لوٹائے جاؤ گے یعنی قیامت کے دن حساب و کتاب جزا و سزا کے لیے میدانِ محشر یعنی شام کی زمین میں حاضر کیے جاؤ گے لیکن کوئی خوشی خوشی حاضر ہوگا اور کوئی مجبوراً گرفتار ہو کر کوئی سوار کوئی پیدل، غرضیکہ حالات مختلف ہوں گے۔

92: موضوع

﴿حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں﴾

(102) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ○ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا○

ترجمہ: "اے غیب کی خبریں بتانے والے ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکتا ہوا آفتاب"۔

(پارہ 22 سورۃ احزاب آیت 45، 46)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں لفظ شاہد کا معنیٰ گواہ ہے اور گواہ اسے کہتے ہیں جو موقع پر موجود و حاضر ہوتا ہے اور لفظ شاہد آیت میں حضور ﷺ کیلئے بولا گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اپنی علمیت، نورانیت، روحانیت کے اعتبار سے حاضر و ناظر ہیں اور سراج، آفتاب کو کہتے ہیں اور آفتاب بھی تمام عالم میں ہر جگہ اپنی نورانیت کے لحاظ سے موجود و حاضر ہوتا ہے اسی لئے آپ ﷺ کو آیت میں سراج کہا گیا کیونکہ آپ ﷺ بھی اپنی علمیت و نورانیت سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں۔ لہٰذا یہاں پر حاضر و ناظر کی تعریف اور حضور ﷺ کے حاظر و ناظر ہونے کے ثبوت میں مزید قرآن پاک کی آیات واحادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حاضر اور ناظر کی تعریف

حاضر: ایک ہی ساعت میں عالم کی سیر کرنے پر قادر ہو اور یہ اختیار خواہ روحانی ہو یا نورانی یا عملی ہو اسے حاضر کہتے ہیں۔

ناظر: قوتِ قدسیہ والا ایک مقام میں رہ کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح تمام عالم کو دیکھے اور قریب و دور کی آواز سن سکتا ہو اسے ناظر کہتے ہیں۔

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری (رحمۃ اللہ علیہ) حاضر و ناظر کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

بیشک حاضر وناظر کے نظریہ کا تعلق حضور ﷺ کے جسم اقدس کے ساتھ نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی بشریت کے ساتھ ہے بلکہ اس نظریہ کا تعلق آپ ﷺ کی نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہے۔ (عقائد اہلسنت صفحہ 325)

ہم (جماعت اہلسنت) نبی پاک ﷺ کے جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیت کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اسی طرح رحمتِ عالم ﷺ گنبد خضریٰ میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت، روحانیت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ افروز ہیں۔

☆حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے ثبوت میں قرآن پاک کی آیات

(1) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول ﷺ تمہارے نگہبان و گواہ۔

(پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 143)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے درمیان گواہ اور نگہبان بن کر موجود ہیں ہمارے پاس وہ آنکھ نہیں کہ ہم ان کو دیکھ سکیں۔

(2) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ؕ ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں تو یہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

(پارہ 5 سورۃ النساء آیت 64)

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانہ مل گیا

پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

کر لے نے ظلم جدوی کوئی اپنیاں جاناں تے
رب آکھے میں بخشاں گا آویار دے بُوہے تے

اس آیتِ مبارکہ سے آپ ﷺ کا وسیلہ اور آپ ﷺ کی شفاعت ثابت ہوئی اور شفاعت وہی کرسکتا ہے جو حیات اور حاضر ہو۔

(3) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ترجمہ: یہ نبی ﷺ مومنوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ (پارہ ۲۱)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ سے زیادہ قریب ہیں اسی طرح حضور ﷺ مومنوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ اب جو مومن ہوگا اس کے رسول ﷺ قریب ہوں گے اور جو مومن نہ ہوگا وہ چاہے انکار کرتا رہے اور قریب وہی ہوتا ہے جو حاضر و ناظر ہو اس لئے حاضر و ناظر کا انکار قرآنِ مجید کا انکار ہے۔

☆ حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے ثبوت میں احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا اور آپ ﷺ نے نمازِ کسوف پڑھائی۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر

کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے جنت نظر آئی تھی میں نے اس میں سے ایک خوشہ پکڑ لیا اگر اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے اور وہ ختم نہ ہوتا۔

(صحیح بخاری کتاب الکسوف جلد 1 حدیث 990 صفحہ 454)

قارئین کرام! حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مصلے پر کھڑے ہو کر جنت اور جہنم کو ملاحظہ فرمایا اور ساتھ ہی آپ ﷺ کا دست حق جنت میں موجود انگور کے گچھے تک پہنچ گیا جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ زمین پر جلوہ گر ہونے کے باوجود لاتعداد میل دور جنت میں اپنا دست مبارک رکھ سکتے ہیں تو پھر مدینے میں رہ کر اس کائنات پر اپنے غلاموں کی اپنے دست مبارک سے مدد کیوں نہیں کر سکتے؟

(2) حضرت سلمٰی (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں: میں حضرت ام سلمٰی (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور سرِ انور گرد آلود تھے میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے؟ فرمایا میں ابھی حُسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میں شریک ہوا ہوں۔

(ترمذی شریف جلد 2 باب المناقب حدیث 1760 صفحہ 731)

قارئین کرام! حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں ابھی حضرت امام حُسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میں شریک ہوا ہوں اس بات کی طرف دلالت کرتا ہے کہ آپ بعد از وصال حاضر و ناظر ہیں کیونکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کیلئے حیات کی ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضور ﷺ وصال کے بعد بھی اپنے رب عزوجل کی عطا کی ہوئی طاقت سے

جب چاہیں اور جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

(3) حضرت شداد بن اوس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے کہ اسی دن میں حضرت آدم (علیہ السلام) کی تخلیق ہوئی، اسی دن صُور پھونکا جائے گا اور اس میں کڑک (یعنی قیامت) واقع ہوگی اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے جبکہ آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس کام کو حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام (علیہ السلام) کے جسموں کو کھائے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الصلوۃ جلد 1 حدیث 1074 صفحہ 342)

قارئین کرام! جماعتِ اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیائے کرام آج اپنی دنیاوی حیات کی طرح زندہ ہیں اور ان کی دنیاوی اور موجودہ زندگی میں فرق صرف یہی ہے کہ ذمہ داری کا دور ختم ہوگیا تو وہ اپنے رب (عزوجل) کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور دنیا والوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہی اجماعی عقیدہ رہا ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بس بعض لوگ خارجیت کی بیماری کے باعث مقام نبوت کی عظمت کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے اور انبیاء کرام (علیہ السلام) کے علم کی بات ہو یا حاضر و ناظر کی یا اختیارات کی ہر فضیلت کا انکار کرنا انہوں نے اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

اللہ کی عطا کا تو انکار مت کرو
سرکار کی جو شان ہے بیشک عطائی ہے

اللہ تعالیٰ ہر مدعی اسلام کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

93: **موضوع**

﴿درودِپاک کے فضائل﴾

(103) اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

ترجمہ: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو''۔ (پارہ 22 سورۃ الاحزاب آیت 56)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں تم بھی کرو، سوائے درود شریف کے، دوسرا یہ کہ تمام فرشتے بغیر تخصیص کے ہمیشہ حضور علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں، تیسرا یہ کہ حضور علیہ السلام پر رحمتِ الٰہی کا نزول ہماری دعا پر موقوف نہیں، جب کچھ نہ بنا تھا تب بھی ربِ تعالیٰ حضور علیہ السلام پر رحمتیں بھیج رہا تھا، ہمارا درود شریف پڑھنا رب سے بھیک مانگنے کے لیے ہے جیسے فقیر داتا کے جان و مال کی خیر مانگ کر بھیک مانگتا ہے، ہم حضور علیہ السلام کی خیر مانگ کر بھیک مانگتے ہیں، چوتھا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ہمیشہ حیات النبی علیہ السلام ہیں اور سب کا درود وسلام ہی بھی سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں کیونکہ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے نماز پڑھنے والا اور سونے والا شخص، پانچواں مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ ہر حال میں درود شریف پڑھنا چاہیے کیونکہ ربِ تعالیٰ اور فرشتے ہمیشہ ہی حضور علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ 512)

اگر کوئی اپنا بھلا چاہتا ہے اُسے چاہیے جسے خدا چاہتا ہے
درود اُن پر بھیجو سلام ان پر بھیجو قسم خدا کی یہی مومنوں سے خدا چاہتا ہے

تفسیر روح البیان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ہے کہ جب حضرت آدم (علیہ السلام) پیدا ہوئے تو حضور سرورِ عالم ﷺ کا نورِ پاک حضرت آدم (علیہ السلام) کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔ جسے فرشتوں نے دیکھ کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا پھر جب حضور ﷺ عالم میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: یہ وہی نور ہے جو تم نے حضرت آدم (علیہ السلام) کی پیشانی میں دیکھا تھا اور اس پر تم نے درود شریف پڑھا تھا (لہٰذا معلوم ہوا کہ) اس معنیٰ پر حضور ﷺ ہر عالم میں موجود بالفعل رہے اس لیے تم ان پر درود شریف پڑھو۔

مومنو پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

☆حضور ﷺ کی اُمت کو درود شریف پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

صاحبِ روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی (رحمتہ اللہ علیہ) اس کے جواب میں فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان جن ہو یا انس سب کو درود شریف پڑھنے کا حکم اس لیے فرمایا کہ اہل ایمان آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنے کے محتاج ہیں۔ وہ اس لیے کہ حضور ﷺ نے اہل ایمان کو دعوتِ حق دی تو اس کا حق ادا کرنا ضروری تھا، اسکی ادائیگی درود شریف سے ہوئی۔ دوسرا اس وجہ سے کہ حضور ﷺ جملہ اہل ایمان کے روحانی باپ ہیں بلکہ آپ نے اہل ایمان کی بہترین تربیت فرمائی، اور اس احسن طریقہ سے انہیں تبلیغ و ارشاد فرمایا، بلکہ بہت زیادہ ان پر شفقت و رحمت فرمائی، اس لیے اس معنیٰ پر ضروری ہوا کہ اُمت بھی آپ ﷺ پر درود بھیجے، کیونکہ قاعدہ (یعنی اصول) ہے کہ شاگرد پر اُستاد کی تعریف کرنا واجب ہے ایسے ہی بیٹے پر باپ کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، اس لیے حضور ﷺ پر درود

بھیجنے میں اشارہ ہے کہ اہل ایمان درود شریف کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں افضل الرسل وافضل النبی ﷺ کا اُمتی بنایا اور ان کے طفیل افضل الامم کا خطاب انہیں نصیب ہوا، نیز درود شریف سے اہل ایمان کی حق شفاعت کی ادائیگی بھی ہوتی اس لیے کہ درود شریف گویا شفاعت کا ثمن ہے، اب دنیا میں جب ثمن ادا کریں گے تو کل قیامت میں اس کا ثمر حاصل کریں گے۔ (تفسیر روح البیان جلد 8 پارہ 22 صفحہ 178)

☆ درود شریف پڑھنے کے فضائل کے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ جلد 1 حدیث 911 صفحہ 326)

(2) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجات کو بلند فرمائے گا۔

(سنن نسائی جلد 1 حدیث 1296 صفحہ 442)

(3) حضرت ابوطلحہؓ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی حضرت جبرائیل (علیہ السلام) میرے پاس تشریف لائے اور کہا، آپ ﷺ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کی اُمت میں سے جو شخص ایک بار آپ ﷺ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس پر دس بار رحمت بھیجوں گا اور آپ کی اُمت میں سے جو شخص آپ ﷺ پر ایک بار سلام بھیجے گا تو میں اس پر دس بار سلامتی بھیجوں گا۔ (سنن نسائی جلد 1 حدیث 1294 صفحہ 441)

(4) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن وہ آدمی میرے زیادہ قریب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا رہا ہوگا۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 428 صفحہ 295)

(5) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرمائے گا اور جس نے مجھ پر ایک سو مرتبہ درود پڑھا، تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی پر) یہ لکھ دے گا یہ شخص منافقت سے اور جہنم کی آگ سے بری (آزاد) ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے ساتھ رہائش عطا فرمائے گا۔ (الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 668)

(6) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ جو نبی پاک ﷺ پر ایک بار درود بھیجے، تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر (70) مرتبہ درود بھیجتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ ستر مرتبہ اس شخص پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے ستر مرتبہ اس شخص پر نزولِ رحمت کی اور اس کی بخشش و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 669)

(7) حضرت سیدنا امام حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود پڑھو، بیشک تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 670)

(8) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی

جب تک کہ وہ (دنیا سے جانے سے پہلے) جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 672)

(9) حضرت ابو کاہل (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے میری محبت میں اور میری ملاقات کے شوق سے سرشار ہو کر ہر رات اور دن میں تین، تین بار مجھ پر درود پڑھا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اس کے اس رات اور دن کے گناہوں کو بخش دے۔ (الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 672)

(10) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو محبت رکھنے والے دوست آپس میں ایک دوسرے سے ملتے وقت ایک دوسرے کا استقبال کرتے ہوں اور اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہوں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 674)

(11) امیر المومنین حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: ہر دعا محجوب رہتی ہے (یعنی درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتی) جب تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 674)

(12) امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں بے شک دعا زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے اس کا کوئی حصہ بارگاہِ الٰہی (عزوجل) کی طرف بلند نہیں ہوتا جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھ لو۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 470 صفحہ 296۔ الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 675)

(13) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ تمہارا مجھ

درود بھیجنا تمہارے گناہوں کی بخشش کا باعث ہے اور میرے لیے (دعائیں) درجہ اور وسیلہ مانگو۔ کیونکہ میرے رب کے پاس میرا وسیلہ تمہارے لیے سفارش کا باعث ہوگا۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2140 صفحہ 525)

(14) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا مجھ پر درود بھیجنا پل صراط پر تمہارے لیے نور ہوگا۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2146 صفحہ 525)

(15) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے۔ تب تک فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اب اس شخص کی مرضی ہے کہ وہ مجھ پر زیادہ درود بھیجے یا کم۔ (کنز العمال جلد 1 حدیث 2152 صفحہ 516)

(16) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھ پر صبح کے وقت اور شام کے وقت دس، دس بار درود بھیجا تو اسے قیامت کے دن میری شفاعت حاصل ہوگی۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2161 صفحہ 527)

(17) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھے گا اور ایک قیراط اجر اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2163 صفحہ 527)

(18) حضور سرور عالم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: مجھ پر درود بھیجو اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے گا۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2165 صفحہ 527)

(19) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے (ظاہری و باطنی) پاکیزگی کا باعث ہے۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2164 صفحہ 527)

(20) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے، اس درود کو ایک فرشتہ لے کر آسمان کی جانب بلند ہوتا ہے حتیٰ کہ اسے ربِ رحمٰن کی بارگاہ میں لے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے میرے بندے کی قبر کی طرف لے جاؤ، پھر یہ درود اپنے پڑھنے والے کیلئے مغفرت طلب کرتا ہے اور اس سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2201 صفحہ 534)

(21) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے گا، لہٰذا اب تمہاری مرضی ہے کہ تم مجھ پر زیادہ درود بھیجو یا کم۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2202 صفحہ 535)

(22) حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! قیامت کے دن اس کی ہولناکیوں اور اس کے مقامات سے تمہیں سب سے زیادہ نجات دلانے والی چیز تمہارا دنیا میں مجھ پر بکثرت درود بھیجنا ہے۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2225 صفحہ 539)

(23) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ کل اللہ تعالیٰ سے ہنسی خوشی ملے تو اسے مجھ پر درود بھیجنے کی کثرت کرنی چاہیے۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2226 صفحہ 540)

(24) سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرض حج کرو، کیونکہ یہ راہِ خدا میں بیس غزوات میں لڑنے سے زیادہ اجر والا ہے لیکن تمہارا مجھ پر درود بھیجنا ان سب کے برابر ہے۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2228 صفحہ 540)

(25) رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک دن میں مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا ان میں سے ستر حاجتیں آخرت میں اور تیس دنیا

میں پوری فرمائے گا۔ (کنزالعمال جلد 1 حدیث 2229 صفحہ 540)

(26) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ایک دن میں مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجا تو اسے تب تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ اسے (دنیا ہی میں) جنت کی خوشخبری نہ دے دی جائے۔ (کنزالعمال جلد 1 حدیث 2230 صفحہ 540)

(27) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات (یعنی شبِ جمعہ) میں مجھ پر درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں جن میں سے ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی، پوری فرمائے گا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس درود پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا تو وہ اسے میری قبرِ انور میں اس طرح داخل کرے گا جیسے تمہیں (ادب کے ساتھ) تحائف پیش کئے جاتے ہیں، ایسے ہی وہ فرشتہ ادب کے ساتھ تمہارا درود مجھے پیش کریگا، وہ فرشتہ مجھے اس شخص کا نام اور اس کے خاندان تک اس کا نسب بتائے گا جس نے مجھ پر درود بھیجا ہوگا چنانچہ میں اسے اپنے پاس موجود سفید رجسٹر میں درج کرلوں گا۔

(کنزالعمال جلد 1 حدیث 2234 صفحہ 541)

(28) حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجا تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک ایسا نور ہوگا جسے اگر تمام مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کو کفایت کر جائے۔ (کنزالعمال جلد 1 حدیث 2237 صفحہ 541)

(29) نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن مجھ پر دو سو بار درود بھیجا تو اس کے دو سو سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(کنزالعمال جلد 1 حدیث 2238 صفحہ 542)

(30) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جس شخص نے کسی کتاب میں مجھ پر درود لکھا تو جب تک میرا نام اس کتاب میں لکھا رہے گا فرشتے اس شخص کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2240 صفحہ 542)

مسئلہ: جب بھی درود شریف لکھیں تو مکمل درود شریف لکھیں، جیسے (صلی اللہ علیہ وسلم) اکثر لوگ آجکل درود شریف کے بدلے میں صلعم، ؐ لکھتے ہیں یہ سخت ناجائز وحرام ہے۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 434)

(31) حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) فرماتے ہیں: جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر نور کی روشنی ہوگی، لوگ کہیں گے کہ یہ کونسا عمل کیا کرتا تھا؟ (کہ آج اس کا چہرہ اتنا نورانی ہے، تو ان کو بتایا جائے گا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی ذات پر درود بھیجا کرتا تھا)۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 3987 صفحہ 255)

(32) امام جوزی (رحمتہ اللہ علیہ) حدیث پاک نقل کرتے ہیں: کہ جس جگہ نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھا جاتا ہے تو وہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی ہے اور وہ درود پڑھنے والوں کے لیے قلعہ اور جہنم سے حجاب (یعنی رکاوٹ) بن جاتی ہے۔

(بستان الواعظین از امام جوزی صفحہ 442)

(33) سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود پڑھو (کیونکہ تم جتنی زیادہ کثرت کیساتھ درود پڑھو گے تو) میں اتنی ہی کثرت سے تمہاری شفاعت کروں گا۔ (ایضاً صفحہ 442)

(34) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! اگر تو چاہتا ہے کہ میں تیرے اتنا قریب ہو جاؤں جتنا تیرا کلام تیری زبان سے قریب ہے [illegible]

بصارت تیری آنکھوں کے قریب اور جتنا تیرا سننا تیرے کانوں کے قریب ہے تو، تو اپنے محبوب محمد مصطفی ﷺ پر درود پڑھا کر۔ (بستان الواعظین صفحہ 445)

(۵) نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: کل صبح تو نے کونسا عمل سب سے اچھا کیا اس شخص نے جواب دیا، یارسول اللہ ﷺ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عرض کیا تھا یا اللہ، درود بھیج محمد وآل محمد پر یہاں تک کہ کوئی درود باقی نہ رہے اور برکت بھیج محمد وآل محمد پر یہاں تک کہ کوئی بھی برکت باقی نہ رہے اور رحم فرما محمد وآل محمد پر یہاں تک کہ کوئی بھی رحم باقی نہ رہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسی لیے میں نے کل صبح دیکھا کہ رحمت کے فرشتوں نے تمہارے شہر کے کناروں کو ڈھانپا ہوا ہے۔ (بستان الواعظین صفحہ 449)

(۶) بعض صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے روایت ہے: کہ جس مجلس میں بھی نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے تو اس میں خوشبو پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ وہ خوشبو آسمان تک پہنچ جاتی ہے تو آسمانی فرشتے کہتے ہیں، یہ اس مجلس کی خوشبو ہے جس میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا گیا ہے۔ (بستان الواعظین صفحہ 451)

(۷) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھ پر میری عزت واحترام کرتے ہوئے درود وسلام پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے الفاظ سے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پر (یعنی بازو) مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوتا ہے، اس کے پاؤں زمین سے نیچے اور سر ساتوں آسمانوں سے اوپر عرش الٰہی تک پہنچا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس فرشتے سے فرماتا ہے، میرے بندے کیلئے دعا مانگتا جا، جیسے اس نے میرے نبی پر درود پڑھا ہے، پھر وہ فرشتہ قیامت تک اس بندے کے لیے دعا مانگتا رہتا ہے۔ (بستان الواعظین صفحہ 452)

(38) رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا جو اُمتی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کیلئے حرم (یعنی بیت اللہ کے قرب و جوار) میں نیکیاں کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے، پوچھا گیا، یارسول اللہ ﷺ حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ (یعنی ان کا کتنا اجر ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک نیکی سات سو کے برابر ہے۔ امام جوزی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں، میرے بھائیو، یہ کام ضرور کیا کرو کہ یہ کام بڑا آسان ہے لیکن اس پر ثواب بہت بڑا ہے۔

(بستان الواعظین صفحہ 456)

(39) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو کوئی مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو کوئی مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دے گا، اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اسے قبر میں سوالِ نکیرین کے وقت ثابت قدمی عطاء فرمائے گا۔

(بستان الواعظین صفحہ 459)

(40) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزِ قیامت بہت سارے افراد میرے سامنے حوضِ کوثر پر پیش کیے جائیں گے، جنہیں میں کثرتِ درود وسلام کی وجہ سے پہچان لوں گا۔

(بستان الواعظین صفحہ 456)

(41) حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نگہبان (یعنی کراماً کاتبین) کو حکم دیتا ہے کہ تین دن تک اس کا کوئی گناہ (صغیرہ) نہ لکھیں۔

(بستان الواعظین صفحہ 461)

(42) نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابی نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ کونسا وظیفہ

افضل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھنا، صحابی نے عرض کی، کہ میں اپنے وقت کے تیسرے حصے میں آپ ﷺ پر درود پڑھوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: تب تو تو اپنے مقصد کو پالے گا۔ صحابی نے پھر عرض کی، کہ میں اپنے وقت کے تین حصوں میں آپ ﷺ پر درود پڑھوں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تب تو یہی وظیفہ تیرے لیے کافی ہوگا۔ صحابی نے پھر عرض کی کہ میں اپنے تمام وقت میں آپ ﷺ پر درود پڑھوں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے تمام وقت کو مجھ پر درود پڑھنے میں صرف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت کی تمام حاجتوں کو پورا فرمائے گا۔ (بستان الواعظین صفحہ 461)

(43) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے دل کو روشن کر دیتا ہے۔ (بستان الواعظین صفحہ 462)

(44) حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو کوئی مشکل پیش آجائے تو وہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھے کہ وہ (درود) مشکلیں حل کرتا ہے، دُکھ اور غموں کو دور کرتا ہے اور رزق میں اضافہ کرتا ہے۔ (بستان الواعظین صفحہ 465)

(45) رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس سے جہنم کو پانچ سو سال کی مسافت سے دور رکھا جائے گا۔ (بستان الواعظین صفحہ 468)

(46) حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے جتنا زیادہ مجھ پر درود پڑھے گا، جنت میں اس کی اتنی ہی زیادہ بیویاں ہوں گی۔ (بستان الواعظین صفحہ 468)

(47) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو بے شک تمہارا مجھ پر (کثرت سے) درود پڑھنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

(بستان الواعظین صفحہ 469)

(48) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ وہ شیطانی فریبوں کو کمزور کرتا ہے۔ (بستان الواعظین صفحہ 471)

(49) حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے، جیسے ٹھنڈا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا ایک غلام آزاد کرنے سے بھی زیادہ افضل ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 180۔ بستان الواعظین صفحہ 471)

(50) امام جوزی (رحمتہ اللہ علیہ) حدیث پاک نقل کرتے ہیں: کہ قیامت کے دن بعض مومنوں کی نیکیوں اور بُرائیوں کو میزان میں تولہ جائے گا، تو ان کی برائیاں نیکیوں سے زیادہ بھاری ہو جائیں گی جن کی وجہ سے وہ مسلمان بہت پریشان ہوں گے، اس دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے سفید صحیفے اُتارے جائیں گے تو وہ ان کی نیکیوں والے پلڑے کو بھاری کر دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ تمہارا میرے حبیب ﷺ پر پڑھا ہوا درود ہے، جس کے ساتھ تمہارے نیک اعمال والے پلڑے کو وزنی کیا گیا۔ اور میں نے اس درود کو تمہارے لیے ذخیرہ اور اپنے قرب کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ (بستان الواعظین صفحہ 471)

(51) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر درود پڑھا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ (بستان الواعظین صفحہ 474)

امام جوزی (رحمتہ اللہ علیہ) درود شریف کے فضائل کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ: نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے والے کی جسمانی، دینی، مالی اور گھریلو ستر بلائیں ٹال دی جاتی ہیں اور اس کے لیے ستر درجے جنت میں بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ (بستان الواعظین صفحہ 442)

ود شریف کے فضائل کے متعلق دو حکایات

ضرت سفیان ثوری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے
شخص کو دیکھا جو بجائے لبیک پڑھنے کہ ہر قدم پر درود شریف پڑھ رہا تھا، میں نے
سے پوچھا کہ تم تسبیح و تہلیل چھوڑ کر صرف درود شریف ہی کیوں پڑھ رہے ہو تمہارے
ں کا کوئی شرعی ثبوت ہے؟ اس نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت بخشے آپ کا اسم
کیا ہے؟ میں نے کہا، مجھے سفیانِ ثوری کہتے ہیں، اس نے کہا، اگر آپ مسافر نہ
اور مجھے یقین ہوتا کہ آپ میرا راز فاش نہیں کریں گے تو آپ کو یہ حال بتا دیتا
ل حقیقت یہ ہے کہ میں اور میرے والد حج کو آرہے تھے کہ راستے میں میرے والد
سخت بیمار ہو گئے حتیٰ کہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے، اور بدقسمتی سے ان کا چہرہ سیاہ
ور ان کی آنکھیں نیلی ہو گئیں اور پیٹ پھول گیا، اس پر میں خوب رویا اور میں نے
الیہ راجعون پڑھا، افسوس کہ میرے والد کی موت سفر میں ہوئی اور ایسی بُری کہ
نہیں جا سکتا، آخر کار میں اپنے والد کا چہرہ چادر سے ڈھانپ کر سو گیا، تو میں نے
میں دیکھا کہ ایک حسین و جمیل بزرگ تشریف لائے ہیں جن کی شکل و صورت میں
ی دیکھی تھی اور وہ بزرگ نہایت خوبصورت لباس میں ملبوس تھے، اور خوشبو سے
میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ میرے والد کے قریب ہوئے اور ان کے چہرے
دیا پھر ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو میں نے دیکھا کہ میرے والد کا چہرہ
ہو گیا جیسا کہ پھر انہوں نے میرے والد کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ پہلے
گیا، اس کے بعد حسین و جمیل بزرگ واپس جانے لگے تو میں نے آگے بڑھ کر
ن سے لپٹ گیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ کو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو

میرے والد کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں محمد ﷺ ہوں، پھر آپ ﷺ مجھ سے فرمانے لگے: اگرچہ تیرا والد بہت گناہگار تھا لیکن مجھ پر درود شریف بکثرت پڑھتا تھا جب اِسے یہ مصیبت پہنچی تو اس نے مجھے پکارا، میں نے اس کی فریاد رسی کی اور جو شخص مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے تو میں اس کی فریاد رسی کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے والد کا چہرہ واقعی سفید اور پیٹ صحیح و سالم حالت میں تھا۔

(تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 182۔ تنبیہ الغافلین صفحہ 395۔ بستان الواعظین صفحہ 463)

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرالبشر کو خبر نہ ہو

(2) ایک عورت نے اپنے بیٹے کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ اسے عذاب ہو رہا ہے، اس سے وہ سخت غمگین ہوئی پھر خواب دیکھا کہ اس کے بیٹے کو نور و رحمت سے نوازا جا رہا ہے، اس نے اپنے بیٹے سے اسکی وجہ پوچھی تو بیٹے نے کہا کہ قبرستان سے کوئی شخص گزرا ہے جس نے حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخش دیا تو جس سے مجھے بھی حصہ ملا ہے اور یہ سب اسی کی برکت ہے جو آپ دیکھ رہی ہیں۔

(تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 181)

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کثرت سے درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

موضوع

﴿زبان کی حفاظت﴾

104) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝

ترجمہ: ''اے ایمان والو: اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔'' (پارہ 22 سورۃ احزاب آیت 70)

تفسیر:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔ معلوم ہوا کہ زبان کو ٹھیک رکھنا اور اسے جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ سے بچانا بہت ضروری و اہم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے بعد زبان سنبھالنے کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے ورنہ یہ بھی تقویٰ میں آچکا تھا۔ اور زبان کی حفاظت تمام بھلائیوں کی اصل ہے اس لئے تمام کاموں کے لئے دو عضو ہیں اور بولنے کیلئے ایک زبان وہ بھی ہونٹوں کے پھاٹک میں بند اور 32 دانتوں کے پہرے میں مقید (یعنی قید) ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ زبان کی حفاظت کرنا کتنا ضروری ہے۔ (تفسیر نور العرفان من تحت الآیۃ صفحہ 831)

زبان کی حفاظت کے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ ہمارے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا اور اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے، اور اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو پھر ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 294 صفحہ 129)

(2) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندے کا ایمان اس وقت تک ٹھیک نہ ہوگا جب تک کہ اس کا دل ٹھیک نہ ہوگا اور دل ٹھیک نہ ہوگا جب تک کہ زبان ٹھیک نہ ہوگی۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 4 حدیث 13047 صفحہ 95

(3) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر، اسے چاہیے کہ نیک بات کرے یا خا رہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب جلد 3 حدیث 1069 صفحہ 18

(4) حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور عالم ﷺ نے ا فرمایا: جو شخص مجھے اپنی دو داڑھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دو ٹانگوں درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1394 صفحہ 54

(5) حضرت سیدنا ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عرض میں کیا گیا، کہ سب سے افضل مسلمان کون ہے؟ فرمایا؛ جسکی زبان اور ہاتھ سے دو ے مسلمان محفوظ رہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان جلد 1 حدیث 10 صفحہ 11

(6) حضرت ابوحذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے صح (علیہم الرضوان) سے پوچھا کہ بتاؤ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کونسا تو صحابہ کرام (علیہم الرضوان) خاموش رہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ عمل زبا کی حفاظت کرنا ہے۔ (الترغیب والترہیب کتاب الادب جلد 2 صفحہ 389

(7) حضرت سیدنا عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ میں عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ نجات کیا ہے؟ فرمایا کہ اپنی زبان اپنے قابو میں رکھو اور اپنے گ کو وسیع رکھو اور اپنے گناہ پر رولیا کرو۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 293 صفحہ 128

(8) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(الترغیب والترہیب کتاب الادب جلد 2 صفحہ 389)

(9) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ اس وقت ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اپنی زبان کو محفوظ نہ کر لے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الادب جلد 2 صفحہ 390)

(10) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ گفتگو نہ کرو کیونکہ ذکرِ الٰہی کے بغیر کثرتِ کلام دل کی سختی کا باعث ہے اور سخت دل آدمی اللہ تعالیٰ سے بہت دور رہتا ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 29 صفحہ 130)

(11) حضرت ابو ذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے: تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمہارے ہر کام کے لیے زینت ہے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ مزید کچھ ارشاد فرمائیے، فرمایا: تلاوت قرآن اور ذکر اللہ (عزوجل) کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ آسمانوں میں تمہارے چرچے کا سبب اور زمین میں تمہارے لئے نور ہوگا، میں نے عرض کیا، مزید کچھ ارشاد فرمائیے: فرمایا: زیادہ تر خاموش رہا کرو کیونکہ یہ (کام) شیطان کو دور کرنے والا اور دینی معاملات میں تمہارا مددگار ثابت ہوگا، میں نے عرض کیا، حضور مزید کچھ ارشاد فرمائیے، فرمایا: زیادہ ہنسنے سے بچتے رہو کیونکہ ہنسی دل کو مردہ کرتی اور چہرے کے نور کو ختم کر دیتی ہے۔ پھر میں نے عرض کیا حضور مزید کچھ ارشاد فرمائیے، فرمایا: حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو، اور اللہ

تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈرو، میں نے عرض کیا، حضور مزید کچھ نصیحت فرمایئے، فرمایا: اپنے عیبوں کو پیشِ نظر رکھو تاکہ لوگوں کے عُیوب نہ اُچھال سکو۔ (الترغیب والترہیب کتاب الادب جلد 2 صفحہ 392)

(12) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ امن وسلامتی میں رہے اسے چاہیے کہ خاموشی اختیار کرے اور فرمایا: جو چپ رہا وہ نجات پا گیا۔ (الترغیب والترہیب کتاب الادب جلد 2 صفحہ 395)

(13) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابنِ آدم کی اکثر خطائیں اس کی زبان سے سرزد ہوتی ہیں۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 335)

اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی حفاظت کرنے اور ہمیشہ سچی اور سیدھی بات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

موضوع :95

﴿راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے بڑھتا ہے﴾

(105) قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ ج وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ○

ترجمہ: ''تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کیلئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے''۔ (پارہ 22 سورۃ سبا آیت 39)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے

چاہتا ہے رزق کو وسیع (یعنی کشادہ) فرما دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے رزق کو تنگ فرما دیتا ہے یا ایک ہی بندے کے رزق کو کبھی وسیع فرما دیتا ہے اور کبھی تنگ فرما دیتا ہے، نیز آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں انسان جو چیز خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ عطاء فرماتا ہے۔ جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں ہے۔

☆ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کے فضائل

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے انسان تو خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔ (صحیح بخاری کتاب النفقات جلد 3 حدیث 320 صفحہ 160۔ تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 888۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 667)

(2) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا کوئی دن نہیں جس میں بندے صبح کریں اور دو فرشتے نہ اُتریں جن میں سے ایک تو کہتا ہے، یا اللہ سخی کو زیادہ اچھا عوض (یعنی بدلہ) دے اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ بخیل کو برباد کردے۔ (صحیح بخاری کتاب الزکاۃ جلد 1 حدیث 1351 صفحہ 581۔ تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 889)

(3) حضرت اسماء (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی تھیلی کو بند نہ رکھو، ورنہ اللہ بھی اپنے خزانے کو بند کرلے گا، اور دوسری روایت میں ہے کہ تم گن گن کر نہ دو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم کو گن گن کر دے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ جلد 1 حدیث 1344 صفحہ 578۔ تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 634)

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6534 صفحہ 422)

☆اہل وعیال پر مال خرچ کرنے کے فضائل

(1) حضرت حسن بصری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تم اپنے گھر والوں پر اسراف اور بخل کے بغیر خرچ کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 666)

(2) حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نیک کام صدقہ ہے اور جس چیز کو انسان اپنے آپ پر اور اپنی اہلیہ پر خرچ کرتا ہے تو اس کا بدل عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے ماسوا اس کے جو انسان (بلا ضرورت) عمارت پر خرچ کرے یا معصیت (یعنی نافرمانی کے کاموں) پر خرچ کرے۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 2311 صفحہ 479۔ تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 404۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 667)

قارئین کرام! انسان جس مال کو معصیت (و نافرمانی کے کاموں) میں خرچ کرتا ہے تو اس پر اتفاق ہے کہ اس پر انسان کو کوئی ثواب نہیں ملے گا اور نہ ہی اس کا بدلہ ملے گا، لیکن اگر مکان و عمارت کا بنانا ضروری ہو مثلاً انسان کے پاس رہنے کے لیے محفوظ جگہ نہ ہو تو اس پر خرچ کرنے سے اَجر بھی ملے گا اور اللہ تعالیٰ اس مال کا انسان کو بدلہ بھی عطا فرمائے گا، کیونکہ ضرورت کی بناء پر مکان بنانے کا جواز اس حدیث پاک میں ہے۔

حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کے لیے ان چیزوں کے سوا اور کسی چیز میں حق نہیں ہے، (1) وہ مکان جس میں رہائش رکھ سکے (2) اتنا کپڑا جس سے وہ اپنا ستر (یعنی شرمگاہ) چھپا سکے اور (3) روٹی کا ٹکڑا اور پانی۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 223 صفحہ 104)

نیز آیت مبارکہ میں ہے کہ اور وہ (یعنی اللہ تعالی) سب سے بہتر رزق دینے والا ہے، رزّاق رزق دینے والے کو کہتے ہیں، انسان اپنے اہل وعیال کو رزق اور امیر وحاکم اپنے ماتحتوں کو بھی رزق دیتا ہے، لیکن مخلوق میں سے جوکوئی کسی کو رزق دیتا ہے تو اس کا مال محدود ہوتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے اور اللہ کے خزانے لامحدود اور غیر فانی ہیں وہ نہ فنا ہوتے ہے اور نہ ہی ختم ہوتے ہیں۔ اس لیے فرمایا: وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۝ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

یاد رکھیے! مخلوق اللہ کے پیدا کیے ہوئے اور اس کے بنائے ہوئے مال سے رزق دیتی ہے اور حقیقت میں رزق وہ ہے جو کسی چیز کو عدم سے وجود میں لاکر پیدا کر کے رزق دے، اللہ تعالی فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۝ بے شک اللہ تعالی ہی سب کو رزق دینے والا اور قوت والا ہے۔ (پارہ 27 سورۃ الذاریات آیت 58)

(تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 635)

96: موضوع

﴿ہر حال میں اللہ تعالی پر توکل کرو﴾

(106) مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ج وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ ۢ بَعْدِهٖ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝

ترجمہ: "اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ روک لے تو اس کے روکنے کے بعد کوئی چھوڑنے والا نہیں، اور وہی عزت وحکمت والا ہے"۔

(پارہ 22 سورۃ فاطر آیت 2)

تفسیر:۔ یعنی دینی یا دنیاوی، ایمان، عرفان، رزق، بارش، مال ودولت، عزت وشہرت،

صورت وسیرت ان سب چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ دینا چاہے تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو روک لے تو کوئی کسی کو دینے والا نہیں لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 897۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 54 تفسیر نور العرفان صفحہ 522)

موضوع :97

﴿شیطان کا دھوکہ﴾

(108،107) یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَاللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ٥ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ٥

ترجمہ: ''اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے سو تمہیں دنیا کی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ (شیطان) تم کو اللہ کے متعلق دھوکے میں رکھے، بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم (بھی) اس کو دشمن بنائے رکھو، وہ اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے کہ وہ دوزخ والے ہوجائیں''۔ (پارہ 22 سورۃ فاطر آیت 6،5)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ دنیاوی زندگی میں دھوکہ یہ ہے کے دنیا سے دھوکہ کھاجائے اور آخرت سے غافل ہو جائے، انسان پر لازم ہے کہ اس کے لیے تیاری کرے اور اس کے لیے (نیک) کام کرے، جس طرح بندہ اس وقت کہتا ہے جب آخرت میں پہنچ جاتا ہے۔ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ٥ (انسان) کہے گا ہائے کسی طرح میں نے اپنی زندگی میں نیکی آگے (آخرت کے لیے) بھیجی ہوتی۔ (پارہ 30 سورۃ الفجر آیت 24)

(مزید فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں دھوکہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طالب ہو۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 684)

حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ شیطان سے دشمنی کرو کیونکہ ہر مسلمان پر شیطان سے دشمنی کرنا لازم ہے اور اس سے دشمنی یہ ہے کے انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کر کے شیطان سے دشمنی کرے۔

(تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 684)

حضرت ابن زید (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کہ شیطان اپنے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی طرف دعوت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنے والے جہنمی ہیں۔ انسانوں میں سے یہی اس کے دوست ہیں کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں دیکھتے. اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۝ وہ شیطان کے گروہ ہیں۔

(پارہ 28 سورۃ المجادلہ آیت 19)

فرمایا کہ یہاں حِزْبَہٗ سے مراد ان لوگوں سے دوستی ہے جن سے شیطان دوستی کرتا ہے اور وہ شیطان سے دوستی کرتے ہیں۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 684)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا کہ دنیا کی زندگی تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈال دے، یہاں دنیا کی زندگی کے دھوکے میں ڈالنے کا معنیٰ یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں، اس کی لذتیں، اس کی زیب وزینت اور اس کی رنگینیاں انسان کو اللہ کی اطاعت اور اس کی عبادت سے غافل نہ کریں۔ حتٰی کہ انسان حشر کے دن کفِ افسوس ملتا رہ جائے، اور (فرمایا) نہ شیطان تمہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق دھوکے میں رکھے، اور وہ دھوکہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جائے، مسلسل اسکی نافرمانی کرتا رہے اور اُمید یہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت

فرمادے گا۔اس کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ شیطان انسان کے دل میں وسوسہ ڈالے کہ تم اپنے گناہوں پر پریشان یا پشیمان نہ ہو،اللہ غفور رحیم ہے وہ مومنوں پر بہت کرم اور فضل فرماتا ہے وہ تم کو معاف فرمادے گا اور اس طرح شیطان انسان کو توبہ کرنے سے باز رکھتا ہے۔(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 899۔تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 449۔تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 56۔تفسیر خزائن العرفان صفحہ 783۔تفسیر تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 654)

جیسے آج کل ہمارے زمانے میں لوگ فرض نمازیں نہیں پڑھتے،رمضان کے فرض روزے نہیں رکھتے،اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے،استطاعت کے باوجود فرض حج نہیں کرتے اور رشوت خوری،چور بازاری،ملاوٹ اور فراڈ ودھوکہ بازی سے پرہیز نہیں کرتے۔لیکن میلاد شریف اور گیارہویں شریف کو کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑتے اور کہتے ہیں کہ قیامت کے دن نبی کریم ﷺ اور حضور غوث اعظم (رحمتہ اللہ علیہ) کی شفاعت سے ہماری مغفرت ہو جائیگی،اور نبی کریم ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں،حالانکہ یہ ان کی بھول ہے۔اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ کی محبت پر مبنی از خود کوئی عمل کرلے اور آپ کے حکم پر عمل نہ کرے تو نبی کریم ﷺ اس پر ناراض ہوتے ہیں،اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے کیجئے حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) کو (غزوہ موتہ میں) ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اتفاق سے وہ دن جمعہ کا تھا،حضرت عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) کے اصحاب علی الصباح روانہ ہو گئے،حضرت ابن رواحہ (رضی اللہ عنہ) نے سوچا کہ پہلے میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ لوں،پھر جا کر اپنے اصحاب سے مل جاؤں گا،جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ لی تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھ لیا،آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم کو

علی الصباح اپنے اصحاب کے ساتھ جانے سے کس چیز نے روک لیا؟ انہوں نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھ کر پھر ان سے مل جاؤں گا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم تمام روئے زمین کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردو تو ان کے علی الصباح روانہ ہونے کی فضیلت کو نہیں پاسکو گے۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 512 صفحہ 314)

حافظ امام ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کا معنی بھی صحیح ہے کیونکہ جہاد کرنا جمعہ کی نماز اور دیگر باجماعت نمازوں سے افضل ہے اور جہاد میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنا باجماعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (عارضۃ الاحوذی جلد 2 صفحہ 567، 568۔ تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 654)

قارئین کرام! ہمارے نزدیک نبی کریم ﷺ کے حکم پر عمل کرنا مطلقاً تمام عبادات سے افضل ہے، جمعہ کی نماز پڑھنا افضل ہے لیکن جب آپ ﷺ نے جمعہ کے دن علی الصباح جہاد کیلئے روانہ ہونے کا حکم دیا تو اب جمعہ کی نماز پڑھنا فرض نہیں تھا، علی الصباح روانہ ہونا فرض تھا۔

حضرت ابن رواحہ (رضی اللہ عنہ) نے آپ ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کو ترک نہیں کیا تھا بلکہ صرف آپ کی محبت کی وجہ سے اپنا جانا مؤخر کیا تھا۔ لیکن غور کیجئے کہ اس پر بھی حضور نبی کریم ﷺ نے اظہار ناراضگی فرمایا: تو اگر ہم آپ ﷺ کے احکام پر عمل کو ترک کردیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہ کریں اور آپ ﷺ نے جن کاموں سے منع کیا ان کاموں کو کریں اور آپ ﷺ کی محبت میں صرف میلاد شریف منانے اور نعت خوانی کی محفلوں کو سجانے ہی کو کافی سمجھیں۔ تو کیا ہمارے اس حال سے نبی کریم ﷺ راضی ہوں گے؟ یقیناً نہیں۔ لہٰذا یہ صرف شیطان کا دھوکہ ہے جو ہمارے دلوں میں یہ وسوسے وخیالات ڈالتا ہے کہ تم بس محفلِ میلاد اور بزرگوں کی نیاز دیتے رہو، فرائض کی مشقت برداشت کرنے کی اور

محرمات سے بچنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رکھیئے کہ میلاد شریف کی محفلیں، نعت خوانی کی محفلیں اور بزرگوں کی نیاز ضرور باعث ثواب اور مستحب کام ہیں لیکن فرائض اور واجبات پر عمل کرنا اور محرمات اور مکروہات سے اجتناب کرنا ان سب پر مقدم ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ کی محبت کے نام پر فرائض اور واجبات کو ترک کر کے اور محرمات و مکروہات کا ارتکاب کر کے ہمیں شیطان کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔

اہلِ سنت بہر قوالی و عُرس ... دیوبندی بہر تصنیفات و درس

خرچ سُنی برقبور و خانقاہ ... خرچ نجدی برعلوم و درسگاہ

(دیوان سالک صفحہ 74۔ تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 655)

98: موضوع

﴿ خوف و خشیّت ﴾

(110,109) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ج فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ط وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ○ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ط اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ○

ترجمہ: ''کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس سے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کیے اور پہاڑوں کے حصے ہیں سفید اور سُرخ ان کے رنگ

مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ، اور انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں کے بھی اسی طرح مختلف رنگ ہیں۔ اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اللہ سے ڈرتے ہیں بے شک اللہ غالب ہے (اور) بہت بخشنے والا ہے"۔ (پارہ 22 سورۃ فاطر آیت 28,27)

تفسیر:۔ حکیم الامت حضرت مفتی یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا، یعنی تم پر بارش برسائی، پھر اس سے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کیے اور پہاڑوں کے حصے ہیں سفید اور سُرخ اور ان کے رنگ (اور راستے) مختلف ہیں، وہ اس طرح کہ پہاڑوں میں کہیں سفید پتھر کے راستے ہیں، کہیں سیاہ اور کہیں سُرخ پتھر کے راستے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونے ہیں۔ (مزید فرماتے ہیں) ایسے ہی دنیا میں شریعت و طریقت کے رنگ برنگ راستے ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، رضوی یہ سب خدا کی رسی کے مختلف راستے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ٥ اور انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں کے بھی اسی طرح مختلف رنگ ہیں: یعنی انسان و جانور رنگ برنگے ہیں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ خیال رہے کہ جیسے انسان کے چہروں کے رنگ مختلف ہیں، ایسے ہی دلوں کے رنگ بھی مختلف ہیں، کوئی دل سفید ہیں اور کوئی سیاہ ہیں، لیکن قیامت کے دن دلوں کے رنگ چہروں پر ظاہر ہو جائیں گے اور اُس دن مومنوں کے چہرے سفید ہوں گے اور کافر و نافرمان لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ 526)

حضرت ابنِ جریج (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں، کہ اس کے

راستے مختلف ہیں جس طرح ان کا ذکر کیا گیا ہے اسی طرح لوگوں، جانداروں اور چوپایوں کے رنگ مختلف ہیں، جس طرح جانور مختلف ہیں اسی طرح لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 697)

حضرت سعید بن جُبیر (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ سے ڈرنے، ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں لوگ اسی طرح مختلف ہیں جیسے رنگوں میں مختلف ہیں۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 697)

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا** اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اللہ سے ڈرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علماء کرام بہت مرتبہ والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خشیت وخوف کو ان میں منحصر فرمایا: نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے بھی خوف الٰہی نصیب ہوگا وہ علماء کرام کے ذریعہ ہی سے ہوگا۔

یاد رہے! اس آیت میں علماء سے مراد وہ نہیں جو محض تاریخ، فلسفہ اور دنیاوی اور مروجہ علوم کے عالم ہوں بلکہ اس سے مراد علماء دین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے عالم ہوں اور قرآن وحدیث اور فقہ کی کُتب پر عبور رکھتے ہوں اور ان کو احکامِ شرعیہ ضرورت کے مطابق معلوم ہوں اور ان کو اتنی مہارت ہو کہ وہ عقیدہ اور عمل سے متعلق ہر مطلوبہ مسئلہ کو اسکی متعلقہ کتابوں سے نکال سکتے ہوں اور ان کے دل میں خوف خدا کا غلبہ ہو جس کی بناء پر وہ علم کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوں۔ یاد رکھیے، جو شخص بے عمل ہو وہ عالم کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اس آیت میں اشارہ ہے جس کے دل میں خشیت الٰہی نہیں وہ عالم نہیں۔

(تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 69)

ت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جو شخص اللہ

رتا ہو وہی عالم ہے۔ (سنن دارمی جلد 1 حدیث 345 صفحہ 157)

ت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: فقیہ (عالم) وہ ہے جو دنیا سے بے

، ہو، آخرت کی طرف متوجہ ہو، اپنے، دین کے معاملات کا نگران ہو اور ہمیشہ اپنے

(عزوجل) کی عبادت میں مصروف رہے۔

(سنن دارمی جلد 1 حدیث 302 صفحہ 148۔ تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 909)

ت مجاہد (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: فقیہ (عالم) وہ شخص ہے جو اللہ کا خوف رکھتا ہو۔

(سنن دارمی جلد 1 حدیث 303 صفحہ 149۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 698)

ت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: عالم، حدیث کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ

الٰی کے ڈر سے ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 909۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 697)

ت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کرنے کے بعد فرماتے ہیں

الم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 697)

ئے دین کی فضیلت کے متعلق احادیث مبارکہ

حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا

ہے۔ (صحیح بخاری کتاب العلم جلد 1 حدیث 71 صفحہ 137)

حضرت ابو اُسامہ باہلی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ

ک دن عابد اور عالم کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے

جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ اس کے فرشتے اور زمین وآسمان والے یہاں تک کہ سوراخوں میں چیونٹیاں اور مچھلیاں بھی اس شخص کیلئے رحمت کی دعا کرتی ہیں، جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 583 صفحہ

(3) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک فقیہ (عالم) ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 579 صفحہ 2

(4) حضرت ابو اُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن عالم اور عابد (یعنی عبادت گزار) شخص کو لایا جائے گا تو عابد سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ جبکہ عالم سے کہا جائے گا، جب تک لوگوں کی شفاعت نہ کر لو اُس وقت تک ٹھہرے رہو۔ (الترغیب والترہیب کتاب العلم جلد 1 صفحہ

(5) حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص علم کی طلب میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے، اور بیشک فرشتے طالبِ علم کے اس عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ اور بیشک زمین وآسمان میں رہنے والے یہاں تک کے پانی میں مچھلیاں بھی عالم دین کیلئے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی دیگر ستاروں پر اور بیشک علماء انبیاء کرام (علیہم السلام) کے وارث ہیں۔ اور بیشک انبیاء کرام (علیہم السلام) درہم و دینار (یعنی مال و دولت کا) وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں تو جس نے اسے حاصل کر لیا اس

یا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 218 صفحہ 97)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
ت کے روز علماء کے لکھنے کی روشنائی (سیاہی) کو شہدا کے خون کے ساتھ وزن کیا جائے
اء کی روشنائی کا شہداء کے خون سے زیادہ وزن ہوگا۔ (شرح صحیح مسلم جلد 7 صفحہ 383)

لیٰ نے **اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا** کے بعد فرمایا: **اِنَّ اللّٰہَ**
یزٌ غَفُوْرٌ o بیشک اللہ تعالیٰ بہت غالب ہے (اور) بہت بخشنے والا ہے یعنی جو شخص
لیٰ کی معصیت ونافرمانی پر اصرار کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو سزا دینے پر بہت غالب ہے
ص اپنے گناہوں پر تائب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہت غفور (بخشنے والا) ہے۔
(تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 70)

یت وڈر کی اقسام

رام! جس ذات کی یہ شان ہو اس سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے، یاد رکھیئے کہ خشیت
ی دو اقسام ہیں (۱) ایک یہ کہ انسان کو یہ خطرہ ہو کہ اس کی تقصیرات (یعنی نافرمانی)
ں پر قیامت کے دن باز پُرس ہوگی اور اگر اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو وہ
تحق ہوگا اور اس خطرے کے پیشِ نظر وہ گناہوں سے مجتنب (یعنی بچا) رہے۔
ت نفس اور اغواء شیطان سے اس نے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ کرے اور کسی
معمولی نہ سمجھے اور جب اس کو اپنے گناہ یاد آئیں تو ان پر توبہ کرتا رہے اور اشکِ
تا رہے اور جو گناہ ہو گئے ہیں انکی تلافی میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتا رہے
ں بھی گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور یہی خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی کی وہ قسم ہے جو علماء
ت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اللہ سے ڈرتے ہیں

اس آیت میں ڈر کا یہی معنٰی مراد ہے۔

(2) خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی کی دوسری قسم یہ ہے کہ انسان سے کوئی خطا اور گناہ

ہوا ہو پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے جلال سے ڈرتا رہے کہ وہ بے نیاز ذا

نہ جانے کونسی بات پر ناراض ہو جائے اور کس بات پر گرفت کر لے، اور قیامت کے

انبیاء کرام (علیہم السلام) نفسی نفسی کہیں گے وہ خوف اور خشیت کی یہی قسم ہے کیونکہ

شخص کو اللہ تعالیٰ کا جتنا زیادہ علم ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا زیادہ خوف زدہ ہوتا، ج

حدیث پاک میں ہے۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرما

شک میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ

کو جاننے والا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان جلد 1 حدیث 19 صفحہ 13۔ تبیان القرآن جلد 9 صفحہ

موضوع :99

﴿کفار کو جہنم میں موت نہیں آئے گی﴾

(112,111) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ج لَا يُقْضٰى

فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ط كَذٰلِكَ نَجْزِىْ

كَفُوْرٍ o وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ج رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ

كُنَّا نَعْمَلُ ط اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ ا

فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ o

ترجمہ: ''اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے نہ ان پر قضا (یعنی موت) آئے گی کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان سے ان کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی، اور ہم ہر بڑے ناشکرے کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور وہ لوگ دوزخ میں چلائیں گے، اے ہمارے رب ہمیں نکال دے اب ہم نیک کام کریں گے جو پہلے کاموں کے خلاف ہوں گے (تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں وہ شخص نصیحت قبول کر لیتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا ہو، اور تمہارے پاس عذاب سے ڈرانے والا بھی آیا تھا تو اب (اس اعمال کا) مزہ چکھو، سو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے''۔

(پارہ 22 سورۃ فاطر آیت 36،37)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے افعال، احوال اور ان کے اخروی حالتوں کو بیان فرمایا ہے کہ ان کے لیے جہنم کی آگ ہے نہ ان پر موت آئے گی کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کی کیفیت کو بھی بیان فرمایا، لہٰذا اس سلسلہ میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ دوزخ کے اہل ہیں وہ نہ دوزخ میں مریں گے نہ جئیں گے لیکن کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے آگ چھوئے گی پھر اللہ تعالیٰ ان پر موت (یعنی بے ہوشی) طاری کردے گا حتی کہ جب وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو شفاعت کا اذن دیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ کے اذن سے ان کو اٹھا کر لایا جائے گا اور ان کو جنت کے دریاؤں میں ڈالا جائے گا اور اہلِ جنت سے کہا جائے گا کہ ان پر پانی ڈالو، جس کے سبب سے وہ اس طرح اگ کر اٹھ کھڑے ہوں گے جیسے پانی کیسا تھ وادی میں دانہ سرسبز و شاداب ہو کر

نکل آتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 457 صفحہ 193)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ گناہ گار مسلمان دوزخ میں پہنچ کر مر جائیں گے اور ان کے جسم کوئلہ بن جائیں گے، پھر سزا کی مدت پوری ہونے کے بعد انہیں جنت کے پاس رکھ کر وہاں کا پانی دیا جائے گا جس سے وہ ایسے اُگیں گے جیسے دانے پانی سے اُگتے ہیں (مزید فرماتے ہیں کہ) بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے کہ دوزخ میں نہ مرنا کفار کے لیے ہوگا گناہ گار مسلمان وہاں جا کر مر جائیں گے، اس کی تائید اسی حدیث سے ہوتی ہے (نوٹ: حدیث اوپر بیان کردی گئی ہے)۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ 527)

آیتِ مبارکہ میں آگے بیان ہوا کہ وہ لوگ دوزخ میں چلائیں گے (اور کہیں گے) اے ہمارے رب: ہمیں اس سے نکال دے اب ہم نیک کام کریں گے جو پہلے کاموں کے خلاف ہوں گے یعنی وہ لوگ دنیا میں دوبارہ لوٹائے جانے کا سوال کریں گے، اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اگر ان کو دنیا میں دوبارہ بھی بھیجا گیا تو پھر بھی یہ وہی کام کریں گے جن سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ اور وہ جھوٹ بول رہے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ ان کے سوال کا جواب نہیں دے گا اور فرمائے گا: کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس عمر میں وہ شخص نصیحت قبول کر لیتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا ہو۔

☆ انسان کو اپنی اصلاح کرنے کے لیے کتنی عمر کی ضرورت ہے؟

قارئین کرام! انسان کی ہدایت اور نیکی کو اختیار کرنے اور برائیوں کو ترک کرنے کے لیے کتنی عمر کافی ہے اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ انسان پر حجت قائم کرنے کے لیے ساٹھ سال کی عمر کافی ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس شخص کے عذر کو قبول نہیں فرماتا جس کی وہ عمر دراز کردے یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال تک جا پہنچے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1341 صفحہ 524)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ساٹھ سال کی عمر والے کہاں ہیں، لہٰذا یہی وہ عمر ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس عمر میں وہ شخص نصیحت قبول کرلیتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا ہو۔

(تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 708۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 78)

نوٹ: اسی سلسلہ میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے چالیس سال کی بھی روایت موجود ہے۔

حضرت مجاہد (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) کو اس آیت کی تفسیر میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جتنی عمر میں ابنِ آدم پر اللہ تعالیٰ کی حُجت پوری ہوجاتی ہے وہ چالیس سال ہے۔ (اور ایک روایت میں آپ (رضی اللہ عنہما) سے ساٹھ سال کی مقدار بھی منقول ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 915۔ تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 692)

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت (کے لوگوں) کی عمر ساٹھ سال سے ستر سال کے درمیان ہے اور بہت ہی کم لوگ ہوں گے جو اس سے تجاوز کریں (یعنی آگے بڑھیں) گے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 212 صفحہ 101۔ تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 913)

تفسیر روح البیان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ہے کہ جب صحابہ کرام (علیہم الرضوان) چالیس سال کی عمر کو پہنچنے پر بڑھاپے کے آثار پاتے تو عبادت کیلئے مزید جدوجہد تیز کر دیتے اور بستر لپیٹ کر شب بیداری میں وقت گزارتے لیکن یاد رکھیئے، کہ چالیس سال کی قید اتفاقی ہے اس سے کم سال سے بھی اگر کوئی عبادت میں جدوجہد شروع کر دے تو رُکاوٹ نہیں۔ کیونکہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا معلوم کب آ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خوابِ غفلت سے بیدار فرمائے۔ آمین (تفسیر روح البیان جلد 8 پارہ 22 صفحہ 538)

موضوع :100

﴿اللہ تعالٰی نے اولادِ آدم سے کسی بات کا عہد لیا﴾

(115،113) اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ○ وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ○ وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا ؕ اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ ○

ترجمہ: ''اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بیشک وہ تمہارا کُھلا دشمن ہے اور یہ کہ تم میری (ہی) عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے اور بے شک اس نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے تھے''۔ (پارہ 23 سورۃ یٰس آیت 62،60)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بیشک وہ تمہارا کُھلا دشمن ہے، عہد کا معنیٰ ہے کسی ایسے کام کی پیشگی وصیت کرنا جس میں خیر اور منفعت ہو اس کام کا وعدہ لینا، یعنی کسی ایسے کام کا پختہ قول واقرار لینا جس کی رعایت کرنا اور اس کو پورا کرنا لازم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے

ہم سے عہد لیا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ اس نے ہماری عقلوں میں یہ بات جا گزیں اور رکوز کردی ہے کہ ہم اس کو واحد اور مستحقِ عبادت مانیں گے، اور یا اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتابوں اور اپنے رسولوں کے ذریعے ہمیں جو احکام دے گا، ہم ان کی اطاعت کریں گے سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے یہ عہد لیا ہے کہ ہم شیطان کی عبادت نہیں کریں گے اور شیطان کی عبادت سے مراد ہے شیطان کے احکام پر عمل کرنا اور اس کے قدم بہ قدم چلنا۔ اور ان آیات میں ہم سے یہ عہد لیا گیا ہے۔

(1) وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ (پارہ 7 سورۃ انعام آیت 142)

(2) یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اے اولادِ آدم! شیطان تم کو آزمائش میں نہ ڈال دے جس طرح وہ تمہارے ماں، باپ کے جنت سے نکلنے کا سبب بن گیا تھا۔ (پارہ 8 سورۃ اعراف آیت 27)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ پر ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی عبادت سے منع فرمایا تو شیطان کی عبادت تو دنیا میں کوئی بھی نہیں کرتا پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان کی عبادت سے کس لیے منع فرمایا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان کے وسوسوں کو قبول کرنا، اسکی موافقت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے برخلاف اس کے احکام کی تصدیق کرنا اور اس کی اطاعت کرنا ہی اس کی عبادت کرنا ہے جیسا کہ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں، جو کسی کی اطاعت کرتا ہے تو گویا وہ اس کی عبادت کرتا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 23 صفحہ 29)

حضرت مکحول (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ شیطان کی اطاعت نہ کرو کیونکہ اس کی

عبادت اس کی اطاعت ہی تو ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 746)

اور اس پر دلیل یہ آیت ہے **اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوٰهُ ٥** کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ (پارہ 25 سورۃ الجاثیہ آیت 23)

اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کے برخلاف اپنے نفس کی خواہشات اور اس کے احکام پر عمل کرتا ہے وہ دراصل اپنے نفس کی عبادت کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مقابلے میں کسی اور کے احکام کی اطاعت کرنا دراصل اس کی عبادت کرنا ہے پس اللہ تعالیٰ کے احکام کے مقابلے میں شیطان کے احکام کی اطاعت کرنا اسکی عبادت کرنے کے مترادف ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے شیطان کی عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

خیال رہے کہ اللہ کے رسول کی اطاعت کرنا، اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کرنا ہے، کیونکہ اللہ کا رسول اسی چیز کا حکم دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا منشاء اور اس کی مرضی ہوتی ہے، اسی لیے فرمایا: **مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ٥** جس نے رسول کی اطاعت کی (تو گویا) اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (پارہ 5 سورۃ نساء آیت 80)

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ٥** اور بے شک اس (شیطان) نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے تھے۔ یاد رکھیے! کہ کسی شخص کو گمراہ کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کو اس کے مقصد سے منحرف (یعنی دور) کردیا جائے، اور انسان کا مقصد یہ ہے کہ وہ نیک کام کرے اور بُرے کاموں سے بچے اور جب شیطان انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ عبادت نہ کرے اور ناجائز اور حرام کام کرے تو جب انسان اس کے حکم پر عمل کرلیتا ہے تو وہ گمراہ ہوجاتا ہے۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں (انسان کو) گمراہ کرنے کا اسناد شیطان کی طرف فرمایا گیا ہے اسی طرح بعض آیات میں ہدایت دینے کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے لیکن درحقیقت انبیاء کرام (علیہم السلام) صرف اللہ کا راستہ دکھاتے ہیں۔ اور نیکی کی دعوت دیتے ہیں، ہدایت کو پیدا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں صرف (نیکی کی) دعوت دینے اور تبلیغ کرنے کے لیے مبعوث ہوا ہوں اور کسی بھی ہدایت کو پیدا کرنا میری طرف مفوض (یعنی میرے ذمہ وسپرد) نہیں ہے اور شیطان کو صرف (برائی کو) مزین کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور وہ صرف دلوں میں وسوسے ڈال سکتا ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں اور کسی بھی گمراہی کو پیدا کرنا اس کی طرف مفوض (یعنی ذمہ وسپرد) نہیں ہے (الفردوس بماثور الخطاب حدیث 2094۔ تنبیہ الغافلین صفحہ 586۔ تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 815)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ o پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے تھے۔ عقل سے مراد ایسا نور ہے جس سے مصنوعی روشنی حاصل کی جاتی ہے اور یہاں مراد یہ ہے کہ لوگو جب تم مکہ سے (یا کسی اور شہر سے) باہر سفر کرتے ہو تو کیا تم پچھلی اُمتوں کے کافروں اور نافرمان لوگوں پر آنے والے عذاب کے آثار کا مشاہدہ نہیں کرتے تاکہ تم اپنے کفر اور اپنی سرکشی و نافرمانی سے باز آجاؤ۔

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عقل کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے پس جس شخص میں یہ تینوں حصے ہوں اس کی عقل کامل ہے اور جس شخص میں ان میں سے کوئی بھی حصہ نہ ہو تو اس میں بالکل عقل نہیں ہے۔ ایک حصہ یہ ہے کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی اچھی معرفت ہو اور دوسرا حصہ یہ

ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح اطاعت کرے اور تیسرا حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ا
بجالانے میں اس کو جو مشقت و تکلیف اٹھانی پڑے اس پر صبر کرے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 1 حدیث 42 صفحہ 72۔ تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 803۔ تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 98)

قارئین کرام! پس معلوم ہوا کہ جو شخص عقل سے کام نہ لے تو وہ مطلقاً گمراہ ہوجاتا ہے ا
اس کی لگام شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ جدھر بھی چاہتا ہے اسے کھینچتا پھرتا ہے اور ا
وہ اپنی عقل سے کام لے اور یہ جان لے کہ اس کی عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے ا
وہی اس کا اور ساری کائنات کا مالک اور خالق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت میں
لیتا ہے۔ (تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 813 تا 816)

موضوع :101

﴿انسان کی زندگی کے مختلف ادوار﴾

(116) وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ○

ترجمہ: ''اور ہم جس کو لمبی عمر دیتے ہیں تو ہم اس کی جسمانی بناوٹ کو (ابتدائی حالت ک
طرف) الٹ دیتے ہیں، پس کیا وہ نہیں سمجھتے ہیں''۔ (پارہ 23 سورۃ یٰس آیت 68)

تفسیر:۔ انسان کی زندگی مختلف ادوار میں سے گزرتی ہے اور اس کے جسم پر متعدد اور مختلف
کیفیات کا ترتب (یعنی اطلاق) ہوتا ہے اس کی ابتداء تراب (یعنی مٹی) سے ہوتی ہے پھ
یہ مٹی نبات (سبزہ) کی شکل میں ڈھل جاتی ہے اور سبزہ اس کی غذا بنتا ہے اور غذا خون بنا
ہے پھر نطفہ بناتی ہے پھر نطفہ رحم میں جا کر علقہ یعنی جما ہوا خون بن جاتا ہے، پھ
مضغہ (یعنی گوشت کی بوٹی) بن جاتا ہے پھر اس کی ہڈیاں پہنائی جاتی ہیں اور اس میں
روح ڈال دی جاتی ہے اور پھر جب ماں کے پیٹ میں بچہ کی شکل مکمل ہوجائے تو اس ک

جنین (پیٹ کا بچہ) کہتے ہیں جب وضع حمل ہو جائے تو اس کو ولید کہتے ہیں، ماں کا دودھ پینے لگے تو اس کو رضیع (یعنی دودھ پیتا بچہ) کہتے ہیں پھر جب ٹھوس غذا کھانے لگے اسکو فطیم (چھوٹا بچہ) کہتے ہیں، کھیلنے کودنے کی عمر کو پہنچے تو اس کو صبی (یعنی تھوڑا بڑا بچہ) کہتے ہیں پھر جب بلوغت کے قریب پہنچ جائے تو اسے مراہق کہتے ہیں پھر جب بالغ ہو جائے تو اسے جوان کہتے ہیں پھر جب پختہ عمر کا ہو جائے تو اسے رجل (یعنی آدمی) کہتے ہیں، پھر جب تیس سال کی عمر ہو جائے تو کہول (یعنی ڈھلتی جوانی یا اُدھیڑ عمر والا) کہتے ہیں اور جب چالیس سال کی عمر کا ہو جائے تو شیخ (یعنی بزرگ) کہتے ہیں، ساٹھ سال کی عمر ہو جائے تو اسے شیخِ فانی کہتے ہیں۔ پھر آخر کار اس (انسان) کی عمر ڈھلتے ڈھلتے موت کے قریب پہنچ جاتی ہے پھر ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں، جسم لاغر ہو جاتا ہے، حافظہ صحیح نہیں رہتا، پھر یہ مر جاتا ہے اور مرنے کے بعد تراب (یعنی مٹی) ہو جاتا ہے۔ سو مٹی سے اس کی ابتداء ہوئی تھی اور پھر وہ بلا آخر مٹی بن جاتا ہے۔

نوٹ: یاد رہے کے ابنیا کرام (علیہم السلام) اور اولیاء کرام (رحمہم اللہ السلام) اور دیگر نیک لوگوں کے اجسام مٹی میں حل کر فنا نہیں ہوتے بلکہ سلامت رہتے ہیں۔

قارئین کرام! انسان کی عمر کا کارآمد حصہ وہ ہوتا ہے جب وہ جوان ہوتا ہے کیونکہ بڑھاپے میں عبادت کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور ایک انسان بڑھاپے میں اس طرح عبادت نہیں کر سکتا جس طرح وہ جوانی میں کر سکتا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں

ریاضت (عبادت) کے یہی دن ہیں بڑھاپے میں کہاں ہمت
جو کرنا ہے اب کر لو ابھی نوری جواں تم ہو

لہٰذا ہر انسان کو عمر کے اس حصہ (جوانی) کی قدر کرنی چاہیے اور اس عمر میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہئیں۔

حدیث پاک میں ہے:۔ حضرت عمرو بن میمون (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو (1) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (2) بیماری سے پہلے تندرستی وصحت کو (3) تنگدستی سے پہلے مالداری کو (4) مشغولیت سے پہلے فرصت کو (5) اور موت سے پہلے اپنی زندگی کو۔

(مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 4945 صفحہ 494۔ تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 112)

حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان قیامت کے دن اس وقت تک اپنے ربّ کی بارگاہ میں کھڑا رہے گا جب تک کہ اس سے ان پانچ باتوں کے بارے میں سوال نہ کیا جائے۔

(1) اس نے اپنی زندگی کن کاموں میں گزاری (2) اپنی جوانی کو کن کاموں میں گزارا (3) مال کہاں سے کمایا (4) اور کہاں کہاں خرچ کیا (5) اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 306 صفحہ 132)

(فخر وناز کیلئے مال دنیا جمع کرنے کا وبال)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو دنیا (کے مال و دولت) کو حلال طریقے سے اس نیت سے جمع کرتا ہے کہ وہ دوسروں پر فخر وناز کرے گا تو جب وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے مُنہ پھیر لے گا اور اظہارِ ناراضگی فرمائے گا۔ (تفسیر روح البیان جلد 8 صفحہ 84) توجہ فرمائیں جو شخص حلال طریقے سے دنیا جمع کرتا ہے اس کا یہ حال ہے تو جو شخص حرام طریقے سے دنیا جمع کرتا ہے اس کا کیا حال ہوگا؟

موضوع :102

﴿نیند اور موت﴾

(117) اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ج فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ: ''اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انھیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرمادے (تو) اسے روک لیتا ہے اور دوسری (کو) ایک مقررہ معیاد تک چھوڑ دیتا ہے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں غور فکر کرنے والوں کے لئے۔'' (پارہ 24 سورۃ زمر آیت 42)

تفسیر: اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباس اور سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ جب مردے مرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو قبض فرمالیتا ہے اور جب زندہ سوتے ہیں تو اللہ ان کی روحوں کو قبض فرمالیتا ہے۔ پھر جس کی موت کا اللہ نے فیصلہ کر لیا اس کی روح کو روک لیتا ہے اور جس کی موت کا فیصلہ نہیں فرماتا تو اس کی روح کو ایک وقت معیّن (یعنی مقرر) تک کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 113۔ تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 271)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) کا ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حالت نیند میں زندوں اور مُردوں کی روحیں آپس میں ملتی ہیں اور وہ آپس میں سوال کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ مردوں کو روک لیتا ہے اور زندوں کی روحوں کو جسموں کی طرف لوٹا دیتا ہے، پس وہ اس میں کچھ غلطی نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ○ کہ بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لئے یہ اسی بارے میں ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 7 حدیث 11312 صفحہ 223۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 914)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جان سے مراد روح ہے اور وفات سے مراد قبض روح یعنی موت کے وقت اللہ تعالیٰ جسم کی پرورش نہیں کرتا، (مزید فرماتے ہیں کہ) نیز اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سونے کی حالت میں روح نکل جاتی ہے جس سے ہوش وحواس قائم رہتے ہیں۔ یاد رہے! انسان میں دو روحیں ہیں ایک مقامی یا سلطانی، دوسری سیلانی پہلی روح سے زندگی قائم ہے اور دوسری سے ہوش وحواس۔ پہلی روح موت کے وقت نکلتی ہے دوسری نیند میں۔ اور اللہ تعالیٰ جس پر موت کا حکم فرما دیتا ہے تو اسے واپس نہیں بھیجتا بلکہ نیند ہی میں اسے موت دے دیتا ہے۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ 556)

تفسیر روح البیان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ہے کہ وہ نفوس جنہیں نیند میں موت نہ آئی یعنی بعض کو نیند کے وقت موت وارد ہو جاتی ہے بایں طور کہ روح کا ظاہراً وباطناً بدن سے تعلق ختم ہو جاتا ہے اور اسے بدن کے تصرف سے روک دیا جاتا ہے اور نیند میں روح حیوانی باقی ہوتی ہے، اسی لیے نیند میں سانس چلتی رہتی ہے اور جسم کروٹ بدلتا رہتا ہے صرف اسے روحِ انسانی کی وجہ سے عقل وتمیز نہیں رہتی۔ صوفیاء کرام (رحمہم اللہ السلام) حالت انسلاخ کو نیند سے تشبیہ دیتے ہیں، صرف فرق اتنا ہے کہ انسلاخ بیداری میں حال وشہود کے لحاظ سے نیند والا قوی تر ہوتا ہے اور نیند اور موت کو تَوَفِّی سے تشبیہ دی جاتی ہے اس لیے نیند والا مردے جیسا ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں وہ عقل وتمیز سے فارغ ہوتا ہے اس لیے مشہور ہے

النوم اخ الموت (یعنی نیند موت کی طرح ہے)۔

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نیند میں اگرچہ روح خارج ہو جاتی ہے لیکن اس کی شعاعیں باقاعدہ جسم میں موجود ہوتی ہیں اس لیے انسان خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے لیکن جب جاگتا ہے تو روح فوراً آنکھ جھپکنے سے پہلے جسم میں واپس آجاتی ہے۔

(تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 274)

مروی ہے کہ اہلِ ایمان کی روح نیند کے وقت آسمانوں پر چلی جاتی ہے جو باوضو ہو کر سوتا ہے تو اُس کی روح کو عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرنے کی اجازت عطا ہوتی ہے اور جو بے وضو سوتا ہے اس کی روح کو سجدے کی اجازت نہیں ملتی۔

مسئلہ:۔ مذکورہ روایت کے مطابق فقہاء کرام (رحمہم اللہ السلام) نے فرمایا: کہ نیند سے پہلے وضو کر لینا مستحب ہے، اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ سچے خواب نظر آئیں گے اور بحالتِ خواب اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملات ومخاطبات نصیب ہوں گے۔ باوضو سونے والے کے متعلق حدیث پاک میں ہے کہ باوضو سونے والا شخص روزہ رکھ کر عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔ (کنز العمال جلد 9 حدیث 5994 صفحہ 123)

☆ نیند کا روحانی نعمت ہونا

بعض علماء کرام (رحمہم اللہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو لطیف (یعنی پاکیزہ) اور اجسام کو کثیف (یعنی غلیظ) بنایا۔ جب لطیف روح کثیف جسم سے متعلق ہوتی ہے تو اس کے سامنے سے حجابات دور کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن نیند میں اس سے وہ حجابات دور کر کے اسے عالمِ ملکوت کی سیر کی اجازت بھی عطا ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ مشاہدہ ربانی پاتی ہے اور اس سے اسے قربِ الٰہی کی رغبت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ نیند سے انسان راحت پاتا ہے

اور اُسے لذت محسوس ہوتی ہے کیونکہ خواب میں وہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں
ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے رحمٰن و رحیم ہے اس لیے انسان کو نیند سے اضطراب
پریشانی نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی ایک قسم کی موت ہے اس میں تکلیف و اضطراب کا ہونا لازم
لیکن نہیں، صرف اس لیے کہ اُس وقت انسان کی روح اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتی ہے
بخلاف موت کے اُس وقت اُس کی روح ملک الموت (علیہ السلام) کے ہاتھ میں ہوتی
اس لیے وہ اس سے اضطراب اور شدت محسوس کرتا ہے اور حضرت عزرائیل (علیہ السلام)
کی شدت مشہور ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 24 صفحہ 24، 25)

اس کے بعد آیتِ مبارکہ کے آخر میں فرمایا گیا: اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ
کہ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔ یعنی جو لوگ غور و
کرنے والے ہیں ان کے لیے اس میں ضرور نشانیاں ہیں کہ جو رب سونے کے بعد انسان
کو جگا سکتا ہے تو وہ مرنے کے بعد بھی اسے زندہ کر سکتا ہے اور ہر انسان نے مرنا ہے کیونکہ
موت ایک ایسا دروازہ ہے جس میں سے سب نے گزرنا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 27۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 656)

موضوع :103

﴿انسان کی خود غرضی﴾

(118) فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ
اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: ''پس جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے
پاس سے کوئی نعمت عطاء فرماتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے صرف میرے علم و تدبیر

ہ پردی گئی ہے، بلکہ درحقیقت یہ آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

(پارہ 24 سورۃ الزمر آیت 49)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ مشکل وقت میں ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہمارے سامنے عاجزی وانکساری شروع کر دیتا ہے لیکن جب ہماری طرف سے اس پر کوئی انعام ہوتا ہے تو یہ بغاوت اور سرکشی پر اُتر آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب میرے علم وتدبیر (محنت وہنر) کی وجہ سے مجھے ملا ہے اور اللہ تعالیٰ اس نعمت کے بارے میں میرے استحقاق (یعنی مستحق ہونے) کو جانتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس نعمت کا حقدار میں نہ ہوتا تو وہ مجھے یہ نعمت ہرگز عطا نہ فرماتا۔

حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ انسان کہے گا کہ میں نے اپنے تجربے کی بناء پر اسے حاصل کیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ٥ "بلکہ درحقیقت یہ آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بات اس طرح نہیں جس طرح کہ اس (انسان) نے گمان کیا بلکہ دراصل ہم نے اسے یہ نعمت اس لیے دی ہے تاکہ ہم اسے آزمائیں کہ کیا وہ اس کو حاصل کر لینے کے بعد ہماری اطاعت کرتا ہے یا نافرمانی کرتا ہے؟ ہمارے پیشگی علم کے باوجود یہ آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور طرح طرح کی باتیں اور قسم قسم کے دعوے کرتے ہیں۔

(ملخصاً تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 117)

قارئین کرام! ہمیں چاہیے کہ جب بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت ملے تو یہ کہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے، اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے اور ہمیں چاہیے

کہ ہمیشہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور اس کی نعمتوں کو اس کی نافرمانیوں میں صرف نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

موضوع :104

﴿رزق کی تنگی و فراخی اللہ کے ہاتھ میں ہے﴾

(119) اَوَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ: ''کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ فرماتا ہے جس کے لئے چاہے، بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے''۔

(پارہ 24 سورۃ الزمر آیت 52)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے جس کے لیے چاہے، یعنی رزق میں تنگی اور کشادگی کا دارومدار انسان کے علم اور اس کی عقل پر نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیّت پر ہے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے علم اور عقل والے تنگ دست اور قلاش (یعنی غریب) ہوتے ہیں اور بہت سے جاہل اور بے وقوف لوگ خوش حال اور مالدار ہوتے ہیں، پس معلوم ہوا کہ کثرت اور قلت کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی حکمت ومشیّت پر ہے، کہ وہ اپنی حکمت ومشیّت کی وجہ سے کسی کو آزمائش میں مبتلا کرنے کے لیے اس کے مال میں تنگی فرما دیتا ہے اور کسی کو ڈھیل دینے کے لیے یا اس پر فضل فرمانے کے لیے اس کے مال میں کشادگی وفراخی فرما دیتا ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے اور اس کا شکر ادا کرتا رہے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تم اللہ تعالیٰ کو عیش و عشرت، آرام و سکون میں یاد کرو کہ وہ تمہیں دُکھ اور مصیبت کے وقت یاد کرے گا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1308 صفحہ 568)

اور مزید آگے ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے میں احمق و نادان شخص کے رزق میں فراخی اور دانا و عقل مند شخص کے رزق میں تنگی کیوں دیتا ہوں؟ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی، یا اللہ تو ہی بہتر جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس لیے تاکہ دانا و عقل مند شخص کو یقین ہو جائے کہ رزق حیلہ اور مکر و فریب سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 24 صفحہ 46)

10: موضوع

﴿اللہ کی رحمت﴾

120) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ○

ترجمہ: ”تم فرماؤ! اے میرے وہ بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر (گناہ کر کے) زیادتی کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو، بیشک اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے“۔ (پارہ 24 سورۃ الزمر آیت 53)

تفسیر: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے تمام گناہوں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے، خواہ وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں، خواہ ان کی تعداد سمندر کی جھاگ، درختوں

کے پتوں، ریت کے ذروں اور آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ کیوں نہ ہو اور یہ مغفرت عام ہے، خواہ یہ مغفرت کچھ سزا دینے کے بعد ہو یا بغیر سزا کے ہو اور یہ مغفرت بندوں کی توبہ سے ہو یا نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام (علیہم السلام) یا اولیاء کرام (رحمہم اللہ السلام) یا مقربین و ملائکہ کی شفاعت سے ہو یا بغیر کسی کی شفاعت کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو۔ (تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 240 صفحہ 50۔ تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 281)

☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو عرش کے اوپر اپنے پاس کتاب میں لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید جلد 3 حدیث 2257 صفحہ 905۔ صحیح مسلم کتاب التوبہ جلد 3 حدیث 6903 صفحہ 524)

سَبَقَت رحمتی علیٰ غَضَبی جب سے تو نے سنا دیا یا رب

آسرا ہم گناہگاروں کا اور مضبوط ہوگیا یا رب

(2) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی سو (100) رحمتیں ہیں، ان میں سے ہر رحمت زمین و آسمان کے درمیان کی ہر چیز کو ڈھانپ سکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک رحمت نازل فرما کر اسے جن و انس اور جانوروں میں تقسیم فرما دیا ہے، اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں، اسی وجہ سے پرندے اور وحشی جانور اپنی اولاد پر شفقت و مہربانی کرتے ہیں اور باقی ننانوے (99) رحمتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ (صحیح مسلم کتاب التوبہ جلد 3 حدیث 6908 صفحہ 525)

3) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا (مجھ سے اپنی خطاؤں کی بخشش مانگتا رہے گا) اور مجھ سے اُمید رکھے گا، تو میں تجھ سے سرزد ہونے والے گناہوں کو بخشتا رہوں گا چاہے تیرے کتنے ہی گناہ ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں، اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے بخشش و مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین کے برابر بھی گناہ لے کر آئے اور مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1465 صفحہ 636)

سو افراد کے قاتل پر اللہ کی رحمت

4) حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی اُمتوں میں سے ایک شخص نے ننانوے (99) قتل کیے، پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ تم میں سب سے بڑا علم والا کون ہے؟ تو انہوں نے اسے ایک بڑے راہب (عیسائیوں میں تارک الدنیا، عبادت گزار شخص کو راہب کہتے ہیں) کا پتہ بتا دیا وہ شخص اس راہب کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں کیا اسکی توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر کے پورے (100) سو قتل کر دیئے، پھر اس نے لوگوں سے سوال کیا کہ روئے زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اسے ایک عالم کا پتا بتا دیا گیا۔ اس شخص نے عالم سے کہا کہ میں نے 100 قتل کیے ہیں کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا، ہاں: اور توبہ کی قبولیت میں کیا چیز حائل ہو سکتی ہے؟ تم ایسا کرو کہ فلاں فلاں جگہ پر جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہوں گے تو تم

بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاؤ اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ جانا کیونکہ وہ بُری جگہ ہے، وہ شخص روانہ ہوا، جب وہ آدھے راستے پر پہنچا تو اس کو موت نے آلیا، اور اس کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کرتا ہوا اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا، اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے بالکل کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر ان کے پاس آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ آیا، تو انہوں نے اس کو اپنے درمیان حاکم (یعنی فیصلہ کرنے والا) بنالیا، اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیائش کرو یہ شخص جس زمین کے زیادہ قریب ہوگا تو اسی کے مطابق اس کا فیصلہ ہوگا۔ (ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں والی زمین کو حکم دیا کہ قریب ہو جا اور دوسری زمین کو حکم دیا کہ دور ہو جا) تو جب انہوں نے پیائش کی تو وہ اس زمین کے قریب تھا جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا پھر رحمت کے فرشتوں نے اس شخص کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ (صحیح مسلم کتاب التوبہ جلد 3 حدیث 6939 صفحہ 534)

قارئین کرام! غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اس قدر وسیع ہے کہ سو آدمیوں کا قاتل بھی اگر اس سے توبہ کرے تو وہ اُسے بھی معاف فرما دیتا ہے، لہٰذا اس لیے انسان کو چاہیے کہ اس سے خواہ کتنا ہی بڑا گناہ سرزد کیوں نہ ہو جائے، اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

حکایت:۔ حضرت بایزید بسطامی (رحمتہ اللہ علیہ) کہیں جا رہے تھے کہ ایک شور و غل سنا آپ (رحمتہ اللہ علیہ) وہاں پر تفتیش حال کے لیے تشریف لے گئے اور دیکھا کہ ایک بچہ کیچڑ میں پڑا ہے اور لوگ اس کے تماشائی بنے ہوئے ہیں، اتنے میں اس کی ماں کو پتا چلا وہ دوڑتی ہوئی آئی اور اپنے بچے کو کیچڑ سے نکال کر اسے اپنے گلے لگا لیا یہ دیکھ کر حضرت

بایزید بسطامی (رحمۃ اللہ علیہ) آبدیدہ ہو گئے اور پھر وجد میں آ کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بندوں کی آلائش (گندگی کو) دھوتی اور اس کی محبت گناہوں کو صاف کر دیتی ہے اور اس کی عنایت غلطیوں کو مٹاتی ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 24 صفحہ 382)

☆اللہ کی رحمت سے لوگوں کو نا اُمید نہ کرو

حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) ایک مسجد میں تشریف لے گئے آپ نے ایک واعظ کرنے والے کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو دوزخ کے عذاب سے اور اس کی ہولناک قید و بند سے ڈرا رہا ہے، تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے اس سے فرمایا: اے بندۂ خدا، خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ کرو، کیا تم نے قرآن پاک کی یہ آیت نہیں پڑھی:

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔

(تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 921۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 284۔ تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 24 صفحہ 50)

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ کامل فقیہ (عالم) وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس بھی نہ کرے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر انہیں رخصت دے یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کر دے۔

(سنن دارمی جلد 1 حدیث 305 صفحہ 149۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 923)

قارئین کرام! یاد رکھیئے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی ہے اور انسان کو اس سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، لیکن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی انسان کو بے خوف نہیں ہونا چاہیے کہ جتنے مرضی گناہ کرتے چلے جاؤ کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر انسان کو خوف و رجا (یعنی اللہ کی رحمت سے

اُمید اور اس کے عذاب سے ڈر و خوف) کی کیفیت کے درمیان رہنا چاہیے۔ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کافر یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو اور اگر مومن یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنا عذاب ہے تو وہ بھی جہنم سے بے خوف نہ ہو۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1389 صفحہ 542)

موضوع :106

﴿دُعا کی فضیلت﴾

(121) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۠ ؑ

ترجمہ: ''اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں (تمہاری دعا کو) قبول کروں گا، بیشک وہ لوگ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (یعنی تکبر کرتے) ہیں، عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر''۔ (پارہ 24 سورۃ المومن آیت 60)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں مفسرینِ کرام (رحمہم اللہ السلام) کے دو قول ہیں (1) ایک قول یہ کہ اس سے مراد دُعا ہی ہے (2) اور دوسرا قول یہ کہ اس سے مراد عبادت ہے (یعنی تم میری عبادت کرو میں تمہاری عبادت کو قبول فرما کر تمہیں اجر و ثواب عطاء فرماؤں گا)۔ جو مفسرینِ کرام (رحمہم اللہ السلام) یہ کہتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ میں دعا سے مراد عبادت ہے ان کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: ہر عبادت دعا میں منحصر ہے پھر آپ ﷺ نے اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

(ترمذی شریف جلد2 حدیث 1173,1299 صفحہ 503۔ سنن ابن ماجہ جلد2 حدیث 3817 صفحہ 518)

قارئین کرام! بہرحال اگر دُعا سے اس کا معروف معنیٰ مراد لیا جائے تو وہ بھی درست ہے اور اس حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا بھی اس کی عبادت کرنا ہے۔

(تفسیر مظہری جلد8 صفحہ 347۔ تفسیر خزائن العرفان صفحہ 852۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 842۔ تبیان القرآن جلد10 صفحہ 395)

☆ دعا کی ترغیب اور فضیلت میں قرآن پاک کی آیات واحادیث مبارکہ

(1) اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۝ میں دعا قبول کرتا ہوں، پکارنے والے کی جب وہ مجھے پکارے۔ (پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 186)

(2) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ تم اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ (یعنی دونوں طریقوں سے دعا کرو) بیشک حد سے بڑھنے والوں کو وہ پسند نہیں کرتا۔ (پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت 55)

(3) اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ ۝ بلکہ وہ کون ہے جو بے قرار (ولاچار) شخص کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اسے پکارے اور (اس سے) دور کردیتا ہے برائی (وتکلیف)۔ (پارہ 20 سورۃ نمل آیت 62)

(4) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندوں کے اس گمان کے مطابق ہوتا ہوں جو وہ مجھ سے رکھتا ہے اور جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید جلد3 حدیث 2258 صفحہ 905)

(5) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابنِ آدم، جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا (مجھ سے اپنی خطاؤں کی بخشش مانگتا رہے گا) اور مجھ سے امید رکھے گا تو میں تجھ سے سرزد ہونے والے گناہوں کو بخشتا رہوں گا چاہے تیرے کتنے ہی گناہ ہوں، مجھے کوئی پرواہ نہیں، اے ابنِ آدم، اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش و مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابنِ آدم، اگر تو میرے پاس زمین کے برابر بھی گناہ لے کر آئے اور مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطاء فرماؤں گا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1465 صفحہ 636)

(6) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز بزرگ تر (یعنی فضیلت والی) نہیں ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1297 صفحہ 564)

(7) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1298 صفحہ 564)

(8) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ سے سوال (یعنی دعا) نہیں کرتا، تو اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1300 صفحہ 565)

(9) حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرماتا ہے جو اس نے مانگی یا اس کی مانند اس سے کوئی برائی دور کر دیتا ہے، جب تک کہ وہ کسی گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1307 صفحہ 568)

(10) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سختیوں اور تکلیف و مصائب میں اس کی دعا قبول فرمائے تو اسے صحت و کشادگی کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعا کرنی چاہیے۔
(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1308 صفحہ 568)

(11) حضرت ابو اُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1425 صفحہ 619)

(12) حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ بہت حیاء فرمانے والا، بہت کریم ہے، وہ اس بات سے حیاء فرماتا ہے کہ کوئی شخص اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو وہ اسے خالی اور نامُراد واپس لوٹا دے۔
(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1482 صفحہ 643)

(13) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک دن ایک شخص حاضر ہوا، اس نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ کونسی دعا افضل ہے؟ فرمایا: اپنے رب سے دنیا و آخرت میں معافی اور سلامتی کی دعا مانگو پھر اس کے بعد وہ شخص دوسرے دن آیا پھر اس نے یہی عرض کی تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا: کہ اپنے رب سے دنیا و آخرت میں معافی اور سلامتی کی دعا مانگو پھر وہ شخص تیسرے دن آیا اور اس نے پھر یہی عرض کی یارسول اللہ ﷺ کونسی دعا افضل ہے، آپ ﷺ نے پھر یہی ارشاد فرمایا: کہ اپنے رب سے دنیا و آخرت میں معافی اور سلامتی کی دعا مانگو اور فرمایا: کہ جب تجھے دنیا و آخرت

میں معافی اور سلامتی عطاء کردی گئی تو تو کامیاب ہو گیا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3837 صفحہ 524)

(14) حضرت ابو مالک سعد بن طارق (رضی اللہ عنہ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے رب سے سوال (دعا) کروں تو اس میں کیا کہوں؟ فرمایا: تم کہو، یا اللہ (عزوجل) مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے (دنیا و آخرت میں) عافیت عطاء فرما، اور مجھے رزقِ حلال عطاء فرما۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3834 صفحہ 523)

(15) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا مومن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور زمین اور آسمان کا نور ہے۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1812 صفحہ 224)

(16) حضرت ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کو رد نہیں کرسکتی اور نیکی کے علاوہ کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کرتی اور انسان گناہوں کے ارتکاب کے سبب رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1814 صفحہ 224)

(17) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا ان آزمائشوں سے فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہیں اور ان آزمائشوں سے بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئیں، اس لیے اے اللہ کے بندو، تم پر لازم ہے کہ دعا مانگا کرو۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1815 صفحہ 225)

(18) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: کوئی مسلمان جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس میں گناہ اور قطع رحمی کی طلب نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین فائدوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے۔ (1) اس کی خواہش کو پورا کردیا جاتا ہے (2) اس سے کوئی تکلیف دور کردی جاتی ہے (3) اس کی دعا کو اس کے لیے (آخرت میں) ثواب کا ذخیرہ کردیا جاتا ہے۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1816 صفحہ 225)

(19) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا مانگنے میں سُستی مت کرو کیونکہ کوئی شخص دعا مانگتے مانگتے ہلاک نہیں ہوتا۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1818 صفحہ 226)

(20) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص دعا کے لیے منہ کھولتا ہے تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یہ بات پسند ہے کہ اس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1833 صفحہ 234)

(21) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم دعا میں کوشش کرو؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، جی ہاں، یا رسول اللہ ﷺ، فرمایا: پھر یہ دعا مانگا کرو اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ٥ یعنی یا اللہ (عزوجل) تو اپنے ذکر، شکر اور حسنِ عبادت (اچھی عبادت) پر میری مدد فرما۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1838 صفحہ 236)

صاحب روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ دعا میں

بہترین خصلتوں کی جامع ہے جو اس کے ضمن میں حاصل ہوتی ہیں، یہ معجون (یعنی کئی دواؤں کے مجموعے) کی طرح ہے کہ وہ بھی بہترین اجزاء ہوتی ہے۔ مثلاً دعا سے مندرجہ ذیل عبادات نصیب ہوتی ہیں۔ (1) عبادت (2) اخلاص (3) حمد (4) شکر (5) ثناء (6) تہلیل (یعنی تسبیح) (7) توحید (8) سوال (9) رغبت (10) رہبت (11) نداء (12) طلب (13) مناجات (14) اختقار (یعنی کوتاہی پر نادم ہونا) (15) خضوع (16) تذلل (یعنی گڑگڑانا) (17) مسکنت (یعنی عاجزی) (18) استعانت (یعنی مدد مانگنا) (19) استکانت (20) التجاء، یعنی رب العالمین نے ''ادعونی استجب لکم'' جیسے مختصر کلمات میں ان بیس خصائلِ حمیدہ سے بندے کو نوازا ہے، مثلاً فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو تو میں تمہیں ان خصائلِ حمیدہ سے نوازوں گا تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ قرآن مجید کیسا بہترین جوامع الکلم ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 24 صفحہ 235)

☆ دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات اور قبولیت دعا کی شرائط

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ** o تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا کو قبول فرماؤں گا، اس پر ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے اور لوگ بھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نے کتنی مرتبہ دعا کی ہے لیکن دعا قبول ہی نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کی چند شرائط ہیں، اگر ان شرائط کے مطابق دعا کی جائے تو پھر دعا ضرور قبول ہوتی ہے، وہ شرائط اور ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(1) دعا کرنے والے شخص کا کھانا، پینا اور لباس رزق حلال سے ہونا چاہیے، اگر اس کا رزق حرام ہوگا تو پھر اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی لمبا سفر کرتا ہے، اس کے بال بکھرے ہوئے غبار آلود ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہے، اور کہتا ہے، اے میرے رب، اے میرے رب، حالانکہ اُس کا کھانا حرام ہو، اس کا پینا حرام ہو، اس کا لباس حرام کا ہو، اس کی غذا حرام کی ہو، تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ جلد 1 حدیث 2343 صفحہ 710)

(2) دعا کرنے والے کیلئے ضروری ہے وہ اپنے دل و دماغ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور حاضر کر کے دعا کرے، غافل دل سے دعا نہ کرے۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگا کرو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل سے کی گئی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1405 صفحہ 611)

(3) دعا کرنے والا راحت و آرام کے ایام میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سختیوں، تکلیفوں اور مصیبتوں میں اس کی دعا کو قبول فرمائے تو اسے صحت و کشادگی و آرام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعا کرنی چاہیے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1308 صفحہ 568)

(4) دعا کرنے والا بے نیازی سے دعا نہ کرے بلکہ اصرار سے اور گڑگڑا کر عاجزی انکساری کے ساتھ دعا کرے۔

حدیث:۔ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روائیت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پورے عزم کے ساتھ دعا کرے اور یہ ہرگز کہے کہ، یا اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عطا فرما (یعنی میری دعا کو قبول فرما) کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کو مجبور کرنے والا نہیں ہے۔　(صحیح بخاری کتاب الدعوات جلد 3 حدیث 1264 صفحہ 498)

(5) دعا کرنے والا دعا کے قبول ہونے میں جلدی نہ کرے

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشا فرمایا: تم میں سے کسی شخص کی دعا اس وقت تک قبول کی جاتی ہے جب وہ دعا کی قبولیت میں جلدی نہ کرے (یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی تھی ابھی تک قبول نہ ہوئی)۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات جلد 3 حدیث 1266 صفحہ 498)

(6) دعا کرنے والا کسی گناہ کے حصول یا رشتہ منقطع کرنے کی دعا نہ کرے

حدیث:۔ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشا فرمایا: جو شخص بھی دعا مانگتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطاء فرماتا ہے جو اس نے مانگی ہے یا اس کی مانند اس سے کوئی مصیبت و برائی کو دور کر دیتا ہے جب تک کہ وہ کسی گناہ یا قطع رحم (رشتہ منقطع) کرنے کی دعا نہ کرے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1307 صفحہ 568۔ المستدرک جلد 2 حدیث 1815 صفحہ 225)

(7) دعا کرنے والا گڑگڑا کر، عاجزی کے ساتھ، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے، مسکین بن کر دعا کرے۔

حدیث:۔ حضرت فضل بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز (نفل) دو دو رکعتیں ہیں اور ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اس کے بعد تم اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاؤ، عاجزی کرو، اس کے سامنے مسکین بنو، پھر اپنے دونوں ہاتھوں

[اللّٰ]ہ تعالیٰ کی طرف اس طرح اُٹھا کر دعا کرو کہ ہتھیلیاں تمہاری طرف ہوں اور کہو، اے [می]رے رب، اے میرے رب، اور جو اس طرح نہیں کرے گا تو وہ ایسا ہے، ایسا ہے (یعنی [ا]س کی نماز ناقص ہے)۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 368 صفحہ 248)

8) دعا کرنے والا دنیا میں کسی مصیبت کے نزول کی یا اپنی موت کی دعا نہ کرے

[ح]دیث:۔ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص [ک]ی عیادت کی جو چوزے کی طرح لاغر (یعنی کمزور) ہو گیا تھا، آپ ﷺ نے اس سے [پو]چھا، کیا تم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی دعا کرتے تھے یا کسی چیز کا سوال کرتے تھے؟ اس نے [ک]ہا جی میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا تھا کہ یا اللہ تو مجھے آخرت میں کوئی سزا دینے والا ہے تو [تو] مجھے دنیا میں ہی سزا دیدے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! تم اس کو برداشت کرنے [ک]ی طاقت نہیں رکھتے اور تم نے یہ دعا کیوں نہ کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں بھی بھلائیاں عطا [ف]رما اور آخرت میں بھی بھلائیاں اور عمدہ نعمتیں عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے [بچا]۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی [دعا] کی برکت سے اسے شفاء عطا فرمادی۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا جلد 3 حدیث 6776 صفحہ 487)

[حدی]ث:۔ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا [تم] میں سے کوئی شخص کسی مصیبت آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور اگر اس نے [ناچا]ہی نخواہی موت کی تمنا کرنی ہی ہو تو پھر یوں کہے، کہ یا اللہ جب تک میرے لیے زندگی [بہتر] ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو جائے تو مجھے موت عطاء فرمادینا [ایک] اور حدیث میں ہے) تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، اور نہ موت آنے

سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے اور مومن کی عمر زیادہ ہونے سے خیر ہی زیادہ ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات جلد 3 حدیث 1276۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا حدیث 6760,6755 صفحہ 482)

(9) دعا کرنے والا اگر اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرے گا تو وہ دعا اس کے حق میں بھی قبول ہوجائے گی۔

حدیث:۔ حضرت ابودرداء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا جلد 3 حدیث 6864 صفحہ 511)

(10) دعا کرنے والا اگر دعا کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور پھر دعا کے آخر میں بھی درود پڑھے تو اس کی دعا بھی قبول ہوگی۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرنے والا اگر دعا کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے جو اس کے شایانِ شان ہے پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے، پھر یہ دعا کرے تو اس سوال (یعنی دعا) کا قبول اور کامیاب ہونا زیادہ متوقع ہے۔ (المصنف عبدالرزاق جلد 10 حدیث 19812 صفحہ 52)

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: میں نماز پڑھ رہا تھا، نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہما) بھی وہاں موجود تھے جب میں (نماز پڑھ کر) بیٹھا تو سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء

بیان کی پھر بارگاہِ رسالت (ﷺ) میں ہدیہ درود بھیجا اور اس کے بعد اپنے لیے دعا مانگی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مانگو تمہیں دیا جائے۔ (یہ آپ ﷺ نے دو بار فرمایا)

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 575 صفحہ 341)

حدیث:۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں: بے شک دعا زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے اور اس کا کوئی حصہ بارگاہِ الٰہی (عزوجل) کی طرف بلند نہیں ہوتا جب تک کہ تم اپنے نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھو۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 470 صفحہ 296)

حدیث: امیر المومنین حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں: ہر دعا محجوب رہتی ہے (یعنی درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتی) جب تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے۔

(الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا جلد 1 صفحہ 674)

(11) دعا کرنے والا اگر روزہ دار ہو یا عادل حکمران ہو یا مظلوم ہو تو اسکی دعا رد نہیں کی جاتی

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی، (1) روزہ دار جب روزہ افطار کرتا ہے (2) عادل حکمران (3) مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو بادلوں سے بھی اوپر اٹھا لیتا ہے اور ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت کی قسم میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہی ہو۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1523 صفحہ 659)

(12) مسافر اور والد کی اپنی اولاد کے لیے کی گئی دعا بھی رد نہیں کی جاتی۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: تین آدمیوں کی دعا قبول ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ (1) مظلوم کی دعا (2) مسافر کی دعا (3) اور والد کی اپنی اولاد کے حق میں کی گئی دعا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3851 صفحہ 529)

(13) دعا کرنے والا اگر دعا کے آخر میں آمین کہہ دے تو اس کی قبولیت پر مہر لگ جاتی ہے

حدیث:۔ حضرت ابوزہیر نمیری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر نکلے پس ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو گڑگڑا کر دعا کر رہا تھا، نبی کریم ﷺ وہاں ٹھہر کر اس کی دعا سننے لگے پھر فرمایا: اگر اس نے دعا پر مہر لگا دی تو اس کی قبولیت واجب ہو جائے گی۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کس چیز سے مہر لگے گی؟ فرمایا: آمین کے ساتھ، اگر یہ آمین کے ساتھ دعا ختم کرے گا تو اس کی دعا قبول ہو جائے گی، وہ شخص واپس لوٹا، جس نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی تھی، اور دعا کرنے والے کے پاس آکر کہنے لگا، اے فلاں شخص دعا کو آمین کے ساتھ ختم کرو اور (مقبولیتِ دعا کی) بشارت لو۔

(سنن ابوداؤد جلد 1 حدیث 930 صفحہ 363)

(14) دعا کرنے والے کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے اور اس کے احکام پر بھی عمل کرے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ ٥ میں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب وہ مجھے پکارے، تو انہیں بھی چاہیے کہ میرا حکم مانیں۔

(پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 186)

قارئین کرام! یاد رکھیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے مُستغنی (یعنی بے پرواہ) ہے لیکن وہ پھر بھی ہمارا کہا مان لیتا ہے اور ہم اس کے محتاج ہیں، سو ہم کو تو بہت زیادہ اس کا کہا ماننا چاہیے

اور ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم اس کا کہا مانتے رہتے خواہ وہ ہمارا کہا مانتا یا نہ مانتا کیونکہ وہ خالق ومالک ہے اور ہم اس کے بندے ہیں لیکن یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے کہا، آؤ برابر کا سلوک کرلو فرمایا: فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ٥ تم مجھے یاد (یعنی میرا ذکر) کرو میں تمہیں یاد کروں گا (یعنی تمہارا ذکر کروں گا) (پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 152) اور فرمایا: وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ٥ تم میرے احکام مانو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔ (پارہ 1 سورۃ البقرہ آیت 40)

اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم خواہ اس کا حکم مانیں یا نہ مانیں وہ ہماری دعائیں قبول کرتا رہے، گویا ہم اس کے ساتھ برابر کا سلوک کرنے پر بھی تیار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ٥ انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسی اس کی قدر کرنی چاہیے تھی۔ (پارہ 7 سورۃ انعام آیت 91)

☆ دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی ایک وجہ

حضرت ابراہیم بن ادھم (رحمۃ اللہ علیہ) سے کسی نے پوچھا کہ ہم دعائیں کرتے ہیں لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا تمہاری دعائیں اس لیے قبول نہیں ہوتیں کہ تم اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہو لیکن اس کی اطاعت نہیں کرتے اور تم رسول ﷺ کو جانتے ہو لیکن پھر بھی ان کی اتباع نہیں کرتے اور تم قرآن کریم کو پڑھتے ہو لیکن اس پر عمل نہیں کرتے اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کرکے اور اس کا رزق کھا کر اس کا شکر نہیں کرتے اور تمہیں جنت کا علم ہے لیکن تم اسے طلب کرنے میں کوشش نہیں کرتے اور تمہیں دوزخ کا علم ہے لیکن تم اس سے بچنے کا کوئی انتظام نہیں کرتے اور تم شیطان کو جانتے ہو لیکن پھر بھی تم اس سے جنگ نہیں کرتے بلکہ اس کی موافقت کرتے ہو، اور تمہیں موت

کے آنے کا یقین ہے لیکن تم پھر بھی اس کے لیے تیاری نہیں کرتے تم اپنے ہاتھوں سے مُردوں کو دفن کرتے ہو لیکن پھر بھی تم اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے، اور تم اپنے عیوب سے واقف ہونے کے باوجود بھی لوگوں کے عیبوں کو تلاش کرتے ہو، پھر بھلا تم خود سوچو کہ ایسے لوگوں کی دعائیں کیسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل کر سکتی ہیں۔

(جامع لا احکام القرآن جلد 2 صفحہ 290 تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 401 تذکرۃ اولیاء صفحہ 77)

حضرت سفیان ثوری (رحمتہ اللہ علیہ) سے کسی نے دعا کیلئے عرض کیا تو آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: ترکِ ذنوب (یعنی گناہوں کے ترک) سے ہی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

(تفسیر روح البیان پارہ 24 جلد 9 صفحہ 235)

☆ دعا کے متعلق ایک حکایت

حکایت:۔ حضرت سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، اُس وقت میں نے ایک ہاتھ اُٹھایا دوسرا نہ اُٹھا سکا، کیونکہ سخت سردی تھی اس وجہ سے دوسرا ہاتھ اُٹھایا نہ جا سکا، اس کے بعد میں سو گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک ہاتھ سے نور سے بھرا ہوا ہے اور دوسرا ہاتھ خالی ہے، میں نے عرض کی، یا اللہ یہ کیا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ جو ہاتھ تم نے دعا کے وقت ہمارے سامنے پیش کیا، اسے ہم نے نور بھر دیا اور جو ہاتھ تم نے نہیں اُٹھایا وہ خالی رہ گیا۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 237)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ دعا کیلئے دونوں ہاتھوں کو اُٹھانا چاہیے، دعا میں ہاتھوں کو اُٹھانے کے متعلق تین طریقے کتابوں میں ملتے ہیں۔

(1) دعا کے دوران دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں کہ ان کا قبلہ آسمان

ہے اور دونوں ہاتھوں کو سینے کے سامنے رکھا جائے (2) یا چہرے کے سامنے رکھا جائے

(3) یا ہاتھوں کو اتنا بلند کیا جائے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے۔

☆ دعا کیلئے ہاتھ اُٹھانے کے متعلق احادیث مبارکہ

حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جب دعا کیلئے اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتے تو اپنے چہرہ اقدس پر پھیرنے سے پہلے ہاتھوں کو نیچے نہ چھوڑتے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1312 صفحہ 569)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا کرے اور ان کی پشت پر دعا نہ کرے اور جب دعا سے فارغ ہو جائے تو ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3855 صفحہ 530)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص کے ساتھ دعا کی سنتیں اور آداب اور دعا کے دیگر لوازمات کو بجالاتے ہوئے دعا مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں درجہ قبولیت عطاء فرمائے۔ آمین

قارئین کرام! آخر میں خلوص کے ساتھ کی گئی دعا کی برکت ملاحظہ فرمائیں

☆ خلوص کے ساتھ کی گئی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ مقبولیت پاتی ہے

تفسیر روح البیان میں ہے کہ ایک مجنون شخص کعبے کا طواف کررہا تھا کہ اسے کسی نے مذاق کے طور پر کہا کہ کیا تجھے اللہ تعالیٰ نے جہنم سے براءت (یعنی چھٹکارے کا، آزادی) کا پروانہ عطا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، پوچھا کیا تم نے پروانہ لے لیا ہے انہوں نے کہا، ہاں ہم سب نے لے لیا ہے، یہ سنتے ہی وہ شخص آہ وفغاں کر کے کعبہ شریف کے پردوں کو لٹک کر

رونے لگا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے لگا، یا اللہ مجھے بھی جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرما۔ اس کے ساتھی اور دوسرے طواف کرنے والے لوگوں نے کہا، بھائی یہاں سے پروانہ ملنے کا کیا معنیٰ، تیرے ساتھ ان لوگوں نے مذاق کیا ہے، لیکن اس نے کسی کی نہ مانی، اور بدستور روتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا رہا، یا اللہ مجھے بھی جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرما، پس اس کا رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا، چنانچہ غیب سے ایک پرچہ اس کے ہاتھ میں گرا، جس میں لکھا تھا کہ ہم نے تمہیں جہنم سے آزادی دے دی ہے، یہ پرچہ دیکھ کر وہ مجنون بہت خوش ہوا، جب لوگوں نے اس پرچے (یعنی کاغذ) کو دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پرچے کو دیکھنے لگے، کیونکہ اس کی یہ خاصیت تھی کہ وہ ہر طرف سے برابر پڑھا جاتا تھا اگر اسے اُلٹا کر کے بھی پڑھا جاتا تو اس کی کتابت (یعنی لکھائی) سیدھی پڑھی جاتی تھی، اس سے لوگوں نے یقین کر لیا کہ واقعی ہی اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جہنم سے آزادی کا پروانہ عطاء ہوا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 235)

موضوع :107

﴿اللہ تعالیٰ نے دن اور رات کو کس لیے بنایا؟﴾

(122) اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّہَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ۝

ترجمہ: ''اللہ ہی نے تمہارے لیے رات بنائی ہے تاکہ تم اس میں سکون اور آرام پاؤ اور دیکھنے کے لیے دن بنایا، بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے''۔

(پارہ 24 سورۃ المومن آیت 61)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اپنے کیے گئے احسان کو بیان فرمایا ہے کہ اللہ ہی نے تمہارے لیے رات بنائی تا کہ تم اس میں سکون اور آرام پاؤ اور دیکھنے کیلئے دن بنادیا۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے رات اور دن کے بنانے کا مقصد معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رات کوانسان کے آرام وسکون کے لیے بنایا اور دن کواس لیے بنایا تا کہ انسان رزق کی تلاش کر سکے اور قدرت کے نظاروں کو دیکھ سکے۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو اس لیے بنایا تا کہ اہلِ ریاضت ومجاہدات کرنے والے لوگ اس میں سکون حاصل کر سکیں تا کہ وہ مداومت ذکر وتعبد اور عبادت کے بوجھ سے اُکتا نہ جائیں اور روحانیت کا دن بنایا تا کہ اسے طلب کی جدوجہد کا سفر بنائے اور دکھ وتکلیف پر صبر کر سکے۔ (مزید تفسیر روح البیان میں ہے کہ) لوگوں کا رات میں سکون حاصل کرنا چار قسم کا ہے، (1) اہلِ غفلت (یعنی غافل لوگ) استراحتِ نفس وابدان (یعنی نفس اور جسم کے آرام) سے سکون پاتے ہیں (2) اہلِ شہوت (یعنی نفسانی جنسی جسمانی خواہشات کے حامل لوگ) اپنے جیسے مردوں اور عورتوں سے سکون پاتے ہیں۔ (3) اہلِ اطاعت (یعنی اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے لوگ) حلاوتِ اعمال (یعنی نیک اعمال کی مٹھاس) اور ان میں کثرت اور ان پر استقلال (یعنی مستقل مزاجی ومضبوطی) سے سکون پاتے ہیں (4) اہلِ نفوس وقلوب (یعنی اللہ تعالیٰ کے عاشق، صوفی ودرویش لوگ) گریہ وزاری اور اسرار کے لیے عاجزی اور نارِ شوق سے ارواح میں روشنی سے سکون پاتے ہیں بلکہ یہ رات ودن کے قرار کوختم کر دیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو شوق کی آگ (یعنی اللہ تعالیٰ کے دیدار اور اس کی محبت کے شوق) میں جلتے رہتے

ہیں۔

ہر کہ از درد خدا آگاہ شُد

ذکر وفکرش دائما اللہ شُد

(یعنی جو دردِ خداوندی سے آگاہ ہوا وہ ہمیشہ اللہ کے ذکر وفکر میں مشغول ہوا)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ۝ بیشک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے، یعنی لوگوں پر رات اور دن کے پیدا کرنے میں اس کے فضل کے برابر کا کوئی نہیں نہ اس جیسا کوئی ہوسکتا ہے، لیکن (پھر بھی) اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 24 صفحہ 240)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کہ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رات کو کھیل تماشوں (اور دیگر لہو ولعب وفضول قسم کی چیزوں میں گزارنا گناہ ہے) بلکہ بلاوجہ بھی جاگتے رہنا مناسب نہیں۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ 500)

قارئین کرام! آج اگر ہم اپنے معاشرے پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ لوگوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی راتوں کو فضول کاموں، کھیل کود اور دیگر لہو ولعب قسم کے کاموں میں صرف کرتی ہے۔ ان میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جو دن کے وقت تو کام میں مصروف رہتے ہیں لیکن رات کو فلموں، ڈراموں، ناچ گانوں میں صرف کرتے ہیں ان لوگوں کا جہاں تک مقصد سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ دن میں کماؤ اور رات کو اڑاؤ، اور لوگوں کی ایسی تعداد بھی معاشرے میں موجود ہے جو دن کو بھی اور رات کو بھی

کاموں میں مصروف رہتی ہے۔ اور معاشرے میں ایسے لوگ بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جو ساری ساری رات جاگتے ہیں اور پھر دن کے اوقات میں سوتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت پروانہ شمع رسالت امام احمد رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے

شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے شب و روز کی قدر کریں اور ان کو فضول و گناہ کے کاموں میں صرف نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے دن کو اس لیے بنایا ہے کہ اس کے بندے اس میں کام کاج کر سکیں، اپنی روزی تلاش کر سکیں اور رات کو آرام و سکون حاصل کر سکیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ رات میں آرام کرتے ہیں ان کی صحت بھی ٹھیک رہتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رات کی نیند میں برکت رکھی ہے اگر ایک انسان دن میں کئی بار بھی سو جائے تو اسے وہ آرام و سکون حاصل نہیں ہو پاتا جو رات کے آرام و سکون میں اسے ملتا ہے، لیکن ہم لوگ دن کے اوقات میں کام کاج نہیں کرتے بلکہ دن کے اکثر حصے کے گزر جانے کے بعد اپنی روزی کی تلاش میں نکلتے ہیں، اور اپنی دکانوں کو کھولتے ہیں اور رات گئے تک دکانوں پر بیٹھے رہتے ہیں، حالانکہ حدیث پاک میں ہے۔

صبح کے وقت اپنے رزق کی تلاش میں نکلو کہ اس میں برکت ہے۔

چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رزق کی تلاش میں صبح سویرے نکلا کرو کیونکہ صبح کا وقت برکت و کامیابی کا وقت ہے۔ (الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 680)

اور حدیث پاک میں ہے صبح کی نیند انسان کے رزق کو روک دیتی ہے

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح کی نیند (انسان کے) رزق کو روک دیتی ہے۔

(الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 680)

حضرت فاطمۃ الزہرۃ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا جبکہ میں صُبح کے وقت لیٹی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا، بیٹا اُٹھو اور اپنے رب کے رزق کی تلاش میں حاضر ہو جاؤ اور غافلوں میں سے نہ بنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے رزق صُبح صادق سے طلوع آفتاب کے درمیان میں تقسیم فرماتا ہے۔

نوٹ: امام بیہقی (رحمتہ اللہ علیہ) نے یہی حدیث حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے بھی روایت کی ہے۔ (الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 680)

قارئین کرام! اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس نظام کے مطابق چلیں کہ دن کے وقت کاروبار کریں اور رات کو آرام کریں تو ہمارے کافی مسائل حل ہو سکتے ہیں اگر حکومت پاکستان اس فرمان باری تعالیٰ پر غور کرے، تو اس سے ملک کا اہم ترین مسئلہ ''بجلی کا بحران'' کو حل کر سکتی ہے وہ اس طرح کے لوگوں کو اس بات پر سختی سے عمل کروائے کہ لوگ صرف دن کے اوقات میں کاروبار و تجارت کریں اور رات کو دکانیں و مارکیٹیں جلدی بند کر دیں۔ تو اس طرح ملک کا اہم ترین مسئلہ بجلی کا بحران کافی حد تک حل ہو سکتا ہے کیونکہ رات کے اوقات میں دکانوں و مارکیٹوں میں بجلی کا خوب ضیاع ہوتا ہے لوگ بلاوجہ لائٹیں اور بلب جلائے رکھتے ہیں اور پھر اس کا نقصان ملک میں رہنے والے سب لوگوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے، لہٰذا ہمیں

چاہیے کہ ہم اس ملک کے اس سرمایہ کی قدر کریں اور اس کو ضائع نہ کریں اور اگر حکومت اس کے بارے میں کوئی اچھا اقدام کرے تو اس کا ساتھ دیں، بجلی کے استعمال کے متعلق میرے شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی (دامت برکاتہم العالیہ) کا تحریر کردہ رسالہ "بجلی استعمال کرنے کے مدنی پھول" کا ضرور مطالعہ فرمائیں: اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

موضوع :108

﴿قیامت کے دن اعضائے انسانی کی گواہی﴾

(125,123)وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ٥ حَتّٰىٓ اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ٥ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ط قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ٥

ترجمہ: "اور جس دن اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو آگ کی طرف لایا جائے گا پھر ان کو جمع کیا جائے گا، حتیٰ کہ جب وہ دوزخ کی آگ تک پہنچ جائیں تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف ان کے کاموں کی گواہی دیں گے جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے، تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ تو وہ جواب دیں گے ہمیں اللہ نے گویائی بخشی ہے جس نے ہر چیز کو گویا (یعنی بولنے والا) کر دیا اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے"۔

(پارہ 24 سورۃ حم السجدہ آیت 21,19)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار و نافرمان لوگوں کے اس عذاب کو بیان فرمایا ہے: جو آخرت میں ان پر نازل کیا جائے گا، اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○ اور جس دن (یعنی قیامت میں) اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو آگ کی طرف لایا جائے گا، پھر ان کو جمع کیا جائے گا یعنی تمام کافروں کو اوّل سے آخر تک روک لیا جائے گا، اور پہلے آنے والے کافروں کو دوزخ کے پاس روک لیا جائے گا حتیٰ کہ بعد والے کافر بھی وہاں پہنچ جائیں اور اس سے مقصود ہے کہ جب تمام کافر پہنچ جائیں۔ تو پھر ان سے باز پرس کی جائے۔ اس کے بعد فرمایا: حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ حتیٰ کہ وہ دوزخ کی آگ تک پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف ان کاموں کی گواہی دیں گے جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

(تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 167)

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہو تو سورج کو دیکھنے میں کوئی تنگی محسوس کرتے ہو؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جب چودھویں رات کو بادل نہ ہوں تو تم چاند کو دیکھنے میں کوئی تنگی محسوس کرتے ہو؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم اپنے رب کو بھی قیامت کے دن اسی طرح دیکھو گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور فرمائے گا: اے فلاں شخص: کیا میں نے تجھے دنیا میں عزت

نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھے سرداری وحکمرانی نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھے بیوی نہیں دی تھی، کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے تھے اور تجھ کو رئیسانہ ٹھاٹھ باٹھ میں نہیں چھوڑا تھا؟ وہ شخص کہے گا: کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تجھے مجھ سے ملاقات کی اُمید تھی، وہ بندہ کہے گا نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں بھی تجھے آج اسی طرح بُھلا دوں گا جس طرح تو نے مجھے بُھلا دیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ ایک شخص سے فرمائے گا اے فلاں، کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی؟ (یعنی اس سے بھی وہی سوال فرمائے گا جو کہ پہلے شخص سے فرمائے تھے اور وہ شخص بھی یہی جواب دے گا جو پہلے نے دیئے تھے) پھر اس سے بھی اللہ فرمائے گا۔ جس طرح تو نے مجھے بُھلا دیا تھا، تو آج میں بھی تجھے بُھلا دوں گا۔ پھر تیسرے شخص سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے فلاں (اس سے بھی یہی سوال فرمائے گا) تو وہ شخص کہے گا، یا اللہ میں تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب پر ایمان لایا اور تیرے رسول پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ کیا، اور فرمایا جتنی اس شخص کی طاقت ہوگی وہ اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے گا، پھر اس شخص سے کہا جائے گا ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں، وہ اپنے دل میں غور و فکر کرے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دے گا، پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران سے اس کے گوشت سے اور اس کی ہڈیوں سے کہا جائے گا، اب تم کلام کرو، پھر اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں بتائیں گی کہ اس نے دنیا میں کیا کام کیے تھے اور یہ اس لیے کہ وہ خود اپنا عذر بیان کرے اور یہ شخص منافق ہوگا اور اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 450 صفحہ 184)

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ ہنسنے لگے، پھر آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا کیا تم

جانتے ہو میں کیوں ہنس رہا تھا؟ ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول (عزوجل ﷺ) ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا میں ایک شخص کی رب کے ساتھ بات چیت پر ہنس رہا تھا۔ قیامت کے دن ایک شخص کہے گا، یا اللہ کیا تو نے مجھے ظلم سے نجات نہیں دی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں، پھر وہ کہے گا آج میں اپنے خلاف صرف اپنے نفس کی شہادت کی اجازت دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، آج صرف تیری ہی تیرے خلاف شہادت ہوگی اور کراماً کاتبین گواہ ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی پھر اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ اب تم کلام کرو، پھر اس کے اعضاء اس کے اعمال کو بیان کریں گے پھر وہ بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا تم مجھ سے دور رہو، کہ میں تمہارے لیے ہی تو جھگڑ رہا تھا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 184۔ تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 361۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 378۔ تفسیر تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 468)

قارئین کرام! یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں کان، آنکھ اور کھال کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ کلام کریں گے اور باقی اعضاء کا ذکر نہیں فرمایا: اس کی تخصیص کی کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے پاس قوت کے پانچ ذرائع ہیں (1) قوتِ سامعہ (2) قوتِ باصرہ (3) قوتِ شامہ (4) قوتِ ذائقہ (5) اور قوتِ لامسہ اور قوتِ لامسہ کا آلہ کھال ہے، کیونکہ جب کھال سے کوئی چیز مَس ہوتی ہے تو وہ یہ ادراک کرتی ہیں کہ یہ چیز ٹھنڈی ہے یا گرم، نرم ہے یا سخت وغیرہ، لہٰذا کھال میں قوتِ لامسہ آگئی اور قوتِ ذائقہ کا ادراک بھی قوتِ لامسہ سے حاصل ہو جاتا ہے، ہر چند کہ کامل نہیں ہوتا اور قوتِ شامہ بہت کمزور حس ہے، اس کے مدرکات پر حلال اور حرام کا زیادہ تعلق نہیں ہے پھر اس کے بعد

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی تو وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویائی بخشی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا اس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور تم کو پہلی بار گویائی دے دی تھی پھر اس نے تم کو دوبارہ پیدا کیا اور دوبارہ تم کو گویائی دی تو اب اس نے تمہارے اعضاء کو قوت دے دی ہے تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہے۔ (تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 468)

حضرت علاء بن زیاد (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہر نیا دن آتے ہی یہ اعلان کرتا ہے کہ اے لوگو! میں نیا دن ہوں اور تمہارے پاس آیا ہوں، یاد رکھو مجھ میں جیسا عمل کرو گے میں قیامت کے دن اسی کی گواہی دوں گا، اور جب سورج غروب ہو جائے گا تو اس وقت میں چلا جاؤں گا، پھر میں تمہیں قیامت کے دن ہی ملوں گا۔

(تفسیر روح البیان پارہ 24 جلد 9 صفحہ 363)

حضرت ابو عثمان (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ جو شخص گناہ کے ارتکاب کے وقت یہ خیال نہیں کرتا کہ میرے اعضاء میرے گناہوں کی گواہی دیں گے تو وہ گناہ پر جرأت کرتا ہے، اگر کسی کو اس کا تصور آ جاتا ہے تو وہ آئندہ یا اس وقت گناہ کے ارتکاب سے بچ جاتا ہے، بلکہ توفیق الٰہی اور عصمتِ ربانی اسے گناہ کرنے سے روک دے گی پھر نہ وہ دنیا کی رسوائی میں مبتلا ہو گا اور نہ ہی جہنم کی آگ میں جائے گا اور نہ اُسے کسی قسم کی شرم و عار ہو گی۔

(ملخصاً تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 365)

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے اعضاء کی گواہی سے ڈرتا رہے اور اپنے نفس کی حفاظت کرتا رہے، اور حساب کے وقت سے پہلے اپنا محاسبہ کر لے۔

109: موضوع

﴿انسان کو اللہ تعالیٰ سے کیسا گمان رکھنا چاہیے؟﴾

(126) وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ○

ترجمہ: ''اور تمہارا اپنے رب کے ساتھ یہی گمان ہے جس نے تمہیں ہلاک کر دیا، پس تم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گئے''۔ (پارہ 24 سورۃ حم السجدہ آیت 23)

تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گمان کی دو اقسام ہیں (1) ظنِ حسن (یعنی اچھا گمان) (2) ظنِ فاسد (یعنی بُرا گمان) ظنِ فاسد کی ایک مثال یہی ہے جس کا اس آیت میں ذکر فرمایا گیا ہے اور ظنِ حسن کی مثال یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے یہ گمان رکھے کہ وہ اس پر فضل اور رحمت فرمائے گا، اس کے گناہوں پر پردہ رکھے گا، اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا، اس کو بخش دے گا اور اسے دارین میں اجر و ثواب عطاء فرمائے گا۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 صفحہ 367)

احادیث مبارکہ میں ہے۔

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے اس گمان کے مطابق ہوتا ہوں جو وہ مجھ سے رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید جلد 3 حدیث 2258 صفحہ 905)

(2) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حُسنِ ظن ایک اچھی عبادت ہے۔ (سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 1558 صفحہ 563)

(3) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری (رحمتہ اللہ علیہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں حضور سیدِ عالم ﷺ کے وصالِ ظاہری سے تین دن پہلے آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھتے ہوئے ہی مرے۔

(صحیح مسلم کتاب الجنتہ الخ..... جلد 3 حدیث 7160 صفحہ 614)

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اگر وہ خیر کا گمان رکھے تو اس کے لیے خیر ہے اور اگر وہ شر کا گمان رکھے تو اس کے لیے شر ہے۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 3 حدیث 9087 صفحہ 344۔الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 299)

(5) حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جب وہ جہنم کے کنارے پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگا، یا اللہ تیری قسم میں تو تیرے ساتھ اچھا گمان کرتا تھا، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، اسے واپس لوٹا دو کیونکہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق ہی معاملہ کرتا ہوں۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 299)

قارئین کرام! ہر انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھا گمان رکھے، لیکن اچھا گمان رکھنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ایک انسان خوب گناہ کرتا رہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ گمان رکھے کہ وہ اسے بخش دے گا۔

حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جس قوم کو دنیوی خواہشات ایسے گھیر لیں کہ مرتے دم تک کوئی فرصت نہ دیں تو انہیں کسی قسم کی بھلائی نصیب نہ ہوگی، اور جو شخص

نیک عمل نہیں کرتا اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرا اللہ تعالیٰ سے حسن ظن ہے تو وہ جھوٹا ہے، کیونکہ اگر اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن ہوتا تو وہ نیک اعمال بجالاتا، پھر آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اس کی تائید میں یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 24 صفحہ 367)

حدیث پاک میں ہے: حضرت شداد بن اوس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے اور عاجز و نادان شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کے پیچھے لگائے رہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت کی امید رکھے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 350 صفحہ 150)

لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن بھی رکھنا چاہیے اور اس کی نافرمانیوں سے اور اس کے عذاب سے بھی ڈرنا چاہیے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

موضوع :110

﴿جنّتیوں کو ملنے والی اعلیٰ نعمتوں کا ذکر﴾

(129،127) اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ج وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ○

ترجمہ: "بے شک جن لوگوں نے کہا، ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے تو ان پر فرشتے (یہ کہتے ہوئے) نازل ہوتے ہیں کہ تم نہ خوف کرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کی بشارت سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) تمہارے مددگار ہیں اور تمہارے لیے اس جنت میں ہر چیز ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور اس میں تمہارے لیے ہر وہ چیز ہے جس کو تم طلب کرو۔ (یہ) بہت بخشنے والے، بے حد رحم فرمانے والے (رب) کی طرف سے مہمانی ہے"۔ (پارہ 24 سورۃ حم السجدہ آیت 30،32)

تفسیر:۔ اس آیت کے تحت احادیث مبارکہ میں ہے (1) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: لوگوں نے کہا، ہمارا رب اللہ ہے پھر ان میں سے اکثر لوگ منکر ہو گئے پس جسے اس (قول پر) موت آئے تو وہ استقامت والوں میں سے ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1176 صفحہ 505۔ تفسیر ابن کثیر جلد 5 صفحہ 189)

(2) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، تو حضور نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ نجات و استقامت میری اُمت کو نصیب ہوئی، اس سے آپ ﷺ کی یہ مراد ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے دین پر استقامت نہ کر سکے کیونکہ انہوں نے حضرت عُزیر اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو ابن اللہ (یعنی اللہ کا بیٹا) کہا وغیرہ وغیرہ اور اپنے نبیوں سے بھی کفر کیا، بخلاف رسول اللہ ﷺ کی اُمت کے کہ وہ جوں کی توں ہے۔ اور ان شاء اللہ تا قیامت ایسے ہی رہے گی اس سے واضح ہوا کہ اہل سنت و جماعت، یعنی سوادِ اعظم کو مشرک کہنے والوں کی بدبختی ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 24 صفحہ 376)

(3) حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ مجھے اسلام کے متعلق کوئی ایسا ارشاد فرمایئے کہ پھر میں آپ ﷺ کے بعد کسی اور سے سوال نہ کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر مستقیم (یعنی قائم) رہو۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 158 صفحہ 92۔ تفسیر ابن کثیر جلد 5 صفحہ 189)

☆ شرح حدیث

قارئین کرام! حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کہو میں اللہ پر ایمان لایا، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ تم زبان سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرو اور اپنے باقی اعضاء سے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو اور فرمایا پھر اس پر مستقیم رہو یعنی تادمِ مرگ توحید پر قائم رہو اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے رہو نیز آپ ﷺ کا یہ ارشاد تمام احکامِ شرعیہ کا جامع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرتے رہو اور ہر اُس کام سے اجتناب کرتے رہو جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کسی ایک حکم پر عمل نہیں کیا یا کسی ایک بھی ممنوعہ کام سے باز نہیں رہا تو وہ صراطِ مستقیم سے منحرف ہو گیا، پس جس نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے تو اس کے رب ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس کی رضا جوئی میں لگا رہے، اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حق پر ثابت قدم رہو اور تم کبھی اس کا حق ادا نہ کرسکو گے، یہ بات ذہن نشین کرلو، کہ تمہارے اعمال میں سب سے افضل عمل نماز (کو ادا کرنا) ہے اور (کامل) مومن کے سوا وضو کی کوئی محافظت نہیں کرتا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 273 صفحہ 113)

حضرت سفیان ثوری (رحمتہ اللہ علیہ) ایک صحابی کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرائض پر قائم رہو۔ نیز حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) نے بھی اس آیت کے تحت یہی فرمایا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1012۔ تفسیر ابن کثیر جلد 5 صفحہ 189)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝**

ان پر فرشتے (یہ کہتے ہوئے) نازل ہوتے ہیں کہ تم نہ خوف کرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کی بشارت سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

حضرت امام ابن ابی حاتم (رحمتہ اللہ علیہ) نے حضرت مجاہد (رضی اللہ عنہ) سے اس آیتِ مبارکہ کے تحت روایت کیا کہ ملائکہ بوقتِ وفات مومن سے کہیں گے کہ جس طرح ہم دنیا میں تمہارے ساتھی تھے تمہیں نیکی کی راہ دکھاتے، اچھائی کی طرف راہنمائی کرتے اور اللہ کے حکم سے تمہاری حفاظت کرتے تھے اسی طرح آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھ ہوں گے، تم سے قبروں کی وحشت دور کریں گے، صور پھونکے جانے کے وقت قبروں سے اُٹھنے اور حشر میں تمہارے ساتھ ہوں گے اور ہم پل صراط تمہارے ساتھ عبور کریں گے اور تمہیں جنت کی نعمتوں اور باغات میں پہنچائیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 190۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1014)

حضرت امام ابن ابی حاتم (رحمتہ اللہ علیہ) نے حضرت جعفر بن سلیمان (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب مومن قبر سے اُٹھے گا تو اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے جو دنیا میں اس کے ساتھ تھے وہ اسے کہیں گے اندیشہ (یعنی

خوف) نہ کرو اور غمگین مت ہو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 190)

نیز تفسیر ابن کثیر میں یہ بھی ہے کہ موت کے وقت بندہ مومن کے پاس فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں: اپنے پیچھے تم دنیا میں جو کچھ چھوڑے جا رہے ہو یعنی بیوی، بچے، مال و دولت وغیرہ ان کے بارے میں تم خدشہ (خوف) محسوس نہ کرو کیونکہ اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے اور فرشتے اس بندے کو شر کے خاتمے اور بھلائی کے اصول کی بھی خوشخبری دیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 190۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 384)

نیز اس آیتِ مبارکہ میں ارشاد ہوا: **وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ○** (فرشتے کہیں گے) اور تمہارے لیے اس جنت میں ہر وہ چیز ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور جس کو طلب کرو (یعنی جن چیزوں کو تم پسند کرو گے تو وہ چیز تمہارے پاس حاضر ہو جائے گی) اور یہ بہت بخشنے والے بے حد رحم فرمانے والے (رب) کی طرف سے مہمانی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کو ملنے والی نعمتوں کے بارے میں احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ الخ.... جلد 3 حدیث 7063 صفحہ 585)

(2) حضرت سلیمان بن بریدہ (رضی اللہ عنہ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ کریم ﷺ سے پوچھا کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ (دراصل اس شخص کو گھوڑوں سے بہت زیادہ محبت تھی اس لیے اس نے یہ سوال کیا) تو آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کیا تو تم اس میں سُرخ یاقوت کے جس گھوڑے پر سوار ہونا چاہو گے تو وہ تمہیں لیکر جنت میں جہاں تم جانا چاہو گے تو وہ تمہیں وہاں اُڑا کر لے جائے گا پھر ایک دوسرے شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے اسے جواب نہ دیا (جیسا کہ پہلے شخص کو دیا تھا) بلکہ فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں لے جائے تو جو کچھ تمہارا جی چاہے اور جس چیز سے تمہاری آنکھیں محظوظ (یعنی ٹھنڈی) ہوں، تو تمہیں وہی کچھ ملے گا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 436 صفحہ 182)

(3) حضرت سعید بن مسیب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: انہوں نے حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں اکٹھا کرے حضرت سعید بن مسیب (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کیا اس میں بازار ہوں گے؟ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا، ہاں ہونگے، کیونکہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جنتی جب بازاروں میں داخل ہوں گے تو اپنے عمل کی فضیلت کے مطابق اس میں اُتریں گے پھر دنیاوی جمعہ کے دن کے برابر وقت میں آزادی دی جائے گی تو یہ لوگ اپنے رب کی زیارت کریں گے، ان کے لیے عرش ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ باغات جنت میں سے کسی ایک باغ میں تجلی فرمائے گا، جنتیوں کے لیے منبر بچھائیں جائیں گے جو نور، موتی، یاقوت، زبرجد، سونے اور چاندی کے ہونگے ان میں سے ادنیٰ (جنتی) مُشک اور کافور کے ٹیلے پر بیٹھیں گے اور وہاں کوئی شخص ادنیٰ نہیں ہوگا، وہ کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے افضل نہیں سمجھیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا ہم رب عزوجل کا دیدار کریں

گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیا تمہیں سورج اور چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کچھ شک ہوتا ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں: تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح تم اپنے رب کے دیکھنے میں بھی شک وشبہ نہیں کرو گے، اس مجلس کے ہر آدمی سے اللہ تعالیٰ بلاحجاب گفتگو فرمائے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایک سے فرمائیگا اے فلاں بن فلاں، کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب تو نے فلاں فلاں بات کہی تھی، پس وہ اسے اسکے بعض گناہ یاد دلائے گا تو وہ شخص عرض کرے گا، اے میرے رب، کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں اور میری ہی بخشش کی وجہ سے تو اس مقام پر پہنچا ہے۔لوگ اسی حالت میں ہونگے کہ ان پر ایک بادل چھا جائے گا اور خوشبو برسائی جائے گی جیسی اس سے پہلے انہوں نے کبھی بھی نہ دیکھی ہوگی (نہ ہی سونگھی ہوگی) پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس انعام واکرام کی طرف اُٹھو جو ہم نے تمہارے لیے تیار کر رکھا ہے اور اس سے جو تمہارا جی چاہے لے لو، پھر ہم بازار میں آئیں گے جہاں فرشتے ہی فرشتے ہوں گے ایسا بازار نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا، جو چیز ہم چاہیں گے وہ ہماری طرف اُٹھائی جائے گی اور وہاں خرید وفروخت نہ ہوگی اس بازار میں جنّتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلند مرتبے والا آگے بڑھ کر ادنیٰ درجے والے سے ملے گا اور وہاں کوئی ادنیٰ درجہ نہ ہوگا وہ اس کا لباس دیکھ کر حیران ہو جائے گا ابھی انکی گفتگو ختم ہوگی کہ اپنے جسم پر اس سے بھی زیادہ خوبصورت لباس دیکھے گا اور یہ اس لیے کہ وہاں کسی کو رنج وغم نہ ہوگا پھر ہم اپنی اپنی منزل میں آئیں گے ہماری بیویاں ہم سے ملیں گی اور خوش آمدید کے ساتھ کہیں گی، کیا وجہ ہے کہ آپ کا حُسن اس سے کہیں زیادہ ہے کہ آپ جس وقت رخصت ہوئے تھے، ہم کہیں گے آج ہمیں اپنے رب کے دربار میں بیٹھنا

نصیب ہوا (اور اس کا دیدار کرنا نصیب ہوا ہے)۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 443 صفحہ 186)

(4) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے فرمائے گا اے جنت والو! وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تم راضی ہو؟ وہ کہیں گے ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں، حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو اس سے پہلے تو نے کسی مخلوق کو نہیں دیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہیں اس سے بھی افضل چیز دوں گا وہ عرض کریں گے یا اللہ اس سے بہتر اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اپنی رضا عطا فرماؤں گا اور پھر تم سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنۃ الخ جلد 3 حدیث 7070 صفحہ 587۔ ترمذی شریف جلد 2 حدیث 449 صفحہ 188)

(5) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے کم درجے کا جنتی وہ ہوگا جس کے لیے اسی ہزار (80'000) خدمت گار اور بہتر (72) بیویاں ہوں گی اور اس کے لیے موتیوں، زبرجد اور یاقوت کا خیمہ نصب کیا جائے گا، اور وہ مقام جابیہ سے مقام صنعاء تک کی مسافت جتنا بڑا ہوگا، اور جنتیوں کے سروں پر تاج ہوں گے اور ان تاجوں کا ادنیٰ موتی مشرق سے مغرب تک کو روشن کر دے گا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 456 صفحہ 193)

اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے اور جنت کی تمام اعلیٰ نعمتوں کا اہل بنائے اور محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں یہ عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: جنت اور اس کی نعمتوں کے متعلق مزید احادیثِ مبارکہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے بیان کی

جائیں گی۔

111: موضوع

﴿وسوسوں کے آنے پر اللہ کی پناہ طلب کرو﴾

(130) وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ O

ترجمہ: ''اور اے سننے والے جب کبھی شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، بے شک وہ، بہت سننے والا، خوب جاننے والا ہے''۔

(پارہ 24 سورۃ حم السجدہ آیت 36)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، لہٰذا معلوم ہوا کہ جب بھی انسان کو وسوسہ آئے تو اسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا چاہیے۔

☆ وسوسوں کے متعلق حدیثِ مبارکہ

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالٰی نے میرے لیے میری اُمت سے ان کے دلی خطرات (یعنی وسوسوں) سے درگزر فرمایا ہے جب تک کہ وہ اس پر کام یا کلام (یعنی عمل) نہ کریں۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 327 صفحہ 140۔ مشکوٰۃ شریف جلد 1 حدیث 56 صفحہ 30)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ اس اُمت پر برے خیالات پر پکڑ نہیں، یہ اس اُمت کی خصوصیت ہے پچھلی اُمتوں میں اس پر (یعنی وسوسے) دل میں آنے یا قصداً (یعنی جان بوجھ کر

وسوسے لانے پر) بھی پکڑ تھی خیال رہے کہ بُرے خیالات اور ہیں اور بُرے ارادے کچھ اور، بُرے ارادے پر پکڑ ہے حتی کہ ارادہ کفر کفر ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد 1 صفحہ 87)

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کہ جو بُرا خیال دل میں بے اختیار وا چانک آجاتا ہے، اسے ہاجس کہتے ہیں، یہ آنی اور فانی ہوتا ہے یعنی آیا اور گیا، یہ پچھلی اُمتوں پر بھی معاف تھا اور ہم کو بھی معاف ہے لیکن جو دل میں باقی رہ جائے وہ ہم پر معاف ہے، ان (اُمتوں) پر معاف نہ تھا۔ اگر اس کے ساتھ دل میں لذت اور خوشی پیدا ہو تو اُسے **ھم** کہتے ہیں اس پر بھی پکڑ نہیں اور اگر ساتھ ہی کر گزرنے کا ارادہ بھی ہو تو وہ عزم (یعنی ارادہ) ہے اس کی پکڑ ہے۔

(اشعتہ اللمعات جلد 1 صفحہ 85۔ مراۃ المناجیح جلد 1 صفحہ 87)

قارئین کرام! یاد رکھیئے کہ وسوسے چاہے جتنے ہی آئیں اور کتنے ہی خطرناک ہوں اس سے انسان کو ڈرنا نہیں چاہیے اور ہمیشہ شیطان مردود کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے اور وسوسوں کا بہترین علاج یہ ہے کہ ان کی طرف توجہ ہی نہ دی جائے کیونکہ جتنا زیادہ وسوسوں کے بارے میں انسان سوچے گا تو اتنے ہی زیادہ اسے وسوسے اور آئیں گے۔

حکایت:۔ حضرت امام فخر الدین رازی (رحمتہ اللہ علیہ) کا جب نزع کا وقت قریب آیا تو شیطان آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم نے اپنی تمام عمر مناظروں، مُباحثوں میں گزاری ہے کیا تم نے خدا کو بھی پہچانا ہے؟ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: بیشک خدا ایک ہے۔ شیطان نے کہا تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اسے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی دلیل دی، اس نے وہ دلیل توڑ دی

کیونکہ وہ خبیث شیطان معلم الملکوت (یعنی فرشتوں کا استاد رہ چکا تھا) لہٰذا اس نے وہ دلیل توڑ دی، پھر آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے دوسری دلیل دی، لیکن اُس نے اُسے بھی توڑ دیا، یہاں تک کہ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے تین سو ساٹھ (360) دلیلیں دی، لیکن اس نے سب دلیلیں توڑ دیں، آپ (رحمتہ اللہ علیہ) سخت پریشان ہو گئے حتٰی کہ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کے پیر و مرشد حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ (رحمتہ اللہ علیہ) کہیں دور دراز مقام پر وضو فرما رہے تھے وہاں سے انہوں نے آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کو آواز دی کہ اس لعین کو تم یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ 493)

قارئین کرام! اس حکایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں (1) ایک یہ کہ شیطان کی باتوں اور اس کے وسوسوں کی طرف دھیان نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جو شخص اس کی باتوں اور اس کے ڈالے گئے وسوسوں پر جتنا زیادہ دھیان دے گا تو وہ اسے اتنا ہی زیادہ ان میں مبتلا کرے گا۔ (2) دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک انسان کو کسی کامل پیر کا مرید ہو جانا چاہیے تا کہ پیر و مرشد کی نگاہِ ولایت سے انسان وسوسوں سے بچ سکے۔ اور یقیناً کامل پیر و مرشد کی نگاہِ ولایت مرید سے شیطانی وسوسوں کو دفع کرتی ہے۔

قارئین کرام! یہ بات بھی یاد رکھیئے کہ انسان جب کسی پر غضب ناک ہوتا ہے، کسی پر غصہ کرتا ہے، تو دراصل یہ بھی شیطان کے وسوسہ کی وجہ ہی سے ہوتا ہے لہٰذا انسان کو چاہیے کہ جب کسی بات پر غصہ آئے تو وہ اپنے غصہ کو ضبط (کنٹرول) کرے اور صبر کرے اور جس پہ غصہ آیا ہے اس کو معاف کر دے اور اس کی قرآن پاک میں بھی فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ o غصے کو ضبط کرنے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور نیک لوگ (یعنی احسان کرنے والے) اللہ کے محبوب ہیں۔ (پارہ4 سورۃ آل عمران آیت 134)

حضرت سہل بن معاذ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے غصہ کو نافذ کرنے پر قادر ہو، لیکن اسے (اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے) پی جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کے سامنے اسے بلائے گا اور اس سے فرمائے گا کہ تجھے حوروں میں سے جو حور پسند ہو اسے اپنے ساتھ (جنت میں) لے جاؤ۔

(سنن ابوداؤد جلد3 حدیث 1350 صفحہ 503)

حدیث پاک:۔ جس شخص نے غصہ ضبط کرلیا باوجود اس کے کہ وہ غصہ نافذ کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو سکون وایمان سے بھردے گا۔ (الجامع الصغیر حدیث 8997 صفحہ 541)

☆ غصہ آنے پر انسان کو کیا کرنا چاہیے؟ اس کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت سلیمان بن صرد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دوسرے کو سخت سست کہا تو ان میں سے ایک شخص بہت غصے میں آگیا، حتی کہ اس کی آنکھیں سُرخ ہوگئیں اور گردن کی رگیں پھول گئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایک ایسے کلمہ کو جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کلمہ کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا، وہ کلمہ یہ ہے، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اس نے عرض کیا میں آپ ﷺ کے خیال میں مجنون (پاگل ہوں) تو آپ ﷺ نے اسی آیت مبارکہ (وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ o کی تلاوت فرمائی۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد3 حدیث 6589 صفحہ 436۔ تفسیر درمنثور جلد5 صفحہ 1018)

(2) حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر اس کا غصہ جاتا رہے بہتر ورنہ لیٹ جائے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے۔

(سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 1355 صفحہ 505۔ تفسیر روح البیان جلد 9 پارہ 24 صفحہ 404)

(3) حضرت عطیہ (رضی اللہ عنہ) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، لہذا جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آئے تو وہ وضو کرلے۔

(سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 1357 صفحہ 505)

(4) حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالمﷺ نے ارشاد فرمایا: غصہ کرنے سے بچو کیونکہ یہ انگارہ ہے جو انسان کے دل میں روشن کیا جاتا ہے کیا تم (غصہ کی حالت میں) اس شخص کی رگوں کے پھول جانے اور آنکھوں کی سُرخی کو نہیں دیکھتے۔ تو جو آدمی تم میں سے ان چیزوں کے بارے میں کوئی چیز محسوس کرے تو (اسے چاہیے کہ) زمین کے ساتھ چمٹ جائے۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1018)

حکایت:۔ حضرت مالک بن دینار (رحمتہ اللہ علیہ) نے ایک مکان کرائے پر لیا، اس مکان کے بالکل ساتھ ہی ایک یہودی کا مکان تھا، وہ یہودی بغض و عناد کی بنیاد پر اپنے گھر کے پرنالے کے ذریعے گندا پانی اور غلاظت آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کے کاشانہ عظمت میں ڈالتا رہتا، جس کی وجہ سے آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کی نماز پڑھنے کی جگہ ناپاک ہوجایا کرتی تھی اور وہ بہت عرصہ تک اسی طرح کرتا رہا، مگر آپ (رحمتہ اللہ علیہ) خاموش رہتے اور اس سے شکایت نہ کرتے، آخر کار ایک دن اُس نے خود ہی آکر عرض کی، جناب، میرے گھر کے پرنالے سے گزرنے والی نجاست کی وجہ سے آپ کو کوئی شکایت تو نہیں ہے؟ آپ (رحمتہ

(رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: جو غلاظت ونجاست تمہارے پرنالے کے ذریعے روزانہ آتی ہے میں اسکو جھاڑو لے کر دھوڈالتا ہوں، اس لیے مجھے کوئی تکلیف نہیں، اس یہودی نے کہا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے باوجود بھی غصہ نہیں آتا؟ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: آتا تو ہے لیکن پی جاتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ اور غصے کو ضبط کرنے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

(پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 134)

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ جواب سن کر یہودی نے کہا کہ یقیناً آپ کا مذہب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں دشمنوں کی اذیتوں پر صبر کرنے کو اچھا کہا گیا ہے، اور آج میں بھی سچے دل سے اسلام کو قبول کرتا ہوں (لہٰذا وہ یہودی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا)۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ 32)

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اہم بات: اکثر لوگ کہتے ہیں کہ غصہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ غصہ حرام ہے۔

یاد رکھیے! کہ غصہ از خود حرام نہیں ہے یہ عوام میں غلط مشہور ہے اور یہ ایک غیر اختیاری امر ہے، انسان کو غصہ آ ہی جاتا ہے، اس میں اس کا کوئی قصور نہیں لیکن ہاں غصے کا غلط استعمال بُرا ہے اور جو غصہ انسان کو دنیاوی کاموں اور ذاتی معاملات میں آئے تو یہ غصہ قابلِ مذمت ہے لیکن جو غصہ انسان کو اللہ ورسول (عزوجل و ﷺ) کے لیے آئے یا اللہ ورسول (عزوجل و ﷺ) کی حدود کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف غصہ آئے، یا دین کی سربلندی

اور اولیاء کے لیے غصہ آئے تو یہ غصہ بُرا نہیں بلکہ محمود (یعنی اچھا) ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو کچھ بیان ہوا اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں شیطان کے شر سے اور اس کے وسوسوں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

موضوع 112

﴿انسان کا حال﴾

(131) وَاِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِيۡضٍ ○

ترجمہ: ''اور جب ہم انسان پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو (پھر وہ) لمبی چوڑی دعا کرنے والا ہو جاتا ہے''۔ (پارہ 25 سورۃ حم السجدۃ آیت 51)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے حال کو بیان فرمایا کہ جب ہم انسان پر احسان کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے یعنی شکر ادا نہیں کرتا اور اس نعمت پر اترانا شروع کر دیتا ہے اور نعمت دینے والے پروردگار کو بھول جاتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا، یادِ الٰہی سے تکبر کرتا ہے، اور جب اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعا کرنے والا ہو جاتا ہے اور خوب دعائیں کرتا ہے، روتا ہے، گڑگڑاتا ہے اور لگاتار دعائیں مانگے جاتا ہے۔

(ملخصاً تفسیر خزائن العرفان صفحہ 868)

113: موضوع

﴿جو دنیا میں بوکے جاؤگے وہی آخرت میں کاٹو گے﴾

(132) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○

ترجمہ: ''جو (شخص) آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں (گے) اور جو (شخص) دنیا کی کھیتی چاہے تو ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں''۔ (پارہ 25 سورۃ شوریٰ آیت 20)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بندوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نیک کاموں کی طلب میں بہت کوشش کریں اور ساتھ ہی بُرے کاموں سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آخرت کے طالب اور دنیا کے طالب میں حسب ذیل وُجوہات سے فرق کیا ہے۔

(1) آخرت کے طالب کو دنیا کے طالب پر مقدم فرمایا (2) آخرت کے طالب کے متعلق فرمایا: ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے، اسے بڑھائیں گے اور دنیا کے طالب کے متعلق فرمایا: ہم اس کی کھیتی میں سے اس کو کچھ حصہ دیں گے (3) آخرت کے طالب کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اس کو دنیا میں سے کچھ دیں گے یا نہیں، ہوسکتا ہے کہ اس کو دنیا میں سے کچھ حصہ دیا جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کو دنیا میں سے کچھ بھی نہ دیا جائے اور دنیا کے طالب کے متعلق فرمایا: کہ اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے (4) دنیا کا حصہ نقد ہے اور آخرت کا حصہ اُدھار ہے لیکن آخرت کے حصہ میں زیادتی اور دوام ہے اور دنیا کے حصہ میں نقصان اور بُطلان ہے (5) کھیتی سے جو حصہ حاصل ہوتا ہے اس میں مشقت کرنی

پڑتی ہے، پہلے انسان زمین میں ہل چلاتا ہے، پھر اس میں بیج ڈالتا ہے پھر پانی لگاتا ہے، پھر فصل پکنے کے بعد دانے کو بھوسے سے الگ کرتا ہے اور جو آخرت کی کھیتی میں مشقت کرتا ہے، اس کو بقاء حاصل ہوتی ہے اور جو دنیا کی کھیتی میں مشقت کرتا ہے اس کو فنا حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ٥ اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک ثواب اور نیک توقع کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ (پارہ 15 سورہ کہف آیت 46)

نیز اس کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اس کے لیے کھیتی بڑھائیں گے، اس کے دو معنیٰ ہیں (1) یعنی ہم اس کو نیک کاموں کی زیادہ توفیق دیں گے۔ (2) دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ ہم اس کے اجر و ثواب میں اضافہ کریں گے قرآن پاک میں ہے: لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ٥ تاکہ ہم ان کے پورے اجر دیں اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیں۔ (پارہ 22 سورۃ فاطر آیت 30) (تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 579)

قارئین کرام! اس آیت مبارکہ میں دنیا کے حصول کیلئے مشقت اُٹھانے کی مذمت کی گی ہے اور آخرت کے حصول کے لیے مشقت اُٹھانے کی مدح فرمائی گئی ہے لہٰذا یہاں پر اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

(1) حضرت اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس اُمت کو اس وقت تک بلندی اور زمین میں حکومت کی بشارت دی گئی ہے جب تک وہ آخرت کے عمل سے دنیا کو طلب نہ کریں ان میں سے جس نے آخرت کا عمل دنیا کے لیے کیا تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

(المستدرک جلد 4 حدیث 7862 صفحہ 348۔ تفسیر درمنثور جلد 5۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 24

(2) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے انسان، میری عبادت کیلئے تو ہر کام سے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو ختم کر دوں گا لیکن اگر تو ایسا نہیں کریگا تو میں تیرے دل کو (دنیوی) مصروفیات سے بھر دوں گا اور تیرے اوپر فقر کا دروازہ بھی بند نہیں کروں گا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4096 صفحہ 627۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1036)

(3) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے تمام مقاصد کو ایک مقصد بنالیا ہے وہ آخرت کا مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے مقاصد کیلئے کافی ہو جاتا ہے اور جس کے مقاصد دنیا کے معاملات میں بکھر گئے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4095 صفحہ 626۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1036)

(4) حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صرف دنیا کی فکر میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے معاملہ کو پراگندہ کر دیتا ہے، اور اس کی آنکھوں کے سامنے فقراء اور تنگ دستی کر دیتا ہے اور اس کو دنیا سے صرف اتنا ہی حصہ ملتا ہے جتنا حصہ اس کے لیے پہلے سے مقدر کر دیا گیا ہے، اور جو آخرت کا قصد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے معاملہ کو درست کر دیتا ہے اور اس کے دل میں غنا رکھ دیتا ہے (یعنی اسے دنیا سے بے نیاز کر دیتا ہے) اور دنیا اس کے پاس خاک آلود اور سر جھکا کر آتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4094 صفحہ 626۔ سنن دارمی جلد 1 حدیث 235 صفحہ 131۔ تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 70)

(5) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جو شخص اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آگ کے علاوہ اس کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں بناتا اور دنیا میں بھی کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا مگر رزق، جس کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا اور اس کو تقسیم کر دیا۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1035)

امام راغب (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: انسان دنیا میں ایک کسان کی طرح اور اعمال اس کی کھیتی اور دنیا اس کا کھیت ہے، موت کھیتی کے کاٹنے کا وقت ہے اور آخرت میں اسی کا اناج (پھل) صاف ستھرا ہو کر اسکے سامنے پیش ہوگا، اس پر انسان خود سوچ لے کہ وہ دنیا میں کیا بو رہا ہے اور مرنے کے بعد اسے اپنے کھیت سے کیا حاصل ہوگا۔ (اسی لیے فرمایا گیا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں بو کے جاؤ گے آخرت میں وہی کاٹو گے)۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 جلد 10 پارہ 25 صفحہ 71)

حکایت:۔ منقول ہے کہ بلخ کے کسی ایک شخص نے اپنے نوکر کو گندم بونے کا کہا: لیکن اس نے جَو بو دیئے جب کھیتی کاٹی گئی تو جَو ہی تو حاصل ہونے تھے اس شخص نے نوکر کو بلا کر کہا، میں نے تجھے جَو بونے کا کہا تھا یا گندم کا؟ اس نے کہا کہ میں نے جَو بو دیئے اس اُمید پر کہ شاید اس سے گندم پیدا ہوگی، اس شخص نے کہا، پاگل کبھی جَو بونے سے گندم بھی حاصل ہوتی ہے؟ اس نے کہا: آقا، اگر جَو بونے سے گندم نہیں پیدا ہوتی تو گناہ کرنے سے بھی جناب کو جنت نصیب نہیں ہوگی، ادھر آپ رات، دن گناہوں میں غرق ہیں، پھر رحمتِ باری کے کیسے مستحق ہو سکتے ہیں، شب و روز آپ گناہوں میں مست رہتے ہیں نیکی کرنے کا نام نہیں لیتے تو کل پھر آخرت میں آپ کو یہی ملے گا جو آج آپ کر رہے ہیں۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 71)

قارئین کرام! جیسے آج کھیت سے کھیتی کاٹ کر ڈھیر لگا کر اس کی نگرانی کے لیے پہرے دار، چوکیدار اور دیانت دار نوکر رکھے جاتے ہیں، ایسے ہی آخرت میں ہر بندے کے اعمال پر ملائکہ کا پہرہ ہوگا، جیسے آج کھیتی کو صاف کر کے بھوسہ وغیرہ علیحدہ اور اناج علیحدہ کیا جاتا ہے، اسی طرح آخرت میں بُرائی اور نیکی کے علیحدہ کرنے پر فرشتے مامور ہوں گے، پھر جس شخص کے اعمال نیک اور صرف آخرت کیلئے ہوں گے، ان کے لیے برکت ہی برکت ہوگی اور جس شخص کے اعمال صرف دنیا کیلئے ہوں گے تو اس گھاٹے کے سودے پر اسے نہایت ہی سخت رسوائی ہوگی۔ اور دنیا کی خاطر اعمالِ صالحہ کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی فصلِ ربیع میں اپنی زمین میں کانٹے اور دیگر گندگی اور بیکار شے کا بیج ڈال دے پھر وہ اگرچہ پیدا ہو کر خوب اچھی لگنے لگے اور کسان کی بھی اسکو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہوں لیکن وہ اس فصل کو کاٹنے اور اناج صاف کرنے کے وقت خون کے آنسو بہائے گا اور آخرت کے لیے بیج بونے والے کی مثال اس باغبان کی سی ہے جو اپنی زمین میں انگور، کھجور اور دیگر اچھے اچھے پھلوں کا باغ لگائے پھر جب انگور، کھجور وغیرہ کے تنے پیدا ہوں گے تو بظاہر تو ان کا منظر معمولی سا نہ ہوگا لیکن ان کے پھل اُٹھانے کا وقت آئے گا تو وہ باغبان بے شمار فوائد و محاصل حاصل کریگا جس پر دیکھنے والے رشک کریں گے کہ کاش ہم بھی اپنی کھیتی میں یہی باغ لگاتے۔

حاصل کلام! یہ ہے اگر ایک انسان اس دنیا میں نیک اعمال کرے گا تو ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آخرت میں اچھی فصل کاٹے گا اور اگر بُرے اعمال کرے گا تو پھر آخرت میں بُری فصل ہی کاٹے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں نیک اعمال کرنے اور آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

موضوع :114

﴿اللہ تعالیٰ کا بندوں پر لُطف و کرم﴾

(133) اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لُطف فرماتا ہے جسے چاہے روزی دیتا ہے اور وہی قوت و عزت والا ہے''۔ (پارہ 25 سورۃ شوریٰ آیت 19)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطیف ہے یعنی لطف و کرم فرمانے والا ہے، یعنی وہ بندوں کو نیکی کی توفیق دینے اور گناہوں سے ان کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ (تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 416)

حضرت مقاتل (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیک اور بد دونوں کے ساتھ لطیف ہے کیونکہ وہ بدکاروں کے گناہوں کی وجہ سے ان کو بھوکا نہیں مارتا، کیونکہ اس نے فرمایا ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومن اور کافر میں سے جس کو چاہتا ہے رزق عطاء فرماتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رزق عطاء فرمانے میں دو اعتبار سے لطیف ہے (1) ایک یہ کہ اس نے تم کو طیّبات سے رزق عطا فرمایا ہے (2) دوسرا یہ کہ اس نے تم کو ایک ہی بار سارا رزق عطا نہیں فرمایا بلکہ وہ تمہیں بتدریج رزق عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ قوی اور عزیز ہے یعنی وہ ہر اس چیز پر قادر ہے جس کو چاہے اور سب سے زیادہ اور سب پر غالب ہے۔

(تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 416۔ تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 34)

تفسیر روح البیان میں اس آیت مبارکہ کے تحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ''لطیف'' کو

عبادت گزاروں کو تنبیہ فرمائی اور ساتھ ہی گناہ گاروں کو بھی تنبیہ فرمائی تاکہ وہ اس کی رحمت اور احسان وکرم سے نا اُمید نہ ہوں اور فقراء ومساکین کو بھی خبردار فرمایا تاکہ انہیں تسلی ہو کہ وہ اپنے بندوں کا محسن ہے انہیں بھوک میں نہیں مارے گا اس لیے کہ جب وہ کافروں کو رزق پہنچاتا ہے تو اہلِ ایمان کو رزق کیوں نہ پہنچائے گا۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 63)

قارئین کرام! امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اگر مزید اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کے بارے میں غور کیا جائے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بندوں پر لُطف فرمانا ہے کہ وہ پیٹ (رحم) کے تین پردوں میں بچے کی پرورش فرماتا ہے اور نہ صرف پرورش بلکہ وہاں اس کی حفاظت فرماتا اور اس کے موافق اس کی غذا پہنچاتا ہے جیسا کہ ناف کے ذریعے، اور پھر وہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہی غذا اسے اس کے منہ کے ذریعے سے پہنچاتا ہے اور اسے علم دیتا ہے کہ یہ غذا ماں کے پستانوں سے ملے گی اور وہ منہ میں پستان لیتا ہے تو وہ اس کے دل میں یہ القاء فرماتا ہے کہ جب تک تم اسے چوسو گے نہیں تو تمہیں غذا نصیب نہیں ہوگی، چنانچہ وہ بچہ ماں کے پستانوں کو چوستا ہے اور ماں کے دودھ سے اپنے پیٹ کو بھر لیتا ہے اور وہ بچہ اس علم میں ہوشیار ہوتا ہے کہ رات کی تاریکی اور سخت اندھیرے میں بھی ماں کے پستانوں کو تلاش کر لیتا ہے حالانکہ ایسی باتیں اُسے کوئی سکھاتا بھی نہیں۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کی علامت ہے اور یہ نہ صرف انسان کے ساتھ خاص ہے بلکہ پرندوں تک اس کی نوازش ہے، مرغی کے انڈے میں بچہ (چوزہ) ہوتا ہے لیکن باہر آتے ہی دانے چگنے لگ جاتا ہے، انسان کے بچے کا حال دیکھیے کہ جب تک دانت پیدا نہیں ہوتے اس وقت تک ماں کے دودھ کا خوگر (یعنی طلبگار) ہوتا ہے لیکن دانتوں کی پیدائش اور ان کی پختگی پر دوسری غذائیں کھانے لگ جاتا ہے، اور وہ بھی جو نرم نرم ہوں پھر جونہی بڑا ہوتا ہے تو نرم سے سخت

غذاؤں کی طرف مائل ہوتا چلا جاتا ہے، اور اسے دانتوں کی تقسیم کا علم بھی القاء ہو جاتا ہے کہ داڑھیں غذا کو چبانے کے لیے ہوتی ہیں اور دانت غذا کو توڑنے کے لیے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا لطف ہوا کہ اس بچے کے دل میں القاء ہوا کہ زبان اس کھانے کو جمع کر کے حلقوم (یعنی حلق گلے) میں پہنچانے کے لیے اور بولنے کے لیے ہے اگر اس کا لطف و کرم نہ ہوتا تو انسان اور مٹی کے ڈھیلے میں کونسا فرق باقی رہتا یہ اس کا لطف و کرم ہے کہ اسے جمادیت (یعنی بے جان چیزوں) سے نکال کر انسانیت کا تاج پہنایا اور وہ بھی رفتہ رفتہ کہ پہلے اسے عالم نباتات میں پھر اسے عالم حیوانات میں پھر اسے حساس و متحرک بالا رادہ بنا کر عالم انسان میں پہنچایا اور اسے بولنا سکھایا اور یہ ایک اور نعمت ہے بلکہ انسان غور کر کے دیکھے کہ یہ نعمت جملہ نعمتوں کی سرتاج ہے پھر اسے علم دیا کہ سعادۃ ابدی کے حصول کے طریقے فلاں فلاں ہیں اور وہ بھی معمولی اور آسان ہیں اور نہایت قلیل مدت میں اس کا حصول ہو سکتا ہے۔

مزید اگر اللہ تعالیٰ کے لُطف کے بارے میں غور کریں تو یہ بھی اس کا لُطف ہے، کہ اس نے دودھ جیسی نعمت کو جانور کے گوبر اور خون کے درمیان سے عطا فرمایا اور سخت پتھروں سے جواہر نفیسہ پیدا فرمائے اور شہد کو مکھی سے اور ریشم کو کیڑے سے اور موتی کو صدف (یعنی سیپی) سے نکالا وغیرہ وغیرہ۔ (ملخصاً تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 86)

بندہ ناچیز (فقیر محمد شہباز قادری) پر بھی اللہ تعالیٰ کا بے پناہ لُطف و کرم ہے کہ پہلے اس مالک کائنات نے اسے اپنے کلام قرآن مجید کو حفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اللہ تعالیٰ مرتے دم تک اسے یاد رکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا آمین) اور ساتھ ہی کتابوں کا مطالعہ کرنے اور دین کا ادنیٰ طالب علم وعلماء اہلسنت کا ادنیٰ خادم بننے کی توفیق عطا فرمائی، بندہ ناچیز نے کبھی یہ سوچا بھی نہ تھا کہ وہ چار کتابیں کو تحریر کرے گا اور اب

الحمدللہ پانچویں کتاب (کنز النصیحت) آپ کے ہاتھوں میں ہے جس میں قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ وتفسیر اور احادیثِ مبارکہ، ان کی شرح اور صحابہ کرام (علیہم الرضوان) اولیاءعظام (رحمہم اللہ السلام) کے اقوال اور اس کے علاوہ خوبصورت و بہترین نصیحت آموز باتوں کو تحریر کیا گیا ہے، اس میں فقیر کا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا اس گناہ گار پر بے پناہ لُطف وکرم ہے۔

خود سے چل کر تو نہیں یہ طرزِ سخن آیا ہے
پاؤں سرکار ﷺ کے تابع ہیں تو فن آیا ہے

موضوع :115

﴿اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کیوں نہیں کرتا؟﴾

(134) وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ○

ترجمہ: ”اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور (یہ) زمین میں فساد پھیلاتے، لیکن وہ اندازے سے اُتارتا ہے جتنا چاہے، بیشک وہ اپنے بندوں (کی ضرورتوں) سے خبردار ہے، انہیں دیکھتا ہے“۔ (پارہ 25 سورۃ الشوریٰ آیت 27)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور یہ زمین میں فساد پھیلاتے یعنی سرکشی و بغاوت کرتے کیونکہ مال و دولت و رزق کی فراوانی انسان کو ان چیزوں میں اور دیگر گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہے لیکن جسے اللہ تعالیٰ بچائے وہی بچتا ہے ورنہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے۔

محترم قارئین کرام! بالفرض اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو لوگوں میں

رزق اور مال و دولت کے لحاظ سے کوئی کسی سے کم نہ ہوتا سب مساوی (برابر) ہوتے، پھر نہ تو کوئی مزدور ہوتا نہ مستری ہوتا، نہ کوئی کاریگر ہوتا نہ انجینئر ہوتا۔

غور فرمائیں کہ انسان کے جسم کے تمام اعضاء مساوی نہیں ہیں، ایک آنکھ کی جو قدر و قیمت ہے وہ ایک ہاتھ یا پاؤں کی نہیں ہے، خون انسان کے شریانوں میں ہوتا ہے اور پیشاب مثانہ میں ہوتا ہے اگر اس کا اُلٹ ہو جائے اور کسی کا خون مثانہ میں پہنچ جائے اور پیشاب شریانوں میں چلا جائے تو سارے جسم کا نظام فاسد ہو جائے گا تو جس طرح کے اعضاء میں درجات کے اعتبار سے فرق ہے اسی طرح انسانوں کے طبقات میں بھی فرق ہے، جس طرح ایک کار یا جہاز کے تمام پُرزے ایک درجے کے نہیں ہوتے، اسی طرح انسانوں کے تمام طبقات بھی ایک درجے کے نہیں ہوتے۔ اور اگر سب انسانوں کے پاس برابر کا رزق ہوتا تو معیشت، کارخانے اور کاروبار سب معطل ہو جاتے۔

☆ زیادتی رزق و مال و دولت کی خرابیاں

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے تمہارے متعلق اس بات کا خوف ہے کہ تم پر دنیا کی خوشحالی اور اس کہ زیب و زینت کھول دی جائے گی، ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ، کیا خیر (یعنی مال وغیرہ) سے شر بھی آتا ہے؟ اس پر نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: کہ ہم نے دیکھا آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے ہم نے اس شخص سے کہا تم نے ایسی کیا بات کہی ہے کہ نبی کریم ﷺ تم سے بات نہیں کر رہے، اتنے میں وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے پسینہ صاف کر کے فرمایا وہ سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ گویا آپ ﷺ نے اس سوال کرنے والے کی تعریف فرمائی، پھر فرمایا: بیشک خیر شر کا

سبب نہیں بنتی لیکن موسمِ بہار میں ایسی گھاس بھی اُگتی ہے جو جان لیوا ہوتی ہے، البتہ ہریالی چرنے والا وہ جانور بچ جاتا ہے، جو خوب چرتا ہے، پھر جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جاتی ہیں تو وہ دھوپ میں جا کر لید و پیشاب کرتا ہے اور پھر چرنا شروع کر دیتا ہے، اسی طرح یہ مال و دولت بھی ایک خوشگوار سبزہ زار ہے اور مسلمان کا وہ مال کس قدر عمدہ ہے جو مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا جائے (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے) اور جو شخص مال کو ناحق طریقے سے حاصل کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا رہتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور یہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ جلد 1 حدیث 1373 صفحہ 589۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1046)

حضرت علامہ بدرالدین عینی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک میں نبی کریم ﷺ نے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ایک مثال اس شخص کی ہے جو حد سے زیادہ دنیا جمع کرتا ہے اور اس مال کا حق ادا نہیں کرتا ہے اور دوسری مثال اس شخص کی ہے جو اعتدال (یعنی میانہ روی) کے ساتھ مالِ دنیا جمع کرتا ہے، آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ موسم بہار میں ایسی گھاس بھی اُگتی ہے جو جان لیوا ہوتی ہے یہ اس شخص کی مثال ہے جو ناحق طریقے سے مال جمع کرتا ہے کیونکہ موسمِ بہار میں خشک گھاس کی تاثیر گرم ہوتی ہے، مویشی اس کو کثرت سے کھاتے ہیں حتیٰ کہ ان کے پیٹ پھول جاتے ہیں اور جب ان کا کھانا اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے، تو ان کی انتڑیاں پھٹ جاتی ہیں اور وہ مویشی ہلاک ہو جاتے ہیں، اسی طرح جو شخص ناحق طریقے سے مالِ دنیا جمع کرتا ہے اور حق دار کو اس کا حق نہیں دیتا تو وہ آخرت میں ہلاک ہو جاتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: البتہ ہریالی چرنے والا وہ جانور بچ جاتا ہے، جو خوب چرتا ہے،

پھر جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جاتی ہیں تو دھوپ میں جا کر لید و پیشاب کرتا ہے اور پھر چرنا شروع کر دیتا ہے یہ مثال اعتدال سے دنیا جمع کرنے والے کی ہے، کیونکہ سر سبز گھاس فصل بہار کی خشک گھاس کی طرح نہیں ہے یہ وہ سبزہ ہے جس کو فصل پکنے کے بعد مویشی کھاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے یہ مثال اس شخص کی دی ہے جو اعتدال سے دنیا جمع کرتا ہے اور اس کو دنیا کی مال و دولت کی حرص اس بات پر برانگیختہ (یعنی مجبور) نہیں کرتی کہ وہ ناحق مال جمع کرے، اس لیے وہ ناحق مال جمع کرنے والے کے وبال سے نجات یافتہ ہے، جیسے سبزہ کھانے والے مویشی نجات یافتہ ہیں۔

(عمدۃ القاری جلد 9 صفحہ 58۔ تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 599)

حکایت:۔ تفسیر روح البیان میں ہے حضرت ذوالنون مصری (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے زمانے میں بہت بڑے مالدار تھے، لیکن ان سے ظلم و بغاوت کا صدور نہ ہوا، اس لیے بعض مشائخ نے فرمایا کہ مال و دولت کی مثال بارش جیسی ہے کہ وہ برستی تو زمین پر ہے لیکن مختلف زمینوں کی تاثیر کی وجہ سے مختلف قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

ترجمہ: یعنی بارش کی لطافتِ طبع سے کسی کو اختلاف نہیں لیکن باغ میں پھول اُگتے ہیں اور شور (یعنی بنجر) زمین میں سُوکھی گھاس اُگتی ہے۔

قارئین کرام! چونکہ اکثر لوگوں کی طبیعتوں میں نفسانی خواہش اور مال و دولت کی حرص و لالچ کا غلبہ ہوتا ہے اور اچھی بُری صفات اس میں پرورش پاتی ہیں اور ان کی پرورش کی طاقت و قوت کا سب سے بڑا اور قوی سبب مالِ دنیا ہے اگر اللہ تعالیٰ سب پر مال و دولت کی

فراوانی فرما دے تو تمام بندے باغی و سرکش ہو جائیں گے۔ اس دعویٰ کی دلیل اور انسان کے عبرت حاصل کرنے کے لیے فرعون، ہامان، قارون اور ان جیسے بڑے بڑے سرکش لوگوں کے حالات کافی ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 95)

☆ بندوں کو امیر و غریب بنانے میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس شخص نے میرے ولی (یعنی دوست) کو ذلیل و رسوا کیا تو اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا۔ میں اپنے دوستوں کے لیے اسی طرح غضبناک ہوتا ہوں جس طرح تمہارا بپھرنے والا شیر اور میرا مومن بندہ کسی چیز کے ساتھ میرا قُرب حاصل نہیں کرتا جتنا قُرب میرے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی سے حاصل کرتا ہے، میرا مومن بندہ نوافل کے ذریعے میرا لگاتار قُرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، الغرض میں اس کے دیگر معاملات کی تائید کرنے والا ہو جاتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا فرماتا ہوں اگر اسے میرے کسی اَمر (یعنی کام) میں تردد (یعنی اندیشہ) ہوتا ہے مثلاً روح قبض ہو جانے سے جی چراتا ہے اور موت کو ناپسند کرتا ہے تو میں اسے پریشان نہیں کرتا حالانکہ اس کے لیے موت ضروری اَمر ہے (آخر کار وہ موت کا شکار ہو ہی جاتا ہے لیکن اسے بہتر یہی ہے کہ مرد اسے خود چاہتا ہے) مزید اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بعض مومن بندے ایسے ہوتے ہیں جو خاص قسم کی عبادت کی توفیق چاہتے

ہیں لیکن میں ان کے چاہنے پر انہیں توفیق نہیں بخشتا صرف اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ اگر وہ یہ عبادت کرے گا تو اس کے اندر عُجب (یعنی غرور وتکبر) پیدا ہو جائے گا اور وہ اس کے لیے نقصان دہ ہے، ایسے ہی میرے بعض بندے فقر و فاقہ و تنگدستی سے گھبرا کر اس کے ازالے کی دعا مانگتے ہیں لیکن مجھے علم ہے کہ اگر ان سے فقر و فاقہ و تنگدستی زائل ہوئی تو ان کا ایمان خطرے میں پڑ جائے گا اس لیے میں اسے غریب، فقیر و مسکین رکھتا ہوں، ایسے ہی میرے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں جو بیماریوں سے تنگ آ کر تندرستی اور صحت طلب کرتے ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ اسے تندرستی وصحت ایمان سے خارج کر دے گی، اس لیے اس کا بیماری میں مبتلا ہونا ہی اس کے لیے اچھا ہوتا ہے، ایسے ہی میرے بعض بندے تندرست وصحت مند ہوتے ہیں۔ اگر میں انہیں بیماریوں میں مبتلا کر دوں تو اس سے ان کے ایمان خطرے میں پڑ جائیں (یعنی وہ بیماریوں سے تنگ آ کر بے ایمان ہی نہ مر جائیں) اس لیے میں ان کو تندرست وصحت مند ہی رکھتا ہوں، چونکہ میں ان کے قلوب کے احوال بھی جانتا ہوں اور ان کے انجام کو بھی جانتا ہوں، اس بناء پر خبیر و بصیر ہونا صرف میری شان ہے۔

قارئین کرام! حضرت انس (رضی اللہ عنہ) اسی لیے اپنی دعا میں کہا کرتے تھے، یا اللہ تو اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے کہ دولت وغنا ہی میں بعض بندوں کے لیے ایمانی فائدہ ہوتا ہے، اگر میرے لیے دولت وغناء مفید ہو تو مجھے اپنی رحمت سے فقر و فاقہ میں مبتلا نہ فرمانا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 222۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1046)

(تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 96)

موضوع :116

﴿گناہوں کی وجہ سے مصائب و تکالیف کا آنا﴾

(135) وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝

ترجمہ: "اور تم کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں (اعمال) کا نتیجہ ہے اور بہت سی باتوں کو تو وہ معاف فرما دیتا ہے"۔ (پارہ 25 سورۃ شوریٰ آیت 30)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور تم کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے، یعنی جو تمہارے سابقہ گناہ ہیں یہ اس کا نتیجہ ہے۔

☆ اس آیتِ مبارکہ کے تحت احادیث مبارکہ و اقوال

(1) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ کیا میں تمہیں کتاب اللہ کی افضل ترین آیت نہ بتاؤں جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہے، آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ **وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝** تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ) میں تمہیں اس آیت کی تفسیر بتاتا ہوں کہ تمہیں جو بیماری، سختی یا بلا و آفت دنیا میں پہنچتی ہے تو وہ سب تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حلم اس سے بہت زیادہ ہے کہ دوبارہ آخرت میں بھی اس پر سزا دے اور دنیا میں اللہ تعالیٰ جو معاف فرما دیتا ہے تو اس کے کرم سے یہ بالکل بعید ہے کہ عفو و درگزر کے بعد پھر ان پر مؤاخذہ کرے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 223۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1048۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 430)

(2) حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کو جو چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس کے کسی گناہ کے سبب پہنچتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا معاف کر دینا تو اس سے بھی زیادہ ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1178 صفحہ 505۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1048)

(3) حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُس ذاتِ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، لکڑی سے جسم کا چھل جانا، رگ کا پھڑکنا اور پاؤں کا پھسلنا نہیں ہے مگر کسی گناہ کے سبب اور اللہ تعالیٰ جن گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 224۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1048۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 430)

(4) حضرت ابو البلاد (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علاء بن بدر (رحمتہ اللہ علیہ) سے کہا کہ قرآن میں تو یہ آیت ہے اور میری بینائی چلی بھی گئی ہے حالانکہ میں تو ابھی بچہ ہوں؟ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: یہ تیرے والدین کے گناہوں کا بدلہ ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 224)

(5) حضرت ضحاک (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ہم کسی شخص کو نہیں جانتے کہ قرآن یاد کر کے بھول گیا ہو مگر کسی گناہ کے سبب پھر آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی، پھر مزید فرمایا کہ قرآن یاد کر کے بھول جانے سے بڑی مصیبت اور کیا ہوگی۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 224۔ تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 106)

قارئین کرام! معلوم ہوا اگر ایک انسان پر مصائب و تکالیف آتی ہیں، تو وہ اس کے بُرے اعمال کی وجہ ہی سے آتی ہیں، لہٰذا اگر کسی انسان پر مسلسل مصائب و تکالیف آئیں تو اسے

چاہیے کہ وہ اپنے اندر جھانک کر دیکھے اور غور کرے کہ اس سے کونسا ایسا گناہ ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ مصائب و تکالیف آرہی ہیں، پھر اگر معلوم ہو جائے تو فوراً اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے اور ایک انسان جتنا زیادہ اپنے گناہوں کو اور اپنی نافرمانیوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آنسو بہاتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اتنا ہی زیادہ لطف و کرم فرماتا ہے اور اس کے سب گناہوں کو اپنی رحمت سے معاف فرما دیتا ہے۔

قارئین کرام! یاد رکھیے، عام بندہ مومن پر دنیا میں جو مصائب و تکالیف آتی ہیں تو وہ اس کے گناہوں کے کفارے کا باعث بنتی ہیں، البتہ انبیاء کرام (علیہم السلام) پر جو مصائب و تکالیف آتی ہیں تو وہ ان کے درجات میں ترقی کا باعث بنتی ہیں اور اولیاء و صالحین پر جو مصائب و تکالیف آتی ہیں تو وہ ان کے امتحان کے لیے ہوتی ہیں اور دیوانوں اور بچوں پر جو مصائب و تکالیف آتی ہیں تو وہ ان کے والدین کے لیے اجر و ثواب کا باعث بنتی ہیں بشرطیکہ وہ صبر کریں اور کافروں اور زندیقوں (یعنی بے دینوں) پر جو مصائب و تکالیف آتی ہیں تو وہ ان کے لیے توہین و عذاب کا باعث ہوتی ہیں۔

مومنوں کو مصائب و تکالیف کے آنے پر ملنے والے اجر و ثواب کے متعلق احادیثِ مبارکہ:

(1) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المرضیٰ جلد 3 حدیث 600 صفحہ 259)

(2) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے مصیبت میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المرضی جلد 3 حدیث 604 صفحہ 260)

(3) حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان پر جو بھی مصیبت آتی ہے، خواہ بیماری آئے، غم و تکالیف آئے یا اسے تھکاوٹ ہو جائے یا کوئی پریشانی آ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب المرضی جلد 3 حدیث 601 صفحہ 259۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6513 صفحہ 416)

(4) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو جب کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بھی کم تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے یا اس کا گناہ مٹا دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6512 صفحہ 416)

(5) حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء (علیہم السلام) کی پھر درجہ بدرجہ مقربین لوگوں کی اور آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے اگر دین میں مضبوط ہو تو سخت تر آزمائش ہوتی ہے اگر دین میں کمزور ہو تو حسب دین (یعنی اس کے دین کی کیفیت کے مطابق) آزمائش کی جاتی ہے اور بندے کے ساتھ یہ آزمائشیں ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 285 صفحہ 126۔ سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4012 صفحہ 687)

(6) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کی بیماری اس کے لیے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(المستدرک جلد 1 حدیث 1282 صفحہ 699)

(7) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک کسی شخص کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مقام و مرتبہ ہوتا ہے اگر وہ شخص اپنے کسی عمل کے ذریعے اس مقام و مرتبے تک نہ پہنچ سکے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو مسلسل آزمائشوں میں مبتلا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس مقام و مرتبے کو پالیتا ہے۔ (المستدرک جلد 1 حدیث 1274 صفحہ 695)

(8) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن شہید کو لا کر حساب کے لیے کھڑا کر لیا جائے گا پھر صدقہ کرنے والوں کو لایا جائے گا اور حساب کے لیے روک لیا جائے گا، پھر مصیبت زدہ لوگوں کو لایا جائے گا اور ان کے لیے نہ تو میزان قائم کیا جائے گا اور نہ ہی عدالت لگائی جائے گی، پھر ان پر اجر و ثواب کی زبردست بارش کی جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم ثواب کو دیکھ کر دنیا میں امن و عافیت میں رہنے والے لوگ میدانِ محشر میں یہ تمنا کریں گے کہ کاش ان کے جسم (دنیا میں) قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے۔ (الترغیب والترہیب کتاب الجنائز جلد 2 صفحہ 628)

(9) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے یا چاہتا ہے کہ اسے (گناہوں سے) پاک و صاف کر دے تو اس پر آزمائشوں کی بارش کرتا ہے اور پانی کی طرح اس پر (مصائب کو) بہا دیتا ہے پھر جب یہ بندہ اپنے رب کو پکارتا ہے کہ اے میرے رب، اے میرے پالنے والے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے میں تیرے پاس موجود ہوں تو جو کچھ بھی

مجھ سے مانگے گا میں تجھے ضرور عطا کروں گا یا تو (اس دنیا میں) تجھے جلد دوں گا یا پھر (آخرت میں) تیرے لیے ذخیرہ کردوں گا۔ (الترغیب والترہیب کتاب الجنائز جلد 2 صفحہ 628)

(10) حضرت ابو اُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ میرے فلاں بندے کے پاس جاؤ اور اس پر خوب مصائب و بلیات ڈال دو (تم دیکھو گے کہ) وہ پھر بھی میری حمد و ثناء کرتا رہے گا، فرشتے جاتے ہیں اور مصائب و آلام میں اسے مبتلا کر دیتے ہیں لیکن وہ اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے تو فرشتے واپس آ کر عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب ہم نے اس پر اچھی طرح آفات و بلیات کو ڈالا جیسے تو نے ارشاد فرمایا تھا (مگر وہ تو تیری حمد و ثناء ہی میں لگا رہا) تو اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فرشتو! لوٹ جاؤ، کیونکہ میں اس بندے کی آواز کو سننا پسند کرتا ہوں۔ (الترغیب والترہیب کتاب الجنائز جلد 2 صفحہ 630)

اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچنے کی اور اس کی طرف سے آنے والی مصیبتوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

117: موضوع

﴿دنیا کی لذتیں و راحتیں﴾

(136) فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ○

ترجمہ: ”سو تم کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا متاع (سامان) ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ایمان والوں کیلئے زیادہ اچھا ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں“۔ (پارہ 25 سورۃ الشوریٰ آیت 36)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ کے شانِ نزول میں ہے: حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کردیا تو کچھ لوگوں نے آپ کے اس عمل پر آپ (رضی اللہ عنہ) کو ملامت کی تو اس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

(تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 432۔تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 114)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی نعمتوں کا فرق بیان فرمایا ہے کہ اے لوگو! تم کو دنیا کے اموال اور اسباب دیئے گئے ہیں اور تمہیں جو اولاد کی نعمت دی گئی ہے یہ سب چیزیں دنیا کا عارضی نفع و سامان ہے اور اگر تم ان نعمتوں میں منہمک اور متفرق ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور اس کی عبادت سے غافل رہے تو آخرت میں تم سزا کے مستحق ہوگے اور اگر تم نے دنیا کی اس متاع میں زیادہ دلچسپی نہ لی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی عبادت میں زیادہ رغبت کی تو تمہیں اس پر جو اجر و ثواب ملے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

نیز اس آیتِ مبارکہ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ دنیا کی راحتیں اور لذتیں بہت جلد زائل ہو جانے والی ہیں اور عین لذت کے حال میں بھی انسان کو ان کے زوال کا خطرہ لگا رہتا ہے اور ایمان والے ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اور نعمت کے حال میں بھی ان کی نظر نعمت پر نہیں بلکہ منعم (یعنی نعمت عطا فرمانے والے) پر ہوتی ہے، اس لیے اگر دنیا کی نعمت ان کے ہاتھوں سے نکل بھی جائے تو انہیں اس پر کوئی افسوس نہیں ہوتا اور جس شخص نے یہ جان لیا کہ دنیا کی نعمتیں عارضی اور فانی ہیں اور آخرت کی نعمتیں دائمی اور باقی ہیں وہ دنیا کو چھوڑ کر آخرت میں دلچسپی رکھتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطاء

فرماتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 225۔ تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 114۔ تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 611۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد 4 صفحہ 383)

قارئین کرام! تفسیر روح البیان میں اس آیت مبارکہ کے تحت دوز بردست حکایات بیان کی گئی ہیں لہٰذا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(1) حکایت:۔ بادشاہ ہارون الرشید کا ایک سولہ سالہ نوجوان بیٹا دنیا کو ترک کر کے آخرت کا ہو گیا اور تنہائی میں زندگی بسر کرنے لگا، ایک دن بادشاہ ہارون الرشید کا اس کے پاس سے گزر ہوا، اس کے ساتھ وزراء بھی تھے، اس نے کہا کہ اس لڑکے نے مجھے خوب رُسوا کیا ہے اب میں دوسرے بادشاہوں کے سامنے کیا منہ دکھاؤں گا، اس نے اپنے بیٹے کو بُلا کر کہا، بیٹا تو نے یہ حالت اختیار کر کے مجھے خوب شرمسار کیا ہے، اس کے بیٹے نے کوئی جواب نہ دیا اور منہ پھیر کر دیکھا کہ ایک پرندہ دیوار پر بیٹھا ہے اس نے پرندے سے کہا کہ اے پرندے اللہ تعالیٰ کے نام پر میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا، تو وہ پرندہ اُڑ کر اس نوجوان کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا، پھر اس نے کہا، اے پرندے پس اپنی جگہ پر چلا جا، پھر وہ پرندہ چلا گیا، پھر اس نے کہا کہ بادشاہ (یعنی میرے باپ ہارون الرشید) کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا تو وہ پرندہ نہ آیا پھر اس نوجوان نے کہا، کہ بابا جان آپ ہی نے اُلٹا مجھے رُسوا کیا ہے، میں اولیاء اللہ کے سامنے آپ کی وجہ سے سخت شرمسار ہوں کہ آپ دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں، لیکن اب میں نے یہ تہیہ (یعنی ارادہ) کر لیا ہے کہ آپ سے علیحدگی اختیار کر لوں یہ کہہ کر وہ نوجوان شہر سے چلا گیا اور اس نے اپنے ساتھ ایک قرآن مجید اور انگوٹھی لے لی، پھر اس نے بصرہ کا رُخ کیا، اور اس کا یہ معمول تھا کہ وہ صرف ہفتے کے دن مزدوری کرتا اور صرف یومیہ سوا درہم لیتا تھا

تا کہ حلال روزی کھا سکے، حضرت ابو عامر الواعظ بصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اس نوجوان کو مزدوری کیلئے بلایا تو اس نے دس آدمیوں کا اکیلے کام سمیٹ لیا یہ نوجوان ایک ہاتھ میں گارہ لے کر دیوار پر رکھتا اور پتھروں کو جوڑ کر دیوار تیار کر لیتا، میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے کہ اس کی غیبی مدد ہوتی ہے، پھر فرماتے ہیں کہ میں اسے دوسرے دن بھی مزدوری کے لیے لینے گیا تو دیکھا کہ وہ بیمار پڑا ہے اور ایک ویرانے میں آرام کر رہا ہے مجھے دیکھ کر اس نوجوان نے کہا، اے دوست نعمتوں پر فخر و تکبر نہ کرنا اور یہ عمر ختم ہو جائے گی اور یہ نعمتیں ہاتھ سے نکل جائیں گی، جب تم جنازے کو قبرستان لے کر جاتے ہو تو یہ یقین کر لو کہ ایک دن تمہیں بھی اسی طرح لوگ اُٹھا کر یہاں لے آئیں گے، پھر اس نے مجھے غسل دینے کا کہا اور فرمایا کہ مجھے اپنے اس جبہ میں کفنانا، میں نے کہا، میں آپ کو نئے کپڑوں میں کفناؤں گا، اس نے فرمایا کہ اے ابو عامر کپڑے تو قبر میں گل سڑ جائیں گے البتہ اعمال باقی رہیں گے پھر فرمایا کہ یہ میرا قرآن مجید اور انگوٹھی ہے اسے میرے والد (بادشاہ ہارون الرشید) کو دے دینا اور کہنا کہ تمہارا بیٹا یہ کہتا تھا کہ غفلت کو چھوڑ دو، پھر وہ نوجوان اس دارِفانی سے رخصت ہو گیا۔ ابو عامر الواعظ بصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے اس نوجوان ولی اللہ کو نہلایا، اسے غسل دیا اور اسی طرح کفن دیا جیسے اس نے وصیت کی تھی پھر میں نے قرآن مجید اور انگوٹھی بادشاہ ہارون الرشید کے سپرد کی اور جو اس نے مجھے کہا تھا وہ پیغام بھی پہنچا دیا، بیٹے کا پیغام سن کر بادشاہ ہارون الرشید رو پڑا اور کہنے لگا تو نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور جگر گوشہ سے کیا کام لیا، میں نے کہا میں نے اسے گارے، پتھر کے کام پر لگایا، بادشاہ ہارون الرشید نے کہا، تجھے اس کی قرابت اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) کا لحاظ بھی نہ آیا، میں نے کہا مجھے اس کا علم نہ تھا، بادشاہ ہارون

الرشید نے پھر پوچھا کہ تو نے اسے غسل دیا تھا؟ میں نے کہا ہاں، تو اس نے میرے ہاتھ چوم لئے اور مجھے سینے سے لگا لیا پھر وہ اپنے بیٹے کی قبر پر آیا۔ حضرت ابو عامر (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا، تمہارے ساتھ کیا گزری، اس نے کہا کہ میں بہترین تخت پر بیٹھا ہوں اور بہترین قُبّے والے مکان میں ہوں پھر میں نے اس سے کہا کہ اپنے بارے میں کچھ اور بتاؤ، اس نے کہا کہ جب میں اپنے پروردگار سے ملا تو اسے اپنے سے راضی پایا اور اس نے مجھے وہ انعامات عطاء فرمائے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سُنے اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال گزرا، اور اس نے قسم یاد فرمائی ہے کہ جو بھی میرے جیسا بندہ مر کر اس کے ہاں حاضر ہوگا تو میں اسے اسی طرح نوازوں گا۔

(2) حکایت:۔ حضرت ابن السماک (رحمتہ اللہ علیہ) کسی خلیفہ (یعنی بادشاہ وقت) کے ہاں تشریف لے گئے اس کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا جس میں وہ پانی پی رہا تھا، بادشاہ نے آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کی بارگاہ میں عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: اگر یہی پانی جو تیرے اندر گیا باہر نہ نکلے سوائے اس کے کہ تو اسے اپنے اندر سے نکالنے پر تمام مال دیدے تو کیا تو تمام مال دے کر اسے نکلوائے گا؟ اس نے کہا، ہاں میں اسے نکلوانے کے لیے سارا مال دیدوں گا، آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: پھر اس ملک کا، اس مال و دولت کا کیا فائدہ جس کی قیمت پانی کا ایک گھونٹ ہو بلکہ یوں کہو کہ تمام روئے زمین سے پانی کا ایک گھونٹ بہتر ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ ایک سانس تمام روئے زمین کی بادشاہی سے بہتر ہے اس لیے کہ اگر یہ ایک گھڑی بھر بند ہو جائے تو موت واقع ہو جائے اور اگر یہ گرم حمام یا گہرے کنویں بند ہو جائیں تو بھی موت واقع ہو جائے۔

معلوم ہوا کہ عاقل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ادائیگی کے شکر میں ہر وقت عبادت وا طاعت میں مصروف رہے اور افضل الطاعات توکل ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی جملہ قوت کو اپنے معاملات کا صرف سبب سمجھے اور حقیقی مسبب اللہ تعالیٰ ہی کو مانے۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 116,115)

118: موضوع

﴿گمراهی کی نسبت اللہ تعالٰی کی طرف کرنا کیسا؟﴾

(137) وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝

ترجمہ: ''اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کے لیے اس کے بعد کوئی کارساز نہیں ہے اور آپ دیکھیں گے کہ ظالم لوگ جب عذاب کو دیکھیں گے تو کہیں گے کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی صورت ہے۔'' (پارہ 25 سورۃ الشوریٰ آیت 44)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کے لیے اسکے بعد کوئی کارساز نہیں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لیے گمراہی کو پیدا کردے تو اس کا کوئی مددگار نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کے بعد اس کو سیدھی راہ پر لے آئے ماسوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرنے کے بعد از خود ہدایت عطا فرما دے۔

قارئین کرام! یاد رکھیئے، اللہ تعالیٰ بندے کے لیے اسی چیز کو پیدا فرماتا ہے جس کو بندہ اختیار کرتا ہے ورنہ جزا اور سزا بے معنیٰ ہوں گے اور بندہ جب کفر وشرک کو اختیار کرتا ہے یا فحش اور برے کاموں کو اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ویسے افعال پیدا کردیتا ہے، تاہم ہمارے نزدیک یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ گمراہ کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، کیونکہ اللہ

تعالیٰ کی طرف اچھائی کی نسبت کرنی چاہیے اور بُرائی کی نسبت بندے کو اپنے نفس کی طرف کرنی چاہیے۔ ہر چند کہ ہدایت اور گمراہی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن ہمیں یوں کہنا چاہیے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور گمراہی انسان کے اپنے اختیار اور اس کے نفس کے شر کی طرف سے ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ** o اور آپ دیکھیں گے کہ ظالم لوگ جب عذاب کو دیکھیں گے تو کہیں گے، کیا دنیا میں واپس جانے کی کوئی صورت ہے، یعنی جب کفار آخرت میں عذاب کی شدت کو دیکھیں گے تو اس وقت وہ دوبارہ دنیا میں واپس جانے کو کہیں گے اور اس قسم کی آیات قرآن مجید میں بہت مقامات پر ہیں لیکن ان کو دنیا میں واپس نہیں بھیجا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ اگر ان کو دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو وہ پھر وہی کام کریں گے جو وہ اس سے پہلے کرتے رہے تھے۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 143۔تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 632,631)

(مُردوں کو بُرا مت کہو)

حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مُردوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو پہنچ چکے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز جلد 1 حدیث 1304 صفحہ 564)

119: موضوع

﴿اولاد محض عطائے ربانی ہے﴾

(139،138) لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

ترجمہ: ''تمام آسمانوں اور زمینوں میں اللہ ہی کی حکومت ہے، وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جس کو چاہے بیٹے عطاء فرمائے، یا جس کو چاہے بیٹے اور بیٹیاں (دونوں) عطا فرمادے اور جس کو چاہے بے اولاد (یعنی بانجھ) کردے، وہ بے حد علم والا، بہت قدرت والا ہے''۔ (پارہ 25 سورۃ الشوریٰ آیت 49,50)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں میں اللہ ہی کی حکومت ہے، وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے، جس کو چاہے بیٹے عطا فرماتا ہے، یا جس کو چاہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا فرمادیتا ہے اور جس کو چاہے بے اولاد (یعنی بانجھ) کردیتا ہے، یعنی وہ مالک ہے اور اپنی نعمت کو وہ جس طرح چاہے تقسیم فرمائے اور جو چاہے کرے۔ اکثر انبیاء کرام (علیہم السلام) کی صرف بیٹیاں تھیں کوئی بیٹا نہ تھا اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے ہاں صرف بیٹے تھے، کوئی بیٹی نہ تھی۔ اور ہمارے پیارے آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے (حضرت قاسم، حضرت عبداللہ (انہی کو طیب و طاہر کہتے ہیں)، اور حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہم) عطا فرمائے، اور چار بیٹیاں (حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُمِ کلثوم، حضرت فاطمہ

(رضی اللہ عنہم) عطا فرمائیں اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہم السلام) کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 153۔ تفسیر تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 634۔ تفسیر خزائن العرفان صفحہ 879۔ تفسیر نور العرفان صفحہ 587)

قارئین کرام! آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اولاد محض عطا ربانی ہے اور اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اولاد عطا فرمانے کے حوالے سے ان کی 4 اقسام کی ہیں (1) کسی کو بیٹیاں عطا فرماتا ہے (2) کسی کو بیٹے عطا فرماتا ہے (3) کسی کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا فرماتا ہے (4) اور کسی کو بانجھ کر دیتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر شوہر اور بیوی دونوں بانجھ ہوں اور وہ یہ چاہیں کہ ان کے اپنے نطفہ اور نسوانی انڈے سے اولاد ہو جائے تو کسی طریقے سے بھی ان کے ہاں اولاد نہیں ہوگی، نہ ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے اور نہ ہی کلوننگ کے ذریعے، اس لیے کہ اولاد کا حصول اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا۔

قارئین کرام! آج کل ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے اولاد کی پیدائش کا سلسلہ عام ہوتا جا رہا ہے لہٰذا یہاں پر ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے اولاد کی پیدائش کی جائز و ناجائز صورتیں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت

ٹیسٹ ٹیوب بے بی (Test Tube baby) کے متعلق علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ یہ عمل نہ تو بالکلیہ جائز ہے نہ مکمل حرام، بلکہ اسکی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز۔ فقہا احناف کی مستند کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ عورت سے ہمبستری کیے بغیر اگر شوہر کا مادہ عورت کے رحم میں پہنچا دیا جائے جس سے عورت حاملہ ہو جائے تو اس سے پیدا ہونے

والے بچے کا نسب اس عورت سے ثابت ہو جائے گا۔ جیسا کہ علامہ ابن ہمام (رحمتہ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ کسی شخص سے ثبوت نسب کیلئے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے جماع بھی کیا ہو، کیونکہ بغیر جماع کے بھی عورت کی اندام نہانی میں نطفہ پہنچانے سے عورت حاملہ ہو جاتی ہے۔ (فتح القدیر جلد 4 صفحہ 171) بعینہ یہی صورتِ حال ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی بھی ہے کہ مرد کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کو ٹیوب میں ملا کر عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے اور یہ عمل چند وجوہات کی بناء پر کیا جاتا ہے۔ (i) مرد کے تولیدی جرثومے ہوں لیکن مرد عمل تزویج پر قادر نہ ہو (ii) مرد کے تولیدی جرثومے بھی ہوں اور عمل تزویج پر بھی قادر ہو لیکن کسی خرابی کے باعث وہ تولیدی جرثومے نسوانی نالی تک نہ پہنچ سکیں۔ (iii) نسوانی نالی سکڑ جائے یا اس میں انفیکشن ہو یا کوئی اور خرابی ہو جس کی وجہ سے کاشت شدہ انڈے رحم کی طرف سفر نہ کر سکیں۔ (iv) رحم کی ساخت میں خرابی ہو جس کی وجہ سے مرد کے جرثومے نسوانی نالی میں نہ پہنچ سکیں۔ ان وجوہات میں سے کوئی ایک وجہ بھی پائی گئی تو ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل جائز ہے مگر اس کی شرائط ہیں (i) جرثومے شوہر ہی کے ہوں (ii) انڈے اس شوہر کی بیوی کے ہوں (iii) اور انڈے بیوی کے رحم ہی میں رکھے جائیں۔ اگر ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل جائز نہ ہوگا۔ مثلاً (i) جرثومے شوہر کے نہ ہوں، بلکہ کسی اور کے جرثومے لیکر بیوی کے انڈوں کے ساتھ ٹیسٹ ٹیوب میں رکھے جائیں بعد ازاں بیوی کے رحم میں اسکو منتقل کر دیا جائے۔ (ii) بیوی کے انڈے نہ ہوں بلکہ کسی اور عورت کے انڈے شوہر کے جرثوموں کے ساتھ ٹیسٹ ٹیوب میں رکھے جائیں بعد ازاں بیوی کے رحم میں اسکو منتقل کر دیا جائے (iii) شوہر کے جرثومے بیوی کے انڈوں سے ٹیسٹ ٹیوب میں ملا کر کسی اور عورت کے رحم میں رکھے جائیں یہ تمام

صورتیں ناجائز ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں مرد کا غیر کی ملکیت کو استعمال کرنا ہے جو
صرف ناجائز بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے
ارشاد فرمایا: جو اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اس کیلئے حلال نہیں ہے کہ ا
پانی دوسرے (یعنی غیر) کی کھیتی میں ڈالے۔

(سنن ابوداؤد جلد 2 حدیث 391 صفحہ 149

(ملخصاً شرح صحیح مسلم جد ن صفحہ 935۔ انوار الفتاوی جلد 1 صفحہ 418

نیز ان آیاتِ مبارکہ میں انسان کے ہاں اولاد کے مذکر یا مونث ہونے کا ذکر ہے، اس
سلسلہ میں حسب ذیل احادیث ہیں۔

(1) حضرت ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے
ایک یہودی کے سوال (کہ بچہ کس طرح پیدا ہوتا ہے) کے جواب میں فرمایا: مرد کا پانی
سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے، جب یہ دونوں پانی جمع ہو جائیں تو اگر مرد کا پانی
(منی) عورت کے پانی پر غالب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور اگر
عورت کا پانی (منی) مرد کے پانی پر غالب ہو جائے تو اللہ کے حکم سے بچی پیدا ہوتی ہے
یہودی نے کہا کہ بلاشبہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا اور آپ حقیقتاً اللہ کے نبی ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الحیض جلد 1 حدیث 714 صفحہ 273

اس حدیثِ مبارکہ سے وہ مرد حضرات عبرت حاصل کریں جو اپنی بیویوں سے خوامخو
جھگڑتے رہتے ہیں کہ تم سے اولاد نہیں ہو رہی یا صرف بچیاں ہی پیدا ہو رہی ہیں، بچہ پیدا
نہیں ہو رہا، یاد رکھیے، اس میں بیوی کا قصور نہیں ہے بلکہ مرد (شوہر) کا قصور ہے اس کے
پانی میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ عورت کے پانی پر غالب آجائے اور ویسے بھی اولاد دینا یا

ینا، یا صرف بیٹیاں ہی دینا یہ سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

ج کل تو ایسے واقعات بھی سامنے آ رہے ہیں کہ مرد حضرات اپنی بیویوں کو صرف اسی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں کہ اس سے بچہ پیدا نہیں ہو رہا صرف بچیاں ہی پیدا ہو رہی ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے مرد حضرات کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

2) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے اور وہ پانی کو بھی دیکھ لے تو کیا وہ بھی غسل کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے اس عورت سے کہا، تمہارے ہاتھ خاک آلود اور زخمی ہوں، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو رہنے دو (یعنی اسے کچھ نہ کہو) پھر فرمایا: بچہ جو کسی کے مشابہ ہوتا ہے تو اسی وجہ سے ہوتا ہے، جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب ہو تو بچہ اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے، اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب ہو تو بچہ اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الغسل جلد 1 حدیث 275 صفحہ 208۔ صحیح مسلم کتاب الحیض جلد 1 حدیث 813 صفحہ 273)

☆ بیٹی کے ذکر کو بیٹے کے ذکر پر مقدم کرنے کی وجوہات

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں دینے کو بیٹے دینے پر مقدم فرمایا ہے، اس کی حسب ذیل وجوہات امام فخر الدین رازی (رحمتہ اللہ علیہ) نے بیان فرمائی ہیں۔

1) بیٹے کا پیدا ہونا خوشی کا باعث ہے اور بیٹی کا پیدا ہونا غم کا باعث ہے اگر پہلے بیٹے کا ذکر ہوتا اور پھر بیٹی کا تو انسان کا ذہن خوشی سے غم کی طرف منتقل ہوتا اور جب پہلے بیٹی دینے کا

ذکر فرمایا اور پھر بیٹا دینے کا تو انسان کا ذہن غم سے خوشی کی طرف منتقل ہوگا اور یہ کریم رب کی عطا کے زیادہ لائق ہے۔

(2) جب اللہ تعالیٰ پہلے بیٹی دے گا تو وہ بندہ اس پر صبر اور شکر کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور جب اس کے بعد اللہ تعالیٰ بیٹا دے گا تو وہ بندہ جان لے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کا احسان ہے، پھر اس کا شکر اور اس کی اطاعت زیادہ کرے گا۔

(3) عورت کمزور اور ناقص العقل اور ناقص الدین ہوتی ہے، اس لیے عورت کے ذکر کے بعد مرد کے ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ جب عجز اور حاجت زیادہ ہوتو اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کا فضل زیادہ ہوتا ہے۔

(4) عموماً ماں باپ کے نزدیک بیٹی کا وجود حقیر اور ناگوار ہوتا ہے، زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ بیٹیوں کو زندہ دفن کردیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں کے ذکر کو بیٹوں کے ذکر پر مقدم کر کے یہ ظاہر فرمایا کہ لوگوں کے نزدیک بیٹی حقیر اور ناگوار ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیٹی مرغوب اور پسندیدہ ہے، اسی لیے اس نے بیٹی کے ذکر کو بیٹے کے ذکر پر مقدم فرمایا۔ (تفسیر کبیر 27 صفحہ 186 تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 635)

قارئین کرام! یہاں پر چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں، جس میں بیٹیوں کی پیدائش اور ان کی درست تربیت کرنے پر ملنے والے اجر و ثواب کو بیان کیا گیا۔

☆ بیٹی کی درست تربیت کرنے کے فضائل

(1) حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں، اس نے مجھ سے (کھانے کا) سوال کیا، میرے پاس ایک کھجور کے سوا اور کچھ نہیں تھا، میں نے وہ کھجور اس کو

دی، اس نے کھجور لے کر اس کے دو ٹکڑے کیے اور ان کو اپنی دو بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس سے کچھ نہیں کھایا، پھر وہ کھڑی ہوئی، اور وہ اور اسکی دونوں بیٹیاں چلی گئیں۔ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں نے آپ کے سامنے اس عورت کا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص پر ان بیٹیوں کی پرورش کا بار (بوجھ) پڑ جائے اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو وہ (بیٹیاں) اس کے لیے جہنم سے حجاب (یعنی رکاوٹ) ہو جاتی ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6636 صفحہ 447)

(2) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی، جس نے دو بیٹیاں اُٹھائی ہوئی تھیں، میں نے اس کو تین کھجوریں دیں، اس نے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دی، پھر جس کھجور کو وہ کھانا چاہتی تھی لیکن اس نے وہ کھجور نہ کھائی بلکہ اس کے بھی دو ٹکڑے کر کے اپنی بیٹیوں کو دے دیئے مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کا ایثار بیان فرمایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اس (ایثار) کی وجہ سے اس عورت کے لیے جنت کو واجب کر دیا یا (فرمایا) اس کو دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6637 صفحہ 448)

(3) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو لڑکیوں کی بلوغت تک پرورش کی، قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے، پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6638 صفحہ 448)

(4) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا: جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں ہوں، اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے (انکی اچھی تربیت کرے) اور وہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لیے جنت ہے۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1977 صفحہ 900)

(5) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ جب تک اس کے پاس رہیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہے تو یہ بیٹیاں اسے جنت میں داخل کروادیں گی۔

(سنن ماجہ جلد 2 حدیث 3659 صفحہ 476)

(6) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی اولادوں کو عزت دیا کرو اور انہیں اعلیٰ اخلاق سکھایا کرو۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3660 صفحہ 476)

(7) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی ایک بیٹی ہو تو وہ اس کو زندہ دفن نہ کرے، نہ اُسے ذلیل و حقیر سمجھے اور نہ اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

(سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 1705 صفحہ 616)

(8) حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ مجھے اولاد عطا فرمائے جس میں مشقت اور تکلیف نہ ہو، تو میری یہ دعا مستجاب (قبول) ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بچیاں عطا فرمائی ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 151)

قارئین کرام! حضور ﷺ نے یہ دعا تعلیم اُمت کے لیے ارشاد فرمائی تا کہ وہ بچیوں کی پیدائش سے نہ گھبرائیں۔

(9) حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ عورت خوش نصیب ہے جو سب سے پہلے بچی جنے۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 151)

(10) حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: بچیوں کی پیدائش سے مت گھبراؤ، اس لیے کہ میں بھی ابوالبنات (یعنی بچیوں کا باپ) ہوں۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 151)

(11) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے چاہے تو بچیوں کا عطیہ فرمائے، چاہے تو بچوں کا۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 152)

(12) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ انکی پرورش کی وجہ سے پہنچنے والی سختی، تنگدستی اور خوشحالی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ان بچیوں پر شفقت کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ اور جس کی دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا: اور جس کی دو بیٹیاں ہوں اسے بھی۔ پھر ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ اور جس کی ایک بیٹی ہو؟ فرمایا: اور جس کی ایک بیٹی ہو اسے بھی۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 3 حدیث 8433 صفحہ 234۔ الترغیب والترہیب کتاب النکاح جلد 2 صفحہ 53)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ ہمیں چاہے بیٹا عطا فرمائے یا بیٹی عطا فرمائے، ہر حال میں ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے کہ بیٹا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور بیٹی رحمت ہے اور دونوں ہی ماں باپ کے پیار اور شفقت کے مستحق ہیں۔ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ عزیز واقارب کی جانب سے جب بیٹا پیدا ہو تو خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے اور خوب مٹھائیاں بھی تقسیم کی جاتی ہیں لیکن اگر بیٹی پیدا ہو تو اس طرح کا معاملہ نہیں ہوتا۔ ہمیں اس طرح نہیں کرنا چاہیے بلکہ

اس پر بھی خوشی منانی چاہیے کہ بیٹی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ (آمین)

موضوع :120

﴿یادِ الٰہی سے غفلت کا انجام﴾

(141،140) وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ○ وَاِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

ترجمہ: ''اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے (غافل ہو کر) اندھا ہو جاتا ہے، تو ہم اس کے لیے ایک شیطان کو مسلّط کر دیتے ہیں سو وہی اس کا ساتھی ہے، اور بے شک وہ شیاطین انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں''۔

(پارہ 25 سورۃ زخرف آیت 37,36)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے (غافل ہو کر) اندھا ہو جاتا ہے، تو ہم اس کیلئے ایک شیطان کو مسلّط کر دیتے ہیں، سو وہی اس کا ساتھی ہے۔ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ شیطان اس کا دنیا میں ساتھی ہو جاتا ہے، اس کو فرائض، واجبات اور سنت کی ادائیگی سے روکتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت سے منع کرتا ہے اور حرام اور ممنوع کاموں کی اس کو ترغیب دیتا ہے۔

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی موت سے ایک سال پہلے اس کے لیے ایک شیطان مسلّط کر دیتا ہے، پھر جب بھی وہ کسی نیک چیز کو دیکھتا ہے تو وہ اس کو بُری

معلوم ہوتی ہے، حتیٰ کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتا اور جب بھی وہ کسی بُری چیز کو دیکھتا ہے تو وہ اس کو اچھی معلوم ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ اس پر عمل کرتا ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب جلد 1 حدیث 948 صفحہ 245۔ تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 313۔ تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 684)

یاد رہے کہ یہ شیطان اس شیطان کا غیر ہوتا ہے جو ہر انسان کا قرین (ساتھی) ہے جس کا ذکر اس حدیثِ پاک میں ہے۔

حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا ہے، صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ہاں میرے ساتھ بھی، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا، اور وہ مجھے خیر کے سوا کوئی بات نہیں کہتا۔

(صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین جلد 3 حدیث 7039 صفحہ 581۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1074)

قارئین کرام! نیز اس آیتِ مبارکہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جو شخص ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہتا ہے شیطان اس کے قریب نہیں جاتا اور جو شخص فرائض اور واجبات کی ادائیگی کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم کو یاد نہیں رکھتا اور معصیت اور گناہ کے ارتکاب کے وقت اللہ تعالیٰ سے حیاء نہیں کرتا تو اس پر اللہ تعالیٰ شیطان کو مسلّط کر دیتا ہے اور وہ اس کا قرین اور ساتھی بن جاتا ہے اور اس کو ناجائز خواہشوں کی طلب پر اُکساتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی عقل اور اس کے علم پر حاوی اور غالب ہو جاتا ہے اور یہ اس شخص کی سزا ہے جو قرآن و سنت سے اعراض کرتا ہے۔

☆شیطان اور انسان کے متعلق حکایت

حضرت ابو القاسم قمصری (رحمتہ اللہ علیہ) کی ایک مسلمان جن کے ساتھ دوستی تھی ایک دن آپ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ سے جن نے کہا، یا شیخ، آپ ان لوگوں کو کیسے دیکھتے ہیں، آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: میں ان میں سے بعض کو نیند میں اور بعض کو بیدار دیکھتا ہوں، پھر جن نے کہا، آپ ان کے سروں پر بھی کچھ دیکھ رہے ہیں، آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: نہیں، پھر اس جن نے آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور کہا، اب دیکھیے، جب آپ نے دیکھا تو بعض کے بال آنکھوں پر اور بعض کے کبھی نیچے کو آتے ہیں، اور کبھی اوپر کو آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے جن سے پوچھا یہ کیا ہے، اس نے کہا، آپ کو یاد نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے (پھر اس آیت: وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ٥ کی تلاوت فرمائی) کہ اور جو شخص رحمٰن (یعنی اللہ تعالیٰ) کی یاد سے غافل ہو کر اندھا ہو جاتا ہے تو ہم اس کے لیے شیطان کو مسلّط کر دیتے ہیں سو وہ اس کا ساتھی ہے، پھر اس جن نے کہا، یہ وہی شیطان ہیں جو ان پر مسلّط ہیں، جس قدر ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت ہے اتنا ہی زیادہ ان پر اُن کا غلبہ ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 213۔ نفحات الانس صفحہ 290)

حضرت وہب بن منبہ (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کوئی آدمی بھی ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا گیا ہے۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو وہ شیطان اس کے ساتھ اس کا کھانا کھاتا ہے اس کے ساتھ پانی پیتا ہے اگر ایک مسلمان بھی کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف نہ پڑھے تو اس کے ساتھ بھی شیطان کھانا کھاتا ہے (جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں ہے) اور اسکے بستر پر اس کے ساتھ سوتا ہے اور جہاں تک

مومن کا تعلق ہے تو وہ شیطان سے پہلوتہی کرتا ہے (یعنی لڑتا رہتا ہے) اور وہ شیطان اس وقت تک انتظار کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسے غفلت میں پائے، تو جب وہ اسے غفلت میں پاتا ہے تو فوراً اس پر جھپٹ پڑتا ہے اور انسانوں میں سے شیطان کو سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو زیادہ کھانے والا اور زیادہ سونے والا ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1075)

قارئین کرام! نیز اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ اور بیشک وہ شیاطین انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں، یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہے ہیں ان پر شیاطین مسلّط ہو چکے ہیں وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے پر گامزن ہیں۔ (تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 460)

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ فرمائے اور زندگی بھر یادِ الٰہی میں مگن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

121: موضوع

﴿دوزخ میں کفار کی پکار﴾

(142) وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝

ترجمہ: ”اور وہ (دوزخ کے نگران فرشتے سے) پکار کر کہیں گے، اے مالک چاہیے کہ تمہارا رب ہمیں ختم کر دے، تو وہ کہے گا، تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔“

(پارہ 25 سورۃ الزخرف آیت 77)

تفسیر: مالک دوزخ کے نگران فرشتے کا نام ہے، اس سے کفار یہ کہیں گے اور دوزخ کے

عذاب کی شکایت کریں گے۔ حضرت محمد بن کعب قرظی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ کفار دوزخ کے نگران فرشتے سے فریاد کریں گے اور ہر روز اس سے شکایت کریں گے، جب وہ مایوس ہو جائیں گے تو کہیں گے، اے مالک، اپنے رب سے کہو کہ ہم کو موت ہی دیدے، تو مالک اسی (80) سال تک ان کو جواب نہیں دے گا اور وہ ایک سال تین سو تریسٹھ (363) دن کا ہوگا اور ایک دن ہزار سال کا ہوگا، پھر اس کے بعد ان سے کہے گا، کہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 273۔ تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 728)

موضوع :122

﴿مومن کے وصال پر زمین و آسمان کا رونا﴾

(147،143) کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ○ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ ○ وَّنَعْمَةٍ کَانُوْا فِیْهَا فٰکِهِیْنَ ○ کَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ○ فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ○

ترجمہ: ”کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات اور نعمتیں جن میں فارغ البال (یعنی مصروف) تھے ہم نے یونہی کیا اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ دی گئی“۔ (پارہ 25 سورۃ الدخان آیت 29,25)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں فرمایا: کہ کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات اور نعمتیں جن میں فارغ البال تھے، ہم نے یونہی کیا اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا تو ان پر آسمان اور زمین

روئے اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ فرعونی باغات دریائے نیل کے کنارے مقام رشید سے مقام اسوان تک پھیلے ہوئے تھے اور ان دونوں مقامات کے درمیان بیس (20) دنوں سے بھی زیادہ کا فاصلہ تھا اور یہ باغات بہت گھنے اور پھلدار تھے لیکن یہ تمام نعمتیں وہ یہیں دنیا میں چھوڑ کر چلے گئے اور بطورِ نشانِ عبرت کے صرف فرعون اور اس کی قوم کا نام رہ گیا۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 311)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے، یعنی فرعون اور اس کے ساتھیوں کے غرق ہونے پر نہ تو آسمان رویا اور نہ ہی زمین، بلکہ زمین و آسمان ان کی ہلاکت پر خوش ہوئے، البتہ جب ایک مومن اس دنیا سے جاتا ہے تو آسمان و زمین دونوں روتے ہیں، جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں ہے۔

☆ مومن کے وصال پر زمین و آسمان کے رونے کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مومن کیلئے دو دروازے ہیں، ایک سے اعمال اوپر کی طرف جاتے ہیں اور دوسرے سے اس کا رزق آتا ہے اور جب وہ مر جاتا ہے تو دونوں اس پر روتے ہیں پھر آپ ﷺ نے اسی آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1178 صفحہ 507۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1110)

(2) حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمین و آسمان باعمل علماء کی موت پر روتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 317)

(3) حضرت شریح بن عبید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مومن سفر میں مرتا ہے اور اس پر رونے والا کوئی نہ ہو تو اس کی موت پر

زمین وآسمان روتے ہیں پھر آپ علیہ السلام نے اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: کافر پر زمین وآسمان نہیں روتے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 273۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1112۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 486۔ تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 317)

(4) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: زمین پر مومن جس جگہ نماز پڑھتا ہے تو وہ جگہ اس کی موت پر روتی ہے اور آسمان کی جس جگہ پر اسکے اعمال پہنچتے ہیں تو وہ جگہ بھی اس کی موت پر روتی ہے۔　(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 273۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1112)

(5) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: جو (مسلمان) آدمی بھی فوت ہوتا ہے تو اس پر چالیس دنوں تک زمین روتی رہتی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 274۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1112)

(6) حضرت مجاہد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب عالم فوت ہوتا ہے تو زمین و آسمان چالیس دن تک اس پر روتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 274۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1111)

(7) حضرت ابو یحییٰ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: حضرت مجاہد (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: مومن کے مرنے پر آسمان و زمین چالیس روز تک روتے رہتے ہیں، حضرت ابو یحییٰ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر تعجب ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تم اس پر تعجب کیوں کرتے ہو، زمین اس شخص کی موت پر کیوں نہ روئے جب کہ بندہ مومن اس پر رکوع اور سجود کر کے اس کو آباد رکھتا ہے اور آسمان اس کی موت پر کیوں نہ روئے جب کہ اس کی تسبیح اور تکبیر کی آوازیں اور دیگر نیک اعمال آسمان تک پہنچتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 274۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1111)

(8) حضرت امام ابنِ مبارک (رحمۃ اللہ علیہ) ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے زمین کے ایک حصہ پر اپنی پیشانی رکھتا ہے تو وہ زمین قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گی اور جس دن وہ فوت ہوگا تو اس پر روئے گی۔

(تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 12 1)

(9) حضرت ابراہیم نخعی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: بندۂ مومن کے مرنے پر وہ جگہ روتی ہے جہاں وہ رہتا ہے اور آسمان میں جہاں سے اس کا عمل بلند ہوتا ہے۔ پھر لوگوں سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان کے رونے سے کیا مراد ہے؟ عرض کی گئی، نہیں۔ تو فرمایا: وہ سرخ ہو جاتا ہے اور اس کا رنگ رنگے ہوئے چمڑے کی طرح سرخ ہو جاتا ہے، پھر فرمایا: جب حضرت یحییٰ بن زکریا (علیہم السلام) کو قتل کیا گیا تھا تو اس وقت آسمان سرخ ہو گیا اور اس نے خون برسایا تھا اسی طرح جب حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا گیا تو اس وقت بھی آسمان سرخ ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 274۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1112)

(110) حضرت زید بن زیاد (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جب امام حسین (رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا گیا تو چار ماہ تک آسمان کے افق (یعنی آسمان کے کنارے) سرخ رہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 274۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1113)

(مومن کا خوف اور اُمید ہوتی ہے)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے خوف اور اُمید کا اگر موازنہ کیا جائے تو دونوں برابر ہوں گے۔ (سرالاسرار صفحہ 218)

123: موضوع

﴿جنتیوں کو ملنے والی اعلیٰ نعمتیں﴾

(154،148) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ج وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

ترجمہ: ”بے شک متقی لوگ مقامِ امن میں ہوں گے، جنتوں اور چشموں میں، وہ باریک اور دبیز (موٹے) ریشم کا لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، ایسا ہی ہوگا اور ہم بڑی آنکھوں والی حوروں کو ان کی بیویاں بنائیں گے، وہ وہاں سکون سے ہر قسم کے میووں کو طلب کریں گے، وہ جنت میں دنیا کی پہلی موت کے سوا اور کوئی موت (کا ذائقہ) نہیں چکھیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا، آپ کے رب کے فضل سے یہی بڑی کامیابی ہے“۔ (پارہ 25 سورۃ الدخان آیت 51، 57)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بیشک متقی لوگ مقامِ امن میں ہوں گے، یعنی متقی لوگ جنت میں ہوں گے۔ اور ان کو کسی قسم کا کوئی غم، پریشانی، حزن و ملال، تھکن اور شیطان اور اس کے شر سے اور تمام مصیبتوں اور بلاؤں سے امن میں ہوں گے۔ اس کے بعد فرمایا: يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ وہ باریک اور دبیز (یعنی موٹے) ریشم کا لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہوں گے، یعنی انہیں

جنت میں اعلیٰ درجے کا ریشمی لباس پہننے کو ملے گا۔ اور وہ جنتی تختوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، کسی کی پیٹھ دوسرے کی طرف نہ ہوگی۔

اس کے بعد فرمایا: كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ ایسا ہی ہوگا، اور ہم بڑی آنکھوں والی حوروں کو ان کی بیویاں بنائیں گے، یعنی اس عطاء کے ساتھ ساتھ ہم انہیں گوری رنگت والی، خوبصورت آنکھوں والی حوروں کو ان کی بیویاں بنادیں گے۔

☆ جنتی حوروں کے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اگر وہ گوری رنگ والی حور کھارے سمندر میں اپنا لعاب ڈال دے تو اس کی تاثیر و حلاوت (یعنی مٹھاس) سے سارا سمندر میٹھا ہوجائے۔ (الترغیب والترہیب کتاب صفۃ الجنۃ والنار جلد 2 صفحہ 832۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 281۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1121۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 491)

(2) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ اگر حور زمین و آسمان کے درمیان اپنی ہتھیلی باہر نکالے تو تمام مخلوق اس کے حسن کی وجہ سے اس پر فریفتہ (عاشق) ہوجائے اور اگر وہ اپنی اُوڑھنی (یعنی چادر) نکالے تو اس کے حسن کے سامنے سورج ایک چراغ کی صورت اختیار کرلے اور اس کی کوئی روشنی نہ رہے اور اگر حور اپنے چہرے کو باہر نکالے تو اس کا حسن زمین و آسمان کے درمیان کو روشن کردے۔

(الترغیب والترہیب کتاب صفۃ الجنۃ والنار جلد 2 صفحہ 832۔ تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 1121۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 491)

(3) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے ادنیٰ جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار (80,000) خادم اور بہتر

(72) بیویاں ہوں گی، (اور دوسری حدیث میں ہے کہ) جنّتی شخص خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے ایک حور کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھے گا کہ اس نے ستر (70) حُلّے پہن رکھے ہیں ان میں سے کوئی بھی حُلّہ دوسرے رنگ کے حلّے سے ملتا جلتا نہیں ہے اور اس کا لباس اس کے اوپر ہے، وہ اس حور سے پوچھے گا تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی، کہ میں ان حوروں میں سے ایک حور ہوں جنہیں تیرے لیے محفوظ رکھا گیا تھا، تو وہ شخص چالیس سال تک اسے دیکھتا ہی رہ جائے گا (اور اس کے حسن و جمال میں اتنا محو و گم ہو جائے گا کہ) اس سے نظر ہی نہ ہٹائے گا، پھر وہ اپنی نگاہ اُٹھا کر دوسری جگہ دیکھے گا تو وہاں اس پہلی حور سے بھی زیادہ حسین و جمیل حور کو دیکھے گا، چنانچہ وہ حور کہے گی، اب وہ وقت آن پہنچا ہے کہ تجھ سے ہمیں بھی حصہ حاصل ہوگا، تو وہ چالیس سال تک اس کی طرف (بالا خانے پر) چڑھتا جائے گا، لیکن اس سے نگاہیں نہیں ہٹا سکے گا۔

(الترغیب والترہیب کتاب الجنۃ والنار جلد 1 صفحہ 806)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ ۝** وہاں (جنّتی) سکون سے ہر قسم کے میووں کو طلب کریں گے، یعنی جس قسم کے پھلوں اور میووں کی اہلِ جنت کو کھانے کی خواہش ہوگی اور وہ اس کو طلب کریں گے تو ان تمام پھلوں اور میووں کو فوراً ان کے سامنے حاضر کر دیا جائے گا اور کوئی پھل کسی وقت یا کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہوگا، بلکہ ہر پھل ہر وقت اور ہر جگہ دستیاب ہوگا، دنیا کی طرح نہیں ہوگا کہ ہر پھل کا ایک موسم ہوتا ہے اور وہ مخصوص علاقے میں پیدا ہوتا ہے، مثلاً آم گرمیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور مالٹے سردیوں میں پیدا ہوتے ہیں، چلغوزے، اخروٹ اور بادام وغیرہ بلوچستان اور کشمیر میں پیدا ہوتے ہیں، اور انناس بنگلہ دیش میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن جنت میں ایسا

نہیں ہوگا، وہاں ہر قسم کا پھل ہر جگہ دستیاب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جنت میں داخل ہوگا، تو اس کو نعمتیں دی جائیں گی پھر اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی، ان کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کی جوانی ختم ہوگی۔

(صحیح مسلم کتاب الجنۃ الخ جلد 3 حدیث 7085 صفحہ 593)

حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک منادی (جنت میں) ندا دے گا (کہ اہلِ جنت) تمہارے لیے یہ مقرر ہوگیا ہے کہ تم تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہوگے اور تم زندہ رہو گے اور کبھی نہیں مرو گے اور تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہیں ہوگے اور تم ہمیشہ نعمت میں رہو گے اور تم پر کبھی تکلیف نہیں آئے گی۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ الخ جلد 3 حدیث 7086 صفحہ 593)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ اہلِ جنت امن وچین سے ہوں گے، ان کو نہ کوئی بیماری ہوگی، اور نہ ہی ان کو کوئی پریشانی ہوگی۔ دنیا میں انسان بعض بیماریوں میں بعض پھل نہیں کھا سکتا، مثلاً جس کو شوگر کا کوئی مرض ہو وہ کیلا، آم، کھجور اور انگور وغیرہ اور اس کے علاوہ بھی بہت سی چیزیں نہیں کھا سکتا، اور جس کو نمونیا، دمہ یا کالی کھانسی کی بیماری ہو تو وہ مالٹے اور دیگر چیزیں نہیں کھا سکتا، لیکن اہلِ جنت بغیر پریشانی اور تشویش کے ہر وقت ہر قسم کے پھل کھائیں گے ان کو یہ خوف نہیں ہوگا کہ ان کو کوئی بیماری ہوگی یا موت آئے گی یا ان کے پاس سے یہ نعمتیں زائل (ختم) ہو جائیں گی، جس طرح کے ان کو دنیا میں یہ خطرہ رہتا تھا۔ پھر کبھی وہ کھانے پینے کی چیزوں سے لطف اندوز ہوں گے یا کبھی حوروں سے کبھی اللہ تعالیٰ کی ثنا کرکے لطف اندوز ہوں گے لیکن ان کو سب سے زیادہ لطف وسُرور اللہ تعالیٰ کا دیدار

کرنے سے حاصل ہوگا اور وہ ذوق وشوق سے اللہ تعالیٰ کے دیدار میں منہمک اور مستغرق ہوں گے۔ نیز اس کے بعد فرمایا: لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ وہ جنت میں دنیا کی پہلی موت کے سوا اور کوئی موت (کا ذائقہ) نہیں چکھیں گے اور اللہ انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا یعنی انہیں جنت میں موت نہیں آئے گی۔

حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنت و دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا، پھر ارشاد ہوگا، اے اہلِ جنت اب تمہیں دوام ہے، اب یہ تمہاری ہمیشہ کی زندگی ہے اور اب تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی، اور اہلِ جہنم سے کہا جائے گا کہ اب تمہیں دوام ہے، اب یہ تمہاری ہمیشہ کی زندگی ہے اور تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی، تب اہلِ جنت کو خوشی پر خوشی ہوگی اور اہلِ جہنم کو غم پر غم ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنۃ جلد 3 حدیث 7110 صفحہ 599۔ تفسیر ابن کثیر جلد 5 صفحہ 281۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1122)

حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ کیا اہلِ جنت کو نیند آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیند موت کی بہن ہے اور اہلِ جنت کو نیند نہیں آئے گی۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 282۔ تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 1122)

نیز اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

آپ کے رب کے فضل سے یہی بڑی کامیابی ہے یعنی یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی ہے۔اس آیتِ مبارکہ کے تحت مفسرین کرام (رحمہم اللہ السلام) نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جنت میں داخلہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے ہوگا۔جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک عمل کرو، اللہ تعالیٰ کا قرب چاہو اور میانہ روی اختیار کرو اور جان لو کہ کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا، عرض کی گئی، یا رسول اللہ ﷺ آپ کو بھی؟ فرمایا: ہاں مجھے بھی، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل میں ڈھانپ لے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1387 صفحہ 541۔تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 282۔تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 357۔تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 492)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل وکرم سے بلا حساب وکتاب جنت میں داخلہ اور وہاں کی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں عطاء فرمائے۔(آمین)

بلا حساب ہو جنت میں داخلہ یا رب
پڑوس خُلد میں سَرور کا ہو عطا یا رب

124: موضوع

﴿اللہ نے قرآن کو آسان نازل کیا ہے﴾

155) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○

ترجمہ: ''تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا، کہ وہ سمجھیں''۔

(پارہ 25 سورۃ الدخان آیت 58)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے: عربی میں قرآن اس لیے آیا

کہ تمہاری زبان عربی ہے، یا تمہاری زبان شریف کے ذریعے لوگوں کو قرآن میسر ہو، کیونکہ اگر تمہارا واسطہ نہ ہوتا، تو یہ عرشی نعمت ان فرشیوں (یعنی زمین پر رہنے والوں) کو کیسے نصیب ہوتی، اور اب تمہاری برکت سے لوگوں کو قرآن کی فہم نصیب ہوتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو آسان کر کے ہمیں پڑھنے کی توفیق نہ بخشتا تو ہم میں سے کوئی بھی اسے نہ پڑھ سکتا (یہ اس کا عظیم احسان ہے) ورنہ ہم میں کسی کو بھی قرآن مجید کے ایک حرف پڑھنے کی بھی توفیق نہ ہوتی۔ اور یہ بات حق بھی ہے، کیونکہ وہ رب لم یزل کا کلام ہے پھر کہاں ہم فانی، کہاں اس کا کلام باقی۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 361)

حضرت ابنِ عطار (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: قرآن مجید کا پڑھنا اس پر آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اگر وہ کسی کے لیے نہ چاہے تو وہ اس کا ایک حرف بھی نہ پڑھ سکے۔ (حافظ قرآن اور اس کی تلاوت سے مشرف ہونے والے حضرات بڑے خوش نصیب ہیں جو اس مقدس کلام کی تلاوت سے سرشار ہوتے ہیں) مزید فرماتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے کہ بعد بعض حضرات قرآنِ مجید کو پڑھتے پڑھتے تھکتے ہی نہیں یہاں تک کہ ہم نے بعض حُفّاظ کیلئے سُنا بلکہ آنکھوں سے دیکھا کہ سوتے میں بھی کلامِ الٰہی ان کی زبان سے جاری ہے، یہاں تک کہ ان کو قضائے حاجت کے وقت اپنی زبان کو پکڑنا پڑتا۔ اور بعض ایسے بد بخت لوگ ہیں جن کو کلامِ الٰہی کا ایک حرف بھی پڑھنا نصیب نہیں ہوتا، یعنی اللہ تعالیٰ ہی نہیں چاہتا کہ اس کا کلام ان لوگوں کی زبان پر جاری ہو۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 361)

قارئین کرام! یہاں پر تلاوتِ قرآن مجید کے فضائل کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ

ملاحظہ فرمائیں تاکہ ہمارے اندر بھی تلاوت قرآن کا شوق پیدا ہو۔

☆ تلاوت قرآن کے فضائل

(1) حضرت سیدنا ابو اُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو کہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔ (صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین جلد 1 حدیث 1871 صفحہ 573)

(2) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اسے دس نیکیاں عطا فرمائے گا، اور میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی جو شخص الٓـــم پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے 30 نیکیاں عطا فرمائیگا)۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 821 صفحہ 333)

(3) حضرت ابو اُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ قرآن کی مثل اور کسی چیز سے اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں پاتا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 824 صفحہ 335)

(4) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بھی ہیں صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ فرمایا: قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے اہل اور اس کے خاص (بندے) ہیں۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 210 صفحہ 94)

(5) حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر، صبح کے وقت نکلنا اور کتاب اللہ کی ایک آیت کو سیکھنا تیرے لیے اس سے

بہتر ہے کہ سو (100) رکعت نماز ادا کرے اور تیرا صبح کے وقت نکلنا اور علم دین کا ایک باب سیکھنا خواہ اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے، تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تو ہزار (1000) رکعت نماز ادا کرے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 214 صفحہ 96)

(6) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام لوگوں میں زیادہ عبادت گزار وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا ہے۔ (کنز العمال جلد 1 حدیث 2257 صفحہ 545)

(7) حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کی افضل عبادت قرآن پاک کی تلاوت کرنا ہے۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2261 صفحہ 545)

(8) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: جس نے قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی وہ آیت اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگی۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2390 صفحہ 566)

(9) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن پاک کی تلاوت سے غافل نہ ہوا کرو کیونکہ قرآن پاک دل کو زندہ کرتا ہے اور انسان کو بدکاری، بُرائی اور سرکشی سے روکتا ہے۔

(کنز العمال جلد 2 حدیث 4029 صفحہ 275)

(10) رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے زیادہ بہتر زیادہ نیک اور زیادہ ممتاز شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔ (کنز العمال جلد 2 حدیث 4021 صفحہ 270)

(11) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: قرآن پاک کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں تو جس آدمی نے اسے ثابت قدمی اور ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے پڑھا تو اسے

ہر حروف کے بدلے میں موٹی آنکھوں والی حوروں میں سے ایک بیوی عطاء کی جائیگی۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2305 صفحہ 505)

قارئین کرام! قرآن پاک کو درست مخارج سے پڑھنا بہت ضروری ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے: حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: کئی قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 547)

یعنی جو شخص قرآن پر عمل نہیں کرتا، یا اس کو درست مخارج کے ساتھ نہیں پڑھتا تو قرآن اس پر لعنت کرتا ہے، اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ قرآن پاک کو درست مخارج کے ساتھ پڑھنا سیکھے۔ نیز ایک حدیث پاک میں ہے: قرآن پاک کو عربی لہجے میں پڑھو۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2776 صفحہ 632)

اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: قرآن پاک کے کچھ حروف حفظ کرنے سے زیادہ ہمارے نزدیک قرآن پاک کے کچھ قواعد (یعنی تجوید) سیکھنا زیادہ پسندیدہ ہے۔ (کنز العمال جلد 2 حدیث 4174 صفحہ 320)

قارئین کرام! ہمیں درست مخارج کے ساتھ قرآن پاک سیکھنا چاہیے۔ قرآن پاک سیکھنے کے حوالے سے حدیثِ پاک میں ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر جلد 3 حدیث 19 صفحہ 41)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور اسے درست مخارج کے ساتھ پڑھنے، سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

موضوع :125

﴿نیکی اور بدی کا صلہ﴾

(156) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ ج وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

ترجمہ: ”جس شخص نے کوئی نیکی کی تو اس کا نفع (بھی) اسی کو ملے گا اور جس شخص نے کوئی بُرائی کی تو اس کا وبال (بھی) اسی پر ہوگا، پھر تم سب لوگ اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے“۔

(پارہ 25 سورۃ الجاثیہ آیت 15)

تفسیر: ۔اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے کی ترغیب اور بُرے اعمال کرنے سے ڈرایا ہے کہ جو شخص اچھا عمل کرتا ہے تو وہ اپنا ہی بھلا کرتا ہے کیونکہ اس کا اجر و ثواب بھی اسے ہی ملنا ہے اور جو شخص بُرا عمل کرتا ہے تو وہ اپنا ہی بُرا کرتا ہے کیونکہ اس کا بُرا انجام بھی اسی شخص نے دیکھنا ہے۔نیز پھر جب تم اپنے اعمال کی وجہ سے جزاء وسزا کے مستحق بن جاؤ گے تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا اگر تم نے اچھے، اور نیک اعمال کیے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ عطاء فرمائے گا اور اگر تم نے بُرے اعمال کئے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے گا۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 384۔تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 497)

(جو مقدر میں ہے وہ مل کر رہے گا)

حضور نبی کریم ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرے تو آپ کو غمگین بیٹھے دیکھ کر فرمایا: زیادہ رنج نہ کرو جو قسمت میں ہے وہ ہو کر رہے گا اور جو رزق تمہیں ملنا ہے وہ مل کر رہے گا۔

(شعب الایمان جلد 2 حدیث 1188 صفحہ 68)

موضوع: 126

﴿زہد و قناعت﴾

(158,157) وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ط اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ج فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ٥

ترجمہ: ''اور جس دن کفار کو دوزخ میں جھونک دیا جائے گا (تو ان سے کہا جائے گا) تم اپنی لذیذ چیزیں دنیا ہی کی زندگی میں لے چکے ہو اور ان سے فائدہ اٹھا چکے ہو، پس آج تم کو ذلت والا عذاب دیا جائے گا کیونکہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور کیونکہ تم نافرمانی کرتے تھے''۔ (پارہ 26 سورۃ احقاف آیت 20,19)

تفسیر:۔ یعنی جس دن کفار کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے لیے تمہاری پسندیدہ اور لذیذ چیزیں جو مقدر کی گئی تھیں تم ان کو دنیا ہی میں لے چکے ہو اور جب تم دنیا ہی میں اپنا حصہ پورا پورا لے چکے ہو تو اب آخرت میں تمہارے لیے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ حدیث پاک میں ہے: حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کفار دنیا میں کچھ اچھے اعمال بھی کریں گے تو ان کا صلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیا جائے گا اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 517 صفحہ 222)

حضرت امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں، نیک

لوگ دنیا میں زہد وقناعت کو اختیار کرتے ہیں تاکہ ان کا آخرت میں ثواب زیادہ کامل ہو، لیکن اس آیت میں مومنوں کے لیے دنیا کی لذتوں سے فائدہ اُٹھانے کی ممانعت نہیں ہے کیونکہ یہ آیت کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کافروں کی مذمت کی ہے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھاتے تھے، اور وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے تھے اور نہ اس کی اطاعت اور عبادت کر کے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے تھے، جبکہ مومن تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اس کی اطاعت اور عبادت کر کے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے، لہٰذا وہ اس مذمت میں داخل نہیں اور اس پر دلیل یہ آیت ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۝** آپ فرمایئے: کہ جس زینت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا ہے اور پاکیزہ رزق کو (تو) اس کو کس نے حرام کیا ہے۔ (پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت 32)

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے زیب وزینت کی چیزوں اور پاکیزہ رزق اور لذیذ چیزوں کو استعمال کرنے اور انہیں کھانے اور پینے کی ترغیب دی ہے، البتہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آرام اور آسائش اور مرغوبات نفس سے احتراز کرنا (یعنی بچنا) افضل اور اولیٰ ہے، کیونکہ انسان جب عیش وعشرت کا عادی ہو جاتا ہے تو اس پر ان چیزوں کا چھوڑنا دشوار ہو جاتا ہے اور اگر اس پر سختی اور تنگ دستی کے ایام آجائیں تو وہ ناشکری کے کلمات کہنے کے خطرے میں ہوتا ہے اور عیش وعشرت میں مشغول ہونے کی وجہ سے وہ اس خطرے میں بھی ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی اطاعت اور عبادت سے غافل ہو جائے۔

(تفسیر کبیر جلد 28 صفحہ 20، 21)

قارئین کرام! چونکہ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں لذت اور عیش وعشرت کے

حصول کی مذمت کی ہے اور اس بات پر کافروں کو ملامت بھی کی ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اس لیے حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) اور دیگر صالحینِ اُمت دنیا کی عیش وعشرت اور اس کی فانی لذتوں سے کنارہ کش رہتے تھے اور زہد وقناعت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے تاکہ آخرت میں ان کا ثواب زیادہ کامل ہو۔

☆ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے زہد وقناعت اختیار کرنے کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت اُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے میرے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ وادی مکہ کو میرے لیے سونے کا بنادے، میں نے عرض کی، اے میرے رب، نہیں بلکہ میں ایک دن کھاؤں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا، پھر جس دن میں بھوکا رہوں گا تو تیری بارگاہ میں گڑگڑاؤں گا، تجھے یاد کروں گا اور جس دن شکم سیر ہوں گا تو تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری حمد کروں گا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 229 صفحہ 106)

(2) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اسلام لایا، اور اسے حسب ضرورت رزق دیا گیا اور اس پر اسے قناعت عطاء کی گئی تو وہ کامیاب ہوگیا۔ (صحیح مسلم کتاب الذکوٰۃ جلد 1 حدیث 2423 صفحہ 734۔ ترمذی شریف جلد 2 حدیث 230 صفحہ 106)

(3) حضرت مسروق (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: کہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے لیے کھانا منگوایا اور فرمایا: میں

جب سیر ہو کر کھانا کھاتی ہوں تو میرا رونے کو جی چاہتا ہے اور پھر میں رو پڑتی ہوں، حضرت مسروق (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: میں نے پوچھا، آپ ایسا کیوں کرتی ہیں؟ تو آپ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں، جس میں حضور علیہ السلام اس دنیا سے رخصت ہوئے، اللہ کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی ایک دن میں دو مرتبہ روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 239 صفحہ 109)

(4) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی دو دن متواتر جَو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 240 صفحہ 109)

(5) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی بھی تین دن مسلسل گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 241 صفحہ 109)

(6) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس وقت ایک چارپائی پر آرام فرما تھے، جس کے اثرات آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر نمایاں تھے، اسے دیکھ کر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں رو پڑا، تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر، کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ مجھے قیصر و کسریٰ یاد آتے ہیں کہ وہ بھی آخر اس دنیا میں رہتے ہیں، اور آپ ﷺ تو اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ کی دنیوی شان و شوکت تو زیادہ بلند ہونی چاہیے، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر چارپائی کے نشانات ظاہر ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمر، وہ لوگ دنیا میں اپنی لذتوں کی چیزیں پا گئے اور ہمارے لیے آخرت میں تیار رکھی گئی

ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر جلد 2 حدیث 2020 صفحہ 983۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 526۔ تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 26 صفحہ 55)

(7) حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرے تو وہ کچھ گوشت اُٹھائے ہوئے تھے، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان سے پوچھا، اے جابر یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، یہ گوشت ہے، میں نے اسے پسند کیا تو اسے خرید لیا، تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب بھی تو کوئی شے چاہتا ہے تو اسے خرید لیتا ہے؟ کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ تو اس آیت کا مصداق بن جائے۔ پھر آپ (رضی اللہ عنہ) نے اسی آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 24۔ تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 56۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 528)

(8) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم ہم زندگی کی لذتوں کا ارادہ نہیں کریں گے کہ ہم بکری کے چھوٹے سے مگر موٹے تازے بچے کے بارے میں حکم دیں کہ اسے ہمارے لیے بھونا جائے اور ہم گندم کے آٹے کے بارے میں حکم دیں کہ ہمارے لیے اس کی روٹیاں پکائی جائیں اور ہم کشمش کے بارے میں حکم دیں کہ ہمارے لیے بڑے برتن میں نبید بنائی جائے حتیٰ کہ جب نر چکور کی آنکھوں کی مثل ہو جائے۔ تو پھر ہم اسے کھالیں اور ہم اسے پی لیں، بلکہ ہم تو یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم اپنی نیکیوں اور نعمتوں کو باقی رکھیں۔ کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ پھر آپ (رضی اللہ عنہ) نے اسی آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 25)

قارئین کرام! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس دنیا میں اپنے بزرگان دین (رحمہم اللہ المبین) کے

نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں میں زہد وقناعت اختیار کریں، اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ حلال اور لذیذ چیزیں کھانا جائز ہے لیکن اگر اس سے بچا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ کتابوں میں ملتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جب کوئی چیز مل جاتی تو اس کو تناول فرما لیتے اور اگر نہ ملتی تو صبر کر لیتے۔ اور جب آپ ﷺ کو قدرت ہوتی تو میٹھی چیز کھاتے اور جب اتفاق سے شہد ملتا تو اس کو پی لیتے اور جب گوشت میسر ہوتا تو اس کو تناول فرما لیتے لیکن ان کو کھانے کی عادت نہ بناتے، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم لذیذ اور پسندیدہ چیزوں کو کھانے کی عادت نہ بنائیں۔ اور اپنی زندگی میں سادگی اپنائیں، آج کل حرام خوری کا بازار گرم ہے اس کی بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں نے خوامخواہ اپنی ضروریات کو اور نفسانی خواہشوں پر عمل کرنے کو بڑھا لیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کو حرام و مشتبہ طریقوں سے بھی اگر رزق ملتا ہے تو یہ فوراً لے لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنی نفسانی خواہشوں اور آرام و سکون کو کھونا نہیں چاہتے، اور ظاہری بات ہے کہ جب ایک انسان کی نفسانی خواہشات بہت زیادہ ہوں گی تو اسے کمانے کیلئے محنت بھی اتنی ہی زیادہ کرنی پڑے گی اور اگر حلال طریقے سے اسکی نفسانی خواہشات پوری نہ ہوں گی تو وہ حرام طریقوں سے اپنی خواہشات کو پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زہد وقناعت کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بیماری اور دوا کی بنیاد)

حدیث پاک: ہر بیماری کی بنیاد بدہضمی اور ہر دوا کی بنیاد پرہیزگاری ہے۔

(منہاج العابدین صفحہ 185)

موضوع :12

﴿مسلمان مسلمان کا بھائی ہے﴾

159) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝

ترجمہ: ''بے شک سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔ (پارہ 26 سورۃ الحجرات آیت 10)

تفسیر: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، تو اپنے بھائیوں میں صلح کراؤ یعنی اگر ان کی آپس میں لڑائی ہو جائے تو ان کی صلح کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

1) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اُسے ظالم کے حوالے کرے نہ ہی اسے رُسوا کرے، اور جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مشغول رہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مصائب میں سے کوئی مصیبت دور فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھے گا، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا پردہ رکھے گا۔

(صحیح بخاری کتاب المظالم جلد 1 حدیث 2267 صفحہ 892)

2) حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس کا درجہ روزے، نماز اور صدقہ سے افضل ہے، عرض کی گئی، جی ہاں یارسول اللہ ﷺ، فرمایا: وہ جھگڑنے والوں کی اصلاح کرنا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 403)

(3) حضرت لقمان حکیم (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی: کہ جو شخص یہ کہے کہ شر شر کو مٹاتا ہے تو تم اسکی بات کو جھوٹ سمجھنا، اگر چہ وہ کسی بات میں سچا ہو، اور فرمایا: آگ آگ نہیں بجھاتی بلکہ پانی بجھاتا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 403)

128: موضوع

﴿کسی مسلمان کا مذاق نہ اڑاؤ﴾

(160) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

ترجمہ: ''اے ایمان والو! مردوں کا کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اُڑائے، ہوسکتا ہے وہ ان (مذاق اُڑانے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان میں سے بہتر ہوں، اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے بلاؤ، (اور) ایمان کے بعد فاسق کہلانا کتنا بُرا نام ہے، اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں''۔ (پارہ 26 سورۃ الحجرات آیت 11)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو مذاق اُڑانے سے منع فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ تم جس کا مذاق اڑا رہے ہو وہ تم سے بہتر ہو، لہٰذا اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو کسی کا مذاق نہیں اُڑانا چاہیے۔ حدیث پاک میں ہے حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں

ق اُڑانے والے کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا، آؤ، آؤ تو وہ غم اور
لیف کی حالت میں آئے گا جب وہ آئے گا تو اس پر دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر دوسرا
وازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا، آؤ آؤ تو وہ غم والم کی حالت میں آئے گا، تو پھر اس پر وہ
وازہ بند کر دیا جائے گا، اسی طرح مسلسل ہوتا رہے گا، یہاں تک کہ پھر اس کے لیے
وازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا آؤ، آؤ تو وہ نہیں آئے گا (یعنی وہ مایوس ہو جائے گا)۔

(موسوعۃ لا ابن الدنیا جلد 7 حدیث 287 صفحہ 184۔ احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 221)

کے بعد آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا: وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۝
ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے بلایا کرو، یعنی
مسلمان کسی پر عیب نہ لگائے کہ یہ درحقیقت اپنے آپ کو ہی عیب لگانا ہے کیونکہ جب تم
پر عیب لگاؤ گے تو وہ تم پر عیب لگائے گا، تم اسے طعنہ دو گے تو وہ تمہیں طعنہ دے گا۔

ین کرام! اگر ایک انسان نے کوئی گناہ کیا ہو اور وہ اس پر توبہ بھی کر چکا ہو تو اسے بھی
دینا منع ہے۔ حدیث پاک میں ہے: حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے
ت ہے: حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو
پر عیب لگایا (جس کی وہ توبہ کر چکا تھا) تو وہ مرنے سے پہلے خود بھی اس عمل کو کرے گا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 393 صفحہ 167)

یت مبارکہ سے چند مسئلہ معلوم ہوئے وہ یہ کہ (1) کسی مسلمان کو کتا، گدھا، سور وغیرہ
خت منع ہے (2) کسی بھی مسلمان کو اندھا، لنگڑا، بہرہ وغیرہ کہنا بھی سخت منع ہے،
اس کے اندر یہ عیب موجود ہوں (3) اور کسی بھی مسلمان کو ایسے لقب سے پکارنا منع
اسے ناگوار گزرے اور اس کی اس سے سخت دل آزاری ہو۔

اس کے بعد فرمایا: بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ ایمان لانے کے بعد فاسق کہلانا کتنا بُرا نام ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں یعنی تم ایمان لانے کے بعد ایسی حرکتیں کیوں کرتے ہو کہ لوگ تمہیں فاسق کہیں، لہٰذا ان حرکتوں سے علیحدہ رہو۔

اس آیتِ مبارکہ سے وہ فرقہ عبرت پکڑے جو معاذ اللہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو گالیاں دینا بہترین عبادت سمجھتا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو ایک گالی دینا اَسّی (80) سال کی خالص عبادت سے افضل ہے ایسے لوگ اس آیت کے حکم سے ظالم ہیں۔ (ملخصاً تفسیر نور العرفان من تحت الآیت صفحہ 854)

موضوع :129

﴿تقویٰ و پرہیز گاری﴾

(161) یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○

ترجمہ: ''بے شک ہم نے انسان کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمام کو قومیں اور قبیلے بنادیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا بے حد خبر رکھنے والا ہے''۔ (پارہ 24 سورۃ الحجرات آیت 13)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، معلوم ہوا سب انسانوں کی اصل حضرت آدم وحوا (علیہم السلام) ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو تم سب کی اصل مٹی ہوئی، پھر تم اپنے نسب پر اکڑتے اور

اِتراتے کیوں ہو، اس کے بعد فرمایا: **وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا** ٥ اور ہم نے تم کو قومیں اور قبیلے بنادیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انسان کو مختلف نسب وقوموں میں اور قبیلوں میں بنانا ایک دوسرے کی پہچان کے لئے ہے نہ کہ شیخی مارنے، تکبر کرنے اور اِترانے کیلئے۔

حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے تم سے جاہلیت اور اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ اپنی برتری اور تکبر کرنے کے رواج کو ختم فرمایا: (پھر فرمایا) لوگ دو قسم کے ہیں (1) نیک متقی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز اور (2) فاسق وفاجر، شقی (یعنی بدنصیب) اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر اور ذلیل (پھر فرمایا) تمام لوگ حضرت آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

(المصنف ابن ابی شیبہ جلد 7 حدیث 36919 صفحہ 405۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 192)

نیز اس کے بعد آیتِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا: **اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ** ٥ کہ تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ معلوم ہوا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت و برتری کا مدار حسب ونسب نہیں بلکہ تقویٰ و پرہیز گاری ہے۔

☆ تقویٰ کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا: اے لوگو، سنو بلاشبہ تمہارا رب ایک ہے، خبردار سنو،

بلاشبہ تمہارا باپ ایک ہے اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے، اور نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے مگر تقویٰ کے ساتھ، بیشک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 193۔ تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 453)

(2) حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے یہ نسب کسی کے لیے باعثِ حقارت نہیں ہیں، تم تمام کے تمام حضرت آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہو، کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر دین اور تقویٰ کے ساتھ، بیشک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے حسب ونسب کے بارے میں تم سے سوال نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 193)

(3) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: صاحبِ تقویٰ کے سوا دنیا کی کسی شے اور کسی آدمی نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو خوش نہیں کیا۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 69۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 195)

(4) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: دنیا کی عزت و بزرگی دولت مندی میں ہے اور آخرت کی عزت و بزرگی تقویٰ و پرہیزگاری میں ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 455)

(5) حضرت سمرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے نزدیک عزت کا باعث مال ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت کا باعث تقویٰ ہے۔

(تفسیر مظہری جلد 9 صفحہ 85)

(6) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6489 صفحہ 410)

(7) امام احمد اور امام ابن ابی شیبہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ کونسے لوگ بہتر اور افضل ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے بہتر اور افضل وہ ہیں: جو ان میں سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے، اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں اور جو لوگ دوسرے لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں بُرائی سے روکتے ہیں اور عام لوگوں سے بڑھ کر صلہ رحمی کرتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 377۔ تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 195)

موضوع :130

﴿اللہ انسان کے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے خبردار ہے﴾

(162) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ج وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ o

ترجمہ: ”اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم ان وسوسوں کو جانتے ہیں جو نفس (امارہ، اس کے دل میں) ڈالتا رہتا ہے اور ہم (اس کی) شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں“۔ (پارہ 26 سورۃ ق آیت 16)

تفسیر:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم کو علم ہے کہ کیا کیا چیزیں اس کے دل میں کھٹکتی ہیں اور اس میں انسان کو ان گناہوں سے بھی منع کیا گیا ہے جو وہ چھپ کر

تنہائی میں کرتا ہے۔

حضرت مقاتل (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہاں قُرب سے مراد علم اور قدرت ہے، انسان کے بعض اعضاء اس کے علم کے لیے حجاب بن جاتے ہیں اور اللہ کے علم کے لیے کوئی چیز حجاب نہیں بنتی، ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے خون میں کیا کیا کیمیاوی اجزاء ہیں کیا کیا بیماریاں ہیں ہمارے معدہ اور جگر میں قوت اور ضعف اور صحت اور سقم (یعنی بیماری) کی کیا کیفیات ہیں ہمارے جسم میں کتنے مسامات ہیں اور کتنے بال ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو ہمارے جسم کے ہر حال اور ہر کیفیت کا علم ہے۔

(تبیان القرآن جلد 11 صفحہ 321)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝** اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں، اس آیت مبارکہ کے تحت حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بلند ترین مقام عطا فرمایا کہ وہ خود اس سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں، وہ آدمی اور اس کے دل کے مابین حائل ہوجاتا ہے اور وہ ہر چوپائے کو پیشانی سے پکڑنے والا ہے، اور وہ ان کے ساتھ ہے جہاں بھی وہ ہوں۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 207)

(حافظہ مضبوط کرنے کا وظیفہ)

جو شخص نماز کے بعد سیدھا ہاتھ سر پر رکھ کر 21 بار "یَـا قَوِیُّ" کا ورد کرلیا کرے تو ان شاء اللہ (عزوجل) اس کا حافظہ قوی (مضبوط) ہوگا۔ (مراۃ المناجیح جلد 1 صفحہ 217)

موضوع :131

﴿زبان کی حفاظت کیجئے﴾

(163,164) اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌo مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌo

ترجمہ: "جب (اس کے ہر قول وفعل کو) دوفرشتے حاصل کر لیتے ہیں جو اس کی دائیں بائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں، وہ جو بات بھی کہتا ہے (اس کو لکھنے کیلئے) اس کا محافظ (فرشتہ) منتظر ہوتا ہے"۔ (پارہ 26 سورۃ ق آیت 16.17)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب (اس کے ہر قول وفعل کو) دوفرشتے حاصل کر لیتے ہیں جو اس کے دائیں بائیں جانب بیٹھے ہوتے ہیں، وہ جو بات بھی کہتا ہے اِس کو لکھنے کے لیے اُس کا محافظ فرشتہ منتظر ہوتا ہے۔ ایک دائیں جانب، ایک بائیں جانب، دائیں جانب والا فرشتہ انسان کی نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں جانب والا فرشتہ انسان کے گناہ لکھتا ہے اور یہ دونوں فرشتے محافظین فرشتوں کے علاوہ ہیں یہ انسان پر اچھی اور بُری بات کو لکھتے ہیں، اچھی بات کو دائیں جانب والا فرشتہ لکھتا ہے اور بُری بات کو بائیں طرف والا فرشتہ لکھتا ہے، اور یہ فرشتے انسان سے قضائے حاجت (پیشاپ، پاخانہ وغیرہ اور بعض مفسرین نے جماع کے وقت کو بھی ذکر کیا ہے) کے وقت علیحدہ ہو جاتے ہیں اس لیے اس وقت بات کرنا منع ہے تا کہ اس کے لکھنے والے فرشتہ کو اس کے قریب آنے کی تکلیف نہ ہو۔ یہ فرشتے انسان کا بیماری میں کراہنا بھی لکھتے ہے اور اس کی بیماری کی حالت میں وہ نیکیاں بھی لکھتے ہیں جو وہ صحت وتندرستی کی حالت میں کرتا تھا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا، لوگوں میں سے جس کو بھی کوئی جسمانی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت پر مامور فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کیلئے ہر رات اور دن میں اس سے بہتر (ثواب) لکھو جو وہ میری عطا فرمودہ صحت و تندرستی کے زمانہ میں کیا کرتا تھا۔

(الترغیب والترغیب کتاب الجنائز جلد 2 صفحہ 634)

قارئین کرام! جب انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو دائیں جانب والا فرشتہ ایک نیکی کی دس لکھتا ہے اور جب انسان کوئی بُرائی کرتا ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ ایک بُرائی کی ایک ہی لکھتا ہے لیکن اگر بندہ توبہ واستغفار کر لے تو وہ اسے مٹا دیتا ہے۔

حضرت ابواُمامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے پر امیر ہے پس جب کوئی شخص نیک عمل کرتا ہے تو اس کے لیے اس کی مثل دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں جب کوئی یہ بُرا عمل کرتا ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ اسے لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو دائیں جانب والا فرشتہ روک دیتا ہے تو وہ چھے، سات ساعتیں رُکا رہتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لے تو پھر وہ اس پر کوئی شے نہیں لکھتا اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب نہ کرے تو پھر اس پر ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

(تفسیر در منثور جلد 1 صفحہ 210)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا: جب میرا بندہ گناہ کرنا چاہے تو اس کو فوراً نہ لکھو، پھر اگر وہ گناہ کر لے تو اس کا گناہ لکھو، اور جب وہ نیکی کرنا چاہے تو اس کی ایک نیکی لکھ دو اور جب وہ نیکی کا عمل کر لے تو دس نیکیاں لکھ دو (ایک روایت میں دس سے سات سو نیکیاں لکھنے کا بھی ذکر ہے)۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 331,330 صفحہ 141)

☆ہر انسان کو سوچ سمجھ کر بات مُنہ سے نکالنی چاہیے

حضرت عمر بن ذر (رضی اللہ عنہ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر بات کرنے والے کی زبان کے پاس ہے، لہٰذا بندے کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اسے اس میں خوب غور وفکر کر لینا چاہیے۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 213)

حضرت عطا بن اُبی رباح (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں، کہ بیشک جو تم سے پہلے لوگ تھے وہ کتاب اللہ کے سوا فضول کلام کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ اسے پڑھیں یا نیکی کا حکم دیں یا برائی سے روکیں، اور یہ کہ تو اپنے کاروبار کے بارے میں اتنی گفتگو کرے جو تیرے لیے لازم اور ضروری ہے، کیا تم انکار کرتے ہو کہ تم پر کراماً کاتبین محافظ ہیں اور یہ کہ وہ دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ انسان اپنی زبان سے کوئی قول بھی نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان (فرشتہ لکھنے کیلئے) تیار ہوتا ہے، کیا تم میں سے کسی کو حیاء نہیں آئے گی کہ اگر وہ اپنے اس صحیفہ (یعنی نامہ اعمال) کو کھولے جسے اس نے اپنے دن کے دوران بھرا۔ اور ان میں سے اکثر ایسی باتیں ہیں جو نہ دینی اُمور سے متعلق ہیں اور نہ ہی دنیوی اُمور سے۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 211)

قارئین کرام! جب ایک انسان فوت ہوجاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) اس کی قبر پر کھڑے ہوکر اسے ایصال ثواب کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، بیشک اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کے ساتھ دو فرشتے مقرر فرمار کھے ہیں وہ دونوں اس کے اعمال لکھتے ہیں پس جب وہ بندہ مر جاتا ہے تو وہ دونوں فرشتے جو اس پر مقرر کیے گئے ہیں، عرض

کرتے ہیں، یا اللہ یہ بندہ اب مرگیا، لہٰذا تو ہمیں آسمان کی طرف چڑھنے کی اجازت مرحمت فرما، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا آسمان میرے ان فرشتوں سے بھرا پڑا ہے، جو میری تسبیح و پاکی بیان کررہے ہیں تو وہ عرض کرتے ہیں کیا ہم زمین میں مقیم رہیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میری زمین میری ایسی مخلوق سے بھری ہوئی ہے جو میری تسبیح اور پاکی بیان کررہی ہے تو پھر وہ عرض کرتے ہیں تو پھر ہم کہاں رہیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تم میرے بندے کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ اور میری تسبیح اور پاکی بیان کرو، میری حمد اور میری کبریائی بیان کرو اور قیامت کے دن تک (اس کا ثواب) میرے بندے کے نامہ اعمال میں لکھتے رہو۔ (شعب الایمان جلد 7 حدیث 9931 صفحہ 84 تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 213۔تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 517)

موضوع :132

﴿سکرات الموت﴾

(165) وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ○

ترجمہ: ''اور موت کی سختی آپہنچی، یہی وہ چیز ہے جس سے تو انحراف کرتا تھا''۔

(پارہ 26 سورۃ ق صفحہ 19)

تفسیر:۔ روح البیان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ہے کہ سکرات الموت انسان کے احوال واعمال کے مطابق ہوتی ہے اور ان کا اچھا یا برا ہونا موت کے وقت ظاہر ہوتا ہے مثلاً غیبت کرنیوالے کے لب موت کے وقت دوزخ کی قینچی سے کاٹے جاتے ہیں اور غیبت سننے والے کے کانوں پر جہنم کے انگارے ڈالے جاتے ہیں، حرام کھانے والے کے سامنے

زقوم (جہنم کا کڑوا درخت) رکھا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ غرضیکہ انسان کے اعمال کا نتیجہ سکرات الموت (یعنی موت کی سختی وشدت) سے ظاہر ہوتا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 526)

مومن پر موت کے وقت آسانی کی جاتی ہے اور کافر وفاسق وفاجر شخص پر سختی کی جاتی ہے۔

(1) حضرت ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مومن (موت کے بعد) دنیا سے نجات پا کر آرام وسکون پاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1433 صفحہ 557)

(2) حضرت ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن شخص جب مرتا ہے تو دنیا کی مصیبتوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں چلا جاتا ہے اور جب بدکار شخص مرتا ہے تو اس کے مرجانے سے اللہ کے بندے شہر، درخت اور جانور بھی راحت پاتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1432 صفحہ 557)

(3) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کی روح اس کے جسم سے اس طرح باہر نکلتی ہے جس طرح کہ بال کو آٹے سے نکال لیا جائے۔ (درۃ الناصحین جلد 1 صفحہ 453)

ایک بار اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے نے اس فرمان کے بارے میں غور وفکر کیا کہ کیا قرآن مجید میں ایسی کوئی آیتِ کریمہ ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو تقویت دے۔ اس نے پورے قرآن مجید کو پڑھا، اس میں غور وفکر بھی کیا لیکن اسے کوئی آیت سمجھ نہ آئی کہ جس سے اس کا مسئلہ حل ہو جائے خیر وہ اس بارے میں غور وفکر کرتے ہوئے سو گیا اسی دوران اسے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اس نے عرض کی یا رسول

اللہ ﷺ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا فرمان ہے **وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ٥** کوئی خشک وتر چیز نہیں مگر اس کا بیان روشن کتاب میں موجود ہے۔ (پارہ 7 سورۃ انعام آیت 59) لیکن مجھے قرآن مجید میں اس حدیث پاک کا مفہوم نظر نہیں آیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب سورۃ یوسف کی اس آیت میں ہے **فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ٥** سے عرض کیا کہ آپ ان عورتوں کی طرف تشریف لے چلیں جب ان عورتوں نے آپ کو دیکھا تو دیکھ کر آپ کی بڑائی بیان کرنے لگیں اور (اسی حالت میں) انہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا۔ (پارہ 12 سورۃ یوسف آیت 31) پھر اس شخص نے کہا کہ جب مصر کی عورتوں نے حضرت سیدنا یوسف (علیہ السلام) کا حسن و جمال دیکھا تو وہ اس میں اتنی محو وگم ہوگئیں اور اس عالم میں ہی انہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا لیکن انکو ہاتھ کٹنے کی تکلیف کا احساس تک نہ ہوا تو اس طرح بندۂ مومن جب موت کے وقت فرشتے کو دیکھتا ہے، جنت میں اپنا مقام ملاحظہ کرتا ہے اور جنت میں موجود نعمتیں اور حور وقصور پر جب اس کی نظر پڑتی ہے تو اس کا دل انہی باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے موت کی سختی بالکل محسوس نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: **اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ٥** ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں) تم نہ خوف کرو، نہ غمگین ہو اور تم خوش ہو جاؤ اس جنت سے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔

(پارہ 24 سورۃ حم السجدۃ آیت 30۔ ماخوذ از درۃ الناصحین جلد 1 صفحہ 453)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ٥** کہ یہی وہ چیز ہے

جس سے تو بھاگتا تھا۔ معلوم ہوا کہ انسان کو موت آنی ہے کوئی شخص اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتا، لہٰذا ہر انسان کو چاہیے کہ اپنی زندگی میں نیک عمل کرے اور موت کی تیاری کرے اور اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے لیکن اگر کسی انسان نے اپنی زندگی کو گناہوں میں صرف کیا تو اس پر موت سخت کردی جائے گی اور اس کی اتنی شدت ہوگی کہ انسان اسے برداشت نہ کرسکے گا۔

حضرت شداد بن اوس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ موت دنیا اور آخرت کی ہولناکیوں میں سب سے زیادہ ہولناک ہے، یہ آروں کے چیرنے سے قینچیوں کے کاٹنے سے اور ہانڈیوں کے اُبلنے سے بھی زائد ہے اور اگر مردہ زندہ ہوکر موت کی تکلیفیں لوگوں کو بیان کردیتا تو لوگوں کا عیش اور نیند سب کچھ ختم ہوجاتا۔ (شرح الصدور صفحہ 119)

لہٰذا ہر انسان کو چاہیے کہ اپنی موت کو یادرکھے اور اسکی تیاری کرے، حضرت امام جلال الدین سیوطی (رحمتہ اللہ علیہ) بعض بزرگوں کا قول نقل فرماتے ہیں جس نے موت کو بکثرت یاد کیا تو اسے تین انعامات ملیں گے (1) اسے توبہ کی جلد توفیق ملے گی (2) اسے دل میں قناعت نصیب ہوگی (3) اسکا عبادت میں دل لگے گا اور عبادت کرنے سے اس کے دل میں خوشی داخل ہوگی اور جس نے موت کو بھلا دیا اس پر تین مصیبتیں، نازل ہوں گی (1) وہ توبہ میں ٹال مٹول کرے گا (2) بے صبری کا مظاہرہ کرے گا (3) اور عبادت میں سستی کریگا۔

(شرح الصدور صفحہ 103)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ موت کو یاد رکھنے، اس کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور موت کے وقت ہم پر خصوصی رحم وکرم فرمائے۔ آمین۔

موضوع :133

﴿جہنم کی آگ﴾

(166) یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ○

ترجمہ۔''جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی، تو وہ عرض کرے گی کیا کچھ اور زیادہ (لوگ) ہیں''۔ (پارہ 26 سورۃ ق آیت 30)

تفسیر:۔قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم دونوں کو بھرنے کا وعدہ فرمایا ہے، جب تمام جہنمی لوگ جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ جہنم سے فرمائے گا کیا تو بھر گئی ہے تو وہ جواب میں کہے گی کیا کچھ اور زیادہ لوگ بھی ہیں؟ یعنی میں ابھی نہیں بھری مجھ میں ابھی اور گنجائش ہے پھر اللہ تعالی اس پر اپنا قدم (قدرت) رکھے گا تو وہ عرض کرے گی، بس، بس یعنی اس وقت وہ پُر ہو جائے گی جیسا کہ حدیث پاک میں ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ اور جنت میں مباحثہ ہوا، دوزخ نے کہا مجھے جباروں اور متکبروں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے جنت نے کہا مجھے کیا ہوا ہے کہ مجھ میں صرف ضعیف، لاچار اور عاجز لوگ داخل ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تم میری رحمت ہو میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا تمہارے ذریعے سے رحمت کروں گا اور دوزخ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا، تمہارے ذریعے سے عذاب دوں گا اور تم میں سے ہر ایک کے لیے پُر ہونا ہے، لیکن دوزخ پُر نہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم (قدرت) رکھ دے گا، تو وہ کہے گی بس، بس۔ اس وقت وہ پُر ہو جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض سے مل جائے گا

(صحیح بخاری کتاب التفسیر جلد 2 حدیث 1958 صفحہ 952۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ جلد 3 حدیث 7102 صفحہ 597)

☆جہنم کے بارے میں احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہونگی اور ہر لگام کو بہتّر (72) ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ رہے ہوں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ جلد 3 حدیث 7093 صفحہ 595)

(2) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری یہ آگ جس کو لوگ روشن کرتے ہیں جہنم کی گرمی سے ستر درجے کم ہے: صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ آگ بھی تو کافی گرم تھی، فرمایا: وہ اس سے اُنہتر (69) درجے زیادہ گرم ہے اور ہر درجہ میں اس کے برابر گرمی ہے۔
(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد 2 حدیث 497 صفحہ 243۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ جلد 3 حدیث 7094 صفحہ 595)

(3) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، کہ آپ ﷺ نے ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سُنی، فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیسی آواز تھی؟ ہم نے عرض کی، اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک پتھر تھا جسے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، اور یہ اب تک اس میں گر رہا تھا اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ جلد 3 حدیث 7096 صفحہ 595)

(4) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ کی آگ ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ وہ سُرخ ہوگی پھر ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی پس (اب) وہ نہایت ہی سیاہ ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 485 صفحہ 203)

(5) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی کہ اس کے بعض حصے نے بعض حصے کو کھالیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دو سانس بنا دیئے ایک سردیوں کے لیے اور ایک گرمیوں کے لیے۔ سردیوں کا سانس نہایت ٹھنڈا ہے اور گرمیوں کا سانس نہایت گرم ہے اور جو تم گرمی اور سردی پاتے ہو وہ اسی وجہ سے ہے۔ (صحیح بخاری جلد 2 حدیث 492 صفحہ 242)

اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین

134: موضوع

﴿سچی توبہ کونسی ہے؟﴾

(167) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

ترجمہ: ''اے ایمان والو، اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرو یقیناً تمہارا رب تم سے تمہاری خطائیں دور فرما دے گا اور تمہیں بہشتوں (جنتوں) میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں رواں ہیں''۔ (پارہ 28 سورۃ التحریم آیت 8)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں توبۃ النصوح (یعنی سچی توبہ) کرو، یعنی اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرو اور دوبارہ ان گناہوں کی طرف نہ لوٹو۔ حضرت اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے توبۃ النصوح کے بارے میں پوچھا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ اپنے اس گناہ پر نادم ہو، جو اس سے صادر ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت پیش کرے اور پھر اس کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ دودھ تھنوں میں واپس نہیں لوٹ سکتا۔

(شعب الایمان جلد 4 حدیث 5457 صفحہ 375۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 665۔ تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 647)

☆ توبۃ النصوح کے بارے میں بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) کے اقوال

(1) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے توبۃ النصوح کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کہ آدمی بُرے عمل سے اس طرح توبہ کرے کہ پھر کبھی اس کی طرف نہیں لوٹے گا، یہ توبۃ النصوح ہے۔ (المستدرک جلد 3 حدیث 3830 صفحہ 553)

(2) حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) توبۃ النصوح کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ بندہ گناہ سے اس طرح توبہ کرے کہ پھر وہ کبھی اس کا اعادہ نہیں کرے گا، اور فرمایا کہ توبۃ النصوح بندے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے، پھر آپ (رضی اللہ عنہ) نے اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

(المستدرک جلد 3 حدیث 3831 صفحہ 553)

(3) حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے کسی نے توبۃ النصوح کے بارے میں پوچھا: تو آپ (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: توبۃ النصوح: دل سے توبہ کرنا اور زبان اور دل سے اس کی طرف ہمیشہ کے لیے نہ لوٹنا یہ توبۃ النصوح ہے جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زبان سے توبہ کرنے والا اور گناہ پر اصرار کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے رب سے استہزاء (یعنی مذاق) کررہا ہو۔

(4) حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ بندہ پچھلے گناہ پر نادم ہو اور یہ عزمِ مُصمّم (یعنی پکا ارادہ) کرلے کہ وہ اب دوبارہ اس گناہ کو نہیں کرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 665۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 647۔ تفسیر مظہری جلد 9 صفحہ 486)

(5) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ایک اعرابی کو سُنا وہ کہہ رہا تھا، یا اللہ میں تجھ سے استغفار اور توبہ چاہتا ہوں، آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ایسی زبان سے توبہ واستغفار چاہنا کذابوں (یعنی جھوٹے لوگوں) کا کام ہے، اس نے عرض کی تو پھر سچی اور حقیقی توبہ کس طرح ہوگی، آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: حقیقی توبہ کی چھ شرائط ہیں (1) گزشتہ گناہوں پر ندامت (2) فرائض کا اعادہ اگر قضا ہوں مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا ادا کرنا (3) پختہ ارادہ کرنا کہ پھر وہ گناہ ہرگز نہیں کروں گا (4) ظلم کو ختم کرنا (یعنی جو حقوق اس پر ہیں اسے ادا کرنا) (5) حقوق العباد کی ادائیگی کرنا (یعنی جس کے حق میں غلطی ہوئی اسے راضی کرنا) (6) اپنے نفس کو اطاعتِ الٰہی میں ڈال دینا کہ لمحہ بھر بھی اسے مہلت نہ ہو، جیسے اس کی غلطی پر اسے سزا دی جارہی ہے اور اسے اطاعت کا مزہ چکھانا جیسے اس نے معصیت (یعنی گناہوں) کے مزے لُوٹے۔ (تفسیر روح البیان جلد 11 پارہ 28 صفحہ 582۔ تفسیر مظہری جلد 9 صفحہ 486)

☆ توبہ قبول ہونے کے لیے 8 چیزیں

بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) فرماتے ہیں: توبہ کا قبول ہونا ان آٹھ (8) چیزوں سے حاصل ہوتا ہے (1) گناہ کی وجہ سے جو کچھ ہو چکا اس پر ندامت (2) فرائض کو ادا کرنا (3) مظلوم کا حق لوٹا دینا (4) دشمنوں سے رہائی طلب کرنا (5) گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا (6) نفس کی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تربیت کرنا جس طرح کہ انسان گناہ کو اس میں پروان چڑھاتا ہے (7) نفس کو اطاعت کی کڑواہٹ چکھانا، جس طرح کہ اسے گناہ کی حلاوت (یعنی مٹھاس) چکھائی (8) ماکولات ومشروبات (یعنی کھانے پینے کی چیزوں) کی اصلاح کرنا۔ (درۃ الناصحین جلد 2 صفحہ 482)

قارئین کرام: یاد رکھیئے، جس گناہ سے آدمی توبہ کر رہا ہے وہ یا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہوگا یا بندوں

کا حق ہوگا، اگر وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے مثلاً نماز کو ترک کرنا تو اس کی توبہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوگی جب تک نادم ہونے کے ساتھ ساتھ ترک کی ہوئی نمازوں کو ادا نہ کرے اسی طرح روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا معاملہ ہے، اور اگر اس کا گناہ بندوں پر ظلم کرنا ہے تو اس کی توبہ اس وقت تک کی صحیح نہ ہوگی جب تک کہ وہ اس بندے کا حق نہ لوٹا دے، لیکن اگر وہ ابھی اس پر قادر نہ ہو تو یہ عزم کر لے کہ جب وہ قادر ہو جائے گا تو اس کا حق واپس کر دے گا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا گناہ ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر اس نے کسی بندے کو ناحق مارا پیٹا ہے یا اس کو گالی دی ہے تو اسے چاہیے کہ اس سے معافی طلب کرے، اگر وہ اسے معاف کر دے تو اس کا گناہ ساقط ہو جائے گا۔

☆ سچی توبہ کرنے والا کون ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو، تائب کون ہے؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول (عزوجل و ﷺ) بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (1) جس نے توبہ کی اور علم نہیں سیکھا تو وہ توبہ کرنے والا نہیں (2) جس نے توبہ کی اور اس نے عبادت میں اضافہ نہ کیا تو وہ تائب (یعنی توبہ کرنے والا) نہیں (3) جس نے توبہ کی لیکن دشمن کو راضی نہیں کیا تو وہ توبہ کرنے والا نہیں (4) جس نے توبہ کی اور اپنے لباس اور زینت کو تبدیل نہیں کیا تو وہ توبہ کرنے والا نہیں (5) جس نے توبہ کی اور اپنے بُرے ساتھیوں کو نہ چھوڑا تو وہ توبہ کرنے والا نہیں (7) جس نے توبہ کی اور اپنی بُری عادات کو تبدیل نہ کیا تو وہ توبہ کرنے والا نہیں (8) جس نے توبہ کی لیکن صدقہ نہیں کیا (یعنی جو زائد مال اس کے ہاتھوں میں ہے اسے صدقہ نہ کیا) تو وہ بھی توبہ کرنے والا نہیں، اور مزید فرمایا کہ جب ایک

بندے پر یہ خصلتیں ظاہر ہو جائیں تو وہ سچی توبہ کرنے والا ہے۔

(درۃ الناصحین جلد 2 صفحہ 483)

ایک اور حدیث پاک میں ہے حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ایک بندہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ لیکن وہ اپنے آپ کو گناہوں سے نہ روکے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا ہے اور یہ بندہ توبہ کرنے والا نہیں ہے (پھر فرمایا) جب ایک بندہ کہے کہ میں جنت کا مشتاق ہوں، لیکن اس کے لیے عمل نہ کرے تو وہ جھوٹا ہے، توبہ کرنے والا نہیں ہے (پھر فرمایا) اور جب بندہ سنت کی پیروی کیے بغیر کہے کہ میں نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو وہ بندہ جھوٹا ہے، توبہ کرنے والا نہیں ہے اور جب بندہ کہے کہ میں جنت کی حور کے ساتھ معانقہ کرنے کا اشتیاق رکھتا ہوں، لیکن اگر وہ بندہ حور کا حق مہر آگے نہ بھیجے تو وہ جھوٹا ہے، توبہ کرنے والا نہیں ہے اس لیے کہ توبہ کرنے والا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا دوست ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ o بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتا ہے ستھروں کو۔ (پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 222) (درۃ الناصحین جلد 2 صفحہ 484)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے: قیامت کے دن بہت سے لوگ ہوں گے جو خود کو تائب سمجھ کر آئیں گے مگر ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی، اس لیے کہ انہوں نے توبہ کے دروازے کو شرمندگی سے مستحکم نہیں کیا ہوگا اور توبہ کے بعد گناہ نہ کرنے کا عزم نہیں کیا ہوگا، مظالم کو اپنی امکانی طاقت تک دفع نہیں کیا ہوگا، (یعنی معاف نہیں کرایا ہوگا، اور نہ ہی ان کو ان کا حق دیا ہوگا بشرطیکہ یہ ممکن تھا) البتہ جس نے کوشش کی اور ناکامی کی صورت میں اہلِ حقوق کے لیے استغفار کیا تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ حقوق کو راضی کر کے اسے

چھڑا لے گا، لیکن انسان کو اپنے گناہوں کو نہیں بھولنا چاہیے کیونکہ گناہوں کو بھول جانا بہت خطرناک ہے ہر عقلمند کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔ (ملخصاً مکاشفۃ القلوب صفحہ 143)

قارئین کرام! یاد رکھیئے کہ سچی توبہ یہ نہیں کہ انسان اپنے ہاتھوں کو اپنی گالوں پر، چہرے پر مارے یا صرف کانوں کو ہاتھوں سے لگا لے، یا صرف زبان سے توبہ توبہ کی رٹ لگائے ۔بلکہ سچی توبہ یہ ہے کہ بندہ کسی گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جان کر اس پر نادم ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے اور آئندہ کے لیے اس گناہ سے بچنے کا عزمِ مصمّم وپختہ ارادہ کرتے ہوئے اس گناہ کے ازالے کی بھی کوشش کرے، یعنی نماز قضا کی تھی تو اب ادا بھی کرے، رمضان کے فرض روزے چھوڑے تھے تو اب اس کو رکھے، چوری کی تھی یا رشوت لی تھی تو توبہ کرنے کے بعد اس مال کو اس کے مالک یا اس کے وُرثاء کے حوالے کرے یا معاف کروالے اور ان دونوں (یعنی اصل مالک یا اس کے وُرثاء) کے نہ ملنے کی صورت میں اصل مالک کی طرف سے اللہ تعالی کی راہ میں صدقہ کردے (علی ھذا القیاس)

(فتاوٰی رضویہ جلد 10 صفحہ 9)

☆ سچی توبہ کی برکت

حکایت:۔حضرت سیدنا حبیب عجمی (رحمتہ اللہ علیہ) ابتدائی دور میں بہت امیر تھے اور اہلِ بصرہ کو سود پر قرضہ دیا کرتے تھے جب آپ مقروض سے قرض کا تقاضا کرنے جاتے تو اس وقت اس جگہ سے نہ ہلتے جب تک کہ اپنا قرض وصول نہ کر لیتے اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے قرض وصول نہ کر پاتے تو مقروض سے اپنا وقت ضائع ہونے پر ہرجانہ وصول کرتے اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے۔ایک دن کسی شخص کے ہاں قرض کی وصولیابی کیلئے گئے تو وہ گھر

پر موجود نہ تھا۔اس کی بیوی نے کہا نہ تو شوہر گھر پر موجود ہے اور نہ ہی میرے پاس تمہیں دینے کیلئے کوئی چیز ہے،البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی ہے جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا ہے البتہ سر باقی رہ گیا ہے،اگر تم چاہو تو وہ سر میں تم کو دے سکتی ہوں،چنانچہ آپ نے اس سے بھیڑ کا سر لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ یہ سر مجھے سود میں ملا ہے اسے پکا ڈالو ،بیوی نے کہا،گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا،تو بھلا میں کھانا کس طرح تیار کروں؟ آپ نے کہا،ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے سود لے کر کرتا ہوں پھر آپ سود ہی سے یہ دونوں چیزیں خرید کر لائے ، جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک سائل نے آ کر سوال کیا ،آپ نے کہا کہ تجھے دینے کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور اگر ہم تجھے کچھ دے بھی دیں تو تُو اس سے دولت مند نہ ہو جائے گا لیکن ہم مفلس ضرور ہو جائیں گے چنانچہ سائل مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔پھر جب آپ کی بیوی نے ہنڈیا سے سالن نکالنا چاہا تو وہ ہنڈیا خون سے بھری ہوئی تھی،تو اس نے آپ کو آواز دے کر کہا،دیکھو تمہاری کنجوسی اور بدبختی سے کیا ہو گیا ہے آپ کو یہ دیکھ کر بہت عبرت حاصل ہوئی اور آپ نے بیوی کو گواہ بنا کر کہا کہ آج میں ہر بُرے کام سے سچی توبہ کرتا ہوں اور یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کیلئے نکلے ،راستے میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے آپ کو دیکھ کر کچھ لڑکوں نے آوازیں کسنا شروع کر دیں کہ دور ہٹ جاؤ ،سود خور حبیب عجمی آ رہا ہے،کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بدبخت نہ بن جائیں،یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ و غمگین ہوئے۔اور حضرت حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہو گئے ،انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر سچی توبہ کی اور واپسی پر جب ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو آپ نے فرمایا تم مجھ سے مت بھاگو،اب تو مجھ کو تم

سے بھاگنا چاہیے تا کہ مجھ گنہگار کا سایہ تم پر نہ پڑ جائے جب آپ آگے بڑھے تو انہی لڑکوں نے (جو یہ کہہ رہے تھے کہ سود خور عجمی آرہا ہے پیچھے ہٹ جاؤ کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم بھی اس جیسے بد بخت نہ بن جائیں تو انہوں نے ہی یہ کہنا شروع کر دیا کہ حبیب عجمی کو راستہ دے دو وہ تائب ہو کر آرہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے قدموں کی خاک اس پر پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ ہمارا نام گناہ ہگاروں میں درج کر لے۔ جب آپ نے بچوں کی یہ باتیں سُنی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے مالک ومولا تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان بھی کروادیا ،اس کے بعد آپ نے بصرہ میں اعلان کر دیا کہ جو شخص میرا مقروض ہے وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے ،اس کے بعد آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنی دولت راہِ خدا (عزوجل) میں لُٹادی اور پھر ساحلِ فرات پر ایک عبادت خانہ تعمیر کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے اور آپ نے اپنی زندگی کا یہ معمول بنالیا کہ دن کو علم دین حاصل کرنے کے لیے حضرت سیدنا امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) کی بارگاہ میں حاضر رہتے اور جب رات ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ 36)

قارئین کرام! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گزشتہ گناہوں سے سچی توبہ کریں اور آئندہ ان گناہوں کو نہ کرنے کا پختہ عزم کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اہم بات! توبہ کے حوالے سے ایک سوال کسی کے ذہن میں آسکتا ہے کہ اگر میں سچی توبہ کروں تو مجھے یہ کیسے پتا چلے گا کہ میری توبہ قبول ہوئی بھی ہے یا نہیں ،تو اس کے بارے میں

حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) بڑا پیارا جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ، ایک عالم سے کسی نے پوچھا کہ اگر ایک آدمی توبہ کرے تو کیا اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوئی ہے یا نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ اس میں حکم تو نہیں دیا جا سکتا البتہ اس کی علامت یہ ہے کہ اگر وہ آدمی توبہ کرنے کے بعد اپنے دل میں گناہوں سے نفرت محسوس کرے اور نیکیوں کی طرف رغبت کرے اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچتا دیکھے اور یہ دیکھے کہ دل خوشی سے خالی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے نیک لوگوں سے قریب ہو، بُروں سے دور رہے تھوڑی دنیا کو بہت سمجھے اور آخرت کے بہت عمل کو تھوڑا جانے اور دل ہر وقت اللہ کے فرائض میں منہمک رہے، زبان کی حفاظت کرے تو سمجھ لے کہ توبہ قبول ہوگئی۔

(مکاشفۃ القلوب صفحہ 77)

135: موضوع

﴿اولاد کی تربیت﴾

(169) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ○

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنی اولاد کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جن پر سخت گیر اور مضبوط فرشتے مقرر ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام کرتے جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے''۔

(پارہ 28 سورۃ التحریم آیت 6)

تفسیر:۔ یعنی تم خود بھی اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو اور اپنے اہل وعیال سے بھی عمل کراؤ اور جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے تم خود بھی ان کاموں سے باز رہو اور اپنے اہل وعیال کو بھی ان کاموں کو کرنے سے منع کرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۝ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیجیے اور خود بھی اس پر قائم رہیے۔ (پارہ 16 سورۃ طٰہٰ آیت 132)

قارئین کرام! یہاں پر اہل وعیال سے احکامِ شرعیہ پر عمل کرانے کے متعلق چند احادیث مبارکہ اور اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

☆اولاد کی تربیت کے متعلق احادیثِ مبارکہ و اقوال

حضرت زید بن اسلم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے اسی آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے اہل وعیال کو آگ سے کیسے بچا سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم انہیں ایسی چیزوں کا حکم دیتے رہو، جنہیں اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور اس کو کرنے کا حکم دیا ہے اور ایسے کاموں سے منع کرتے رہو جنہیں کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 645)

(2) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں ہر شخص اپنے ماتحتوں کا محافظ ہے اور اس شخص سے اس کے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال ہوگا، بادشاہ (سربراہِ مملکت) اپنی رعایا (یعنی عوام) کا محافظ ہے اور اس سے رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ اور شوہر اپنی بیوی کا محافظ ہے، اس سے اس کی بیوی کے متعلق سوال ہوگا، اور ایک عورت اپنے خاوند کے گھر کی محافظ ہے اور اس سے اس کے گھر کے متعلق سوال ہوگا، اور خادم اپنے مالک کے گھر کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس مال کے

متعلق سوال ہوگا، اور ایک شخص اپنے باپ کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس مال کے متعلق سوال ہوگا، تم میں سے ہر شخص محافظ ہے اور ہر شخص سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ جلد 1 حدیث 846 صفحہ 404)

(3) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نیکی سکھاؤ۔ (المستدرک جلد 3 حدیث 3826 صفحہ 551)

(4) حضرت سفیان ثوری (رحمتہ اللہ علیہ) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے اس آیتِ مبارکہ کے تحت روایت کیا ہے: کہ اپنی اولاد کو ادب اور علم دین سکھاؤ۔

(5) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، معاصی (نافرمانی) سے بچو، اور اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دو تو وہ تمہیں آگ سے بچالے گا۔

(6) حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: والدین انہیں (یعنی اہل وعیال کو) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیں اور اس کی معصیت (نافرمانی) سے منع کریں، اللہ کے حکم سے ان کی خبر گیری (یعنی ان سے پوچھ گچھ) کریں اور ان کی (نیک کاموں میں) امداد کریں اور اگر اللہ تعالیٰ کی کوئی معصیت ان میں دیکھیں تو انہیں ڈانٹیں۔

(7) حضرت ضحاک اور حضرت مقاتل (رحمہم اللہ تعالیٰ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان کا یہ حق ہے کہ اپنے اہل وعیال کو، اپنے رشتے داروں کو، اور اپنی لونڈیاں اور غلاموں (الغرض جو بھی اس شخص کے ماتحت ہوں) ان کو اللہ تعالیٰ کے فرامین پر عمل کرنے اور نواہی (یعنی جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے) سے بچنے کی تعلیم دیتا رہے۔ حدیث پاک میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بچوں کو جب وہ سات

سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو سستی کرنے پر انہیں مارو۔ (سنن ابوداؤد جلد 1 حدیث 419 صفحہ 224)

(تفسیر طبری جلد 28 صفحہ 186۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 663۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 645)

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہمیں اپنے ماتحتوں کی صحیح تربیت کرنی چاہیے والدین کو اولاد کی تربیت کرنی چاہیے، سیٹھ کو نوکر کی تربیت کرنی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔

مروی ہے کہ قیامت کے دن فرشتے ایک شخص کی پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے تو اس کے اہل وعیال آ جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے، یا اللہ اس شخص سے ہمارا حق دلوایا جائے، کہ اس شخص نے ہمیں حرام کھلایا پلایا اور اس نے ہمیں احکامِ دین نہیں سکھائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کی نیکیوں میں سے تم نیکیاں لے لو تو اسکے اہل وعیال اس کی سب نیکیاں لے جائیں گے۔ اور وہ اپنے اہل وعیال کی طرف حسرت سے دیکھ کر کہے گا، اب میری گردن پر وہ گناہ ومظالم رہ گئے جو میں نے تمہارے لئے کئے تھے۔ (اس وقت) فرشتے کہیں گے، یہ وہ (بدنصیب) شخص ہے جس کی نیکیاں اس کے گھر والے لے گئے اور یہ ان کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔

(احیاء العلوم جلد 2 صفحہ 61۔ قرۃ العیون صفحہ 88۔ تفسیر روح البیان جلد 11 پارہ 28 صفحہ 478)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندہ اپنے اہل وعیال کے جاہل ہونے سے بڑا گناہ کوئی نہ لے گا۔ (قوت القلوب جلد 2 صفحہ 415۔ احیاء العلوم جلد 2 صفحہ 62)

قارئین کرام! لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنی اولاد کی اپنے اہل وعیال کی درست تربیت کریں اس پر اولاد کی تربیت کے حوالے سے حضرت شیخ سعدی (رحمتہ اللہ علیہ) اور حضرت امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) کے فرامین ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت شیخ سعدی (رحمتہ اللہ علیہ) سے کسی نے پوچھا کہ اولاد کی تربیت کیسے کرنی چاہیے تو انہوں نے فرمایا (1) جب بچے کی عمر دس سال سے زیادہ ہو جائے تو اس کو نامحرموں اور ایروں غیروں میں نہ بیٹھنے دو (2) اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا نام باقی رہے تو اولاد کو اچھے اخلاق کی تعلیم دو (حدیث پاک میں ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کی عزت کرواور انہیں اعلیٰ اخلاق سکھایا کرو)۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3360 صفحہ 477) (3) اگر تمہیں اپنے بچے سے محبت ہے تو اس سے زیادہ لاڈ پیار نہ کرو (کہ تمہارا زیادہ لاڈ پیار کرنا اس کی عادتوں کو خراب کردے گا) (4) اپنے بچے کو استاد کا ادب سکھاؤ اور اس کو استاد کی سختی برداشت کرنے کی عادت ڈالو (5) بچے کی تمام ضروریات خود پوری کرواور اس کو ایسے عمدہ طریقے سے رکھو کہ وہ دوسروں کی طرف نہ دیکھے (6) شروع شروع میں پڑھاتے وقت بچے کی تعریف اور شاباش سے اس کی حوصلہ افزائی کرو (7) بچے کو ہنر بھی سکھاؤ کیونکہ اگر وہ ہنر مند ہوگا تو بُرے دنوں میں بھی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی بجائے اپنے ہنر سے کام لے سکے گا۔ (8) اپنے بچوں پر کڑی نظر رکھو تا کہ وہ بُرے لوگوں کی صُحبت میں نہ بیٹھیں۔ (حکایات اولیاء صفحہ 243)

حضرت امام محمد غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) اولاد کی تربیت کے حوالے سے فرماتے ہیں: کہ اولاد کی درست تربیت کرنا نہایت ضروری ہے اور بچہ والدین کے پاس امانت ہے، اس کا پاک دل ایک ایسا جوہر نایاب ہے جو ہر نقش وصورت سے خالی ہے، لہٰذا وہ ہر نقش کو قبول کرنے والا اور جس طرف اسے مائل کیا جائے اس کی طرف مائل ہو جانے والا ہے۔ اگر اسے اچھی باتوں کی عادت ڈالی جائے اور اس کی تعلیم وتربیت کی جائے تو اسی پر اس کی نشوونما ہو[تی] ہے جس کے باعث وہ دنیا وآخرت میں سعادت مند ہو جاتا ہے اور اس کے ثواب میں ا[س]

کے والدین، اساتذہ اور تربیت کرنے والے سب شریک ہوتے ہیں۔ اگر اسے بُرائی کی عادت ڈالی جائے اور جانوروں کی طرح چھوڑ دیا جائے تو وہ بدبختی کا شکار ہوکر ہلاک ہوجاتا ہے اور اس کا گناہ اس کے سرپرست کی گردن پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۝** اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (پارہ 28 سورۃ التحریم آیت 6)

☆ بچے کی تربیت کا طریقہ

امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) مزید فرماتے ہیں کہ جس طرح باپ بچے کو دنیا کی آگ سے بچانے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح اسے چاہیے کہ اپنے بچے کو جہنم کی آگ سے بھی بچائے اور جہنم کی آگ سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ بچے کی تربیت کرے، اسے تہذیب سکھائے، اچھے اخلاق کی تعلیم دے، بُرے دوستوں سے دور رکھے، آسائشوں کی عادت نہ ڈالے، زیب وزینت اور عیش پسندی کی محبت اس کے دل میں پیدا نہ ہونے دے کہ وہ اس کی طلب میں اپنی عمر ضائع کردے گا۔ پھر جب بڑا ہوگا تو دائمی ہلاکت میں مبتلا ہوجائے گا، لہٰذا شروع سے ہی اس کی نگہداشت رکھے، کسی دین دار عورت کی پرورش میں دے جو صرف حلال کھاتی ہو اور اسی سے دودھ پلوائے کیونکہ جو حرام کھاتی ہے اس کی دودھ میں برکت نہیں ہوتی نیز جب بچے کی نشو ونما حرام غذا سے ہوگی تو اس میں خباثتیں بھر جائیں گی اور ان ہی خبائث کی طرف اس کی طبیعت مائل ہوگی۔ پھر جب اس میں تمیز اور سمجھداری کے آثار دیکھے تو اچھے طریقے سے اس کی نگرانی کرے اور تمیز اور سمجھداری کے بارے میں اس طرح پتا چلے گا کہ اولاً اس میں حیاء کا ظہور ہوگا کیونکہ جب وہ حیا کرتے ہوئے بعض کاموں

کو چھوڑ دے تو یہ بات اس پر دلالت کرے گی اس میں عقل کا نور چمک رہا ہے جس کی روشنی میں وہ بعض اشیاء کو قبیح دیکھتا ہے اور بعض کو نہیں، یوں وہ بعض سے حیا کرتے ہوئے بچے گا اور بعض سے نہیں اور یہ اللہ عزوجل کی طرف ہدایت اور بشارت ہے جو اخلاق کے معتدل ہونے اور قلب کی صفائی پر دلالت کرتی ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ بڑے ہو کر اسے کامل عقل نصیب ہوگی۔ جب بچے میں حیاء پیدا ہو جائے تو اس کی طرف لاپرواہی اختیار نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کی حیا اور تمیز کے مطابق اسے ادب سکھانا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) اولاد کی تربیت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرو کیونکہ تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اس کی کیسی تربیت کی اور تم نے اسے کیا سکھایا۔ (شعب الایمان جلد 6 حدیث 8662 صفحہ 400)

قارئین کرام! اس حدیث سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اولاد کی تربیت کرنا کتنا ضروری ہے اور یہ وہ کام ہے جس کے بارے میں آخرت میں ہم سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ تم نے اپنی اولاد کی کیسی تربیت کی، ان کو اللہ تعالیٰ ورسول (عزوجل و ﷺ) کا فرمانبردار بنایا یا نافرمان، ان کو دین کے احکام سکھائے یا نہیں سکھائے یہ سوالات والدین سے قیامت کے دن کیے جائیں گے اور ان سوالات کے جوابات والدین کو دینے پڑیں گے۔

قارئین کرام! ہر ماں باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد ان کی فرمانبردار ہو تو اس کے لیے ان کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو اللہ اور رسول عزوجل و ﷺ کا فرمانبردار بنائیں کیونکہ جو اولاد کو اللہ ورسول عزوجل و ﷺ کا فرمانبردار نہیں بناتے تو ان کو یہ خواب بھی نہیں دیکھنے چاہیے کہ ان کی اولاد ان کی فرمانبردار ہوگی۔ کیونکہ جو اولاد اللہ ورسول (عزوجل و ﷺ) کی نافرمان ہو اور دین کے احکامات سے دور ہو تو وہ اولاد کیسے اپنے والدین کی

فرمانبرداری کرسکتی ہے۔

قارئین کرام! افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جب اولاد اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرے تو ماں باپ کچھ نہیں کہتے (الا ماشآء اللہ) لیکن جب یہی اولاد ان کی نافرمانی کرتی ہے اوران کی بات نہیں مانتی، ان کے آگے بدتمیزی کرتی ہے تو پھران کو فکر لاحق ہوجاتی ہے کہ ان کی اولاد ان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کررہی ہے حالانکہ یہ سب ان کی اپنی غفلت اوراولاد کی درست اسلامی تربیت نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

قارئین کرام! آج ہر شخص غلط معاشرے کا تذکرہ تو کرتا ہے کہ حالات بہت بگڑتے جارہے ہیں مگر کبھی یہ بھی سوچا کہ ایسا کیوں ہورہا ہے حالات کیوں بگڑ رہے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے؟ جب ہم اس بارے میں غور کریں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ سب ہماری اپنی غفلت اوراولاد کی اسلامی تربیت نہ کرنے کا نتیجہ ہے، کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کی گود اس کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے، اگر ماں، باپ نیک، پرہیزگار، متقی، ہوں تو اولاد بھی نیک، پرہیزگار، متقی ہوگی، والدین غور کریں آج ہم اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم تو دلواتے ہیں مگر دینی تعلیم دلوانے میں سستی کرتے ہیں آج ہم اپنی اولاد کو انگریزی بولنا تو سکھاتے ہیں مگر قرآن وحدیث کی تعلیم دلوانے میں غفلت کرتے ہیں، آج ہم اولاد کو کفار کے فیشن کرنا تو سکھاتے ہیں مگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں کیوں نہیں سکھاتے، حالانکہ اولاد کو سنتیں اور ضروریات علمِ دین سکھانا فرض ہے اور والدین کے لئے دنیا وآخرت میں اجروثواب کا باعث بھی ہے وہ والدین غور کریں جو اپنی اولاد کو دین کی تعلیم اورضروری احکامات دین نہیں سکھاتے، غور فرمائیں اور سوچیں کہ جب وہ فوت ہوجائیں گے تو ان کا جنازہ اولاد کے سامنے رکھا ہوگا اور یہ اولاد جسے انہوں نے صرف دنیاوی تعلیم دلوائی اور علم دین نہ سکھایا اس وقت کیسی بے بسی ہوگی جب انہیں نماز جنازہ بھی نہ پڑھنا آتا ہوگا کیونکہ آپ انہوں نے ان کو یہ چیزیں سکھائی ہی نہیں، آج ہمارا بچہ فرفر انگریزی بولے تو ہم فخر کرتے ہیں کہ دیکھو

میرا بیٹا کتنا پڑھا لکھا ہے میں نے اسے فلاں کالج، یونیورسٹی سے تعلیم دلوائی ہے۔ مگر جب اسی بیٹے کو قرآن پاک صحیح طرح پڑھنا نہ آتا ہو تو ہمیں دُکھ کیوں نہیں ہوتا؟ آج ہم اپنی اولاد کو دنیاوی مستقبل سنوارنے کا ذہن تو دیتے ہیں مگر آخرت کی تیاری کی فکر کیوں نہیں دیتے؟ جو اصل مستقبل اور زندگی ہے۔ آج ہم اپنی اولاد سے دنیاوی نالج پر گھنٹوں گفتگو کرتے ہیں مگر ان سے دین کی باتیں کیوں نہیں کرتے؟ والدین غور کریں کہ کبھی ہم نے اپنی اولاد کو قبر و حشر کے طویل معاملات کی تیاری کا ذہن دیا؟ اگر کوئی آپ کو بچوں کو دینی تعلیم دلوانے کا ذہن دے تو آپ کہتے ہیں کہ دین و دنیا ساتھ ساتھ ہونی چاہیے۔ مگر آپ اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم دلوانے پر ہی زیادہ زور دیتے ہیں آپ کی بات کا مزہ تو تب ہے کہ جس اولاد کو آپ ڈاکٹر یا انجینئر وغیرہ بنا رہے ہیں تو ساتھ ساتھ عالم بھی بنائیں کہ جب آپ کا بیٹا ڈاکٹر بنے تو ساتھ ہی عالم بھی بن جائے مگر ایسا کم ہوتا ہے کیونکہ ہم دنیا کو آخرت کے معاملے زیادہ بہتر سمجھتے ہیں جو کہ نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد عطا کی یہ اس کی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ○ پھر بیشک اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔

(پارہ 30 سورۃ تکاثر آیت 8)

والدین غور کریں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ سے اولاد کے بارے میں پوچھا کہ میں نے تمہیں اولاد کی نعمت عطا کی تو تم نے انکی اسلامی تربیت کیوں نہ کی ان کو دین کے احکامات کیوں نہ سکھائے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے؟ آج ہم اپنی اولاد کو گناہوں کے آلات تو فراہم کرتے ہیں کیا کبھی یہ بھی سوچا کہ کل قیامت کے دن ان سب کا حساب دینا پڑے گا آج ہم اپنی اولاد کو T.V، VCR کمپیوٹر، موبائل، انٹرنیٹ کی سہولت تو فراہم کرتے ہیں مگر اولاد کو اس کا صحیح استعمال کرنا کیوں نہیں سکھاتے؟ حالانکہ ان کے غلط استعمال کی وجہ سے آج معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے بچے کفار کے طور طریقے اپنا رہے ہیں اور اسلامی طریقوں کو چھوڑ رہے ہیں اور جو کچھ یہ T.V، موبائل، انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں

ایسا کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) فرماتے ہیں، اپنی نظر کی حفاظت کرو یہ دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے اور فتنے کیلئے یہی کافی ہے۔

(احیاء العلوم، جلد 3 صفحہ 125)

اسی طرح جب آپ کی اولاد غلط کاموں کو T.V، موبائل، انٹرنیٹ پر دیکھتی ہے، تو یہ اس کے فتنہ میں مبتلا ہو جاتی ہے اور جب آپ اس کو منع کرتے ہیں تو یہ آپ کی نافرمانی کرتی ہیں اور بعض اوقات اولاد نفسانی خواہش کے غالب ہونے کی صورت میں ایسے غلط کام کر گزرتی ہے جسکی وجہ سے اولاد کی اور ساتھ ہی والدین کی بھی پورے معاشرے میں بدنامی ہوتی ہے اور پھر والدین اور اولاد کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے۔

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام برا ہے

والدین توجہ فرمائیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ انہیں ان حالات کا سامنا نہ کرنا پڑے تو انہیں اولاد کی اسلامی تربیت کرنا ہوگی اس میں والدین کا بھی بھلا ہے اور اولاد کا بھی بھلا ہے۔

مدنی التجاء: والدین کی بارگاہ میں عرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ کر دیں کہ اس ماحول نے نہ جانے کتنے لوگوں کو نیک بنا دیا ہے جو نوجوان کل تک کفار کے فیشن کے دیوانے تھے، آج الحمدللہ (عزوجل) پیارے آقا ﷺ کی سنتوں کو اپنانے والے بن گئے جو بے نمازی تھے وہ نمازی بن گئے، اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد بھی نیک، پرہیزگار، ہو جائے تو آیئے دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول آپکو خوش آمدید (Welcome) کہنے کے لئے تیار ہے اور اسلامی تربیت کیلئے آپ خود بھی دعوت اسلامی کے مدنی قافلوں میں سفر کریں اور اپنی اولاد کو بھی سفر کروائیں، ان شاءاللہ (عزوجل) دنیا اور آخرت میں بیڑا پار ہوگا۔

اسی ماحول نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا دیکھو
اندھیرا ہی اندھیرا تھا اجالا کر دیا دیکھو

136: موضوع

﴿توبہ کے فضائل﴾

(170) وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

ترجمہ: ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے''۔ (پارہ 25 سورۃ الشوریٰ آیت 25)

تفسیر:۔ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے کہ توبہ کرنے والا مومن ہو یا کافر، دوست ہو یا دشمن الغرض جو بھی توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کے توبہ قبول فرمانے کا معنیٰ یہ ہے کہ جس گناہ سے بندہ توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس گناہ کی سزا نہیں دیتا اور اس پر مواخذہ نہیں کرتا اور بندے کی توبہ کا معنیٰ یہ ہے کہ اس سے جو گناہ ہو گیا ہے اس پر نادم ہو اور دوبارہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عزمِ مُصمّم کر لے، اگر اس سے فرائض اور واجبات رہ گئے ہیں تو ان کی قضا کرے، اگر اس نے کسی کا مال غضب کر لیا تھا یا چوری کر لیا تھا تو اس کے اصل مالک کو مال واپس کر دے اور جس طرح پہلے اس نے گناہ میں کوشش کی تھی، اسی طرح اب اطاعت اور عبادت میں کوشش کرے اور جس طرح اس کو پہلے گناہ میں لذت حاصل ہوئی تھی، اب عبادت میں لذت حاصل کرے اور ہنسنا کم اور رونا زیادہ کر دے۔

مروی ہے کہ ایک اعرابی مسجدِ نبوی شریف میں حاضر ہوا اور کہا یا اللہ میں تجھ سے بخشش مانگتا اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، پھر اس شخص نے نماز پڑھی جب فارغ ہوا تو حضرت علی

(رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اے فلاں شخص، تو نے تو توبہ واستغفار میں ایسی عجلت (یعنی جلدی) دکھائی جیسے ایک جھوٹا آدمی توبہ واستغفار کر رہا ہو تو ایسی توبہ کرنے سے بھی توبہ کر، کیونکہ تو نے توبہ میں غلط طریقہ اختیار کیا ہے اس نے عرض کی، اے میرالمومنین آپ ہی مجھے توبہ کا درست طریقہ بتائیں تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا، توبہ کی چھ (6) شرائط ہیں (1) ماضی میں جتنے گناہ ہوئے اس سے ندامت کا اظہار کر (2) جتنے فرائض وواجبات پہلے چھوٹ گئے ہوں تو ان کو ادا کر (یعنی نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ ادا نہ کی ہوں تو ان کو ادا کر) (3) حقوق العباد کی ادائیگی (یعنی جس کے حق میں غلطی ہوئی اسے راضی کر) (4) جیسے گناہ کر کے نفس کو خوش کیا ایسے ہی اب اُسے اطاعت میں ذلیل وخوار کر (5) جیسے نفس کو گناہوں کی حلاوت (مٹھاس) چکھائی اب اسے اطاعت کے کڑوے گھونٹ پلا (6) اور اپنے گناہوں پر آہ وزاری اور گریہ وفغاں کر اور اب زندگی بھر کے ہنسنے سے کچھ زائد رو۔

(تفسیر بیضاوی صفحہ 642۔ تفسیر مظہری جلد 8 صفحہ 425۔ تفسیر روح البیان جلد 10 پارہ 25 صفحہ 88)

قارئین کرام! یہاں پر توبہ کے فضائل سے متعلق قرآن پاک کی آیات واحادیث مبارکہ و اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

☆ توبہ کے فضائل کے متعلق قرآن پاک کی آیات

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(1) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ ۝ ترجمہ: بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

(پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 222)

(2) اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۝ ترجمہ: مگر جو (لوگ) تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت

میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔ (پارہ16 سورۃ مریم آیت60)

(3) فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ ترجمہ: تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ اپنی رحمت سے اس پر رجوع فرمائے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ6 سورۃ المائدۃ آیت39)

(4) اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝ ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (پارہ19 سورۃ الفرقان آیت70)

(5) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًاؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۝ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرو، یقیناً تمہارا رب تم سے تمہاری خطائیں دور فرما دے گا اور تمہیں بہشتوں (جنتوں) میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں رواں ہیں۔ (پارہ28 سورۃ التحریم آیت8)

☆ توبہ کی فضیلت کے متعلق احادیثِ مبارکہ واقوال

(1) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے تم میں سے کسی شخص کا اونٹ جنگل میں گم ہونے کے بعد دوبارہ اُسے مل جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات جلد3 حدیث1235 صفحہ488)

(2) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے اس گمان کے ساتھ ہوتا ہوں اور جہاں وہ (میرا) ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ اور بخدا اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جنگل میں گمشدہ سواری مل جائے اور جو شخص بقدر ایک بالشت کے میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں بہ قدر ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو بقدر ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں بہ قدر چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس (اپنی شان کے مطابق) دوڑتا ہوا آتا ہوں۔ (صحیح مسلم کتاب التوبہ جلد 3 حدیث 6887 صفحہ 518)

(3) حضرت عبیدہ بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4239 صفحہ 666)

(4) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک اس کی روح حلق تک نہ پہنچ جائے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1462 صفحہ 635)

(5) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم گناہ کرو یہاں تک کہ تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں تو پھر تم توبہ کرو تو بھی اللہ تعالیٰ تم پر نظر کرم فرمائے گا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4237 صفحہ 665)

(6) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام انسان گناہگار ہیں اور گناہگاروں میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4240 صفحہ 666)

(7) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ایک آدمی نے کوئی نیکی نہیں کی تھی۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مرنے کے بعد مجھے جلا دینا اور میری آدھی خاک کو خشکی میں اُڑا دینا اور آدھی خاک کو سمندر میں بہادینا، کیونکہ اللہ کی قسم، اگر اللہ تعالیٰ نے میری گرفت کی تو مجھے اتنا سخت عذاب دے گا کہ تمام جہانوں میں کسی کو بھی اتنا سخت عذاب نہ دیا ہوگا، جب وہ آدمی مرگیا تو اس کے گھر والوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا اور اس کی میت کو جلا کر اس کی آدھی خاک کو خشکی میں اڑا دیا، اور آدھی کو سمندر میں بہادیا، اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا کہ اس شخص کی خاک کو ایک جگہ جمع کردے تو خشکی (یعنی زمین نے) اس کی خاک کو ایک جگہ جمع کردیا، پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا تو اس نے بھی اس کی خاک کو جمع کردیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو زندہ کیا اور اس سے پوچھا کہ بتا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے جواب دیا، اے مالک ومولا تیرے خوف کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس خوف کی وجہ ہی سے بخش دیا۔ (صحیح مسلم کتاب التوبہ جلد 3 حدیث 6914 صفحہ 526)

قارئین کرام! غور فرمائیں: کہ جس شخص نے پوری زندگی میں کوئی نیک عمل نہیں کیا صرف اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا کہ کہیں میرا رب مجھے عذاب میں گرفتار نہ کردے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی وجہ سے بخش دیا تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے، اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور گناہوں سے باز آجائے تو غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کو کیسے انعام واکرام سے نوازے گا۔

(8) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا، بندہ جب گناہوں سے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے محافظ فرشتوں (یعنی کراما

کاتبین) کو اس کے گناہ بھلا دیتا ہے اور اسی طرح اس کے اعضاء (یعنی ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ جو کل قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دیں گے ان) کو بھی بھلا دیتا ہے اور اس کے زمین پر موجود نشانات کو بھی مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر اس کے گناہوں کا کوئی گواہ نہ ہوگا۔ (الترغیب والترہیب کتاب التوبۃ والزہد جلد 2 صفحہ 511)

(9) حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ایک مومن اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فسق و فجور کے اندر گزرے ہوئے ہر دن کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھ دیتا ہے اور اسے شہید جیسا ثواب عطا فرماتا ہے، اور ایسے شخص کو بروزِ قیامت ایک ہزار تاج پہنائے جائیں گے، اور اس کی قبر میں اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھولا جائے گا، اور قیامت کے دن اس کے دائیں، بائیں، آگے پیچھے ایک ایک فرشتہ ہوگا، یہ سب فرشتے اس شخص کو جنت کی بشارت دیں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے جب کوئی جوان شخص توبہ کرتے ہوئے مرجائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی جو عزت وکرامت ہے اس کے سبب سے ربِ ذوالجلال مسلمانوں کے قبرستان سے چالیس سال تک کیلئے اپنا عذاب اُٹھا لیتا ہے۔ (درۃ الناصحین جلد 2 صفحہ 482)

(10) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے نے اپنے گناہوں سے ندامت کا اظہار کیا، تو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو طلب مغفرت سے پہلے ہی بخش نہ دیا ہو۔ (کیمیائے سعادت صفحہ 642)

(11) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: جس نے کوئی گناہ کیا ہو تو وہ اسے یاد کرکے دل میں خائف (خوفزدہ) ہو تو گناہ اس کے نامہ اعمال سے محو ہو جاتا ہے

(یعنی مٹ جاتا ہے)۔ (احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 35)

(12) حضرت عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، بندہ گناہ کرنے کے بعد اگر ایک لحہ بھر بھی ندامت کرتا ہے تو آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ اس گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا شرمندگی وندامت توبہ ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4241 صفحہ 666۔ احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 35)

☆ توبہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام سے متعلق دو واقعات

(1) بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی جو اپنے حسن و جمال کی وجہ سے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی تھی، وہ بدکار عورت اپنے گھر کے دروازے کو کھول کر بالکل سامنے ایک تخت پر بیٹھی رہتی تھی، جو بھی انسان اس عورت کو دیکھتا وہ آزمائش میں مبتلا ہو جاتا، جو بھی مرد اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لیے اُس کے پاس جانا چاہتا تو وہ دس دینار یا اس سے کچھ زائد دے کر اندر جانے کی اجازت ملنے کے بعد وہ اس کے گھر میں داخل ہو جاتا، ایک دن اس بدکار عورت کے دروازے کے سامنے سے ایک عابد (یعنی عبادت گزار شخص) کا گزر ہوا۔ جب اس کی نگاہ اس عورت پر پڑی جو کہ اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی، تو وہ عابد اس بدکار عورت کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہو گیا تو وہ اس کو حاصل کرنے کے لیے دل ہی دل میں کوشش کرنے لگا۔ اور وہ ساتھ ہی اس کے خیال کو اپنے دل سے دور کرنے کی بھی کوشش کرتا رہا لیکن وہ اس کی محبت کو زائل نہ کر سکا، آخر کار اس کا اپنے آپ پر کنٹرول نہ رہا، یہاں تک کہ اس کے پاس جو کچھ سامان تھا، اس نے اسے فروخت کیا اور اس عورت کے حصول کیلئے جتنے دینار کی ضرورت تھی ان کو جمع کیا اور اس بدکار عورت کے گھر پر آ گیا، اس نے کہا کہ وہ اس

کے وکیل کو دینار جمع کروادے اور وقت مقرر کر لے، لہٰذا وقت مقرر ہو گیا اور وہ عابد مقررہ وقت پر آ گیا، اس بدکار عورت نے اپنے آپ کو سنوارا اور اپنے گھر میں موجود ایک پلنگ (یعنی چارپائی) پر بیٹھ گئی، رقم ادا کرنے والا عابد بھی وہاں پہنچ گیا اور اس بدکار عورت کے ساتھ بیٹھ گیا، جب اس نے اپنے ہاتھ کو اس عورت کی طرف بڑھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عبادت، اور پہلے کی جانے والی توبہ کی برکت اور اپنی رحمت کی وجہ سے اس کے ہاتھ کو روک لیا اور اس دوران عابد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس حالت میں دیکھ رہا ہے۔ اس طرح اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے، یہی بات سوچ کر اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا اور اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا، جب اس عورت نے اس کی طرف دیکھا تو حیران ہو گئی کہ اس کا تو رنگ ہی بدل گیا ہے اس نے پوچھا تجھے کیا ہوا ہے؟ عابد نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دیدے، اس عورت نے کہا اے نادان انسان تجھے جو کچھ میسر آیا ہے۔ بکثرت لوگ تو اس کی آرزو کرتے ہیں، آخر کونسی چیز ہے کہ جس میں تو ابھی مبتلا ہو گیا ہے؟ عابد نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، جو رقم میں تیرے سپرد کر چکا ہوں اس کا خرچ کرنا تیرے لیے حلال ہے بس تو مجھے صرف یہاں سے باہر نکلنے کی اجازت دیدے، اس بدکار عورت نے اس عابد سے پوچھا کیا تو نے پہلے یہ برائی کبھی نہیں کی؟ اس عابد نے جواب دیا کہ نہیں اس عورت نے کہا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے؟ عابد نے اپنا اور اپنے گاؤں کا نام بتایا، تب اسے باہر جانے کی اجازت مل گئی، چنانچہ وہ وہاں سے چلا گیا، باہر جانے کے بعد وہ اپنی ہلاکت اور بربادی کی دعا کرنے اور زار و قطار رونے لگا تو عابد کے اس عمل کی برکت سے اس بدکار عورت کے دل میں بھی خوفِ خدا پیدا ہو گیا۔ اور یہ بھی اپنے

دل میں کہنے لگی کہ یہ شخص پہلا گناہ شروع کرنے لگا کہ اس کے دل میں اس قدر خوف پیدا ہو گیا جبکہ میں تو سال ہا سال سے گناہ کر رہی ہوں، پھر اس عورت نے کہا کہ جو عابد کا رب ہے، جس سے وہ اس قدر ڈرتا ہے، میرا بھی تو وہی رب ہے جب میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں تو مجھے تو اس سے کہیں زیادہ ڈرنا چاہیے، چنانچہ اس عورت نے توبہ کی اور لوگوں کے آنے سے اپنا دروازہ بند کر لیا، اور اس نے پرانا لباس زیبِ تن کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی اور اسکی عبادت کرنے لگی، پھر اس عورت کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں اس عابد کے پاس چلی جاؤں تو شاید وہ مجھ سے نکاح کر لے اور میں اس کے پاس رہوں اور اس سے دین کے معاملات سیکھوں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں اس سے مدد لوں ،لہٰذا اس نے یہ سوچ کر رختِ سفر باندھا اور اپنا سامان اُٹھایا اور اپنے خادموں کو ساتھ لیا اور اس بستی میں آ پہنچی جہاں وہ عابد رہتا تھا، اس نے وہاں کے لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے عابد کو جا کر بتا دیا کہ ایک عورت آپ کے بارے میں پوچھ رہی ہے تو وہ عابد اس عورت کی طرف آیا۔ عورت نے جونہی اسے دیکھا تو اپنے چہرے سے پردہ ہٹا دیا تا کہ وہ عابد اس کو پہچان سکے، جب عابد نے اس عورت کو دیکھا تو اسے پہچان لیا، اور اسے وہ سارا منظر یاد آ گیا جو اس کے اور عورت کے درمیان رُونما ہو چکا تھا، عابد نے ایک زوردار چیخ ماری اور اسکی روح پرواز کر گئی۔ پھر یہ غمزدہ عورت باقی رہ گئی اور کہنے لگی کہ جس کے لیے آئی تھی وہ تو مر گیا، کیا اس عابد کے رشتہ داروں میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو مجھ سے نکاح کر سکے؟ لوگوں نے اس عورت کو بتایا کہ مرنے والے کا ایک صالح بھائی ہے لیکن وہ تنگدست ہے، عورت نے کہا کوئی حرج نہیں۔ میرے پاس مال موجود ہے، جس وجہ سے میں غنی ہوں،، چنانچہ مرنے والے عابد کا بھائی آیا اور اس نے توبہ کرنے والی اس

عورت کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اور ان کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے اور سارے توبہ کرنے کی برکت سے بنی اسرائیل میں انبیاء کرام ہوئے۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ 319۔ درۃ الناصحین جلد 2 صفحہ 289)

(2) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ایک بار مدینہ طیبہ کی گلی میں سے گزر رہے تھے کہ آپ کے سامنے ایک ایسا نوجوان آ گیا جس نے اپنے کپڑے کے نیچے کوئی چیز چھپائی ہوئی تھی؟ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) نے اس سے پوچھا، اے نوجوان یہ کیا چیز ہے، جو تو نے اپنے کپڑے کے نیچے چھپائی ہوئی ہے؟ اس نوجوان نے شراب اُٹھا رکھی تھی لیکن اس نوجوان کو حیا آئی کہ وہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے کہے کہ یہ شراب ہے تو اس نوجوان نے اپنے دل میں کہا یا اللہ اگر تو مجھے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے سامنے شرمندہ اور رُسوا نہ کرے اور اس کے سامنے میرا پردہ رکھ لے (تو میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں) کہ میں پھر کبھی بھی شراب نہیں پیوں گا، نوجوان نے کہا اے امیر المومنین جو چیز میں نے چھپائی ہوئی ہے یہ سرکہ ہے، حضرت سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا، کہ مجھے دکھاؤ کہ میں دیکھوں کہ تم نے کیا چیز چھپا رکھی ہے تو اس نوجوان نے آپکے سامنے اس چیز سے پردہ ہٹایا تو وہ واقعی شراب سرکہ بن چکی تھی۔ (درۃ الناصحین جلد 2 صفحہ 486)

حضرت شیخ عثمان بن حسن احمد شاکر (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں، اے بھائیو! اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو کہ ایک نوجوان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دیا اور اس شراب کو سرکے میں تبدیل فرما دیا، پس اگر ایک بس گنہگار شخص اپنے اعمالِ فاسدہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لے تو وہ یقیناً گنہگار بندے کے گناہوں کی شراب کو طاعات کے سرکہ کے ساتھ تبدیل فرما دے گا

اور یہ بات اس کے لطف وکرم سے کوئی عجیب تر بھی نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ترجمہ: تو جو لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کریں تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ 19 سورۃ الفرقان آیت 70)

مٹا دے ساری خطائیں میری مٹا یارب ۔۔۔ بنا دے نیک بنا نیک دے بنا یارب

گناہگار ہوں میں لائق جہنم ہوں ۔۔۔ کرم سے بخش دے مجھ کو نہ دے سزا یارب

گناہ بے عدد اور جرم بھی ہیں لاتعداد ۔۔۔ کر عفو سہہ نہ سکوں گا کوئی سزا یارب

نہیں ہیں نامۂ بدکار میں کوئی نیکی ۔۔۔ فقط ہے تیری ہی رحمت کا آسرا یارب

گناہگار طلبگار عفو و رحمت ہے ۔۔۔ عذاب سہنے کا کس میں ہے حوصلہ یارب

کہیں کا آہ گناہوں نے اب نہیں چھوڑا ۔۔۔ عذابِ نار سے سگِ عطار کو بچا یارب

معاف فضل وکرم سے ہو ہر خطا یارب ۔۔۔ ہو مغفرت پئے سلطانِ انبیاء یارب

بلا حساب ہو جنت میں داخلہ یارب ۔۔۔ پڑوس خُلد میں سرور کا ہو عطا یارب

(آمین)

(خوشی کے ساتھ تکلیف)

حضرت سیدنا ابو حازم (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: دنیا کی جو چیز بھی تمہیں خوش کرتی ہے اس کے ساتھ تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 640)

موضوع :137

﴿خوفِ خدا اور توکل﴾

(172,171)وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا○

ترجمہ: ''اور جو (شخص) اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ اسے کافی ہے، بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے، بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے''۔ (پارہ 28 سورۃ الطلاق آیت 2،3)

تفسیر:۔اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لیے نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، یعنی جو شخص ہر عمل کو کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں تقویٰ وطہارت سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسی راہ نکال دیتا ہے کہ جس سے وہ ہر پریشانی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کا کسی وقت بھی حال غمگین نہیں ہوتا بلکہ وہ دنیا و آخرت کے ہر غم والم سے بچ جاتا ہے۔

قارئین کرام! ہماری حالت بھی بڑی عجیب ہے، عام حالات میں تو ہم احکام شرعیہ کی کچھ نہ کچھ پاسداری کرتے ہیں لیکن جب ہم کسی مشکل میں پھنس جاتے ہیں تو اس سے نکلنے کے لیے جائز و ناجائز حرکات کے ارتکاب میں ذرا تامل نہیں کرتے، غربت وافلاس کی گرفت

سخت ہوجائے تو رشوت، چوری، لوٹ کھسوٹ اور حرام خوری کی طرف مائل ہوجاتے ہیں، کسی مقدمہ میں پھنس جائیں تو اس میں کامیاب ہونے کے لیے جھوٹی گواہی سے کام چلا لیتے ہیں، دشمن کا دباؤ بڑھ جائے تو جھوٹ اور مکر وفریب سے گلوخلاصی کی تدبیریں سوچنے لگتے ہیں۔ درحقیقت یہ سب نفس کا فریب اور شیطان کا دھوکہ ہے، ایسا کرنے سے مشکلیں گھٹتی نہیں بلکہ بڑھتی ہیں اور مطلعِ حیات مزید ابر آلود ہوجاتا ہے، ناکامیاں اور رُسوائیاں انسان کا مقدر بن جایا کرتی ہیں، اس کے برعکس قرآن کریم نے مشکلات سے نجات پانے اور مصائب کے نرغے سے رہائی حاصل کرنے کا ایک طریقہ بتایا ہے، وہ یہ کہ اپنے دل میں خوفِ خدا پیدا کرلو، جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے بھولے سے بھی ان کے قریب نہ جاؤ اور جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے، ان کی پوری طرح پابندی کرو اور اس کی یاد اور اس کے ذکر میں صدقِ دل سے مشغول ہوجاؤ، پھر تم دیکھو گے کہ اس کا دستِ کرم کس طرح آگے بڑھ کر تمہاری چارہ سازی کرتا ہے، اس کی چشمِ رحمت کس طرح تمہاری بگڑی بناتی ہے اور وہ اپنے خزانوں کے مُنہ تمہارے لیے کس طرح کھول دیتا ہے، اس آیتِ مبارکہ میں بندۂ مومن کو اس کی یقینی نجات، حقیقی کامیابی وکامرانی اور سچی خوشی کا راستہ دکھایا گیا ہے، کاش ہم کان کھول کر اسے سُن لیں، دلوں میں اس کو جگہ دیں اور صدقِ دل سے اس پر عمل کریں۔

☆اس آیتِ مبارکہ (وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا) کے تحت احادیثِ مبارکہ واقوال

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ مجھے نبی کریم ﷺ یہ آیت مبارکہ سناتے رہے اور جب فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: اے ابوذر، اگر سارے لوگ اس

آیت پر عمل کرنا شروع کردیں تو یہ آیت ان سب کے لیے کافی ہو جائے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4209 صفحہ 657۔ المستدرک جلد 3 حدیث 3819 صفحہ 547۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 644۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 611۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد 5 صفحہ 278)

(1) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیتِ مبارکہ کے تحت ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا کے شبہات، موت کی تلخیوں اور قیامت کے دن سختیوں سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 609)

(2) حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کے خوف اور تقویٰ کو تجارت بنالو یہ بغیر سامان اور کاروبار کے تمہیں رزق عطا کرے گا، پھر آپ ﷺ نے اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

(مجمع الزوائد جلد 7 حدیث 11421 صفحہ 266۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 611)

(3) حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا) کیلئے (ہر شے سے) کٹ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشقت اور تکلیف کے لیے اسے کافی ہے اور وہ اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا اور جو دنیا کے لیے (ہر شے سے) کٹ گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اسی کے سپرد کر دیتا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 10 حدیث 18189 صفحہ 546۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 646۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 612)

حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے قرآن کی ایک آیت ایسی ملی ہے کہ اگر کوئی اس پر عمل کرے تو اسے روزی کا خطرہ نہ ہو، پھر آپ ﷺ نے بار بار اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 509)

(5) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کثرت سے استغفار کیا، اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر غم اور ہر قسم کی تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسکا گمان بھی نہیں ہوتا۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 248۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 612 تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 645)

(6) امام بخاری (رحمتہ اللہ علیہ) حضرت اسماعیل بجی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم رُکے رہو جہاں سے رُکنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تو یقیناً تم مشقت کے بغیر کھاتے رہو گے۔

(کتاب التاریخ للبخاری جلد 1 صفحہ 348۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 611)

(7) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے تو وہ اسے دنیا کے غموں اور پریشانیوں سے کافی ہو جاتا ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 611)

(8) حضرت ربیع بن خثیم (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر اُس شے سے نکلنے والا بنا دیتا ہے جو لوگوں کے لیے باعثِ تنگی و پریشانی ہوتی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 645۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 612)

(9) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ کشادگی کا وعدہ اس آیتِ مبارکہ میں ہے پھر آپ (رضی اللہ عنہ) نے اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 645)

(10) حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) نے اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ جو شخص

اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے موت کے وقت کرب (تکلیف وشدت) اور تمام امور کے شبہات سے بچالیتا ہے اور اسے وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں سے اسے اُمید بھی نہیں ہوتی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 645۔تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 608)

حضرت عمر فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ایک شخص نے آپ کی بارگاہ میں عرض کی کہ مجھے دفتر میں کوئی بہتر ملازمت عطا فرمایئے، آپ (رضی اللہ عنہ) نے اس سے فرمایا کیا تو نے قرآن مجید پڑھا ہوا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ آپ جایئے پہلے قرآن مجید پڑھ کر آیئے پھر آپ کو ملازمت مل جائے گی اس شخص نے جا کر قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے میں بڑی محنت کی، اس ارادہ پر کہ مجھے ملازمت مل جائیگی لیکن قرآن مجید کی تعلیم کی ایسی برکت ہوئی کہ اسے ضروریاتِ زندگی کیلئے کسی چیز کی ضرورت نہ رہی اس لیے یہ شخص حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوا، ایک دن حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اس شخص کو کہیں راستے میں ملے تو فرمایا عزیز عرصہ ہو گیا تم اس کے بعد واپس ملنے کیلئے نہیں آئے کیا تم ناراض تو نہیں ہو گئے اس شخص نے عرض کی، آپ (رضی اللہ عنہ) سے کون ناراض ہو سکتا ہے آپ تو ہمارے آقا و مولیٰ ہے لیکن بس اب مجھے ملازمت کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا وہ کیسے؟ اس نے عرض کی کہ قرآن مجید پڑھنے سے مجھے ایسی برکتیں نصیب ہوئی ہیں جس سے میری ضروریاتِ زندگی پوری ہو رہی ہیں۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ تمہیں کس آیت سے ایسا بھروسہ ملا ہے اس نے عرض کی اس آیت سے: **وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا o** (اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہے) کہا: مجھے اس آیت سے خوب سہارا ملا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 510)

☆رزق میں برکت وفراخی کا بہترین نسخہ

تفسیر روح البیان میں فراخی رزق کے حوالے سے ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) نے فقر وفاقہ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ باوضو رہا کرو (کہ اس کی برکت سے) تمہارے رزق میں وسعت ہو جائے گی۔ (تفسیر روح البیان جلد 10 صفحہ 511)

اس کے بعد آیتِ مبارکہ میں ارشاد ہوا: **وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ** ۝ کہ اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہ اسے کافی ہے یعنی جو شخص اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے اور صرف اسی پر توکل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔

☆توکل کے متعلق احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں بھی اسی طرح رزق عطا فرمائے گا جس طرح وہ پرندوں کو رزق عطا فرماتا ہے کہ وہ صُبح کو بھوکے اپنے گھونسلوں سے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 226 صفحہ 105)

(2) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہیں: حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص فاقہ میں مبتلا ہو جائے اور اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو شخص رزق تنگ ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جلد یا کچھ دیر بعد رزق عطا فرمائے گا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 207 صفحہ 99۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 454)

(3) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھوکا یا ضرورت مند ہو تو اگر اس نے اپنی ضرورت کو لوگوں سے چھپایا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ حلال مال سے اسے سال بھر کا رزق عطا فرمائے (یعنی اس کے لیے ایک سال کے رزق کا کوئی حلال راستہ کھول دے)۔

(مجمع الزوائد جلد 10 حدیث 17870 صفحہ 450۔ تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 615۔ تفسیر مظہری جلد 9 صفحہ 454)

(4) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ لوگوں سے بڑھ کر قوی اور طاقتور ہو جائے، تو اسے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے اور جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ لوگوں سے بڑھ کر غنی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اسے اس کی نسبت یقینی جانے جو اس کے اپنے قبضے میں ہے اور جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ کہ وہ لوگوں سے بڑھ کر (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) قابلِ تکریم بن جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

(تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 614)

(4) حضرت وہب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جب میرا بندہ مجھ پر توکل کرے گا تو اگر آسمان اور زمین بھی اس پر گر پڑے تو میں اس کے نکلنے کی راہ بنا دوں گا۔ (تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 615)

قارئین کرام! یہاں پر ایک بات یاد رکھیئے، کہ اسباب کو ترک کر دینا توکل نہیں ہے بلکہ اسباب کو اختیار کرنا چاہیے اور پھر اس کے نتیجے کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے۔

حدیثِ پاک میں ہے حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ اہلِ یمن حج کرتے تھے اور زادِ راہ نہیں لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں اور

جب مکہ پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرتے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ﴿﴾ اور زادِ راہ (یعنی سفر خرچ) لیا کرو، بہترین زادِ راہ تقویٰ (یعنی اللہ سے ڈرنا اور سوال نہ کرنا) ہے۔ (پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 197)

(صحیح بخاری کتاب الحج جلد 1 حدیث 1426 صفحہ 608)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ اسباب کو ترک کرنا توکل نہیں ہے بلکہ اصل توکل یہ ہے کہ کسی چیز کے حصول کے لیے پوری کوشش کی جائے اس کے تمام اسباب کو اختیار کیا جائے لیکن اس کے نتیجے کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے (جیسے کہ پیچھے بیان ہوا) اور یہ بھی یاد رکھیے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو شخص کسی چیز کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو اس کو وہی چیز حاصل ہو جائے کیونکہ کئی متوکلین مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں اور راہِ حق میں شہید ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو آخرت میں عظیم ثواب عطا فرماتا ہے اور ان کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

اس کے بعد آیتِ مبارکہ میں ارشاد ہوا: اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ﴿﴾ کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے کام پورا کرنے والا ہے، بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اپنا حکم جاری کرنے والا اور مراد پوری کرنے والا اور اپنی مخلوق میں اپنی قضاء و قدر جاری کرنے والا ہے اس پر کوئی توکل کرے یا نہ کرے، لیکن جو اس پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اس کا اَجر بھی بڑھاتا ہے جیسا کہ حضرت مسروق (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں، کوئی شخص اللہ پر توکل کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جو مقدر کیا ہے وہ اس کو پورا کرنے والا ہے، البتہ جو اس پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کے اجر کو

زیادہ کرتا ہے۔(تفسیر مظہری جلد 9 صفحہ 454۔تفسیر روح البیان جلد 11 پارہ 28 صفحہ 513۔تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 71۔تفسیر نور العرفان صفحہ 867)

نیز اس آیت مبارکہ کے آخر میں ہے: قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ○ کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ رکھا ہے، یعنی ہر چیز کا ایک وقت اور اس کا انجام مقرر ہے، اس لیے یہ واجب ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور تمام معاملات اس کے سپرد کردے۔

حضرت مقاتل (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں، کہ ہر چیز کے لیے سختی اور آسانی اور اس کی موت مقدر اور مقرر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنا حقیقی خوف اور ہمیشہ اپنی ذات پر توکل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

موضوع: 138

﴿لوگوں کو بُرائی سے روکنے مگر خود نہ رکنے کا وبال﴾

(173،174) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جن پر تم خود عمل نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک ہوتا ہے کہ تم ایسی بات کہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے“۔

(پارہ 28 سورۃ صف آیت 2،3)

تفسیر:۔اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دینا اور خود اس پر عمل نہ کرنا بڑا سخت گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر سخت غضبناک ہوتا ہے جو لوگوں کو تو بُرائیوں سے روکتا ہے لیکن خود بُرائیوں سے نہیں رُکتا، اس آیتِ مبارکہ کے مصداق وہ علماء، مبلغین اور

واعظین بھی ہیں جو لوگوں کو تو بُرائی سے روکتے ہیں لیکن خود بُرائی سے نہیں رُکتے۔

☆ لوگوں کو نیکی کا حکم دینے اور خود بُرائی سے نہ رکنے کی مذمت میں قرآن پاک کی آیت واحادیث مبارکہ

(1) اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ترجمہ: کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بُھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (پارہ 1 سورۃ البقرۃ آیت 44)

(2) حضرت اُسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی انتڑیاں آگ میں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص آگ میں اس طرح گردش کرے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گردش کرتا ہے، پس اہلِ جہنم اس کے گرد جمع ہو کر اس سے پوچھیں گے، اے فلاں شخص تم دوزخ میں کیسے ڈالے گئے، کیا تم ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے اور بُرائی سے نہیں روکتے تھے؟ تو وہ شخص کہے گا کہ میں تم کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نیک کام نہیں کرتا تھا اور میں تم کو تو بُرائی سے روکتا تھا لیکن خود بُرائی سے (بُرے کاموں سے) نہیں رُکتا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب بداء الخلق جلد 2 حدیث 499 صفحہ 243)

(3) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میں نے کئی لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے جب وہ کٹ جاتے تو پھر صحیح ہو جاتے، میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ آپ ﷺ کی اُمت کے خطباء ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے تھے لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے تھے اور یہ کتاب اللہ کی تلاوت تو کرتے تھے لیکن

اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 152۔ تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 176)

(4) حضرت ولید بن عقبہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی دوزخیوں پر جھانکیں گے اور پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کیوں داخل ہوئے؟ قسم بخدا ہم تو تمہاری ہی تعلیم کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے ہیں، تو دوزخی جواب دیں گے کہ ہم تمہیں نیک اعمال کرنے کا کہتے تھے لیکن خود نہیں کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 153۔ تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 176)

(5) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی قول یا عمل کی دعوت دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے حتیٰ کے وہ اس بُرائی سے رُک جائے جس سے لوگوں کو منع کرتا تھا اور جس کی طرف بلاتا ہے اس پر خود بھی عمل شروع کردے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 153۔ تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 177)

(6) حضرت جندب بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس عالم کی مثال جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا ہے اس چراغ کی مانند ہے جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہے لیکن اپنے نفس کو جلا دیتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 152۔ تفسیر درمنثور جلد 1 صفحہ 177)

قارئین کرام! یہاں پر ایک بات یاد رکھیئے کہ معمولی فساد اس وقت بہت بڑے فساد اور تباہی کی شکل اختیار کرلیتا ہے جب اس کا ارتکاب کرنے والے خود وہ لوگ ہوں جو دوسروں کو تو بھلائی کا حکم دیتے ہوں لیکن جب ان کے عمل سے پردہ اُٹھے تو معلوم ہو کہ گناہوں کے سب سے بڑے مریض یہی ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ قول و فعل کا تضاد اور خلوت

وجلوت کا فرق دنیا وآخرت دونوں کے لیے بہت نقصان دہ ہے، دنیا میں تو یہ اس قدر نقصان دہ ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی کے متعلق یہ تضاد ثابت ہو جائے تو لوگ زندگی بھر اسے منہ لگانا پسند نہیں کرتے بلکہ ایسے لوگوں کے عمل کو دیکھ کر نہ جانے کتنے لوگ ہمیشہ کے لیے دین ہی سے متنفر ہو جاتے ہیں، اور زندگی بھر ایسے لوگوں کے قریب نہیں آتے، اور آخرت میں اس کا نقصان کتنا زیادہ ہے اس کا اندازہ پیچھے بیان کی گئی احادیثِ مبارکہ سے کیا جا سکتا ہے مزید اس بارے میں ایک حدیث اور حکایت ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:۔ حضرت عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا، یہاں تک کہ جب وہ جنت کے قریب پہنچ کر اس کی خوشبو سونگھیں گے، اس کے محلات اور اس میں اہلِ جنت کے لیے اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ نعمتیں دیکھ لیں گے تو انہیں ندا دی جائے گی کہ انہیں واپس لوٹا دو کیونکہ ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں (یہ ندا سن کر) وہ ایسی حسرت کے ساتھ واپس لوٹیں گے کہ اس جیسی حسرت کے ساتھ ان سے پہلے لوگ نہ لوٹیں ہوں گے، پھر وہ عرض کریں گے، یا اللہ اگر تو اپنا ثواب اور اپنے اولیاء کے لئے تیار کردہ نعمتیں دکھانے سے پہلے ہی ہمیں جہنم میں داخل کر دیتا تو یہ ہم پر زیادہ آسان ہوتا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میں نے ارادۃً تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے (اور اس کی وجہ یہ ہے کہ) جب تم تنہائی میں ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہ کر کے میرے ساتھ اعلانِ جنگ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تو عاجزی وانکساری کے ساتھ ملتے تھے، تم لوگوں کو اپنی وہ حالت دکھاتے تھے، جو تمہارے دلوں میں میرے لیے نہیں ہوتی تھی تم لوگوں سے ڈرتے تھے لیکن مجھ سے نہیں ڈرتے تھے، تم لوگوں کی عزت کرتے تھے لیکن میری عزت نہ کرتے تھے، تم لوگوں کی وجہ

سے بُرے کام چھوڑ دیتے تھے لیکن میری وجہ سے ان کو نہ چھوڑتے تھے، تو آج میں تمہیں اپنے ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عذاب کا مزہ بھی چکھاؤں گا۔

(المعجم الاوسط جلد 4 حدیث 5478 صفحہ 153)

حکایت:۔ حضرت ابراہیم تیمی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں موت اور (مرنے کے بعد ہڈیوں کی) بوسیدگی کو یاد کرنے کے لیے کثرت سے قبرستان میں آتا جاتا تھا، ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں سو گیا تو میں نے خواب میں ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی اور ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سُنا یہ زنجیر پکڑو اور اس کے مُنہ میں داخل کر کے اس کی شرمگاہ سے نکالو، تو وہ مردہ کہنے لگا، یا رب (عزوجل) کیا میں قرآن نہیں پڑھا کرتا تھا؟ کیا میں تیرے حرمت والے گھر کا حج نہیں کرتا تھا؟ پھر وہ اسی طرح ایک کے بعد دوسری نیکی گنوانے لگا تو میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تُو لوگوں کے سامنے یہ اعمال کیا کرتا تھا لیکن جب تو تنہائی میں ہوتا تھا تو تُو نافرمانیوں کے ذریعے مجھ سے اعلانِ جنگ کرتا اور مجھ سے نہیں ڈرتا تھا۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 69)

قارئین کرام! ہوسکتا ہے ان احایث مبارکہ کو پڑھ کر کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ کیوں کسی کو نیکی کا حکم ہی نہ دیا جائے، کہ نہ ہم نیکی کا حکم دیں گے اور نہ ہی ان احادیث میں بیان کی گئی وعیدوں کے مستحق ہوں گے، تو یاد رکھیے، ان آیات مبارکہ یا احادیث مبارکہ جن میں ان وعیدوں کو بیان کیا گیا ہے ان کا مقصد لوگوں کو واعظ و نصیحت و تبلیغ سے منع کرنا نہیں ہے بلکہ ان کو تقویٰ و پرہیزگاری پر اُبھارنا ہے، کہ جب تم لوگوں کو واعظ و نصیحت کرتے ہو تو خود بھی اس پر عمل کرو، یہ نہیں فرمایا گیا کہ جب تم عمل نہیں کرتے تو لوگوں کو واعظ و نصیحت و تبلیغ کیوں کرتے ہو؟ کیونکہ عمل کرنا ایک واجب ہے اور دوسروں کو بُرائی سے روکنا دوسرا واجب

ہے اگر ایک پر عمل نہیں کرتے تو دوسرے سے کیوں رُکا جائے:، اور علماء کی ایک جماعت کے نزدیک ہے کہ جو شخص نیکی کے کام نہ کرے اور برائی کے کام کرے تو اس پر بھی واجب ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

(تفسیر بیضاوی جلد 1 صفحہ 316۔ عمدۃ القاری جلد 15 صفحہ 228۔ نعمۃ الباری جلد 6 صفحہ 278)

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ ہم اس وقت تک (دوسرں کو) نیک عمل کرنے کی دعوت نہ دیں جب تک ہم خود تمام نیک اعمال نہ کرنے لگ جائیں اور ہم اس وقت تک (لوگوں کو) بُرے کاموں سے منع نہ کریں جب تک کہ ہم خود تمام بُرے کاموں سے نہ رُک جائیں؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ایسا نہ کرو) بلکہ تم نیک اعمال کرنے کا حکم دو اگرچہ تم خود تمام نیک اعمال نہیں کرتے اور بُرے اعمال کرنے سے منع کرو اگرچہ تم تمام بُرے اعمال سے باز نہیں آئے۔

(المعجم الاوسط جلد 5 حدیث 6628 صفحہ 77)

لہٰذا معلوم ہوا کہ لوگوں کو نیک کاموں کو کرنے کا حکم بھی دیتے رہنا چاہیے اور خود بھی نیک اعمال کرنے چاہیے اور بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کرنا چاہیے لیکن خود بھی ان سے بچنا چاہیے اور اپنی اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کا حکم دینے، بُرائی سے منع کرنے اور نیک اعمال کرنے اور بُرے اعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

موضوع :139

﴿نفس کی اقسام﴾

(178,175) یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

ترجمہ: "اے نفسِ مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ جا کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر تو میرے نیک بندوں میں داخل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا"۔ (پارہ 30 سورۃ الفجر آیت 27، 30)

تفسیر: انسان کے نفس کی تین اقسام ہیں (1) نفسِ امارہ (2) نفسِ لوامہ (3) نفسِ مطمئنہ

(1) نفسِ امارہ: اس نفس کو کہتے ہیں جو انسان کو برے کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔

(2) نفسِ لوامہ: اس نفس کو کہتے ہیں جو انسان کو برے کام کرنے پر ملامت کرتا ہے۔

(3) نفسِ مطمئنہ: اس نفس کو کہتے ہیں جو انسان کو ہمیشہ نیک کام کرنے کا حکم دیتا ہے اور اپنی کارکردگی پر مطمئن رہتا ہے یہ نفس انبیاء کرام (علیہم السلام) اور اولیاء کرام (رحمہم اللہ السلام) کے ساتھ مخصوص ہے۔ نفس امارہ فاسقوں اور فاجروں کا نفس ہے اور نفسِ لوامہ عام مومنین کا نفس ہے جو شیطان کے بہکانے سے اور نفس امارہ کی ترغیبات سے برے کام کر لیتا ہے لیکن پھر ان مومنین کا نفس انہیں ملامت کرتا ہے تو وہ ان برے کاموں سے توبہ و استغفار کر لیتے ہیں اور آئندہ ان برے کاموں سے بچنے کا عہد کرنے اور ان برے کاموں کی تلافی اور ان کا تدارک کرتے ہیں۔

قارئین کرام! قرآن مجید میں نفس کی ان تینوں قسموں کا ذکر ہے، نفسِ امارہ کا ذکر اس آیتِ مبارکہ میں ہے۔ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے کہا: وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ

لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o میں اپنے نفس کو بُرائی سے بَری نہیں کرتا، بے شک نفس بُرائی کا بہت زیادہ حکم دینے والا ہے سوا اس کے کہ میرا رب ہی رحم فرمائے بے شک میرا رب بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

(پارہ 13 سورۃ یوسف آیت 53)

اور نفسِ لوامہ کا ذکر اس آیتِ مبارکہ میں ہے وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ o اور میں اس نفس کی قسم کھاتا ہوں جو ملامت کرنے والا ہے۔ (پارہ 29 سورۃ القیامہ آیت 2)

نفسِ مطمئنہ کا ذکر اس آیتِ مبارکہ میں ہے: یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o اے نفسِ مطمئنہ۔ (پارہ 30 سورۃ الفجر آیت 27)

☆ اس آیتِ مبارکہ کے متعلق چند احادیثِ مبارکہ واقوال

(1) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے، آپ (رضی اللہ عنہ) عرض کرنے لگے کہ یہ آیت کتنی خوبصورت ہے، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے وصال کے وقت بھی تم سے یہی کہا جائے گا۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 988۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 878۔ تفسیر طبری جلد 30 صفحہ 231)

(2) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے سفید ریشمی کپڑا لاتے ہیں، اور کہتے ہیں اے نفس اس حال میں جسم سے نکل کہ تو اللہ تعالیٰ سے راضی اور اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی نعمتوں اور اپنے رب کی طرف نکل جا تو وہ (روح) جسم سے یوں نکلتی ہے جیسے کستوری سے بہترین خوشبو نکلتی ہے، یہاں تک کہ فرشتے

سے ایک دوسرے سے لیتے رہتے ہیں یہاں تک کے اسے آسمان کے دروازے تک پہنچادیتے ہیں تو آسمان والے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کتنی عمدہ خوشبو ہے جو زمین کی طرف سے ہم تک پہنچی ہے پھر فرشتے اس روح کو مومنوں کی روحوں تک پہنچادیتے ہیں، تو ان روحوں کو اس کے آنے سے اتنی خوشی ہوتی ہے جتنی تمہیں غائب مسافر کے آنے سے بھی نہیں ہوتی، تو مومنوں کی روحیں اس سے پوچھتی ہیں، فلاں کا کیا حال ہے، فلاں کیا کام کرتا ہے؟ پھر روحیں کہتی ہیں کہ ابھی ٹھہرواور اسے چھوڑ دو، یہ دنیا کے غم میں تھا، پھر یہ روح کہتی ہے، کیا وہ شخص جس کا تم نے پوچھا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ روحیں کہتی ہیں نہیں تو پھر وہ روح کہتی ہے کہ وہ شخص دوزخ میں گیا ہوگا اور جب کافر کی موت ہوتی ہے تو عذاب کے فرشتے اس کے پاس آکر کہتے ہیں، اے خبیث نفس نکل، اپنے رب کے عذاب کی طرف، کیونکہ تو اللہ تعالیٰ سے ناراض اور وہ تجھ سے ناراض، تو وہ روح جلے ہوئے نہایت بد بودار مردار کی طرح ہوتی ہے، یہاں تک کہ فرشتے اسے زمین کے دروازے تک لاتے ہیں تو زمین کے فرشتے کہتے ہیں یہ کتنی بد بودار ہے یہاں تک کہ فرشتے اسے کفار کی روحوں میں لے جاتے ہیں۔ (سنن نسائی جلد 1 حدیث 1832 صفحہ 605)

اور ایک حدیث یہ بھی ہے کہ پھر نفسِ مومنہ کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے، اس کے لیے دروازہ کھولا جاتا ہے اور اس نفس کو جو پاکیزہ جسم میں موجود تھا، خوش آمدید کہا جاتا ہے، اور کافر کے نفس کے بارے میں ہے کہ پھر اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ تو اسے کہا جاتا ہے، خبیث نفس کو جو خبیث جسم میں موجود تھا اسے کوئی خوش آمدید نہیں، پھر اسکی مذمت کرتے ہوئے اسے واپس لوٹا دیا جاتا ہے اور اس پر آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے پھر اسے آسمان سے نیچے قبر کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4251 صفحہ 669)

(3) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے، لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ موت کو ناپسند کرنا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنا ہے تب تو ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ صرف مرتے وقت ہے، جب مرتے وقت کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جب اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی خبر دی جاتی ہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔

(سنن نسائی جلد 1 حدیث 1837 صفحہ 607۔ سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4253 صفحہ 671)

(4) حضرت سعید بن جُبیر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) کا جب طائف میں وصال ہوا تو ایک پرندہ آیا جس کی طرح کا کوئی پرندہ کسی آنکھ نے نہ دیکھا تھا، اور وہ آپ (رضی اللہ عنہما) کے کفن میں داخل ہو گیا تو پھر اسے نکلتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا، پھر جب آپ کو دفن کیا گیا تو قبر کے دہانے پر کسی نے یہ آیت تلاوت کی لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ تلاوت کس نے کی تھی۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 990۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 878۔ تفسیر روح البیان جلد 12 صفحہ 352)

(5) حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: جب مومن بندہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے جو اس کے لیے جنت کا تحفہ لاتے ہیں، اسے کہا جاتا ہے: اے نفسِ مطمئنہ چل روح و ریحان کی طرف اور تجھ سے تیرا رب راضی ہے تو وہ

نہایت اچھی خوشبو سُونگھ کر نکلتا ہے جیسے تم میں سے کوئی ناک سے خوشبو سونگھ کر محسوس کرتا ہے اور آسمان کے کناروں سے فرشتے کہتے ہیں کہ زمین سے روحِ طیبہ اور نسمہ طیبہ (یعنی پاکیزہ نفس) آرہا ہے، جس دروازے سے وہ گزرتا ہے تو وہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے کسی فرشتے کے پاس گزرتا ہے تو وہ اسے دعائیں دیتا ہے یہاں تک کہ فرشتے اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور اسے ایک مقام مخصوص میں پہنچاتے ہیں جو کرامات کے مقامات میں سے ایک ہے پھر وہ نفس و روح اللہ کو سجدہ کرتی ہے، پھر حضرت میکائیل (علیہ السلام) کو کہا جاتا ہے کہ اسے نفیس ترین اہلِ ایمان میں شامل کردو، اس کے بعد اس کے لیے حکم ہوتا ہے کہ اس کی قبر کو وسیع کردو پھر اس کی قبر ستر ہاتھ عرض (یعنی چوڑی) اور ستر ہاتھ طول (یعنی لمبی) کردی جاتی ہے پھر اس کی قبر میں ریحان (بخشش و مغفرت) ڈالی جاتی ہے اگر اس کے پاس کچھ قرآن کا حصہ ہو یعنی دنیا میں اس نے قرآن حفظ کیا تھا تو اس کا نور ہی اس کے لیے کافی ہے ورنہ اس کی قبر میں سورج جیسا نور پیدا کیا جاتا ہے اور اس کی مثال اس دُلہن کی سی ہوتی ہے جو دُولہا کے انتظار میں سوتی ہے جسے اس کا محبوب ہی آکر جگاتا ہے، اور جب کافر مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے اور اس کے لیے آگ کا ایک ٹکڑا بھی بھیجا جاتا ہے جو ہر بدبودار شے سے زیادہ بدبودار اور ہر سخت شے سے سخت تر ہوتا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے اے خبیث نفس جہنم کے دردناک عذاب کی طرف چل اور تجھ پر تیرا رب ناراض ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 12 پارہ 30 صفحہ 351)

حضرت امام ابن المنذر، حضرت امام ابن ابی حاتم، نے حضرت زید بن اسلم (رحمہم اللہ تعالیٰ) سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا، کہ نفس مطمئنہ کو موت کے وقت، قبر سے نکلتے وقت اور میدانِ محشر میں جنت کی بشارت دی جائے گی۔ (تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 743)

اس کے بعد آیت مبارکہ میں ارشاد ہوا: **فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝** پھر تو میرے نیک بندوں میں داخل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

(6) حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو نفس اس کی طرف جانے سے مطمئن ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اطمینان کا اظہار فرماتا ہے، وہ نفس اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے قبض کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور اسے اپنے صالحین بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 989۔ تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 321)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی رحمت سے موت کے وقت یہی مژدہ سننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

موضوع :140

﴿دلوں پر زنگ چڑھنے کی وجہ﴾

(179) کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

ترجمہ: ''ہرگز نہیں بلکہ ان کے (برے) کاموں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا''۔

(پارہ 30 سورۃ المطففین آیت 14)

تفسیر: ۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انسان جو برے کام کرتا ہے اس کی وجہ سے اس کے دل پر زنگ چڑھ جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بنا دیا جاتا ہے اور جب وہ

گناہ سے باز آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہے تو اس کا دل صاف ہوجاتا ہے اور اس کے دل سے وہ سیاہ نقطہ مٹا دیا جاتا ہے لیکن اگر وہ بندہ دوبارہ اس گناہ کو کرتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے (یعنی اگر بندہ توبہ واستغفار نہ کرے تو وہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ پورا دل سیاہ ہوجاتا ہے)

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1260 صفحہ 547۔ سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4233 صفحہ 664)

حضرت ابوالخیر (رحمتہ اللہ علیہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار خصلتیں ہیں جو دل کو فاسد اور خراب کر دیتی ہیں۔ (1) احمق اور بیوقوف کی سنگت (یعنی صُحبت) اختیار کرنا، کیونکہ اس کی سنگت تجھے اسی جیسا بنادے گی اور اگر وہ اس سے خاموش رہا تو اس سے محفوظ رہے گا۔ اور (2) کثرتِ گناہ بھی دلوں کو فاسد کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (ہرگز نہیں بلکہ ان کے بُرے کاموں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا) پھر فرمایا: (3) اور عورتوں سے خلوت اختیار کرنا، اور ان سے استمتاع کرنا اور ان کی رائے کے مطابق عمل کرنا (4) اور مُردوں کی مجالست (یعنی صحبت) اختیار کرنا، عرض کی گئی، مُردے کون ہیں؟ فرمایا: ہر وہ دولت مند جسے اس کی دولت نے غرور اور تکبر میں ڈال دیا ہو۔

(تفسیر درِ منثور جلد 6 صفحہ 911)

حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں دل ہتھیلی کی مثل ہے پس جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو دل اس کے سبب سکڑ جاتا ہے پھر جب وہ اور گناہ کرتا ہے تو دل مزید سکڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اس پر مہر لگ جاتی ہے پھر وہ خیر کی بات سنتا ہے لیکن اس پر اس کا کوئی خوشگوار اثر نہیں ہوتا، (پھر فرمایا) اس کا دل جمع اور اکٹھا ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب جمع ہو جاتا

ہےتو اس پر مہر لگادی جاتی ہے، پھر جب وہ کوئی کلمہ خیر سنتا ہے تو وہ اس کے کانوں میں داخل ہوتا ہے یہاں تک کہ جب وہ دل کے پاس پہنچتا ہے تو وہ اس میں داخل ہونے کی کوئی جگہ نہیں پاتا پس اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **كَلَّا بَلْ سكة رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ٥**

(شعب الایمان جلد 5 حدیث 7206 صفحہ 441 تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 909)

حضرت ابراھیم تیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جب آدمی گناہ کا عمل کرتا ہے تو اسکے دل پر ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے، پھر اس کے بعد وہ گناہ کا عمل کرتا ہے تو پھر اس کے دل پر سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، پھر اس طرح ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور جب آدمی گناہ چھوڑ دیتا ہے تو اس کے لیے نیک اور صالح عمل آسان ہو جاتا ہے اور اس طرح دل کی کچھ سیاہی دور ہو جاتی ہے، پھر اس کے لیے نیک عمل مزید آسان ہو جاتا ہے اور اس سے کچھ سیاہی مزید ختم ہو جاتی ہے، پھر اس کے لیے نیک عمل اور بھی آسان ہو جاتا ہے اور اس سے کچھ سیاہی مزید ختم ہو جاتی ہے، پھر اسی طرح ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کی ساری سیاہی ختم ہو جاتی ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 628)

حضرت مجاہد (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کی مثل یہ ہے، آپ نے اپنی ہتھیلی کی ایک اُنگلی بند کر لی اور جب دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس کی مثل یہ ہے، پھر آپ نے دوسری اُنگلی بند کر لی پھر جب بار بار گناہ کرتا ہے تو اس کی مثل یہ ہے پھر آپ نے اپنی ساری اُنگلیاں بند کر کے مٹھی بند کر لی، (پھر فرمایا) حتیٰ کہ اسکے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 911)

اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک فرمائے اور ہمارے قلوب کو اعمالِ

...الٰہ کے نور سے منور فرمائے۔ آمین

14: موضوع

﴿انسان کی آزمائش﴾

180،182) اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ o فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ o وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ o

ترجمہ: "بیشک آپ کا رب (ان کی) گھات میں ہے، پس لیکن جب انسان کو اس کا رب عزت اور نعمت دے کر آزمائے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی، اور جب اس کا رب اسکو (مصیبت سے) آزمائے اور اس پر اس کا رزق تنگ کر دے تو وہ کہتا ہے، میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا"۔ (پارہ 30 سورۃ الفجر آیت 14,16)

تفسیر: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بیشک آپ کا رب ان کی گھات میں ہے یعنی آپ کا رب دیکھ رہا ہے کہ اس کے بندے آخرت کیلئے کیا عمل کر رہے ہیں، سو اس کی نظر صرف آخرت کی طرف ہے اور انسان کا یہ حال ہے کہ اس کی نظر صرف دنیا کی طرف ہے، اس کے نزدیک اہم چیز صرف دنیا کی لذتیں اور شہوتیں ہیں، اگر دنیا میں اس کی نفسانی خواہشیں پوری ہو جائیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت والا کر دیا اور اگر دنیا میں اس کی نفسانی خواہشیں پوری نہ ہوں تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا، اس کی نظیر (یعنی مثال) وہ آیات ہیں جو کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ o وہ تو دنیوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

(پارہ 21 سورۃ الروم آیت

(2) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو ایک کنارے پر (کھڑے ہوکر) اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر ان کو کوئی فائدہ ہوتو وہ اس سے مطمئن ہوتے ہیں، اور اگر ان پر کوئی مصیبت آ گئی تو وہ اُسی وقت پلٹ جاتے ہیں، انہوں نے دنیا اور آخرت کا نقصان اُٹھایا، یہی کھلا ہوا نقصان ہے۔ (پارہ 17 سورۃ الحج آیت 11

قارئین کرام! صرف دنیا ہی کو مطمعِ نظر بنانا اور آخرت کی طرف توجہ نہ کرنا حسبِ ذیل وجوہ سے باطل ہے۔

(1) دنیا کی نعمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں اس قدر کم ہیں جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں ہو، بلکہ یہ نسبت بھی نہیں ہے کیونکہ قطرہ کی سمندر کی طرف نسبت متناہی کی متناہی کی طرف ہے اور دنیا کی آخرت کی طرف نسبت متناہی کی غیر متناہی کی طرف ہے، دنیا کی نعمتیں متناہی اور محدود ہیں اور آخرت کی نعمتیں غیر متناہی اور لامحدود ہیں، پس اگر کسی شخص کو دنیا کی نعمتیں حاصل ہوں اور وہ آخرت کی نعمتیں حاصل نہ کر سکے تو یہ سراسر خسارہ ہے اور جو دنیا کی نعمتیں حاصل نہ کر سکا بلکہ مصائب اور آفات میں مبتلا رہا اور آخرت میں اس کو جنت اور اس کی نعمتیں مل گئیں تو وہ کامیاب اور بامُراد ہے، اس کا اپنے متعلق یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس کے رب نے اس کو ذلیل کر دیا بلکہ اس کے رب نے اس کو عزت والا بنایا اور کامیاب کر دیا۔

(2) جب بھی کسی انسان پر کوئی مصیبت آئے یا اس کو کوئی نعمت ملے تو اس کو یہ نہیں سمجھ

چاہیے کہ یہ اس کے عمل کا نتیجہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس پر چاہے رزق تنگ کر دیتا ہے، بعض اوقات اس کے نیک بندوں پر دنیا میں مصائب آتے ہیں، جیسے حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) پر مصائب آئے اور بعض اوقات فساق اور فجار لوگ بہت عیش و آرام اور نعمتوں میں ہوتے ہیں، جیسے یزید اور اسکے دیگر رُفقاء، اور عمومی طور پر کفار بہت دولت مند، قوی اور مستحکم ہیں اور مسلمان بہت پسماندہ کمزور ہوئے ہیں کیونکہ دنیا میں کفار کی شوکت اور عزت بطورِ استدراج، مکر اور ان کو ڈھیل دینے کیلئے ہوتی ہے اور مسلمانوں کی زبوں حالی ان کی آزمائش اور آخرت میں ان کے درجات کی بلندی کے لیے ہوتی ہے۔

(3) جو شخص مالدار اور خوشحال ہو اس کو اپنی زندگی کے خاتمے سے غافل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اعتبار انسان کے خاتمے کا ہوتا ہے، اور جو شخص فقیر اور محتاج ہو، اس کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو مال وزر نہیں دیا تو کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کو اور بے شمار نعمتیں تو دی ہیں جیسے کہ اس کا بدن صحیح وسالم ہے، اس کی عقل کام کر رہی ہے وہ صاحب ایمان ہے اور اعمالِ صالحہ پر قادر ہے سانس لینے کے لیے ہوا، پینے کے لیے پانی اور کھانے کے لیے غذا اس کو میسر ہے، وہ ناگہانی آفات مثلاً زلزلوں اور سونامی جیسے سمندری طوفانوں سے محفوظ ہے اور مہلک اور موذی امراض مثلاً ایڈز اور کینسر وغیرہ سے بچا ہوا ہے۔

(4) جب انسان کو اپنی لذتوں کے حصول اور شہوتوں کے اسباب میسر ہوتے ہیں تو وہ اپنے نفسانی تقاضوں کو پورا کرنے میں منہمک ہو جاتا ہے اور ان لذتوں کو ترک کرنے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رجوع کرنا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے اور جب انسان کے پاس عیش وعشرت کے سامان نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی اور مصیبت

ونافرمانی پر اُبھارنے والی چیزیں نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اس کے لیے سہل اور آسان ہوجاتا ہے، سو جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو عیش وطرب دے کر واپس لے لے تو اس کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت دینے کے بعد ذلت میں مبتلا کردیا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی آخرت اور عاقبت سنوارنے کا ایک اور موقع عنایت فرمادیا ہے۔

(5) انسان دنیاوی نعمتوں اور راحتوں سے جتنا زیادہ بہرہ اندوز ہوگا وہ اسی قدر زیادہ ان کی محبت میں گرفتار ہوگا اور موت کے وقت جب ان چیزوں سے اس کی جُدائی ہوگی تو اس کو اتنا ہی زیادہ رنج وغم ہوگا اور دنیاوی عیش وعشرت سے اس کا جس قدر تعلق کم ہوگا موت کے وقت ان چیزوں کی جُدائی سے اسی قدر رنج وغم بھی کم ہوگا۔ اس لیے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ دنیا کی نعمتوں کا حصول عزت کا سبب ہے اور ان نعمتوں کا نہ ملنا ذلت کا سبب ہے۔

قارئین کرام! اگر ہم غور کریں، تو ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ جس انسان کے پاس جتنا زیادہ مال ودولت ہے اسے اتنا ہی زیادہ چوری، ڈکیتی، لُوٹ مار، اور قتل وغارت کا خطرہ رہتا ہے اور آجکل تو سرِ عام ڈکیتیاں ہورہی ہیں، عام راستوں، بازاروں اور چوراہوں پر ڈاکو دن اور رات میں کسی بھی وقت لوگوں سے گاڑیاں موبائل فون، نقدی اور عورتوں سے زیورات وغیرہ اسلحہ کے زور پر چھین لیتے ہیں اور اگر کوئی مزاحمت کرے تو بے دریغ اسے گولی مار کر ہلاک کردیتے ہیں اور آئے دن ایسی خبریں تواتر کے ساتھ اخبارات میں آتی رہتی ہیں

☆ دنیا کا مال ملنے پر خوش ہونا، اترانا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کرنا کیسا؟

قارئین کرام! مال اور نعمت کے ملنے پر خوش ہونا، اترانا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کرنا اور رزق کی تنگی اور فقر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہانت (ذلت، توہین) سمجھنا یہ سب کافروں کا

طریقہ اور شیوہ ہے جو قیامت اور حشر و نشر پر ایمان نہیں رکھتے، جبکہ مومن پر اگر اس کے رزق میں کشادگی کی جائے تو وہ اس کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھتا ہے اور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اگر اس کے رزق میں تنگی کر دی جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب قضاء و قدر (یعنی تقدیر) سے متعلق ہے اور وہ اس مصیبت پر صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی شکوہ اور شکایت نہیں کرتا البتہ بعض مسلمان بھی اپنی جہالت کی وجہ سے یہ گمان کرتے ہیں کہ جب ان کو کوئی نعمت ملے تو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی کسی عبادت کی فضیلت کی وجہ سے اس نعمت کے مستحق تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس وجہ سے عزت دی ہے اور جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسوا کر دیا ہے، سو ایسے مسلمانوں کو اپنے اس گمان پر توبہ کرنی چاہیے اور یہ یقین کرنا چاہیے کہ یہ کافروں کی صفت ہے، مسلمانوں میں یہ صفت نہیں ہونی چاہیے۔ (تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 735)

موضوع :142

﴿فرشتے مومن اور کافر کی روح کو کیسے نکالتے ھیں؟﴾

(184,183)وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًاo وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًاo

ترجمہ: ''ان (فرشتوں) کی قسم جو (جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے (کافر کی) روح کھینچتے ہیں اور ان کی قسم جو نہایت نرمی سے (مومن کی جان کے) بند کھولتے ہیں''۔

(پارہ 30 سورۃ النّٰزعٰت آیت 2،1)

تفسیر: ۔اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی قسم اُٹھائی ہے جو لوگوں کے جسموں سے ان کی روحوں کو نکالتے ہیں، اور جب وہ کفار کے جسموں سے ان کی روحوں کو نکالتے ہیں تو ان کے جسموں میں ڈوب کر نہایت سختی سے ان کی روحوں کو کھینچتے ہیں، جیسے

کوئی کانٹوں والی شاخ کیچڑ یا گارے میں پھنسی ہو تو اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے۔
مثال کے طور پر جیسے ایک پرندہ کسی پنجرہ میں بند ہو اور اس کے چاروں طرف خون خوار بلیاں اس کو نوچنے اور کھانے کے لیے تیار ہوں تو وہ اس پنجرہ میں ڈرا ہوا اور سہما ہوا رہتا ہے کیونکہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی وقت تک محفوظ ہے جب تک کہ وہ اس پنجرہ میں ہے، اگر کوئی پنجرہ کی کھڑکی یا دروازہ کھول کے اس کو نکالے تو وہ پنجرہ میں ہی سکڑ کر بیٹھا رہتا ہے حتیٰ کے اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: یہ کفار کی روحیں ہیں جن کو کھینچا جاتا پھر ان کے بند کھولے جاتے ہیں پھر انہیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔ (تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 861)

حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ملک الموت کافر کی روح کو ہر بال، ہر ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا ہے اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے۔

(تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 225۔ تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 542)

حضرت مقاتل (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اُون پھنسا ہوا ہو تو اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے۔

(تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 225 تفسیر بیضاوی جلد 7 صفحہ 170 تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 543)

اس کے بعد ارشاد فرمایا: **وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًاo** اور ان (فرشتوں) کی قسم جو نہایت نرمی سے (مومن کی جان کے) بند کھولتے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: مومنین کی روحیں

جب ملک الموت (علیہ السلام) کو دیکھتی ہیں تو ملک الموت (علیہ السلام) ان سے فرماتے ہیں، اے نفسِ مطمئنہ روح وریحان (یعنی خوشی اور خوشبو) کی طرف نکل آ، اور اپنے رب کی طرف، جو تجھ سے ناراض نہیں ہے، تو وہ فرحت ومسرت اور جنت کے شوق میں اس طرح تیرنے لگتی ہے جیسا کہ پانی میں غوطہ خور تیرتا ہے۔ (تفسیر درمنثور جلد 12 صفحہ 544)

اور حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) کا ایک قول یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ ان کے نکلنے سے پہلے ہی ان کے سامنے جنت کر دی جاتی ہے۔

(تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 544)

حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مومن بندے کا دنیا سے جانے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے سفید چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ جنت کے کفن ہوتے ہیں اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، حتیٰ کے وہ منتہائے نظر (یعنی حدِ نگاہ) تک بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت (علیہ السلام) اس مومن کے سرہانے کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے نفسِ مطمئنہ اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف نکل، پھر اسکی روح اس کے جسم سے اس طرح نکلتی ہے جس طرح مشک کے منہ سے پانی کا قطرہ نکلتا ہے، پھر فرشتہ اس روح کو پکڑ لیتا ہے اور پکڑنے کے بعد پلک جھپکنے کی مقدار میں بھی اس کو نہیں چھوڑتا اور اس کو اس کفن میں اور اس خوشبو میں رکھ دیتا ہے اور اس سے روئے زمین کی سب سے پاکیزہ مشک کی خوشبو آتی ہے۔ پھر جب فرشتے اس روح کو لے کر فرشتوں کی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو فرشتے ان سے پوچھتے ہیں یہ کیسی پاکیزہ ومعطر روح ہے؟ تو وہ بتائیں گے

یہ فلاح بن فلاح شخص کی روح ہے۔ اور فرشتے اس کا وہ نام بتائیں گے جو اس کا دنیا میں سب سے اچھا نام تھا، حتیٰ کہ وہ فرشتے اس روح کو لے کر آسمان دنیا پر پہنچیں گے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کو کھلوائیں گے تو آسمان کا دروازہ کھول دیا جائے گا پھر آسمانِ دنیا سے لے کر ساتویں آسمان تک اس کا ہر آسمان پر استقبال کیا جائے گا، پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے بندے کا صحیفہِ اعمال علیین میں رکھ دو اور اس کو زمین کی طرف لے جاؤ میں نے اسی زمین سے اس کو پیدا کیا ہے اور اسی زمین میں ان کو لوٹاؤں گا اور اسی زمین سے ان کو دوبارہ نکالوں گا، پھر اس کی روح کو اس جسم میں لوٹا دیا جائے گا، پھر اس کے پاس دو فرشتے (منکر ونکیر) آ کر اس کو بٹھا دیں گے اور اس سے پوچھیں گے تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے، پھر وہ پوچھیں گے تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہے گا میرا دین اسلام ہے، وہ پھر پوچھیں گے یہ کون شخص ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہے گا: یہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں، فرشتے اس سے کہیں گے تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ تو وہ کہے گا میں نے کتاب اللہ کو پڑھا، پس میں ان پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی۔ پھر آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بستر لگاؤ۔ اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت سے ایک کھڑکی کھول دو، پھر اس کے پاس جنت کی ہوا اور خوشبو آئے گی، اور اس کی قبر حدِ نگاہ تک وسیع کر دی جائے گی، پھر اس کے پاس ایک خوبصورت شکل میں ایک شخص آئے گا جس کا لباس بھی حسین ہوگا اور اس کی خوشبو بھی بہت اچھی ہوگی وہ کہے گا، تمہیں اس چیز کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ کہے گا تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ تو بہت حسین ہے اور میرے لیے خیر انگیز ہے، وہ کہے گا، میں تمہارا نیک عمل ہو، تو وہ کہے گا، اے میرے رب قیامت کو قائم کر دے تا کہ میں اپنے اہل

عیال اور اپنے مال کی طرف لوٹ جاؤں۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کافر شخص کے دنیا سے جانے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے کا وقت آتا ہے تو آسمان سے سیاہ فام فرشتے اُترتے ہیں، اس کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں اور وہ منتہائے نظر تک بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت (علیہ السلام) اس کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں، اور اس سے کہتے ہیں، اے خبیث روح، اللہ کی ناراضگی اور غضب کی طرف نکل، تو وہ روح اس کافر کے جسم میں پھیل جاتی ہیں، پھر ملک الموت (علیہ السلام) اسے یوں کھینچتے ہیں جیسے بھیگی ہوئی اُون سے گرم سیخ کھینچی جاتی ہے، پھر وہ اس روح کو پکڑ لیتے ہیں اور پکڑنے کے بعد پلک جھپکنے کی مقدار بھی نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ اس کی روح کو اس ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں، اس سے مُردار کی طرح سخت بدبو نکلتی ہے وہ اس روح کو لیکر چڑھتے ہوئے فرشتوں کی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں، تو وہ پوچھتے ہیں یہ کون خبیث روح ہے؟ تو وہ بتاتے ہیں، یہ فلاں بن فلاں شخص کی روح ہے۔ اور فرشتے دنیا میں اس کے بدترین نام کو بتاتے ہیں۔ حتیٰ کہ آسمانِ دنیا میں پہنچتے ہیں، پھر اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھولنے کو کہتے ہیں تو اس کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: **لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ** ۝ ان (کافروں کے لیے) آسمان کے دروازہ نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ (پارہ 8 سورۃ اعراف آیت 40)

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اسکو سب سے نچلی زمین سجین میں داخل کر دو، پھر اس کی روح کو پھینک دیا جائے گا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: **وَمَنْ يُّشْرِكْ**

بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ اَوْ تَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ ۝ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ گویا آسمان سے گر پڑا اب یا تو اسے پرندے اُچک کر لے جائیں گے یا ہوا اس کو دور دراز کی جگہ پر پھینک دے گی۔

(پارہ 17 سورۃ الحج آیت 31)

پھر اس کے بعد فرمایا: اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جائے گی پھر دو فرشتے (منکر و نکیر) آ کر اس کو بٹھائیں گے اور اس سے پوچھیں گے، تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا، افسوس، میں نہیں جانتا، وہ پوچھیں گے، تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہے گا افسوس میں نہیں جانتا، وہ پوچھیں گے، یہ شخص کون ہے؟ وہ کہے گا افسوس، میں نہیں جانتا ہے؟ پھر آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا، یہ جھوٹ بول رہا ہے اس کے لیے دوزخ کی آگ کا بستر بچھاؤ اور اس کے لیے دوزخ کی کھڑکی کھول دو، پھر اس کے پاس دوزخ کی گرم ہوائیں آئیں گی اور اس کی قبر کو تنگ کر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں پیوست ہو جائیں گی، پھر اس کے پاس ایک بدصورت شخص آئے گا جس کا لباس بھی بہت بُرا ہو گا اور اس سے سخت بدبو آ رہی ہو گی، پس وہ کہے گا، تمہیں بُری چیزوں کی بشارت ہو یہ تمہارا وہ دن ہے، جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا، تو وہ کافر کہے گا، تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ تو بہت ہی خوفناک ہے جو میرے لیے شر انگیز ہے، تو وہ کہے گا میں تمہارا خبیث عمل ہوں، تب وہ کافر کہے گا، اے میرے رب قیامت قائم نہ کرنا (تاکہ مجھے جہنم رسید نہ ہونا پڑے اور میری ذلت و رسوائی نہ ہو)۔(مشکوٰۃ شریف جلد 1 حدیث 1541 صفحہ 347۔ الترغیب والترغیب کتاب الجنائز جلد 2 صفحہ 698۔ شرح الصدور صفحہ 147۔ تفسیر مظہری جلد 12 صفحہ 224)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب پر موت کی سختیوں کو آسان فرمائے اور حدیث

مبارکہ میں جو مومن بندے کے خاتمہ کی کیفیت بیان ہوئی ہے وہ کیفیت مرتے وقت ہم سب کو بھی عطا فرمائے۔ آمین

143: موضوع

﴿مال اور اولاد فتنہ ھیں﴾

(185) اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌO

ترجمہ: ”بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اجرِ عظیم ہے“۔ (پارہ 28 سورۃ التغابن آیت 15)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہیں، یعنی تمہارے مال اور تمہاری اولاد کی محبت اگر تمہیں یادِ الٰہی سے دور کردے یا اس کی وجہ سے یادِ الٰہی میں خلل واقع ہو تو یہ تمہارے لیے ایک بہت بڑا فتنہ وآزمائش ہے، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ ان کی محبت میں ایسا گرفتار نہ ہو جائے کہ یادِ الٰہی میں غفلت اور احکام شریعت کی پابندی میں تساہل (کوتاہی) ہونے لگے۔

قارئین کرام! مال اور اولاد اس اعتبار سے بھی آزمائش ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب یہ نعمتیں عطا فرماتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ ان کو صحیح طور پر استعمال کرتا ہے یا نہیں، جب اولاد عطا فرماتا ہے تو وہ یہ دیکھتا ہے ماں باپ اپنی اولاد کو صحیح تعلیم وتربیت میں اپنی ذمہ داری کس حد تک پوری کرتے ہیں اور ان کو انسانیت کی اعلیٰ قدروں سے متصف کرنے کی کہاں تک کوشش کرتے ہیں، اور اپنے بچے کو ایسا فرد بنانے میں ان کا کتنا حصہ ہے جو اپنے علم عمل اور سیرت کے باعث اپنی قوم اور مُلک کو چار چاند لگا دے، جو والدین اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرتے، اور انہیں علمِ دین کے جوہر سے مزین نہیں کرتے، اور ان کے کردار کو

اعلیٰ سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش نہیں کرتے وہ اس آزمائش میں ناکام ہو جاتے ہیں، اس آزمائش وامتحان میں وہی ماں باپ کامیاب ہوتے ہیں، جو اپنی اولاد کو مومن کی صفاتِ جمیلہ کا پیکرِ جمیل بنا دیتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ٥** اللہ ہی ہے جس کے پاس اجرِ عظیم ہے، یعنی اگر تم اپنے اموال اور اپنی اولاد کے سلسلہ میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو خوش اُسلوبی سے انجام دو گے تو بارگاہِ الٰہی سے تم پر مزید فضل واحسان کی بارش کی جائے گی، اور تمہاری اس عملی شکر گزاری پر تمہیں مزید انعامات سے نوازا جائے گا۔

اس آیتِ مبارکہ کے تحت حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حُسین (رضی اللہ عنہما) تشریف لائے اور ان دونوں نے سرخ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ گرتے پڑتے آرہے تھے، کہ نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں کو اُٹھایا اور اپنے سامنے بٹھالیا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ٥** کہ بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہیں) میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ وہ گرتے پڑتے آرہے ہیں تو میں صبر نہ کرسکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کاٹ کر ان کو اُٹھایا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1709 صفحہ 732۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 697۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 639)

تفسیر روح البیان میں اس آیت مبارکہ کے تحت ہے: ابنِ عطیہ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: کہ بزرگوں کی آزمائش یوں ہوتی ہے، لیکن جاہل اور فاسق لوگوں کا فتنہ بُرا ہوتا ہے وہ فسق وفجور کا باعث بنتا ہے، حدیثِ پاک میں ہے: قیامت کے دن انسانوں کو سب سے پہلے

اہل وعیال گھیر لیں گے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے، یا باری تعالیٰ پہلے اس سے ہمارے حقوق دلوایئے اس نے ہمیں خیر و بھلائی نہ بتائی جس سے ہم بے خبر تھے اور یہ اُلٹا ہمیں حرام کھِلاتا تھا، جس کا ہمیں علم نہیں تھا پھر اس شخص سے اس کے اہل وعیال کا حق لیا جائے گا اور اس کی جملہ نیکیاں اس کے اہل وعیال کو دے دی جائیں گی یہاں تک کہ اس کے پاس ایک نیکی بھی نہ بچے گی، پھر فرشتے کہیں گے یہ وہ شخص ہے جس کی ساری نیکیاں اس کے اہل وعیال لے گئے اسی لیے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اہل وعیال انسان کی نیکیوں کی دیمک ہے وہ ایک کیڑا ہے جو عموماً طعام اور کپڑے میں داخل ہو کر اسے نقصان پہنچاتا ہے) یہی وجہ ہے کہ بعض اسلاف وصالحین (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے مال واولاد سے مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار کی کیونکہ یہ دونوں انسان کو ذکرِ الٰہی سے غافل کر دیتے ہیں، یہ دونوں اپنے صاحب کے لیے نحوست ہیں اسی لیے حضور سرورِ عالم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ جو میرے ساتھ محبت کرتا ہے اور میری دعوت کو قبول کرتا ہے تو اس کے مال واولاد میں کمی فرما، اور جو میرے ساتھ بغض رکھتا ہے اور میری دعوت کو قبول نہیں کرتا تو اس کے مال واولاد کو بڑھا دے۔

(تفسیر روح البیان جلد 11 صفحہ 478)

حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کہے یا اللہ میں تجھ سے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں، کیونکہ تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر وہ فتنہ پر مشتمل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ** ○ بے شک تمہارا مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش وفتنہ ہے۔ البتہ جو شخص پناہ طلب کرے تو اسے چاہیے کہ وہ فتنہ کی گمراہیوں سے پناہ مانگے۔ (مجمع الزوائد جلد 7 حدیث 11957 صفحہ 449۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 956۔ تفسیر روح البیان جلد 11 صفحہ 477)

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی بارگاہ میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس نے کہا، یا اللہ میں تجھ سے فتنہ یا فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں، تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس شخص سے فرمایا: کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے فتنہ مال اولاد عطا نہ فرمائے؟ (پھر فرمایا) تم میں سے جو بھی فتنوں سے پناہ مانگے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی گمراہیوں سے پناہ طلب کرے۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 596)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو تمام فتنوں کی گمراہیوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

موضوع :144

﴿سورۃ التکاثر کی مکمل تفسیر﴾

(186،194) اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ٥ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ٥ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ٥ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ٥ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ٥ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ٥ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ٥ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ٥

ترجمہ: ''تم کو زیادہ مال جمع کرنے کی حرص نے غافل کر دیا، حتیٰ کہ تم (مرکر) قبروں میں پہنچ گئے، یقیناً تم عنقریب جان لو گے، پھر یقیناً تم عنقریب جان لو گے، ہرگز نہیں، کاش تم علم الیقین کے ساتھ اپنا انجام جان لیتے، بے شک تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے، پھر تم ضرور عین الیقین کے ساتھ دوزخ کو دیکھو گے، پھر تم سے ضرور اس دن نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا''۔ (پارہ 30 سورۃ التکاثر آیت 1،8)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم کو زیادہ مال جمع کرنے کی حرص

نے غافل کر دیا، حتیٰ کہ تم (مرکر) قبروں میں پہنچ گئے۔ یعنی مال اور اولاد کی کثرت پر فخر نے اور دنیا اور اس کی آسائشوں کی محبت نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت سے غافل کر دیا۔ تم ان چیزوں میں اتنے منہمک ہو گئے کہ اس حالت میں تمہیں موت آ گئی حتیٰ کہ تم مر کر قبروں میں دفن ہو گئے۔

قارئین کرام! اگر ہم غور کریں تو جب لوگ زیادہ سے زیادہ مال و دولت جمع کرنے کی دوڑ میں لگے ہوتے ہیں ان کو بڑی اہم اور ضروری چیزیں فراموش ہو جایا کرتی ہیں۔ ان کی مال و دولت سمیٹنے کی خواہش جنون کی صورت اختیار کر لیتی ہے اس وقت انہیں نہ خدا یاد رہتا ہے، نہ اپنی موت یاد آتی ہے اور نہ ہی قبر کا وہ تاریک گڑھا یاد آتا ہے جس میں انہوں نے ایک نہ ایک دن آ کر دفن ہونا ہے، بس یہ لوگ ایک ہی خیال میں مگن رہتے ہیں کہ جیسے بن پڑے زیادہ سے زیادہ مال و دولت کو جمع کر لیا جائے، اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے کوئی بات نہیں، قوم سے خیانت، اپنے ملک سے غداری، اپنے فرائض کی ادائیگی میں بد دیانتی کے جرائم سرزد ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں، کوئی بات نہیں، یعنی ان لوگوں کو کسی چیز کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور ایسے لوگ مال و دولت حاصل کرنے کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ لگا دیتے ہیں۔ نتیجتاً ایسے بدنصیب لوگ خوفِ خدا اور اپنی قبر و آخرت کو ہی بھول جاتے ہیں، پھر ان کی آنکھیں تب کھلتی ہیں جب وہ مر کر قبر میں داخل ہوتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے ہیں یہ تب جاگیں گے جب ان کو موت آئے گی۔ (احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 49)

سیٹھ جی کو فکر تھی کہ اک اک کے دس دس کیجیے
موت آ پہنچی کہ حضرت جان واپس کیجیے

حضرت زید بن اسلم (رضی اللہ عنہ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے اس سورتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی، اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ o فرمایا (مال و دولت کی) کثرت کی ہوس (یعنی لالچ) نے تمہیں (اللہ تعالیٰ کی) اطاعت سے غافل کردیا، حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ o فرمایا: یہاں تک کہ تمہیں موت نے آلیا۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ o فرمایا: اگر تم قبروں میں داخل ہوئے (تو تم جلد جان لوگے)۔ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ o فرمایا: اگر تم اپنی قبروں سے محشر کی طرف نکلے تو تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا۔ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ o فرمایا: اگر تم اپنے رب کے سامنے اپنے اعمال پر کھڑے ہوئے لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ o ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ o فرمایا (تو تم دوزخ کو دیکھ کر رہو گے) اور پل صراط کو اور یہ جہنم کے درمیان میں رکھا جائے گا، پس مسلمان نجات پا جائے گا، (جسے) خراش لگی وہ مسلمان ہے اور جو کٹ گیا وہ جہنم کی آگ میں ہوگا۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ o فرمایا، اس دن تم سے جملہ نعمتوں مثلاً پیٹوں کو بھرنے ٹھنڈے مشروبات پینے، رہائش کی سہولتیں، معتدل تخلیق اور نیند وغیرہ کی لذت کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 1101)

☆ اس سورتِ مبارکہ کے تحت مزید احادیث مبارکہ

(1) حضرت مطرف اپنے والد (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں: کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس وقت اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ o کی تلاوت فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ابنِ آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! تیرا مال صرف وہی ہے جو تو نے کھا کر فنا کردیا، یا پہن کر بوسیدہ کردیا یا، صدقہ کر کے آگے (آخرت کے لئے) بھیج دیا۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد والرقاق جلد 3 حدیث 7346 صفحہ 673)

(2) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال، اس کیلئے تو اس کے مال سے صرف تین چیزیں ہیں (1) جو اس نے کھا کر فنا کر دیا (2) جو پہن کر بوسیدہ کر دیا (3) یا جو کسی کو دے کر (آخرت کا) ذخیرہ کر لیا، اس کے ماسوا جو کچھ بھی ہے وہ جانے والا ہے اور وہ اس (مال) کو لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الزہد والرقاق جلد 3 حدیث 7348 صفحہ 674)

(3) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ابنِ آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں اور اس کے منہ کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1360 صفحہ 531)

(4) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ابنِ آدم کے پاس مال سے (بھری) دو وادیاں بھی ہوں تو وہ تیسری وادی کی تلاش شروع کر دے گا اور آدمی کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ کو قبول فرماتا ہے جو توبہ کرے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1357 صفحہ 350)

(5) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: درہم و دینار کے بندے، نیز ریشمی چادروں اور اُونی کپڑوں کے بندے ہلاک ہوئے کیونکہ یہ چیزیں اگر انہیں دے دی جائیں تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر نہ دی جائیں تو وہ راضی نہیں ہوتے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1256 صفحہ 530)

(6) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، ان میں سے دو لوٹ آتی ہے اور ایک رہ جاتی ہے، اس کے اہل وعیال، مال، اور عمل ساتھ جاتے ہیں اہل وعیال اور مال لوٹ آتے ہیں اور عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد والرقاق جلد 3 حدیث 7350 صفحہ 673)

(7) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے خطوط کے ذریعے ایک مربع شکل بنائی اور اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو اُس سے باہر نکلا ہوا تھا، پھر درمیان میں چھوٹے خطوط کچھ اُس کے اس جانب کھینچے اور کچھ اُس کے (دوسری) جانب کھینچے، پھر فرمایا: کہ یہ انسان ہے اور یہ اُس کی موت ہے جو اس پر محیط ہے یا فرمایا کہ جس نے اسے گھیرا ہوا ہے، اور یہ باہر نکلا ہوا خط اُسکی آرزو، خواہش (اور تمنائیں) ہیں اور یہ چھوٹے خطوط اس کے مصائب ہیں اگر ایک مصیبت سے بچا تو دوسری نے اسے نوچ لیا اگر دوسری سے بچا تو تیسری نے نوچ لیا۔ (اور اس سے اگلی حدیث میں ہے) نبی کریم ﷺ نے کچھ خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ انسان کی اُمیدیں اور یہ اس کی موت ہے وہ ان کے درمیان ہی پھنسا رہتا ہے حتیٰ کہ قریبی خط سے موت آجاتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1339،1340 صفحہ 523)

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے — طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے
جب سے بنی ہے دنیا لاکھوں کروڑوں آئے — باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے
اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے — دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
یہ عالیشان بنگلے کسی کام کے نہیں ہیں — محلوں میں سونے والے مٹی میں سو رہے ہیں
دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے — دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
آنکھوں سے تو نے اپنی دیکھے کئی جنازے — ہاتھوں سے تو نے اپنے دفنائے کتنے مُردے
انجام سے تو اپنے کیوں اتنا بے خبر ہے — دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

قارئین کرام !اس آیتِ مبارکہ میں مال کی کثرت کو طلب کرنے کی مذمت فرمائی گئی ہے،لیکن یاد رکھیئے کہ مطلقاً کثرت کو طلب کرنا مذموم نہیں ہے بلکہ اطاعت،عبادات اور محاسنِ اخلاق میں کثرت کو طلب کرنا مطلوب ہے،اور مال میں کثرت اگر فسق وفجور کے لیے ہو تو مذموم ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے مال کی کثرت مطلوب ہو تو یہ مستحسن ہے،حدیث پاک میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہیں :حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز و مستحسن ہے (1) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو حق کے راستے میں خرچ کرے (2) اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علمِ (دین) دیا ہو اور وہ اس علم کے مطابق فیصلہ کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔ (صحیح بخاری کتاب العلم جلد 1 حدیث 73 صفحہ 183)

لہٰذا معلوم ہوا کہ مطلقاً تکاثر (یعنی مال کو طلب کرنا) مذموم نہیں ہے بلکہ جو تکاثر مذموم ہے وہ یہ ہے کہ فسق وفجور کے لیے مال ودولت میں کثرت کو طلب کیا جائے ،(اور وہ مال ودولت

بھی قابلِ مذمت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دے) لیکن اگر ایک انسان کو مال و دولت کی کثرت اس لیے مطلوب ہو کہ وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کرے گا، مثلاً اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے گا، زکوٰۃ ادا کرے گا، اور اللہ تعالیٰ کے گھر کا حج کرے گا، تو یہ جائز و مستحسن ہے۔

اس کے بعد آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا: **كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝**

یقیناً تم عنقریب جان لو گے، ہر گز نہیں، کاش تم علم الیقین کے ساتھ اپنا انجام جان لیتے ہیں، بے شک تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے، پھر ضرور عین الیقین کے ساتھ دوزخ کو دیکھو گے، پھر تم سے ضرور اس دن نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یعنی عنقریب جب تم موت کے وقت عذاب کا مشاہدہ کرو گے تو جان لو گے کہ میری دعوت برحق تھی۔

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) آیت 3 (**كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝**) کے تحت فرماتے ہیں: کہ یعنی عنقریب تم جان لو گے، اس تفاخر (یعنی فخر کرنے) کا عذاب جو قبر میں نازل ہوگا اور آیت 4 (**ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝**) کے تحت فرماتے ہیں۔ عنقریب تم جان لو گے اس تفاخر (فخر کرنے) کا عذاب جو آخرت میں نازل ہوگا۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا ذکر بھی فرمایا گیا تو یہاں پر ان کی تعریفات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

☆علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کی تعریف

(1) علم الیقین: یعنی ایسا علم جو کسی خبر کو سُن کر یا دلائل میں غور وفکر کرنے سے حاصل ہوا ہے

علم الیقین کہتے ہیں۔

(2) عین الیقین: یعنی کسی چیز کو دیکھ کر جو یقین حاصل ہو اس کو عین الیقین کہتے ہیں۔

(3) حق الیقین: یعنی تجربے سے جو یقین حاصل ہو اسے حق الیقین کہتے ہیں۔

یاد رکھیے، ہمیں جو نبی کریم ﷺ کی نبوت پر یقین ہے وہ علم الیقین ہے اور صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو جو نبی کریم ﷺ کی نبوت پر یقین تھا، وہ عین الیقین تھا، اور جو نبی کریم ﷺ کو اپنی نبوت پر یقین تھا وہ حق الیقین تھا۔ (تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 963)

نیز اللہ تعالیٰ نے آیت 6 اور 7 میں ارشاد فرمایا: **لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝** بے شک تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے، پھر تم ضرور عین الیقین کے ساتھ دوزخ کو دیکھو گے۔ یعنی قیامت کے دن تم دوزخ کو ضرور دیکھو گے۔ یاد رہے کہ یہ آیتِ مبارکہ کفار اور مومنین دونوں کے لیے عام ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۝** تم میں سے ہر شخص کا دوزخ سے گزر ہو گا۔ (پارہ 16 سورۃ مریم آیت 71)

قارئین کرام! یاد رہے کہ مومن کا دوزخ سے صرف گزر ہو گا سو وہ اس کی گزرگاہ ہے اور کافر کا ٹھکانہ ہے وہ وہیں رہے گا۔ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے ایک طویل حدیث مروی ہے: اس میں یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوزخ کے اوپر ایک پل بچھا دیا جائے گا، تم میں سے بعض اس کے اوپر سے پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے، ان میں سے بعض تو صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے اور بعض جہنم کی آگ سے جھلس کر بچ نکلنے والے ہوں گے یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا، تم آج مجھ سے حق کے معاملہ میں اس قدر سخت نہیں، جتنے اس دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو گے، جب مؤمنین دیکھیں گے کہ اپنے بھائیوں میں سے صرف

ان کونجات ملی ہے تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب، ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دوسرے نیک اعمال کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جاؤ جس کے دل میں ایک دینار کے وزن کے برابر ایمان ہو تو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو دوزخ پر حرام فرمادے گا ۔ پس وہ مؤمنین ان لوگوں کے پاس جائیں گے، ان میں سے بعض تو اپنے قدموں تک دوزخ میں غائب ہو چکے ہوں گے اور بعض آدھی پنڈلیوں تک دوزخ میں غائب ہو چکے ہوں گے پس جن کو وہ پہچان لیں گے تو ان کو دوزخ سے نکال لیں گے پھر واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے اسے بھی دوزخ سے نکال لو، پس وہ جس کو پہچانیں گے تو ان کو دوزخ سے نکال لیں گے پھر واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے اسے بھی نکال لو، چنانچہ وہ جائیں گے اور جس جس کو پہچانیں گے اسے نکال لیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید جلد 3 حدیث 2288 صفحہ 921 سنن نسائی جلد 3 حدیث 5025 صفحہ 409)

☆ قیامت کے دن ہر نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا

اس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ٥** پھر تم سے ضرور اس دن نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں صحت امن وامان اور رزق وغیرہ کی جو جو نعمتیں عطا فرمائی تھیں، قیامت کے دن ان کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے ان کا کس قدر شکر ادا کیا؟

☆ قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں ہونے والے سوالات کے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نعمت کے بارے میں یہ سوال ہوگا، کہ کیا ہم نے تمہیں جسمانی صحت نہ دی؟ اور تمہیں ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1284 صفحہ 559)

(2) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان قیامت کے دن اس وقت تک اپنے رب کے پاس کھڑا رہے گا جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے (1) اس نے اپنی زندگی کن کاموں میں گزاری (2) اپنی جوانی کن کاموں میں گزاری (3) مال کہاں سے کمایا (4) اور کہاں کہاں خرچ کیا (5) اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا؟

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 306 صفحہ 132)

(3) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہے کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، اور وہ دو نعمتیں صحت وفراغت ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1334 صفحہ 522)

قارئین کرام! جہاں پر قیامت کے دن ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا اسی طرح یہ دو نعمتوں (یعنی صحت وفراغت) کے متعلق بھی سوال ہوگا۔

(4) حضرت معاویہ بن قرۃ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: قیامت کے دن سب سے سخت حساب فارغ اور تندرست انسان سے ہوگا، اس سے کہا جائے گا کہ تم نے ان دونوں نعمتوں کا کیسے شکر ادا کیا۔ (تفسیر روح البیان جلد 12 پارہ 30 صفحہ 536)

(5) حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین دیوانوں (یعنی اعمال ناموں) کے ساتھ پیش کیا جائے گا، ایک دیوان میں نیکیاں ہوں

گی، ایک دیوان میں نعمتوں کا ذکر ہوگا اور ایک دیوان میں گناہوں کا ذکر ہوگا، پس نعمتوں کے دیوان کے مقابل نیکیوں کے دیوان کو رکھا جائے گا، نتیجتاً نعمتیں نیکیوں کو ختم کر دیں گی اور گناہ باقی رہ جائیں گے ان کی مشیت اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف فرمادے۔

(المصنف ابن ابی شیبہ جلد 7 حدیث 34546 صفحہ 105، تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1112)

(6) حضرت امام ابن ابی شیبہ (رحمتہ اللہ علیہ) نے حضرت سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ) کو ایک بار پیالے میں شہد کا مشروب پیش کیا گیا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے اسے پی لیا، پھر فرمایا قسم بخدا، اس کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا، عرض کی گئی کہ کیا اس کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا؟ فرمایا میں نے اسے پیا ہے اور میں اس سے لطف اندوز ہو رہا ہوں، (یعنی جب میں اسے پی رہا ہوں اور اس سے لطف اندوز ہو رہا ہوں تو یہ بھی ایک نعمت ہے لہٰذا اس کے بارے میں بھی مجھ سے پوچھا جائے گا)۔

(المصنف ابن ابی شیبہ جلد 7 حدیث 35344 صفحہ 202، تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1112)

(7) حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر صاحب نعمت سے ان نعمتوں کے بارے میں پوچھے گا جو نعمتیں اس نے اسے عطا فرمائیں تھیں۔

(تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1102)

(8) حضرت مجاہد (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کہ اس دن لذّاتِ دنیا (یعنی دنیا کی لذتوں) میں سے ہر شے کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔

(تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1102)

حکایات:۔ حضرت سیدنا حاتم اصم (رحمتہ اللہ علیہ) کو ایک بار کسی امیر شخص نے دعوت طعام دی، آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے انکار فرما دیا لیکن وہ شخص نہ مانا جب اس کا اصرار بڑھا تو آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا اگر تو میری یہ تین شرطیں مان لے گا تو پھر ان شاء اللہ (عزوجل) میں ضرور آؤں گا (1) میں جہاں چاہوں گا بیٹھوں گا (2) جو چاہوں گا کھاؤں گا (3) اور جو کہوں گا وہ تمہیں کرنا پڑے گا، اُس امیر شخص نے یہ تینوں شرطیں منظور کر لیں ، چنانچہ اللہ کے ولی کی زیارت کے لیے بہت سارے لوگ جمع ہو گئے ، پُر تکلف طعام کا اہتمام تھا، وقتِ مقررہ پر آپ (رحمتہ اللہ علیہ) بھی تشریف لے آئے اور آتے ہی جہاں پر لوگوں کے جوتے پڑے تھے وہاں بیٹھ گئے، میزبان نے کہا حضرت یہ آپ کہاں بیٹھ گئے ہیں؟ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: تم سے یہ شرط طے ہوئی تھی کہ میں جہاں چاہوں گا بیٹھوں گا لہٰذا وہ شخص خاموش ہو گیا کچھ دیر کے بعد کھانا شروع ہوا تو لوگوں نے مُرغِ مُسلّم پر ہاتھ صاف کرنے شروع کر دیئے لیکن آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنی جیب سے دو سُوکھی روٹیاں نکالی اور ان کو تناول فرمانے لگے۔ اس شخص نے کہا، حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کے لیے تو میں نے اتنے اچھے کھانے تیار کروائے ہیں؟ تو آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: تم سے میری یہ شرط طے ہوئی تھی کہ میں جو چاہوں گا وہ کھاؤں گا، لہٰذا وہ پھر خاموش ہو گیا پھر جب طعام کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اس میزبان شخص سے فرمایا: ایک چولہا لے کر آؤ اور اس پر توا رکھو اور اس کے نیچے آگ لگا دو، اس شخص نے آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کے حکم کی تعمیل کی، جب آگ کی تپش سے توا سُرخ انگارہ بن گیا تو آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا: میں نے آج کے کھانے میں دو سُوکھی روٹیاں کھائی ہیں، یہ فرما کر آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نیچے تشریف لے آئے پھر حاضرین سے

فرمایا: اب تم نے جو کچھ کھایا ہے اس کا باری باری اس توے پر کھڑے ہوکر حساب دو، یہ سن کر لوگوں کی یکدم چیخیں نکل گئیں، پھر وہ بیک زبان ہوکر بولے، حضرت، آپ (رحمۃ اللہ علیہ) تو اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اور یہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کی کرامت ہے کہاں یہ گرم گرم توا اور کہاں ہمارے نازک قدم، ہم تو گناہگار دنیادار لوگ ہیں، یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے، پھر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: اے لوگو! اس وقت کو یاد کرو جب سورج صرف سوا میل دور ہوگا، آج سورج ہم سے کروڑوں میل دور ہے اور اس وقت سورج کا پچھلا رُخ ہماری طرف ہے جبکہ اُس وقت اُس کا اگلا رُخ ہماری طرف ہوگا اور اس وقت زمین بھی تانبے کی ہوگی، اُس تانبے کی دہکتی ہوئی زمین کے بارے میں غور وفکر کرو اور اس گرم توے کے بارے میں سوچو جو کہ دنیوی آگ میں گرم ہوا ہے، اسکی تپش خدا کی قسم، اس تانبے کی انگارہ بنی ہوئی زمین کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے اور اس تانبے کی تپتی ہوئی زمین پر تمہیں کھڑا ہونا پڑے گا، پھر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی (ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝ پھر تم سے ضرور اس دن نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا) پھر اس کے بعد فرمایا کہ غور کرو کہ جب تم آج اس دنیوی توے پر کھڑے ہوکر صرف ایک وقت کے کھانے کا حساب نہیں دے سکتے تو کل بروزِ قیامت تمہارے اندر کونسی کرامت پیدا ہو جائے گی کہ تانبے کی دہکتی ہوئی زمین پر کھڑے ہوکر زندگی بھر کی تمام نعمتوں کا حساب چکاؤ گے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ رقت انگیز بیان سُن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے لگے۔ (ملخصاً تذکرۃ الاولیاء صفحہ 169)

صدقہ پیارے کی حیاء کا کہ نہ لے مجھ سے حساب

بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

قارئین کرام! آخر میں اس سورتِ مبارکہ کی تلاوت کے فضائل سے متعلق حدیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص روزانہ ایک ہزار آیتیں تلاوت کرنے کی استطاعت (یعنی طاقت) نہیں رکھتا؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، کون اس کی استطاعت رکھتا ہے (یعنی ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ کوئی بھی ایک ہزار آیات تلاوت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی الھکم التکاثر (یعنی سورۃ التکاثر) پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ (یعنی جو شخص سورت التکاثر کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے ایک ہزار آیات کو تلاوت کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا)۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 2081 صفحہ 375)

موضوع :145

﴿قیامت کے دن ہر نیکی اور بُرائی ظاہر ہوجائیگی﴾

(196,195) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

ترجمہ: تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ بھر بُرائی کی ہوگی تو وہ اسے (بھی) دیکھ لے گا"۔ (پارہ 30 سورۃ الزلزال آیت 8،7)

تفسیر: یعنی انسان نے جو بھی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کی ہوگی وہ قیامت کے دن اسے دیکھ لے گا اور جس نے چھوٹے سے چھوٹا گناہ کیا ہوگا تو وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

ان آیاتِ مبارکہ کے تحت احادیثِ مبارکہ واقوال

(1) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ پر یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے کھانے سے ہاتھ اُٹھالیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ بے شک میں دیکھ رہا ہوں جو ذرہ برابر بُرائی میں نے کی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر، تیرا کیا خیال ہے کہ دنیا میں جن چیزوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے تم دیکھ رہے ہو کہ وہ بُرائی کے ذرات ہیں اور تمہاری لیے خیر اور نیکی کے ذرات جمع کیے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن تم اس خیر کو پوری طرح پالو گے۔

(تفسیر طبری جلد 30 صفحہ 324۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 1080۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 929)

(2) حضرت اسماء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ناشتہ کر رہے تھے کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کھانا کھاتے ہوئے رُک گئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہم نے جو بھی بُرا عمل کیا، کیا وہ ہم دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم تکالیف دیکھتے ہو یہ تمہارا بدلہ ہے اور نیکیاں نیک لوگوں کے لیے آخرت کیلئے ذخیرہ کرلی جاتی ہیں۔

(المستدرک جلد 3 حدیث 3966 صفحہ 628 تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 1080)

(3) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! تم جان لو کہ جنت اور دوزخ تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا تو وہ اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ بھر بُرائی کرے گا تو وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 1084)

(4) حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو اگر چہ تم اپنے ڈول سے پانی نکال کر کسی پیاسے کو پانی پلا دو اور اگر چہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جلد 3 حدیث 6633 صفحہ 446۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 926)

(5) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! ان اعمال سے بچو جن کی انسان پرواہ نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کا بھی محاسبہ ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4232 صفحہ 664)

(6) حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صغیرہ گناہوں سے محتاط رہو کیونکہ یہ جمع ہو کر آدمی کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں یہ بات ایک مثال کے ذریعے سمجھائی کہ ایک قافلہ صحرا میں ٹھہرتا ہے اور جب کھانے کا وقت ہو جاتا ہے تو ایک آدمی جاتا ہے اور لکڑی لے آتا ہے دوسرا جاتا ہے تو وہ بھی لکڑی لے آتا ہے اس طرح وہ ایک ایک کر کے لکڑیوں کا ڈھیر جمع کر لیتے ہیں اور لکڑیوں کو آگ لگا کر کھانا تیار کر کے اسے کھا لیتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 930)

(7) حضرت سعید بن حبان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو ہم ایک بے آباد جگہ پر ٹھہرے، جہاں پر کوئی چیز بھی نہ تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے اسے جمع کر کے لے آؤ، تو چند گھڑیاں بھی نہ گزری تھیں کہ لوگوں کے پاس جو کچھ تھا وہ جمع کر کے لے آئے، تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ دیکھتے ہو تمہارے گناہ بھی اسی طرح تم پر جمع کیے جاتے ہیں جس طرح تم نے ان چیزوں کو جمع کیا ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کوئی بھی چھوٹا بڑا گناہ نہ کرو کیونکہ اس

کا شمار ہو رہا ہے۔ (تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 394

(8) حضرت شداد بن اوس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک دنیا موجودہ سامان ہے اس میں سے نیک اور بد کھا رہے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں شہنشاہ قادرِ مطلق ہی فیصلہ فرمائے گا اس میں حق ثابت رہے گا اور باطل باطل ہو جائے گا، اے لوگو! آخرت کے بیٹے بن جاؤ دنیا کے بیٹے نہ بنو، کیونکہ ہر ماں کے تابع اس کی اولاد ہوتی ہے، تم عمل کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین کر لو تم اپنے اعمال پر پیش کیے جاؤ گے اور تم بالیقین اللہ تعالیٰ سے جا ملو گے، کیونکہ اس نے فرمایا ہے پھر آپ ﷺ نے انہی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی **فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○** ترجمہ: جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی تو وہ اسے دیکھ لے گا)۔ (مشکوٰۃ شریف جلد 2 حدیث 4987 صفحہ 502۔ تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 1086

(9) حضرت سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: **وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا** (پارہ 29 سورۃ الدھر آیت 8) تو مسلمان یہ گمان کرتے تھے کہ جب وہ کسی کو تھوڑی شے دیں گے تو اس قلیل شے پر انہیں کوئی اجر نہیں دیا جائے گا پس جب سائل ان کے دروازے پر آتا تو وہ اسے پوری کھجور یا توڑ کر کھجور دینے کو قلیل اور تھوڑا سمجھتے تھے، لہٰذا وہ اسے واپس کر دیتے اور کہتے، یہ کوئی ایسی شے نہیں ہے کہ ہم اسے دیں دے دیں تو ہمیں کوئی اجر و ثواب دیا جائے گا، حالانکہ ہم تو اسے پسند کرتے ہیں اور کچھ دوسرے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ تھوڑے گناہ پر انہیں کوئی ملامت نہیں کی جائے گی جیسا کہ جھوٹ بولنا، بدنگاہی کرنا، غیبت

رنا اور دیگر اس طرح کے گناہوں کے بارے میں کہتے تھے (کہ ان پر جہنم کی وعید نہیں
ہے) اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہ کرنے پر جہنم کی وعید فرمائی ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں
قلیل (یعنی چھوٹی نیکیوں) میں رغبت دلائی کہ وہ یہ عمل کیا کریں کیونکہ وہی بڑھنے کے
یب ہے (اور شاید اسی وجہ سے انکی بخشش ہو جائے) اور تھوڑی برائی سے انہیں ڈرایا
یونکہ قریب ہے کہ وہی بڑھ جائے اور شاید اس وجہ سے ان کی گرفت ہو جائے) لہٰذا اللہ
الیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے چھوٹی سی چیونٹی کے وزن کے برابر بھی خیر اور نیکی کا عمل کیا
وہ اسے اپنے نامہ اعمال میں دیکھ لے گا اور وہ اس کے لیے باعثِ فرحت وسُرور ہوگا، اور
ر نیک وبد کی ایک برائی ایک ہی لکھی جائے گی اور ہر نیکی کے بدلے میں اسے دس نیکیاں
لکھی جائیں گی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومن کی نیکیوں کو دُگنا کر دے گا یعنی ایک نیکی
کے بدلے میں اسے دس نیکیاں عطا فرمائیگا اور اس کی دس برائیوں کو مٹا دے گا اگر کسی شخص
کی نیکیاں اس کی برائیوں سے ذرہ برابر بھی زیادہ ہوگئیں تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔
(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 930۔ تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1082۔ تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 392)

(10) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کوئی
مومن ہو یا کافر، جس نے بھی دنیا میں کوئی بھی نیکی اور برائی کا عمل کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے
ضرور بضرور وہ عمل دکھائے گا، پس مومن کو اللہ تعالیٰ اسکی نیکیاں اور برائیاں دکھائے گا پھر
اس کے گناہوں اور برائیوں کو بخش دے گا اور اس کی نیکیوں پر اسے اجر وثواب عطا فرمائے
اور رہا کافر تو اسے اس کی نیکیاں اور اس کی برائیاں دکھائے گا اور اس کی نیکیوں کو
رد کر دے گا اور اس کی برائیوں کے عوض اسے عذاب دے گا۔
(تفسیر طبری جلد 30 صفحہ 324 تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1082)

(11) حضرت محمد بن کعب (رضی اللہ عنہ) اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جو کافر دنیا میں ذرہ بھر بھی نیکی اور خیر کا عمل کرے گا تو وہ اس کا ثواب دنیا ہی میں اپنی ذات، اپنے اہل وعیال، اپنے مال واولاد کے ضمن میں پالے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے جائے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی، اور جو مومن ذرہ بھر بُرائی کا عمل کرلے گا، تو وہ اس کی سزا دنیا ہی میں اپنی ذات اپنے اہل وعیال اور اپنے مال واولاد کے ضمن میں دیکھ لے گا، یہاں تک کہ جب وہ دنیا سے نکلے گا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

(تفسیر طبری جلد 30 صفحہ 324۔ تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1082)

(12) حضرت سلیمان بن مغیرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا تو میں نے اسے کم سمجھا اور حقیر تصور کیا تو جب رات کو میں سویا تو میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے اے سلیمان! صغیرہ گناہوں کو بھی حقیر نہ سمجھو، یہ صغیرہ گناہ بھی کبیرہ ہوجائیں، صغیرہ گناہوں کو اگرچہ ایک عرصہ گزر چکا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں، اور اپنے آپ کو بدی کے کاموں سے دور رکھو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر نیکی کے کاموں کی طرف آنا دشوار ہوجائے، اور ہر وقت اطاعت وعبادت پر کمر بستہ رہو (اس نے مزید کہا کہ) مُحبّ جب اپنے خدا سے محبت کرتا ہے تو اس کا دل اُڑنے لگتا ہے اور اسے غور وفکر کی عادت الہام کی جاتی ہیں، اس لیے صدق (سچی) نیت سے اپنے رب سے ہدایت طلب کرو کیونکہ تمہارا رب ہی تمہیں ہدایت دینے والا اور تمہاری مدد فرمانے والا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 468)

حکایت:۔ حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس سے ایک شخص گزرا جو اس آیت مبارکہ کی تلاوت کررہا تھا، جب وہ اس آیت کے اختتام پر پہنچا تو آپ (رحمتہ اللہ علیہ)

نے فرمایا: میرے لیے یہ کافی ہے، تو نے نصیحت کی انتہا کر دی۔

(تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 395)

قارئین کرام! واقعی اگر ایک انسان ان آیات کے بارے میں غور وفکر کرے تو یہ اس کے ظاہر وباطن کی اصلاح کیلئے کافی ہیں۔

موضوع :146

﴿قیامت کے دن زمین سب کچھ بتادے گی﴾

(197) يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝

ترجمہ: ''اس دن زمین اپنی تمام خبریں بیان کر دے گی''۔ (پارہ 30 سورۃ الزلزال آیت 4)

تفسیر:۔ یعنی قیامت کے دن زمین بندوں کے ان اعمال کو بیان کر دے گی جو انہوں نے اس پر کیے ہوں گے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں ہے۔

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی، پھر فرمایا: جانتے ہو اس زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی: اللہ ورسول (عزوجل ﷺ) ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر مرد وعورت پر اس کے ان اعمال کی گواہی دے گی جو انہوں نے اس کی پیٹھ پر کیے ہوں گے وہ کہے گی، اس نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا (فرمایا) یہی زمین کی خبریں ہیں۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 127 صفحہ 557۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 928۔ تفسیر درمنثور جلد صفحہ 1079)

(2) حضرت ربیعہ جرشی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمین سے بچو اور اپنی حفاظت کرو کیونکہ یہ تمہاری اصل (یعنی تمہاری ماں) ہے اور اس

پر اچھا یا بُرا عمل کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے مگر یہ اس کے بارے میں (قیامت کے دن) آگاہ کردے گی۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 928۔تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1079۔تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 392)

(3) حضرت حکم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضرت ابواُمیہ (رضی اللہ عنہ) نے مسجد حرام میں فرض نماز پڑھی اور پھر انہوں نے اِدھر اُدھر (یعنی مختلف جگہوں پر) نوافل پڑھے، جب فارغ ہوئے تو آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ زمین قیامت میں میرے اس عمل کی گواہی دے گی پھر آپ نے اسی آیتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔

(تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1080۔تفسیر روح البیان جلد 12 صفحہ 508)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ انسان جو بھی زمین پر نیک اعمال کرتا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، ذکرِ الٰہی، تلاوتِ قرآن، اور نمازیں ادا کرتا ہے، تو کل قیامت کے دن یہ زمین انسان کے ان نیک اعمال کو بیان کریگی اور جو انسان اس زمین پر اللہ کی نافرمانیاں کرتا ہے، چوری کرتا ہے، زنا کرتا ہے، شرابیں پیتا اور دیگر بُرے اعمال کرتا ہے تو کل قیامت کے دن یہی زمین اسکے ان بُرے اعمال کو بیان کریگی لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ سوچے، جس زمین پر میں اس وقت گناہ کر رہا ہوں کل کو یہی میرے خلاف گواہی دے گی۔

روزی کا سبب

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں دو بھائی تھے، جن میں ایک تو نبی کریم ﷺ خدمت بابرکت میں (علم دین سیکھنے کے لیے) آتا تھا، اور ایک بھائی کاریگر تھا (ایک روز) کاریگر بھائی نے نبی کریم ﷺ نے اپنے بھائی کی شکایت کی (یعنی اس نے سارا بوجھ مجھ پر ڈال دیا ہے، اس کو میرے کام کاج میں ہاتھ بٹانا چاہیے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاید! تجھے اس کے سبب سے روزی دی جاتی ہے۔

(سنن ترمذی جلد 2 حدیث 227 صفحہ 105)

موضوع :147

﴿اللہ اپنا فضل جسے چاہے عطا فرماتا ہے﴾

(198) ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ: "یہ اللہ کا فضل ہے وہ اسے جس کو چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے"۔

(پارہ 28 سورۃ الجمعۃ آیت 4)

تفسیر:۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس کو چاہے علمِ دین حاصل کرنے، اس پر عمل کرنے، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، اور دیگر اعمالِ صالحہ وغیرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جس کو چاہے مال ودولت عطا فرمائے۔

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: فقراء و مہاجرین عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ مالدار لوگ تو درجات اور ہمیشہ کی نعمتوں میں ہم سے بازی لے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کی کہ جس طرح انہوں نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی نماز پڑھی جس طرح انہوں نے جہاد کیا تو ہم نے بھی جہاد کیا لیکن انہوں نے اپنا وافر مال راہِ خدا میں خرچ کیا، جبکہ ہمارے پاس مال نہیں ہے۔ فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے باعث تم ان لوگوں کے برابر ہو جاؤ جو تم سے پہلے ہو گزرے، اور ان لوگوں سے بڑھ جاؤ جو تمہارے بعد آئیں گے اور تمہارے برابر کوئی نہ ہو سکے گا، مگر وہ جو تمہاری طرح اس عمل کو کرے، پھر فرمایا: تم اپنی ہر نماز کے بعد (33) بار سبحان اللہ (33) بار الحمد اللہ اور (34) بار اللہ اکبر پڑھا کرو، فقراء مہاجرین پھر دوبارہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اور عرض کرنے لگے ہمارے مالدار بھائیوں نے ہماری اس عبادت کا

سُنا تو وہ بھی اس پر عمل کرنے لگ گئے ہیں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات جلد 3 حدیث 1255 صفحہ 495۔ صحیح مسلم کتاب المساجد جلد 1 حدیث 1346 صفحہ 436)

قارئین کرام! یادرکھیئے: حدیث پاک میں ہے کہ جب فقیر وغریب آدمی مخلصانہ طور پر سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر کہتا ہے اور غنی (یعنی دولت مند) بھی تو فضیلت میں غنی فقیر کے درجہ اور ثواب کے تضاعف (یعنی دوگنا ہونے) کو نہیں پہنچ سکتا، اگرچہ غنی اس کے مقابلے میں دس ہزار درہم خرچ کرے ایسے ہی اس کے کل اعمال کا حال ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 11 صفحہ 359)

حضرت شیخ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) کیا خوب فرماتے ہیں۔

نہ قطار زربخش کردن زگنج

نہ باشد چو قیراطے از دست رنج

(یعنی سونے کا خزانہ لٹا دینے کا اس ایک قیراط خرچ کرنے سے مقابلہ نہیں جو دستِ رنج سے ہو)

موضوع :148

﴿سورۃ العصر کی مکمل تفسیر﴾

(199، 201) وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

ترجمہ: ”زمانہ کی قسم، بے شک ہر انسان ضرور نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو دینِ حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی“۔ (پارہ 30 سورۃ العصر آیت 1,3)

تفسیر:۔اللہ تعالیٰ نے اس سورتِ مبارکہ کا آغاز عصر کی قسم سے کیا ہے۔عصر کا معنیٰ زمانہ بھی ہے اور عصر دن کے اس حصے کو بھی کہتے ہیں جس میں ظہر اور مغرب کی نمازوں کے درمیان نماز ادا کی جاتی ہے۔

قارئین کرام! یاد رکھیئے کہ اس سورت میں جو حقیقت بیان کی جارہی ہے،اس کی صداقت پر سب سے بڑا گواہ خود زمانہ ہے،اگر ہم انسانی تاریخ کے کسی دور کا مطالعہ کریں تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے۔جو اس مختصر سورت میں بیان کیا گیا ہے۔اور جو افراد اور قومیں ان مذکورہ چار صفات سے متصف نہیں ہوتیں وہ خائب وخاسر ہی رہتی ہیں ۔اگر ہم نمرود اور فرعون کو دیکھیں،اور قومِ نوح،اور قومِ ثمود کے حالات کا مطالعہ کریں،تو ہر جگہ اس حقیقت کی سچائی روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔نمرود اپنے وقت کا بہت بڑا بادشاہ تھا،ساری رعایا اس کی فرمانبردار تھی،ملک کی ساری دولت اس کے قبضہ میں تھی،اس کے شاہی خزانے سونے ،چاندی اور دیگر نوادرات سے بھرے ہوئے تھے،فوج بھی اپنے بادشاہ کیساتھ وفا کے جذبے سے سرشار تھی۔یہی حال فرعون کا تھا،ان دونوں میں اگر کسی چیز کی کمی تھی تو صرف یہ کہ وہ دونوں ان صفاتِ جلیلہ سے محروم تھے جو انسانی فوز وفلاح (یعنی کامیابی اور بھلائی وسلامتی) کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں،ان کا انجام کیا ہوا،ایک ملک کے اتنے بڑے بادشاہ کو صرف ایک حقیر سے مچھر نے ہلاک کر دیا،اور دوسرے بادشاہ کو سمندر کی موجیں خس وخاشاک (یعنی کوڑا کرکٹ) کی طرح بہا کر لے گئیں ان کے حسرتناک انجام پر ایک آنکھ بھی نمناک نہ ہوئی اور ایک دل بھی سوگوار نہ ہوا اس طرح جب قومِ نوح کو طوفان کی بھپری ہوئی موجوں نے گھیر لیا اور وہ سب کے سب غرق ہو گئے تو ان ظالموں کی بربادی پر کائنات نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

بعض مفسرینِ کرام (رحمہم اللہ السلام) نے زمانہ کے بارے میں فرمایا: کہ اس آیتِ مبارکہ میں زمانہ سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کا زمانہ ہے، یعنی والعصر سے مراد ہے اس زمانہ کی قسم جس میں میرے حبیب آپ ﷺ ہیں۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے زمانہ کی قسم ارشاد فرمائی ہے اور قرآن پاک میں دوسری جگہ پر آپ ﷺ کے شہر کی قسم ارشاد فرمائی، فرمایا: وَاَنْتَ حِلٌّ ۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۝ اس شہر کی قسم جس میں (اے میرے حبیب) آپ مقیم ہیں۔

(پارہ 30 سورۃ البلد آیت 2)

نیز ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کی بھی قسم ارشاد فرمائی ہے، فرمایا: اے محبوب آپ کے زمانہ کی قسم، آپ کے شہر کی قسم، آپ، تو سوچئے، اللہ تعالیٰ آپ کی نسبتوں کی قسم ارشاد فرما رہا ہے، فرمایا: لَعَمْرُكَ ۝ اے محبوب آپ کی جان کی قسم۔

(پارہ 14 سورۃ الحجر آیت 72)

پس گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب آپ کے زمانے کی قسم، آپ کے شہر کی قسم، آپ کی زندگی کی قسم۔

قارئین کرام! غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی نسبتوں کی قسمیں ارشاد فرما رہا ہے اور آپ ﷺ کی نسبتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی مکرم ہیں تو آپ خود سوچئے کہ خود آپ ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر مکرم ہو گی۔

(تفسیر کبیر جلد 32 صفحہ 85 تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 970)

بعض مفسرین کرام (رحمہم اللہ السلام) نے فرمایا: والعصر سے مراد، عصر کی نماز ہے اور مفسرین کرام نے اسکی حسب ذیل وجوہات بھی بیان فرمائی ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ نے عصر کی نماز کی قسم ارشاد فرما کر اس بات پر تنبیہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

نزدیک عصر کی نماز بہت فضیلت والی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، **حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى** تمام نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز کی۔

(پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 238)

(2) حضور نبی کریم ﷺ نے بھی عصر کی نماز کی بہت فضیلت اور اہمیت بیان فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور اس کا مال ہلاک ہوگیا۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ جلد 1 حدیث 522 صفحہ 299)

حضرت بُریدہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عصر کی نماز کو ترک کردیا تو اس کا عمل ضائع ہوگیا۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ جلد 1 حدیث 523 صفحہ 299)

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور وہ فجر کی نماز میں اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر جن فرشتوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری تھی وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس آئے تھے تو تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ جلد 1 حدیث 525 صفحہ 300)

☆ **نمازِ عصر قضاء کرنے کی نحوست**

حکایت:۔ ایک عورت مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چیخ وپکار کررہی تھی کہ مجھے نبی کریم ﷺ تک

پہنچادو، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو پوچھا تجھے کیا پریشانی ہے؟ اس نے عرض کی میرا شوہر مجھ سے دور چلا گیا تو مجھ سے زنا ہو گیا اور اس سے بچہ پیدا ہو گیا، پھر میں نے خوف سے وہ بچہ سرکہ کے بڑے مٹکے میں پھینک دیا یہاں تک کہ وہ مر گیا، پھر میں نے اس سرکہ کو بیچ ڈالا، کیا میرے اتنے بڑے بڑے گناہوں کی توبہ قبول ہوگی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، زنا کے گناہ پر تجھے سنگسار کیا جائے گا اور بچے کے قتل کی سزا جہنم ہے اور سرکہ کے بیچنے میں تو نے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کیا لیکن میرا گمان ہے کہ تجھ سے عصر کی نماز فوت ہوئی ہے (کیونکہ یہ تمام نحوست اسی کی وجہ سے ہے)۔

(تفسیر روح البیان جلد 12 پارہ 30 صفحہ 540)

(3) مفسرینِ کرام (رحمہم اللہ السلام) نے تیسری وجہ بیان فرمائی کہ عصر کے وقت نماز پڑھنا نفس پر بھاری ہوتا ہے کیونکہ اس وقت کاروباری لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں اور جو عبادت بھاری ہو اس کو ادا کرنے کا بہت ثواب ہوتا ہے۔

(4) عصر کی نماز کے بعد دن کی عبادت ختم ہو جاتی ہے سو اس وقت نماز پڑھنا مرتے وقت توبہ کرنے کے مشابہ ہے۔

(5) عصر کا وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقدس ہے، اس وقت جھوٹ بول کر سودا بیچنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناراضگی کا باعث ہے۔ (تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 969)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o بے شک ہر انسان ضرور نقصان میں ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ انسان نقصان و خسارے سے الگ نہیں ہو سکتا کیونکہ خسارے کا معنیٰ ہے، اصل مال کا ضائع

ہو جانا اور انسان کا اصل مال اس کی عمر ہے اور وہ بہت کم اپنی عمر کے ضائع ہونے سے بچ سکتا ہے کیونکہ انسان کے اوپر جو ساعت بھی گزر رہی ہے، اس میں اگر وہ گناہوں میں مصروف ہے تو اس کے نقصان میں کوئی شک نہیں ہے اور اگر اس کی وہ ساعت مباح کاموں میں گزر رہی ہے تو پھر بھی اس کا نقصان اس لحاظ سے ہے کہ اس کو ان کاموں پر ثواب نہیں ملا، اور اگر اس کی وہ ساعت اطاعت وعبادت میں گزر رہی ہے تو وہ جس کیفیت سے عبادت کر رہا ہے، اس سے عمدہ اور اعلیٰ کیفیت سے بھی عبادت کرنا ممکن ہے کیونکہ خشوع اور خضوع کے درجات غیر متناہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے جلال اور قہر کے مراتب بھی غیر متناہی ہیں تو انسان کو اللہ تعالیٰ کی جس قدر معرفت ہوگی تو اس کو اللہ تعالیٰ کا اتنا ہی زیادہ خوف ہوگا اور جتنا زیادہ خوف ہوگا تو وہ اتنی ہی زیادہ تعظیم سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا، اور اعلیٰ عبادت کو ترک کرنا اور ادنیٰ عبادت کو اختیار کرنا یہ بھی ایک قسم کا نقصان وخسارہ ہے پس واضح ہو گیا کہ ہر انسان کسی نہ کسی قسم کے خسارے اور نقصان میں مبتلا ہے (مزید فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ میں تنبیہ کی گئی ہے کہ ہر انسان اصل میں خسارے اور نقصان میں مبتلا ہے، کیونکہ انسان کی سعادت اس میں ہے کہ وہ آخرت سے محبت رکھے اور دنیا سے اعراض کرے اور وہ اسباب جو آخرت کے داعی اور محرک (یعنی ابھارنے والے و ہلانے والے) ہے، وہ مستور پوشیدہ وغیر ظاہر ہیں اور وہ اسباب جو دنیا کی محبت کے داعی ہیں وہ ظاہر ہیں وہ انسان کے حواس خمسہ اور شہوت اور غضب ہیں اس وجہ سے زیادہ لوگ دنیا کی محبت اور اس کو طلب کرنے میں مستغرق (یعنی مصروف) ہیں، اس لیے سب لوگ خسارے اور نقصان میں ہیں سوائے مؤمنین وصالحین کے۔ (تفسیر کبیر جلد 32 صفحہ 86)

حضرت امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) مزید تفسیر کبیر میں ایک بزرگ کا قول نقل

فرماتے ہیں کہ میں نے سورۃ العصر کا مفہوم ایک برف فروش سے سمجھا جو بازار میں یہ آوازیں لگا رہا تھا: اس شخص پر رحم کرو جس کا سرمایہ پگھلتا جا رہا ہے۔ اس شخص پر رحم کرو جس شخص کا سرمایہ پگھلتا جا رہا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا: یہ ہے وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ کا مطلب۔ عمر کی جو مدت انسان کو دی گئی ہے وہ برف کے پگھلنے کی طرح تیزی سے ختم ہو رہی ہے، اگر یہ اس کو ضائع کر دے گا یا غلط کاموں میں مگن ہو کر گزار دے گا تو یقیناً یہ خسارہ اٹھانے والوں میں شمار ہوگا۔ (تفسیر کبیر جلد 32 صفحہ 86)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو دینِ حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی، یعنی سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کی اور اس کی اطاعت اور عبادت کا اقرار کیا اور نیک اعمال کیے یعنی فرائض اور واجبات کو ادا کیا اور سنن مستحباب پر کاربند ہے اور معاصی و نافرمانی کا ارتکاب نہیں کیا اور گناہِ کبیرہ اور صغیرہ سے مجتنب (یعنی بچتا) رہے اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کا حکم دیتے رہے اور صبر کرنے کی تلقین کرتے رہے۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تمام لوگ خسارے میں ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ان چار چیزوں سے متصف ہوں یعنی ایمان، اعمالِ صالحہ، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کی اور مشکلات ومصائب پر صبر کرنے کی وصیت کرنا لہٰذا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کرے بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دے اور ان کو برائی سے منع

کرے، جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ تم بہترین اُمت ہو ان سب اُمتوں سے جس کو لوگوں کے لیے ظاہر کیا گیا ہے، تم نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

(پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 110)

قارئین کرام! آخر میں سورۃ العصر کی فضیلت واہمیت میں حضرت امام شافعی (رحمتہ اللہ علیہ) کا قول ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام شافعی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کہ اگر سوائے اس سورت کے اور قرآن نازل نہ ہوتا تب بھی یہ سورۃ کافی ہوتی۔ (تفسیر روح البیان جلد 12 صفحہ 545)

موضوع: 149

﴿انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے﴾

(202،208) اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ؕ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۠

ترجمہ: ''بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے اور بے شک وہ اس پر خود گواہ ہے اور بے شک وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ جو قبروں میں ہیں وہ اُٹھا لیے جائیں گے اور سینوں کی باتوں کو ظاہر کر دیا جائے گا، بیشک ان کا رب اس دن ان کے اعمال سے خوب خبردار ہوگا''۔ (پارہ 30 سورۃ العدیت آیت 6،11)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک انسان اپنے رب کا بڑا

ناشکر گزار ہے یعنی یہ انسان اپنے رب کی نعمتوں کا بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں اگر وہ ان میں سے کسی نعمت کو واپس لے لے تو یہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ وشکایت کرنے لگتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اور دیگر مفسرین کرام (رحمہم اللہ السلام) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اِس آیت سے مراد وہ انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے۔ حضرت امام بصری (رحمتہ اللہ علیہ) اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ انسان ہے جو مصائب وآلام کو تو یاد رکھتا ہے اور ان کا ذکر کرتا رہتا ہے لیکن نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 933۔ تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1092)

اس کے بعد فرمایا: **وَاِنَّـهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ** ۝ اور بے شک اس پر وہ خود گواہ ہے یعنی انسان اپنے ناشکرے ہونے پر خود گواہ ہے کیونکہ یہ چیز بالکل ظاہر ہے اور انسان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ یا اس لیے کہ آخرت میں وہ خود اپنے گناہوں کا اعتراف کرے گا۔

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: بے شک انسان اس پر خود گواہ ہے اور حضرت مجاہد (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔ حضرت قتادہ، حضرت سفیان (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ انسان کی ناشکری پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔ حضرت محمد بن کعب قرظی (رضی اللہ عنہ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں اس ضمیر کا مرجع انسان ہے لہٰذا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان اپنے ناشکرا ہونے پر اپنی ہی زبانِ حال سے گواہ ہے اور اس کی یہ ناشکری اس کے افعال سے ظاہر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 933۔ تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 1092)

اس کے بعد فرمایا: **وَاِنَّـهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ** ۝ اور بیشک وہ مال کی محبت میں بہت سخت

ہے۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ کے دو معنیٰ ہیں (1) ایک یہ کہ انسان مال کی محبت میں بہت سخت ہے (2) اور دوسرا معنیٰ یہ ہے اور انسان مال کی محبت میں بڑا حریص اور بخیل ہے اور یہ دونوں معنیٰ ہی صحیح ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 933)

☆انسان کی مال ودولت سے محبت اور اس کے بارے میں حریص ہونے کے متعلق احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل بھی دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے (1) دنیا اور مال ودولت کی محبت میں (2) اور اُمیدوں کی درازی میں۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1342 صفحہ 524)

(2) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جُوں جُوں ابنِ آدم کی عمر بڑھتی ہے اُسی قدر اس کے ساتھ دو چیزیں بھی بڑھتی جاتی ہیں (1) مال کی محبت (2) اور لمبی عمر کی خواہش۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1343 صفحہ 525)

(3) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے پاس اگر مال کی بھری ہوئی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ تیسری وادی کی تلاش شروع کردے گا اور آدمی کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے جو توبہ کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1357 صفحہ 530)

(4) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر آدمی کے پاس اتنا مال ہو کہ جس سے سارا میدان بھر جائے تو وہ ضرور یہ چاہے گا کہ اتنا ہی مال اس کے پاس اور ہو اور آدمی کی آنکھ کو (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ کو قبول فرماتا ہے جو توبہ کرے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1258 صفحہ 530)

قارئین کرام! واقعی انسان مال و دولت کا بڑا حریص ہے اس کی خاطر یہ ہر قسم کا خطرہ مول لینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اس مال و دولت کی حرص و ہوس میں ہی انسان بعض اوقات اپنے بھائیوں و بہنوں، بیوی، بچوں یہاں تک کہ اپنے والدین کا بھی خون کر دیتا ہے اور اسی کی خاطر لوگوں سے لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کرتا ہے اور بعض اوقات اپنی عزت و آبرو کو بھی اس کی خاطر خاک میں ملا دیتا ہے اور اپنی زندگی کو طرح طرح کے خطرات سے دو چار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مال و دولت کی حرص و ہوس سے محفوظ فرمائے اور ہمیں قناعت کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد فرمایا: **اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ۝** کیا وہ نہیں جانتا کہ جو قبروں میں ہیں وہ اُٹھا لیے جائیں گے۔

قارئین کرام! اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا کی محبت سے دور کرتے ہوئے اور آخرت کی ترغیب دلاتے ہوئے اور مستقبل میں پیش آنے والے احوال پر خبردار کرتے ہوئے فرمایا: کیا وہ نہیں جانتا کہ جو قبروں میں ہیں وہ اُٹھا لیے جائیں گے۔ یعنی قبروں سے تمام مُردوں کو باہر نکال لیا جائے گا: اور کیا یہ شخص جو دولت کے جنون میں تمام اقدار کو بڑی بے دردی سے پامال کر رہا ہے، اپنے رب کو بھی بھولے ہوئے ہے اور اس کی مخلوق کو بھی طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا رہا ہے، کیا اس نادان کو اتنی بھی خبر نہیں کہ ایک دن

آنے والا ہے جب اسے بھی قبر سے نکال کر حشر کے میدان میں کھڑا کر دیا جائے گا اور اس سے اس کی دنیاوی زندگی کے بارے میں سختی سے باز پرس کی جائے گی۔

اس کے بعد فرمایا: **وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ ۝** کہ اس دن سینوں کی باتوں کو ظاہر کر دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ اس دن تمام رازوں کو ظاہر کر دیا جائے گا جو وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 933)

اور اس دن ان کے صحیفوں میں جو کچھ لکھا ہوا ہوگا اس کو بھی ظاہر کر دیا جائے گا اور جن احکام پر انہوں نے دنیا میں عمل کیا اور جن احکام پر انہوں نے عمل نہیں کیا ان سب کو بتا دیا جائے گا کہ انہوں نے کتنے فرائض اور واجبات پر عمل کیا اور کتنے فرائض واجبات کو ترک کیا، اسی طرح کتنے حرام اور مکروہ تحریمی کاموں کو کیا اور کتنوں کو ترک کیا۔

(تبیان القرآن جلد 12 صفحہ 947)

قارئین کرام! دنیا میں اکثر اوقات انسان کا ظاہر اس کے باطن کے خلاف ہوتا ہے یعنی ظاہر و باطن میں تضاد ہوتا ہے، لیکن یاد رکھیئے کہ قیامت کے دن میں انسان کے سینے میں چھپی ہوئی تمام باتوں کو ظاہر کر دیا جائے گا اور اس دن تمام پردے چاک کر دیئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اے مالک و مولا، قیامت کے دن ہمیں رُسوا نہ کرنا، اور جس طرح دنیا میں تو نے ہماری بُرائیوں اور ہمارے عیبوں کو چُھپا کر ہماری عزت و آبرو کو قائم رکھا ہے، اسی طرح قیامت کے دن بھی ہماری عزت اور آبرو کو قائم رکھنا۔ آمین۔

تو نے دنیا میں بھی عیبوں کو چھپایا یا خدا

حشر میں بھی لاج رکھنا تو خدا ستار ہے

اس کے بعد آخر میں فرمایا: اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ٥ بیشک ان کا رب اس دن ان کے اعمال سے خوب خبردار ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ انکے تمام اعمال سے باخبر ہے اور قیامت کے دن ان کے اچھے بُرے اعمال کی پوری پوری جزاوسزا دے گا اور کسی پر ذرا برابر بھی ظلم وزیادتی نہیں کرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 933)

150: موضوع

﴿یادِ الٰہی سے غفلت کرنے کا وبال﴾

(209) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ٥

ترجمہ: ''اور جو میری یاد سے اعراض کرے گا (تو) اس کی زندگی میں تنگی رہے گی اور ہم قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے''۔ (پارہ 6 سورۃ طٰہٰ آیت 124)

تفسیر:۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یعنی جو شخص میری یاد سے مُنہ موڑتا ہے، میرے احکامِ سے روگردانی کرتا ہے اور میرے نبی کے لائے ہوئے پیغام کو فراموش کر کے کسی اور اتباع میں لگ جاتا ہے تو اس شخص کے لیے اس کی زندگی کا جامہ تنگ کر دیا جاتا ہے اور وہ شخص دولت وثروت، ظاہری جاہ وجلال، بیش قیمت لباس، لذیذ کھانے اور پرسکون رہائش گاہیں حاصل ہونے کے باوجود بھی اطمینانِ قلب اور انشراح صدر کی دولت سے محروم رہتا ہے بلکہ گمراہی کے باعث اس کا سینہ بہت ہی تنگ ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک اس کے دل کو ہدایت اور یقین کی روشنی نصیب نہ ہوگی، اس وقت تک وہ غم، حیرت اور

شبہات کا ہی شکار رہتا ہے یہی زندگی کی تنگی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 294)

☆ آیتِ مبارکہ تحت احادیثِ مبارکہ و اقوال

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس آیت سے مراد عذابِ قبر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 295۔ تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 831)

حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں اس سے مراد قبر کی تنگی ہے یعنی اس شخص پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی دونوں طرف کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 295۔ تفسیر مظہری جلد 6 صفحہ 227)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تنگ زندگی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر (قبر میں) ننانوے (99) اژدھے مسلط کر دیتا ہے جو قیامت تک اس کے جسم و گوشت کو ڈستے اور نوچتے رہتے ہیں۔

(تفسیر درمنثور جلد 4 صفحہ 831۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 295)

حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جس شخص کے پاس مال ہو، خواہ کم ہو یا زیادہ اور وہ اس مال کو نیک کاموں میں خرچ نہ کرے اور اس میں تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی زندگی تنگی میں گزرے گی۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 294 تفسیر مظہری جلد 6 صفحہ 227)

قارئین کرام! یاد رکھیئے، جو مالدار لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے، اس کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں تو ان سے قناعت سلب کر لی جاتی ہے، اس لیے ان کی حرص اور مال کی طلب بڑھتی ہی جاتی ہے اور یہ لوگ کبھی سیر نہیں ہوتے اور ان کو ہر وقت اپنے مال پر کسی آفت اور مصیبت کا

خطرہ لگا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ چین کی نیند بھی نہیں سو سکتے اور ان لوگوں کی خواب آور گولیوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہیں لیکن ان کو سکون اور اطمینانِ قلب نصیب نہیں ہوتا، ان کے کاروباری حریف بہت زیادہ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مسابقت برابری کی جنگ میں ان کا بلڈ پریشر بڑھتا رہتا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہنے والے مالداروں کی زندگی کی وہ تنگی ہے جس میں وہ آئے دن مبتلا رہتے ہیں۔ یاد رکھیئے! کہ یہ صرف دنیا کا عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے بہت زیادہ ہے۔

موضوع :151

﴿ناپ تول میں کمی کرنے کا عذاب﴾

وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ۝ وَ اِذَا کَالُوۡھُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡھُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ ۝ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّھُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۝ لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۝ یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ (216،210)

ترجمہ: ''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے شدید عذاب ہے وہ لوگ جب دوسروں سے ناپ کرلیں تو پورا لیں اور جب انہیں ناپ کر دیں تو کم دیں، کیا ان لوگوں کو اتنا بھی خیال نہیں ہے کہ ان کو (مرنے کے بعد) اُٹھایا جائے گا، بہت بڑے دن میں، جب سب لوگ رب العٰلمین کے سامنے کھڑے ہوں گے''۔ (پارہ 30 سورۃ المطففین آیت 1،6)

تفسیر:۔ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ ناپ تول (میں کمی کرنے) کے اعتبار سے خبیث ترین لوگ تھے (بالخصوص ایک شخص ابو جہینہ ایسا تھا کہ وہ دو پیمانے رکھتا تھا، لینے کا اور دینے کا اور۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی، تو پھر اس کے بعد ان لوگوں نے اپنے پیمانوں

کو بہتر اور درست کرلیا۔(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 2213 صفحہ 47۔تفسیر درمنثور جلد6 صفحہ 903۔تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 833)

حضرت عبداللہ بن عمر(رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص کسی ناپ تول میں کمی کرنے والے کو ملازم رکھے اور اس کو علم ہو کہ یہ ناپ تول میں کمی کرتا ہے تو اس کا گناہ اس کے اوپر ہوگا۔ (المستدرک جلد 3 حدیث 3907 صفحہ 596)

قارئین کرام! دورِ جاہلیت میں صرف عقائد میں ہی بگاڑ پیدا نہیں تھا بلکہ معاملات اور کاروبار میں بھی بددیانتی اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھی۔یادرکھیئے، قرآن کریم نے صرف عقیدے کی اصلاح پر ہی زور نہیں دیا بلکہ معاملات میں دیانت وامانت کی بھی تلقین کی ہے،اہلِ مکہ ومدینہ جن کا پیشہ ہی تجارت تھا ان کے ہاں اس قسم کی خرابیاں اپنے عروج وشباب پر تھیں ،اس کاروباری بددیانتی سے باز آنے پر جب اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی تو اس کے لیے بڑا پُر جلال انداز اختیار فرمایا کہ،ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے شدید عذاب ہے۔

یادرکھیئے! کہ آخرت میں تو اس شخص کو جو سزا ملے گی وہ تو ملے گی ہی لیکن اس دنیا میں بھی اس کے بُرے اثرات اس کے کاروبار کو ٹھپ کر کے رکھ دیں گے، کیونکہ جب لوگوں کو اس شخص کی بددیانتی کا پتہ چلے گا تو کوئی گاہک (Customer) اس کی دکان کا رُخ نہ کرے گا اور یہ سارا دن بیٹھا گاہکوں کی راہ تکتا رہے گا، انجام کار غربت وتنگدستی اس کا مقدر بن جائے گی۔

قارئین کرام! یادرکھیئے، دنیا میں صرف وہی تاجر کامیاب ہوتا ہے جس کی دیانت داری پر لوگوں کو پورا اعتماد ہوتا ہے۔لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اس طرح کی خسیس وگھٹیا حرکتیں نہ کرے، ویسے بھی ایسا کرنے سے رزق میں برکت نہیں ہوتی اور اس شخص کو غور کرنا چاہیے

کہ حضرت شعیب (علیہ السلام) کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے ناپ تول میں کمی کی وجہ ہی سے ہلاک کیا تھا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس وجہ سے ہلاک و برباد کر دے۔

☆ پانچ گناہوں کی پانچ سزائیں

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے جماعتِ مہاجرین، پانچ گناہ کے کام ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے (تو مندرجہ ذیل سزاؤں میں گرفتار ہو جاؤ گے) اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ (1) جب کسی قوم میں بے حیائی پھوٹ پڑے اور اعلانیہ اس کا ارتکاب ہونے لگے تو اس قوم میں طاعون اور وہ بیماریاں پھوٹ پڑیں گی جو ان کے پہلے لوگوں میں کبھی نہ پھوٹی تھیں (2) جب لوگ ناپ تول میں کمی کریں گے تو انہیں قحط اور سخت مشقت اور مصائب و آلام میں گرفتار کر دیا جائے گا اور ان پر ظالم حکمران مسلّط کر دیئے جائیں گے (3) جب لوگ زکوٰۃ ادا کرنا بند کر دیں گے تو ان سے بارشیں روک لی جائیں گی اور اگر وہاں جانور نہ ہوتے تو ان پر ایک قطرہ بھی بارش کا نہ برسایا جاتا (4) جب لوگ اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) کی اطاعت کا عہد توڑ دیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان پر غیر قوموں کے دشمن مسلّط کر دے گا جو ان کے مال و اسباب چھین لے جائیں گے (5) اور جب ان کے حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ احکام میں اپنی مرضی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں اختلاف (یعنی خانہ جنگی) ڈال دے گا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4008 صفحہ 586۔ الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 700)

☆ناپ تول میں کمی کرنے کا وبال

(1) حضرت عکرمہ (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہر ناپ تول میں کمی کرنے والا شخص دوزخ میں داخل ہوگا، عرض کی گئی اگر چہ آپ (رضی اللہ عنہ) کا بیٹا ہو؟ فرمایا: اگر وہ بھی اس طرح کرے گا تو وہ بھی دوزخ میں داخل ہوگا۔

(تفسیر روح البیان جلد 12 صفحہ 184)

(2) حضرت مالک بن دینار (رحمتہ اللہ علیہ) کسی مریض کی بیمار پُرسی کے لیے تشریف لے گئے اور وہ چونکہ مرنے کے قریب تھا اس لیے آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے اس کو کلمہ شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی لیکن وہ کلمہ پڑھنے کی بجائے بار بار دس گیارہ، دس گیارہ کہتا رہا، پھر جب آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے زیادہ اصرار کیا تو اس نے کہا میرے سامنے آگ کا ایک پہاڑ ہے اور جب میں کلمہ پڑھنے کا قصد (یعنی ارادہ) کرتا ہوں تو وہ آگ میری جانب لپکتی ہے، آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ شخص سودخور بھی تھا اور کم تولنے والا بھی تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ 33)

(3) تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض (رحمتہ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں ناپ تول میں کمی کرنے والے شخص کا چہرہ قیامت کے دن سیاہ ہوگا۔

(4) حضرت علامہ اسماعیل حقی (رحمتہ اللہ علیہ) نقل فرماتے ہیں: جو شخص ناپ تول میں خیانت کرتا ہے، کل قیامت کے دن اسے دوزخ کے گڑھے میں پھینک کر اسے آگ کے پہاڑوں کے درمیان بٹھلیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان دونوں پہاڑوں کو ناپو اور جب وہ تولنے لگے گا تو آگ اس کو جلا دے گی۔ (تفسیر روح البیان جلد 12 صفحہ 185)

گر اُن کے فضل پہ تم اعتماد کر لیتے

خدا گواہ کہ حاصلِ مراد کر لیتے

اس کے بعد فرمایا: **اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ○ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ○** کیا ان لوگوں کو یہ خیال بھی نہیں ہے کہ ان کو (مرنے کے بعد) اٹھایا جائے گا، بہت بڑے دن میں۔ یعنی کیا انہیں یہ خوف نہیں ہے کہ انہوں نے قبروں سے اُٹھ کر اس خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جو دلوں کے راز بھی جانتا ہے اور قیامت کا دن بڑا عظیم اور ہولناک ہوگا اس دن اس قسم کے لوگوں کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا: **یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○** (اس دن) جب سب لوگ رب العٰلمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

حضرت علامہ ابنِ کثیر (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اس دن تمام لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون (یعنی بغیر ختنہ کے) ہوں گے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملو گے کہ ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مختون ہو گے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1445 صفحہ 562)

قارئین کرام! قیامت کے دن مجرمین انتہائی تنگی اور سختی میں ہوں گے اور ان پر ایسے مصائب و آلام نازل ہوں گے کہ انسانی حواس اور اعضاء بے بس ہو کر جواب دے جائیں گے۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: حضور سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا حشر اس حالت میں ہوگا کہ تم ننگے پاؤں، ننگے جسم اور غیر مختون ہوں گے آپ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا مرد و عورت ایک دوسرے کو دیکھیں

گے، فرمایا: کہ وہ وقت اتنا سخت ہوگا کہ اس جانب توجہ بھی نہیں کر سکیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1447 صفحہ 562)

حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس دن لوگ پروردگارِ عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے تو اس دن ان کا پسینہ ان کے نصف کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1451 صفحہ 564)

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کا پسینہ بہہ نکلے گا، یہاں تک کہ بعض لوگوں کا پسینہ تو زمین میں ستر (70) گز تک پھیل جائے گا اور ان کے منہ کو بند کر کے کانوں تک جا پہنچے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1452 صفحہ 564)

حضرت مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سورج کو بندوں کے قریب کر دیا جائے گا حتیٰ کہ ایک یا دو میل کا فاصلہ رہ جائے گا، سورج کی گرمی کی وجہ سے وہ پسینہ سے شرابور ہوں گے، ان کا پسینہ ان کے اعمال کے مطابق ہوگا، کسی کا پسینہ اس کی ایڑھی تک ہوگا، کسی کا گھٹنوں تک کسی کا کمر تک، کسی کا اس کے منہ تک پہنچ کر اس کا منہ بند کر دے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنۃ الخ.. جلد 3 حدیث 7135 صفحہ 606۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 834)

حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اور ضرور تمہارا کیا حال ہوگا جب اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح جمع فرمائے گا جیسے ترکش میں تیر جمع کیے جاتے ہیں اور پچاس ہزار سال تک وہ تمہاری طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 905)

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کا دن مومن پر آسان کر دیا جائے گا حتیٰ کہ جتنے وقت میں وہ دنیا میں فرض نماز پڑھتا تھا اس سے بھی کم وقت میں وہ دن اس پر سے گزر جائے گا۔

(الترغیب والترہیب کتاب البعث واحوال یوم القیامۃ جلد 2 صفحہ 717۔ المسند امام احمد جلد 3 صفحہ 75)

حضرت کعب (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کافر تین سو سال تک کھڑے رہیں گے اور انہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، لیکن مومن بندے پر یہ دن آسان ہوگا جیسا کہ فرض نماز (یعنی اتنی اتنے وقت میں وہ دن گزر جائے گا)۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 905)

حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: لوگ قیامت کے دن تین سو سال تک اپنے پاؤں پر کھڑے رہیں گے لیکن مومنین پر وہ دن فرض نماز کی مقدار آسان ہو جائے گا۔ (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 905)

اللہ تعالیٰ ہم پر قیامت کے دن کی سختیوں کو آسان فرمائے اور ہمیں بھی اپنے نیک و مقرب بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

(دنیا چھ چیزیں ہیں)

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) فرماتے ہیں: دنیا چھ چیزیں ہیں (1) غذا (2) مشروب (3) لباس (4) سواری (5) نکاح اور (6) خوشبو، سب سے اعلیٰ کھانا شہد ہے اور وہ مکھی کا لعاب ہے۔ سب سے اعلیٰ مشروب پانی ہے اور اس کے پینے میں نیک و بد برابر ہیں۔ اعلیٰ لباس ریشم ہے اور وہ کیڑے کے لعاب سے بنتا ہے۔ سب سے اعلیٰ سواری گھوڑا ہے اور اس پر سوار ہو کر آدمیوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ نکاح میں اعلیٰ چیز عورت سے محبت کرنا ہے۔ اور یہ شرمگاہ کا شرمگاہ سے ملنا ہے اور عورت اپنے بدن کے سب سے اچھے حصے کو سنوارتی ہے لیکن اس کے سب سے برے حصے کا ارادہ کیا جاتا ہے اور سب سے اعلیٰ خوشبو کستوری ہے اور وہ (ہرن کا) خون ہے۔ ([illegible])

﴿حضور نبی کریم ﷺ کے نصیحت آموز فرامین﴾

(1) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کی گدّی میں تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ کی جگہ پر یہ پھونک دیتا ہے کہ لمبی رات ہے تم سو جاؤ، پھر جب وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پس اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ (بھی) کھل جاتی ہے، پس اگر وہ نماز پڑھ لے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں، پس وہ صبح کو تر و تازہ اور شاداب اُٹھتا ہے ورنہ نحوست کا مارا ہوا اور سُست اُٹھتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد 2 حدیث 501 صفحہ 245)

(2) حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان جلد 1 حدیث 46 صفحہ 124)

(3) حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین کی اور اپنی عزت کی حفاظت کر لی اور جو شخص شبہات میں ملوث ہو گیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو شاہی چراگاہ کے گرد اپنے مویشی چرائے، قریب ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائیں گے، سنو ہر بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہوتی ہے، سنو اس زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخصوص چراگاہ، اسکے حرام کئے ہوئے کام ہیں، سنو جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو پورا جسم

درست ہوتا ہے، اور جب اس میں فساد ہو تو پورا جسم فاسد ہو جاتا ہے سنو وہ دل ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان جلد 1 حدیث 50 صفحہ 125)

(4) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں میں بھی اپنی نمازوں کا حصہ رکھو اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد 1 حدیث 417 صفحہ 263)

(5) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اقامت کو سنو تو نماز کی طرف چل کر آؤ اور تم پر سکون اور وقار لازم ہے اور تم دوڑ نا مت، پس جو نماز تم کو مل جائے اس کو پڑھ لو، اور جو نماز تم سے فوت ہو جائے اس کو ادا کر لو۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان جلد 1 حدیث 605 صفحہ 332)

(6) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافقین پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز بھاری نہیں ہے اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ ان میں کتنا اجر ہے تو وہ ان نمازوں میں ضرور آئیں گے خواہ گھسٹتے ہوئے آئیں۔ البتہ تحقیق یہ ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں مؤذن کو اذان دینے کا حکم دوں، پھر نماز کی اقامت کہی جائے، پھر میں کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر میں آگ کا شعلہ پکڑوں اور ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو نماز پڑھنے کیلئے نہیں آئے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان جلد 1 حدیث 626 صفحہ 329)

(7) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے تھوڑی سی زمین بھی ناحق لی، اس کو اس زمین میں قیامت تک سات زمینوں تک دھنسایا جاتا رہے گا۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد 2 حدیث 429 صفحہ 219)

(8) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک تم میں سے کسی ایک کی خلقت اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک جمع رہتی ہے، پھر وہ اتنی ہی مدت میں جما ہوا خون بن جاتی ہے پھر اتنی ہی مدت میں وہ گوشت کا ٹکڑا بن جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے، پس اس کو چار کلمات لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے، اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل لکھو اور اس کا رزق لکھو اور اس کی مدتِ حیات لکھو اور اس کا بد بخت (یعنی دوزخی) یا نیک بخت (یعنی جنّتی) ہونا لکھو، پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے پس بے شک ایک شخص تم میں سے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ (کا فاصلہ) رہ جاتا ہے حتیٰ کہ اس پر اہلِ دوزخ کا لکھا ہوا عمل سبقت کرتا ہے، پھر وہ اہلِ دوزخ کے عمل کرتا ہے اور ایک شخص عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر اس پر لکھا ہوا سبقت کرتا ہے۔ سو وہ اہلِ جنت کے عمل کرتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد 2 حدیث 441 صفحہ 226)

(9) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس پر صبح اور شام اسکا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ شخص اہلِ جنت میں سے ہو تو اہلِ جنت میں سے اسکا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ اہلِ دوزخ میں سے ہو تو اہلِ دوزخ میں سے اسکا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد 2 حدیث 473 صفحہ 236)

(10) حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت پر مطلع ہوا تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہلِ جنت فقراء ہیں اور میں دوزخ پر مطلع ہوا تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہلِ دوزخ عورتیں ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد2 حدیث483 صفحہ 237)

(11) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جنت میں چابک جتنی جگہ بھی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد2 حدیث483 صفحہ 239)

(12) حضرت اُسامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کو دوزخ میں جھونکا جائے گا، اس کی آنتیں آگ میں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص آگ میں اسطرح گردش کرے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گردش کرتا ہے پس اہل جہنم اس کے گرد جمع ہو کر اس سے پوچھیں گے: اے فلاں شخص تم دوزخ میں کیسے ڈالے گئے، کیا تم ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے اور بُرائی سے منع نہیں کرتے تھے؟ وہ کہے گا میں تم کو نیکی کی دعوت دیتا تھا اور خود نیک کام نہیں کرتا تھا اور میں تم کو بُرائی سے روکتا تھا لیکن خود بُرے کاموں سے نہ رُکتا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد2 حدیث499 صفحہ 243)

(13) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے دوزخ دکھائی گئی پس اس میں زیادہ عورتیں تھیں، وہ ناشکری کرتی ہیں کہا گیا کیا اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں، احسان کا انکار کرتی ہیں، اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ ساری عمر احسان (یعنی نیکی و بھلائی) کرو پھر وہ تم سے تھوڑی سی کمی دیکھ لے تو کہے گی میں نے تو تم سے کبھی اچھائی نہیں دیکھی۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان جلد1 حدیث28 صفحہ 117)

(14) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں: (i) جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے (ii) اور جب وعدہ کرتا

ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے (iii) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان جلد 1 حدیث 32 صفحہ 118)

(15) حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُس آدمی کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا زندے اور مُردے جیسی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات جلد 3 حدیث 1329 صفحہ 520)

(16) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ اُن کی قدر نہیں کرتے (i) صحت (ii) فراغت۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1334 صفحہ 522)

یعنی تندرستی اور عبادت کیلئے موقع مل جانا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں مگر کم لوگ ہی اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اکثر لوگ ان نعمتوں کو دنیا کمانے میں صرف کرتے ہیں حالانکہ دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ محنت سے جوڑنا، مشقت سے اس کی حفاظت کرنا اور حسرت کے ساتھ چھوڑ کر چلے جانا۔ خیال رہے کہ فراغت اور بیکاری میں فرق ہے فراغت اچھی چیز ہے (جیسے ایک انسان کیلئے پانچ نمازوں اور دیگر فرائض کی ادائیگی کے لئے فراغت کا ہونا اور بیکاری بُری چیز ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی لوگ کسی چیز پر حسرت نہ کریں گے، سوائے ان ساعتوں اور گھڑیوں کے جو انہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزار دیں۔

(مرأۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 13)

(17) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑا، پھر فرمایا: دنیا میں اس طرح رہو جس طرح تم مسافر ہو یا راستہ عبور کرنے والے ہو اور حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں جب تم شام کر لو تو صبح کا انتظار نہ

کرو اور جب صبح کرلو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی تندرستی کے اوقات میں سے کچھ حصہ اپنی بیماری کے اوقات کیلئے رکھو اور اپنی زندگی کے ایام میں سے کچھ حصہ اپنی موت کیلئے رکھو۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1338 صفحہ 523)

قارئین کرام! اس حدیث میں مذکور ہے "تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم مسافر ہو" یہ حدیث نصیحتوں کی تمام اقسام کی جامع ہے کیونکہ مسافر لوگوں کو بہت کم جاننا پہچاننا ہے اس میں حسد، عداوت، کینہ، نفاق، نزاع اور باقی تمام رذائل کم ہوتے ہیں کیونکہ ان تمام رذائل کا منشاء لوگوں کے ساتھ مل جُل کر رہنے سے ہوتا ہے کیونکہ جب وہ لوگوں کے درمیان رہتا ہے اور دیکھتا ہے کہ بعض لوگ اس سے زیادہ اچھے حال میں ہیں تو وہ اس سے حسد کرتا ہے اور چونکہ اس کا کسی اجنبی جگہ رہنا بہت کم ہوتا ہے اور نہ اس کے وہاں باغات ہوتے ہیں نہ کھیت ہوتے ہیں نہ کاروبار ہوتا ہے اور نہ ہی اہل وعیال ہوتے ہیں الغرض وہ تمام چیزیں نہیں ہوتی جو اللہ تعالیٰ سے اشتغال کا منشاء بنتی ہیں تو گویا دنیا میں دل لگانے کا کوئی سبب اسے میسر نہیں ہوتا۔ نیز اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا تم اپنی تندرستی کے اوقات میں سے کچھ حصہ اپنی بیماری کے اوقات کے لیے رکھو یعنی تندرستی کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت میں مشغول رہو کیونکہ بیماری کے ایام میں تم اتنی عبادت اور اطاعت نہیں کرسکو گے (اور فرمایا) اپنی زندگی کے ایام میں سے موت کا حصہ رکھو یعنی اپنی زندگی کے ایام کو غنیمت جانو اور اپنی زندگی کے ایام کو فضول و بے فائدہ کاموں اور سہو اور غفلت میں نہ گزارو کیونکہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اور اس کی اُمیدوں کے چراغ بجھ جاتے ہیں۔

(عمدۃ القاری جلد 23 صفحہ 51)

حضرت علامہ ابن بطال مالکی (رحمۃ اللہ علیہ) اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ مسافر لوگوں سے بہت کم واقف ہوتا ہے اور لوگوں سے بہت کم ملنے جلنے والا ہوتا ہے بلکہ وہ لوگوں سے غیر مانوس ہوتا ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس کو وہ پہچانتا اور جس سے وہ مانوس ہو اور اس کے ساتھ زیادہ ملنا جلنا اختیار کرے، سو وہ اپنے نفس میں خوفزدہ ہوتا ہے اسی طرح جو راستہ عبور کرنے والا ہے وہ بھی اپنے سفر میں زیادہ دور نہیں جاتا، اور اس کے پاس سامان کم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ سفر خرچ ہوتا ہے اور سواری ہوتی ہے جو اس کو اس کے مطلوب تک پہنچاتی ہے (مزید فرماتے ہیں کہ) یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا میں بے رغبتی کو اختیار کرنا چاہیے اور دنیا سے صرف اتنی مقدار لینی چاہیے جس سے گزر بسر ہو جائے جیسا کہ مسافر زیادہ سامان کو اکھٹا نہیں کرتا اسی طرح مومن بھی دنیا میں زیادہ چیزوں کا محتاج نہیں ہوتا۔

(مزید فرماتے ہیں کہ) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) نے اپنی نصیحت میں فرمایا جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اس میں آپ (رضی اللہ عنہما) نے یہ فرمایا ہے کہ تم موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو کیا پتا تمہیں شام دیکھنی نصیب ہو یا نہ ہو اور دوسرا یہ کہ عملِ صالح کی تیاری کرو اور اس پر برانگیختہ کیا ہے کہ لمبی اُمیدیں نہ باندھو اور دنیا کی دلفریب اور دل نشیں چیزوں کی طرف مائل نہ ہو۔

نیز فرمایا تم تندرستی کے ایام میں سے کچھ حصہ بیماری کے ایام کیلئے رکھو، یعنی تم صحت کے ایام کو غنیمت جانو اور زیادہ عبادت کرو اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو بعد میں تمہیں کوئی ایسی بیماری ہو جائے کہ تم زیادہ نیک عمل نہ کر سکو۔

اسی طرح فرمایا: تم اپنی زندگی کے ایام میں سے موت کیلئے حصہ رکھو یعنی اپنی زندگی کے ایام کو

غنیمت جانو اور ان کو فضول اور بے مقصد کاموں میں نہ گزارو کیونکہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں اور اس کی اُمید ختم ہوجاتی ہے اور پھر اس کو اپنے عمل کی کمی کے اوپر ندامت ہوتی ہے۔ (التوضیح لشرح الجامع الصحیح جلد 29 صفحہ 404)

حضرت امام حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ علیہ) اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم دنیا کی طرف مائل نہ ہو اور دنیا کو اپنا وطن نہ بناؤ اور تم اپنے دل میں یہ خیال نہ جماؤ کہ تم دنیا میں باقی رہوگے اور دنیا سے تم صرف اتنا تعلق رکھو جیسا کہ مسافر کسی اجنبی جگہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے (مزید لکھتے ہیں کہ) راستہ عبور کرنے والا وہ شخص ہے جو راستہ عبور کر کے اپنے وطن کی طلب کرنے کیلئے جاتا ہے پس جو مرد اس دنیا میں ہے وہ اس غلام کی طرح ہے جس کو اس کے مالک نے کسی کام سے دوسرے شہر بھیجا ہو اس کو یہ کرنا چاہیے کہ جلدی سے وہ کام کرے جس کام کیلئے اس کو بھیجا گیا ہے پھر وہ اپنے وطن کی طرف لوٹ آئے اور کسی ایسی چیز کے ساتھ دل نہ لگائے جس کا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے (مزید لکھتے ہیں کہ) دیگر علماء کرام نے اس حدیث کے تحت فرمایا ہے کہ مومن اپنے آپ کو دنیا میں اس طرح رکھے جس طرح مسافر ہوتا ہے پس اپنا دل کسی اجنبی شہر میں نہ لگائے بلکہ اس کا دل اپنے وطن ہی کے ساتھ متعلق رہے جہاں اس نے واپس جانا ہے اور اس دنیا میں رہنے کو صرف اس لیے قرار دے تاکہ وہ اپنی حاجت پوری کرے اور اپنے وطن کی طرف لوٹنے کی تیاری کرے اور مسافر کا یہی طریقہ ہوتا ہے یا اس مسافر کی طرح ہو جو کسی معین جگہ پر قیام نہیں کرتا بلکہ وہ مسلسل سفر کرتا رہتا ہے۔

(ملخصاً فتح الباری جلد 7 صفحہ 474 نعم الباری جلد 13 صفحہ 753)

(18) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوں

جوں ابنِ آدم کی عمر بڑھتی ہے اُسی قدر اُس کے ساتھ دو چیزیں بڑھتی جاتی ہیں یعنی مال کی محبت اور لمبی عمر کی محبت۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1343 صفحہ 525)

قارئین کرام! ان دو خصلتوں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ ابنِ آدم اپنے دل میں دو چیزوں کو سب سے زیادہ چاہتا ہے ایک ہے عمر اور دوسرا مال کی بقا ہے اور جب وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اب اس کی زندگی سے رخصت کا وقت آ گیا ہے تو اس کی اس سے محبت بڑھ جاتی ہے۔

حضرت علامہ ابی حفص عمر بن علی بن احمد الانصاری (رحمۃ اللہ علیہ) اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں انسان کی زندگی کے چار دور ہیں ایک دور بچپن کی عمر کا ہے اس دور میں اس کی مسلسل نشو ونما ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے دوسرا دور شباب (یعنی جوانی) کی عمر ہے جس عمر میں انسان کی نشو ونما کامل ہو جاتی ہے اور اسکی قوت بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ پینتیس (35) سال کی عمر کو جب وہ پہنچ جاتا ہے تو قوت کا بڑھنا ٹھہر جاتا ہے اور جب وہ چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اس میں کمی شروع ہو جاتی ہے۔ اور تیسرا دور کہولۃ (یعنی اُدھیڑ) کی عمر ہے، یہ اس کی زندگی کا وہ دور ہے جس میں انحطاط (یعنی زوال) اور کمی ظاہر ہوتی ہے اور قوت باقی رہتی ہے اور اس کی انتہا اکثر احوال میں ساٹھ سال پر ہوتی ہے پس جب وہ ساٹھ سال کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اس میں قوت کا ضعف اثر انداز ہوتا ہے اور موت کے ڈرانے والے آ پہنچتے ہیں اور وہ بوڑھوں کی عمر میں آ پہنچتا ہے اور اس عمر میں اس کا انحطاط اور کمی زیادہ ہو جاتی ہے اور آخیر عمر تک اس کا ضعف ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ (مزید فرماتے ہیں کہ) حضرت سفیان بن سعید (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے شہر کے اہلِ علم کو اس حال میں پایا کہ وہ دنیا کو طلب کرتے ہیں اور علم کو تلاش کرتے ہیں اور لوگوں سے مل جُل کر رہتے ہیں حتٰی کہ ان میں سے جب کسی

ایک کے چالیس سال مکمل ہو جاتے ہیں تو پھر وہ لوگوں سے الگ ہو جاتے ہیں اور عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

(التوضیح لشرح الجامع الصحیح جلد 29 صفحہ 414 نعم الباری جلد 13 صفحہ 767)

(19) حضرت عمرو بن عوف (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم مجھے تمہاری مفلسی کا کوئی ڈر نہیں ہے بلکہ تمہارے متعلق یہ ڈر ہے کہ تم پر دنیا کشادہ کردی جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کردی گئی تھی اور تم اُس کے ساتھ ایسا ہی پیار کرنے لگو، جیسا پہلے لوگوں نے اس کے ساتھ کیا اور یوں وہ تمہیں بھی ہلاک کردے جیسے اس نے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1346 صفحہ 526)

قارئین کرام! نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی مسکینیت کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا: کہ تمہاری یہ فقیری عارضی ہے عنقریب تم بہت غنی ہو جاؤ گے مگر فقیری خطرناک نہیں، امیری سے خطرہ ہے کہ اس میں بہت فتنے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان صحابہ کرام کو ڈرانے اور احتیاط برتنے کے لئے بھی تھا ویسے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے صحابہ کو دنیاوی ناجائز رغبت و ہلاکت یعنی کفر و طغیان سے محفوظ رکھا تھا وہ حضرات بادشاہ و امیر ہو کر بھی دنیا میں نہیں پھنسے۔ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا جب وصال ہوا تو گھر میں آپ کے کفن کیلئے بھی کپڑا نہ تھا، آپ (رضی اللہ عنہ) کو انہیں کپڑوں میں جو آپ نے پہن رکھے تھے، دھو کر کفن دیا گیا اسی طرح حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک ہی کُرتہ تھا جسے بار بار دھو کر پہنتے تھے اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا کہ میں اپنی تلوار فروخت کرنا چاہتا ہوں تاکہ آج کم

کا خرچ چلا سکوں ہمارے بزرگانِ دین امیری میں فقیری کر گئے۔

(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 18)

(20) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے پاس اگر مال سے (بھری) دو وادیاں بھی ہوں تو وہ تیسری کی تلاش شروع کر دے گا اور آدمی کے پیٹ کو مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1357 صفحہ 530)

(21) حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زیادہ مال والے قیامت کے دن کم نیکیوں والے ہوں گے سوائے اُس کے جس کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے اور وہ اُسے دائیں بائیں اور آگے پیچھے (یعنی راہ خدا میں) خرچ کرے اور اس کے ذریعے نیکی کمائے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 363 صفحہ 532)

(22) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کافر بھی یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو اور اگر مومن یہ جان جائے کہ اُس کے پاس کتنا عذاب ہے تو جہنم کی آگ سے وہ بھی بے خوف نہ ہو۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1389 صفحہ 542)

(23) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1391 صفحہ 544)

قارئین کرام! اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کوئی بات کہے تو بات کہنے سے پہلے اس کے اوپر غور کر لے کہ کہیں اس کا نتیجہ اس کے حق میں عذاب کا موجب (سبب) تو

نہیں ہے اگر مصلحت کا تقاضا ہو کہ وہ بات کہی جائے تو کہے ورنہ خاموش رہے۔

(24) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)۔سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک آدمی جب کوئی ایسی بات کرتا ہے جو رضائے الٰہی کیلئے کہی ہو تو وہ اُسے خاص اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور جب آدمی کوئی ایسی بات کہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور وہ اس کی پرواہ بھی نہیں کرتا لیکن اس کے باعث وہ دوزخ میں جا گرتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1398 صفحہ 545)

یعنی بندہ ایسی بات کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بن جاتی ہے اور اس بات کے کرنے والے کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے اور اسی طرح بعض اوقات بندہ ایسی بات کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن جاتی ہے اور اس بات کے کرنے والے کو اس کی پرواہ بھی نہیں ہوتی لیکن وہ اس کی وجہ سے دوزخ میں جا گرتا ہے۔

(25) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1406 صفحہ 548)

(26) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم کو شہوتوں سے ڈھانپا گیا ہے اور جنت کو مصیبتوں سے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1407 صفحہ 548)

قارئین کرام! اس حدیث کی تفصیل سنن ابوداؤد اور تفسیر روح البیان میں موجود اس حدیث

میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل (علیہ السلام) کو جنت کے معائنہ کا حکم فرمایا کہ اس کی زیب وزینت اوراس کے اندر کی نعمتوں کو دیکھیں جب جبریل (علیہ السلام) نے اسے غور سے دیکھا تو واپس آکر عرض کی کہ یا اللہ، جو بھی اس کے متعلق سُنے گا، اس میں ضرور داخل ہوگا (یعنی ایسے اعمال کرے گا جس سے اسے جنت مل جائے) پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو آزمائشوں، مصیبتوں اور پریشانیوں سے ڈھانپ دیا اور فرمایا کہ اے جبریل (علیہ السلام) اب جا کر جنت کو دیکھو، جب حضرت جبریل (علیہ السلام) نے جنت کو دیکھا تو عرض کی یا اللہ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو سکے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل (علیہ السلام) کو دوزخ کا معائنہ کرنے کا حکم فرمایا، جب حضرت جبریل (علیہ السلام) نے دوزخ کو دیکھا تو عرض کی، یا اللہ جو بھی اس کے عذاب کے بارے میں سنے گا تو وہ اس سے کوسوں دور بھاگے گا اور کوئی بھی اس دوزخ میں جانے کا نام نہ لے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو شہوات، نفسانی خواہشات سے ڈھانپ دیا پھر حضرت جبریل (علیہ السلام) کو حکم فرمایا کہ اب جا کر دوزخ کو دیکھو: جب حضرت جبریل (علیہ السلام) نے دوزخ کو دیکھا تو عرض کی یا اللہ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ اس میں ہر شخص داخل ہو جائے گا کوئی بھی اس سے نہ بچ سکے گا۔ (سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 1317 صفحہ 488)

(تفسیر روح البیان جلد 6 پارہ 16 صفحہ 418: بستان الواعظین از امام جوزی صفحہ 243)

قارئین کرام: معلوم ہوا کہ دوزخ خود بڑی خطرناک ہے مگر اس کے راستہ میں بہت سی خواہشات اور شہوات، بناوٹی پھول و باغات ہیں اگر ہم غور کریں تو دنیا کے گناہ، بدکاریاں جو بظاہر خوشنما ہیں یہ دوزخ کا راستہ ہی تو ہیں اور معلوم ہوا کہ جنت بڑی خوبصورت ہے مگر

اس کا راستہ خاردار و کٹھن ہے جسے طے کرنا نفس پر گراں ہے لیکن اگر ہم غور کریں تو نماز، حج ، زکوٰۃ وغیرہ دیگر عبادات جو نفس پر گراں ہیں یہ جنت میں جانے کا راستہ ہی تو ہیں، یاد رہے کہ یہاں شہوات سے مُراد حرام خواہشات ہیں، جیسے شراب، زنا، حرام کھیل تماشے وغیرہ کی خواہش کرنا، اس میں جائز شہوات داخل نہیں ہیں۔ (ملخصاً مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 15)

(27) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی قریب ہے اور اسی طرح سے دوزخ بھی۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1408 صفحہ 548)

(28) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں اُس کے اہل وعیال اور اس کا مال اور اس کے اَعمال پس اُس کے اہل وعیال اور اس کا مال تو واپس آجاتے ہیں اور اسکے اعمال اس کے ساتھ رہ جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1434 صفحہ 557)

(29) حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں اور اسے ظلم سے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا کردے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 40 صفحہ 34)

(30) حضرت حذیفہ بن یمان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا تو تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے گا پھر تم دعا مانگتے رہو گے مگر وہ قبول نہ ہوگی۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 42 صفحہ 34)

(31) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: بے فائدہ (وفضول) باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 198 صفحہ 96)

قارئین کرام! یہ حدیث پاک اُن احادیث مبارکہ میں سے ایک ہے جنہیں اسلام کا مدار قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرت سیدنا امام ابوداؤد (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: انسان کے دین کے لیے یہ چار حدیثیں کافی ہیں: (i) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے (ii) حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے (iii) بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے (iv) بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (تاریخ بغداد جلد 9 حدیث 4638 صفحہ 58)

حضرت سیدنا مُلّا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: بندے کے اسلام کی خوبیوں اور کمال میں سے یہ ہے کہ وہ ایسے کلام، ایسی حرکات وسکنات سے بچے جو اس کیلئے دین ودنیا میں فائدہ مند نہ ہوں ہمیشہ وہ کلام یا کام کرے جو دنیا یا آخرت کیلئے فائدہ مند ہو۔ ایک بزرگ کسی محل کے دروازے کے پاس سے گزرے تو مالک سے پوچھا: تم نے یہ مکان کب بنایا؟ مالک ابھی جواب دینے ہی والا تھا کہ فوراً اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے دھوکہ باز نفس، تو نے ایسی شے کے بارے میں سوال کیا جو تیرے مطلب کی نہیں لہٰذا میں تجھے ایک سال کے روزے رکھ کر سزا دوں گا: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتیوں کو جنت میں ان لمحات پر (بہت) افسوس ہوگا جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزار دیا تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح جلد 8 حدیث 4840 صفحہ 586)

حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں بے فائدہ کلام وہ ہے کہ اگر تم اسے نہ کرو تو نہ تمہیں کوئی گناہ ہو اور نہ کسی قسم کا کوئی نقصان، اسے یوں سمجھئے کہ جیسے آپ اپنے کسی سفر کا

حال لوگوں کے سامنے بیان کریں، دورانِ سفر لوگوں سے ملاقات کے واقعات، پسندیدہ کھانوں، کپڑوں پہاڑوں اور نہروں وغیرہ کا بیان کریں۔ تو یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کے بیان نہ کرنے پر نہ تو کوئی گناہ ہے نہ فی الحال یا آئندہ کسی قسم کا کوئی نقصان اور یہ بھی اسی صورت میں ہے جبکہ واقعات میں اپنی طرف سے نہ تو جھوٹی مبالغہ آرائی ہو نہ ہی اپنا تزکیہ نفس بیان کیا گیا ہو، نہ کسی کی غیبت یا بُرائی بیان کی ہو، ان تمام باتوں کا خیال رکھنے کے باوجود ان واقعات کو بیان کرنے میں بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو گیا۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 345)

قارئین کرام: حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) ان چار وُجوہات کی بناء پر فضول باتوں کی مذمت فرماتے ہیں (i) فضول باتیں کراماً کاتبین (یعنی اعمال لکھنے والے فرشتوں) کو لکھنی پڑتی ہیں لہذا آدمی کو چاہیے کہ ان سے شرم کرے اور انہیں فضول باتیں لکھنے کی زحمت نہ دے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ** وہ (یعنی انسان) جو بات بھی کہتا ہے (اسکو لکھنے کیلئے) اسکا محافظ (فرشتہ) منتظر ہوتا ہے۔

(پارہ 26 سورۃ ق آیت 18) (ii) یہ بات اچھی نہیں کہ فضول باتوں سے بھرپور اعمال نامہ اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو (iii) اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمام مخلوق کے سامنے بندے کو حکم ہوگا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ کر سناؤ، اب قیامت کی خوفناک سختیاں اس کے سامنے ہوں گی، انسان برہنہ (یعنی بے لباس) ہوگا، سخت پیاسہ ہوگا، بھوک سے کمر ٹوٹ رہی ہوگی، جنت میں جانے سے روک دیا گیا ہوگا اور ہر قسم کی راحت اُس پر بند کر دی گئی ہوگی، غور کیجئے ایسے تکلیف دہ حالات میں فضول باتوں سے بھرپور اعمال نامہ پڑھ کر سنانا کس قدر پریشان کن ہوگا (iv) بروز قیامت بندے کو فضول باتوں پر ملامت کی جائے گی اور

اُس کو شرمندہ کیا جائے گا۔ بندے کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے شرم وندامت سے پانی پانی ہوجائے گا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں (i) فضول گوئی سے بچنے والے کو حکمت و دانائی عطا کی جاتی ہے (ii) فضول نگاہی یعنی بلا ضرورت ادھر اُدھر دیکھنے سے بچنے والے کو دِلی سکون ملتا ہے (iii) فضول طعام چھوڑنے والے کو عبادت میں لذت دی جاتی ہے (iv) فضول ہنسنے سے بچنے والے کو رُعب و دبدبہ عنایت ہوتا ہے (v) مذاق مسخری سے بچنے والے کو نورِ ایمان نصیب ہوتا ہے (vi) دنیا کی محبت سے بچنے والے کو آخرت کی محبت دی جاتی ہے (vii) اور دوسروں کے عیب ڈھونڈنے سے بچنے والے کو اپنے عیبوں کی اصلاح کی توفیق ملتی ہے۔ (المنبهات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 217)

﴿ایک صحابی کے جنتی ہونے کا راز﴾

قارئین کرام! ہمارے پیارے آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ کمال عطا فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کی عطا سے لوگوں کو دیکھ کر ہی پہچان لیتے تھے کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی بلکہ آنے والے کی پہلے ہی سے خبر ہوجاتی کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوگا وہ جنتی ہوگا اتنے میں حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) دروازے سے داخل ہوئے لوگوں نے ان کو مبارکباد دیتے ہوئے ان سے پوچھا کہ آخر کس عمل کے سبب آپ کو یہ سعادت ملی؟ فرمایا میرا عمل بہت ہی تھوڑا ہے اور جس کی میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں وہ میرے سینے کی سلامتی اور بے مقصد باتوں کو چھوڑنا ہے۔ (الصمت لابن ابی الدنیا جلد 7 حدیث 111 صفحہ 86)

یاد رہے کہ سینے کی سلامتی سے مُراد دل کا لغویات (یعنی بے ہودہ) اور حسد وغیرہ امراض

باطنیہ سے پاک ہونا اور دل میں ایمان کا مضبوط و مستحکم ہونا ہے۔

﴿گفتگو کی اقسام﴾

حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: گفتگو کی چار اقسام ہیں (i) مکمل نقصان دہ بات (ii) مکمل فائدے مند بات (iii) ایسی بات جو نقصان دہ بھی ہو اور فائدے مند بھی (iv) ایسی بات جس میں نہ فائدہ نہ نقصان، پس پہلی قسم کی بات جو کہ مکمل نقصان دہ ہے اس سے ہمیشہ پرہیز ضروری ہے اور اسی طرح تیسری قسم والی بات کہ جس میں نقصان اور فائدہ دونوں ہیں اس سے بھی بچنا ضروری ہے اور جو چوتھی قسم ہے وہ فضولیات میں شامل ہے کہ اس کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی کوئی نقصان لہٰذا ایسی بات میں وقت ضائع کرنا بھی ایک طرح نقصان ہی ہے اس کے بعد صرف دوسری ہی قسم کی بات رہ جاتی ہے یعنی باتوں میں سے تین چوتھائی (یعنی 75%) تو قابلِ استعمال نہیں اور صرف ایک چوتھائی (یعنی 25 فیصد) بات جو کہ فائدہ مند ہے بس وہی قابلِ استعمال ہے مگر اس قابلِ استعمال بات کے اندر باریک قسم کی ریاکاری، بناوٹ، غیبت، جھوٹے مبالغے میں کرنے کی آفت یعنی اپنی فضیلت و پاکیزگی بیان کر بیٹھنے وغیرہ وغیرہ اندیشے ہیں نیز فائدہ مند گفتگو کرتے کرتے فضول باتوں میں جا پڑنے پھر اس کے ذریعے مزید آگے بڑھتے ہوئے اس میں گناہ کا ارتکاب ہو جانے وغیرہ وغیرہ خدشات شامل ہیں اور ان کی شمولیت ایسی باریک ہے جس کا علم نہیں ہوتا، لہٰذا اس قابل استعمال بات کے ذریعے بھی انسان خطرات میں گھرا رہتا ہے۔

(ملخصاً احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 340)

اللہ تعالیٰ ہمیں فضول و بے فائدہ گفتگو سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(32) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: زیادہ مال والے ہلاک ہوئے مگر وہ کہ جنہوں نے اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس طرح اور اسطرح خرچ کیا (یعنی نیک کاموں میں خرچ کیا) اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد 3 حدیث 8091 صفحہ 180)

(33) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لذتوں کو ختم کرنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 188 صفحہ 92)

(34) حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو رو پڑتے یہاں تک کہ آپکی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی آپ سے پوچھا گیا کہ آپ جنت اور دوزخ کے ذکر سے نہیں روتے اور قبر کے ذکر سے رو پڑتے ہیں آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات مل گئی تو بعد کا معاملہ اس سے آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے پھر آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ میں نے قبر سے زیادہ وحشت ناک منظر نہیں دیکھا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 189 صفحہ 93)

(35) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ ہی کوئی مال ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، اور زکوٰۃ لے کر آئے اور اس شخص نے (دنیا میں) کسی کو گالی دی تھی کسی کو تہمت لگائی تھی کسی کا مال (ناحق) کھایا تھا، کسی کا ناحق خون بہایا تھا یا کسی کو مارا تھا، پھر ان لوگوں کو اسکی نیکیاں مل جائیں گی اور اگر اسکی

نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسکو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6522 صفحہ 419)

(36) حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے اور جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6523 صفحہ 420)

(37) حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہیے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، اگر اسکا بھائی ظالم ہو تو اس کو ظلم سے روکے کہ یہی اسکی مدد کرنا ہے اور اگر مظلوم ہو تو اسکی مدد کرے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6525 صفحہ 422)

(38) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، بندے کے معاف کرنے سے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص بھی اللہ کی رضا کیلیئے عاجزی کرتا ہے اللہ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6533 صفحہ 422)

(39) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نرمی اختیار کرو کیونکہ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسکو خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال دی جاتی ہے اسکو بدصورت کر دیتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6545 صفحہ 425)

(40) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدترین شخص وہ ہے جو دو رخا ہو اور لوگوں سے ایک چہرے سے ملاقات کرے اور ان لوگوں

سے دوسرے چہرے کے ساتھ۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6573 صفحہ 432)

(41) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ کیا چیز سخت حرام ہے؟ فرمایا: وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان پھیل جاتی ہے۔ مزید فرمایا، انسان سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اسکو اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6579 صفحہ 433)

(42) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے لڑے تو اسکے چہرے پر مارنے سے اجتناب کرے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6593 صفحہ 437)

(43) حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ جانو خواہ اپنے بھائی کے ساتھ مسکرا کر کشادہ چہرے کے ساتھ ملنا ہی کیوں نہ ہو۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6633 صفحہ 446)

(44) حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھے دوست اور برے دوست کی مثال مشک اٹھانے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے مشک (خوشبو) والا یا تو تم کو یونہی مشک دیدے گا۔ یا تم اس سے مشک خرید لو گے ورنہ کم از کم تم کو اس سے اچھی خوشبو آئے گی اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا ورنہ تم کو اس سے بدبو آئے گی۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6635 صفحہ 447)

(45) حضرت جریر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جس شخص نے مسلمانوں میں کسی نیک طریقے (کام) کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقے پر عمل کیا گیا تو اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اسکے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے مسلمانوں میں کسی بُرے طریقے کی ابتداء کی اور اسکے بعد اس طریقے پر عمل کیا گیا تو اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6741 صفحہ 478)

(46) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی دنیوی مصیبت آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور اگر اس نے خواہی نخواہی موت کی تمنا کرنی ہو تو یوں کہے اے اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت عطا کر۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 3 حدیث 6755 صفحہ 482)

(47) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا کرے نہ موت آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور مومن کی عمر زیادہ ہونے سے خیر ہی زیادہ ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء جلد 3 حدیث 6760 صفحہ 483)

(48) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء جلد 3 حدیث 6857 صفحہ 510)

(49) حضرت اُسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے بعد مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ مضر (خطرناک) کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔ (صحیح مسلم کتاب الزکر والدعاء جلد 3 حدیث 6880 صفحہ 515)

(50) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر مومن کو یہ علم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب کتنا ہے تو اللہ کی جنت کی کوئی تمنا نہ کرتا اور اگر کافر کو یہ علم ہو جاتا کہ اللہ کے پاس کتنی رحمت ہے تو اللہ تعالیٰ کی جنت سے کوئی مایوس نہ ہوتا۔ (صحیح مسلم کتاب التوبہ جلد 3 حدیث 6913 صفحہ 526)

(51) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بھی غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس پر غیرت آتی ہے کہ مومن وہ کام کرے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب التوبہ جلد 3 حدیث 6927 صفحہ 531)

(52) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سُنی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ ایک پتھر ہے جس کو 70 سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، یہ اب تک اس میں گر رہا تھا اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ الخ... جلد 3 حدیث 7096 صفحہ 595)

غور فرمائیں! جہنم کی گہرائی کتنی زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین

(53) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے واپس جاتے وقت انکی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ الخ... جلد 3 حدیث 7146 صفحہ 610)

(54) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد جلد 3 حدیث 7343 صفحہ 673)

یعنی مومن دنیا میں کتنا ہی آرام میں ہو مگر اس کیلئے آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا جیل خانہ ہے جس میں وہ دل نہیں لگاتا، جیل اگرچہ A کلاس کی ہو، پھر بھی جیل ہے اور کافر خواہ کتنی ہی تکلیف میں ہو مگر آخرت کے عذاب کے مقابلے میں اس کیلئے دنیا باغ اور جنت ہے وہ یہاں دل لگا کر رہتا ہے اور حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ بعض مومن دنیا میں آرام سے رہتے ہیں اور بعض کافر تکلیف میں، کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا مومن کی جیل ہے اور قبر اس کے چھٹکارے کی جگہ اور جنت اس کے رہنے کا مقام ہے اور دنیا کافر کیلئے جنت ہے، موت اس کی پکڑ کا دن اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔

(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 14)

(55) حضرت مطرف (رضی اللہ عنہ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت حاضر ہوا، تو آپ ﷺ اس وقت سورۃ تکاثر (**الھکم التکاثر**) کی تلاوت فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا، ابنِ آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم تیرا مال صرف وہی ہے جو تو نے کھا کر فنا کردیا یا پہن کر بوسیدہ کردیا یا صدقہ کرکے آگے بھیج دیا۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد جلد 3 حدیث 7346 صفحہ 673)

قارئین کرام! **الھکم التکاثر** : کے معنٰی ہے کہ تم لوگوں کو مال بڑھانے کی ہوس و لالچ نے غافل کردیا، تم نے اس حال میں زندگی گزاری کہ ایک کے دو ہوں اور دو کے چار۔

سیٹھ جی کو فکر تھی اِک اِک کے دس دس کیجئے

موت آپہنچی حضرت جان واپس کیجئے

نیز حدیث میں بیان کیا گیا کہ انسان کے صرف تین مال ہیں (i) جو اس نے کھا کر ہضم کرلیا (ii) پہن کر بوسیدہ کردیا یا (iii) صدقہ کرکے آگے بھیج دیا، اگر مال چھوڑ کے جائے گا تو وہ وُرثاء میں تقسیم ہو جائے گا پھر اس کو کوئی یاد رکھے یا نہ رکھے، اس کی قبر پر کوئی جائے یا نہ جائے، اس کیلئے صدقہ وخیرات کرے یا نہ کرے اس کو ایصالِ ثواب کرے یا نہ کرے۔ اور آج کل تو ایسا دور چل رہا ہے جس میں لوگ دنیا کی دولت کمانے میں اتنے مگن ہو گئے ہیں کہ انہیں نہ اپنی موت یاد ہے نہ قبر اور نہ ہی آخرت کا حساب، اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں ایسے اعمال کرے جو اس کیلئے نجات کا سبب بن جائیں اور جتنا ہو سکے اپنی زندگی میں صدقہ وخیرات کر جائے کہ نہ جانے بعد میں کوئی کرے گا یا نہیں۔

توشہ اعمال اپنا ساتھ لے جاؤ جی کون پیچھے قبر میں بھیجے گا سوچو تو سہی

بعد مرنے کے تمہیں اپنا پرایا بھول جائے فاتحہ کو قبر پر کوئی آئے یا نہ آئے

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کرلے اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اُجالی ہے

(56) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اس شخص کی طرف دیکھتا ہے جس کو اس پر مال اور شکل و صورت میں فضیلت حاصل ہو تو اسکو چاہیئے کہ وہ اپنے سے کم درجہ والے کی طرف بھی دیکھے کہ جس پر اس کو فضیلت حاصل ہو (تاکہ وہ اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ جانے)۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد جلد 3 حدیث 7354 صفحہ 675)

قارئین کرام! اس حدیث پاک میں بیان کیا گیا کہ اگر تم کبھی ایسے شخص کو دیکھو جو صحت یا

مال و دولت میں تم سے زیادہ ہو اور تم کو اس پر رنج ہو تو فوراً ایسے شخص کو بھی دیکھو جو صحت اور مال و دولت میں تم سے کم ہے تا کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو۔ حضرت شیخ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ایک دفعہ میرے پاس جوتا نہ تھا میں لوگوں کو جوتا پہنے دیکھ کر رو رہا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا ایک شخص ہے جس کے پاؤں نہیں ہیں اور وہ اپنی سُرین (یعنی پیٹھ) کے بل گھسٹ رہا ہے تو میں فوراً سجدے میں گر گیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مولا تو نے مجھے پاؤں تو عطا کیے ہیں، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ دنیاوی چیزوں میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے تا کہ اللہ کا شکر ادا کرے اور اخروی چیزوں میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھے کہ اگر وہ پنجگانہ نماز پڑھتا ہے تو ایسے شخص کو دیکھے جو تہجد گزار ہو اور اشراق و چاشت، اوراوّابین کا پابند ہو۔ (ملخصاً مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 61)

(57) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کو سنانے کیلئے کام کرے گا اللہ اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو لوگوں کو دکھانے کیلئے کام کرے گا اللہ اسکے عیوب لوگوں کو دکھائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد جلد 3 حدیث 7401 صفحہ 689)

(58) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ ایک ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جس کی سنگینی کا اس کو پتا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اتنی دور جا گرتا ہے جتنا مشرق و مغرب میں فاصلہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد جلد 3 حدیث 7406 صفحہ 690)

قارئین کرام: بعض اوقات انسان سوچے سمجھے بغیر کوئی بات کہہ دیتا ہے مثلاً حاکموں کی خوشامد میں کوئی ایسی بات کہہ دی یا کسی کے متعلق کوئی تہمت لگا دی یا کوئی کفریہ کلمہ کہہ

دیا۔وغیرہ اور آج کل تو اتنی جہالت عام ہو چکی ہے کہ لوگ قرآن وحدیث، صحابہ کرام، اولیا، کرام، علما، وصلحا کے متعلق بغیر سوچے سمجھے ایسی ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ **الامان بالحفیظ** اس لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو انسان اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ کلمہ خیر کہے یا خاموش رہے اور جب بھی انسان کوئی بات کہنا چاہے تو پہلے غور کرے پھر اگر اس بات کہنے میں کوئی مصلحت ہو تو وہ بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 حدیث 1391 صفحہ 544)

(59) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے بُرا کام دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روک دے اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو پھر اسے دل سے بُرا جانے اور یہ کمزور ایمان کا درجہ ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان جلد 1 حدیث 175 صفحہ 96)

قارئین کرام! اسلام نے برائی کو بدلنے، اس کو روکنے کیلئے ہر طبقے کو اس کی طاقت کے مطابق ذمہ داری سونپی ہے کیونکہ اسلام میں کسی بھی انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی، اربابِ اقتدار، اساتذہ، والدین وغیرہ جو اپنے ماتحتوں کو کنٹرول کر سکتے ہیں وہ شریعت کے قانون پر سختی سے عمل کرا کے اور مخالفت کی صورت میں سزا دے کر برائی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔اسی طرح مبلغینِ اسلام، علماء ومشائخ، ادیب وصحافی اور دیگر ذرائع ابلاغ مثلاً T.V، میڈیا، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے سے اپنی تقریروں، تحریروں بلکہ شعراء اپنی نظموں کے ذریعے برائی کا قلع قمع کر سکتے ہیں اور نیکی کے کاموں کو فروغ دے سکتے ہیں زبان سے برائی کو روکنے کے تحت یہ تمام صورتیں آتی ہیں۔

اور عام مسلمان جسے اقتدار کی کوئی صورت بھی حاصل نہیں اور نہ ہی وہ تحریر وتقریر کے ذریعے

برائی کا خاتمہ کرسکتا ہے تو وہ دل سے اس برائی کو برا سمجھے اگرچہ یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے ویسے کوشش کر کے زبان سے روکنا چاہیے لیکن اگر دل سے انسان جب برا سمجھے گا تو یقیناً خود برائی کے قریب نہیں جائے گا اور اس طرح کرنے سے معاشرے کے بے شمار افراد خود بخود راہ راست پر آجائیں گے۔ حدیث پاک سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جو آدمی برائی کو دل سے بھی برا نہ جانے اسے اپنے آپکو مومنین میں شمار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ دل سے برا سمجھنے میں تو کسی کا ڈر نہیں پھر بھی برا نہیں سمجھتا تو معلوم ہوا وہ اس گناہ پر راضی ہے۔

(60) حضرت کعب بن عیاض (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر اُمت کیلئے ایک فتنہ ہے اور میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 21 صفحہ 102)

یعنی گزشتہ اُمتوں کی آزمائش مختلف چیزوں سے ہوئیں، میری اُمت کی سخت آزمائش مال سے ہوگی، اللہ تعالیٰ مال دے کر آزمائے گا کہ یہ لوگ اب میرے رہتے ہیں یا نہیں، اکثر لوگ اس امتحان میں ناکام ہوں گے کہ مال و دولت پا کر غافل ہو جائیں گے اس کا تجربہ برابر ہو رہا ہے کہ اکثر قتل و غارت، برادریوں میں لڑائی جھگڑے، بہن بھائیوں میں جھگڑے، مال و دولت ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور مال و دولت اس لیے بھی فتنہ ہیں کہ 70% گناہ اسکی بناء پر ہی ہوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 34)

(61) حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرتے جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اللہ تعالیٰ اسطرح رزق دیتا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں مگر شام کو پیٹ بھر

کر واپس آتے ہیں۔ (ترمذی جلد 2 حدیث 226 صفحہ 105)

قارئین کرام! یاد رکھیے، حقِ توکل یہ ہے کہ فاعل حقیقی اللہ کو ہی جانے بعض بزرگوں نے فرمایا: کسب کرنا اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا حقِ توکل ہے، انسان کو چاہیے کہ وہ جسم کو کام میں لگائے اور دل کو اللہ سے وابستہ رکھے، اور یہ بات تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے کبھی بھوکے نہیں رہتے، شاعر نے کیا خوب کہا۔

رزق نہ رکھیں ساتھ میں پنچھی اور درویش

جن کا رب پر آسرا ان کو رزق ہمیش

خیال رہے کہ پرندے رزق کی تلاش میں اپنے آشیانے سے باہر ضرور جاتے ہیں ہاں درختوں میں چلنے کی طاقت نہیں تو انہیں وہاں ہی کھڑے کھڑے پانی اور کھاد پہنچتا ہے کوے کا بچہ جب انڈے سے نکلتا ہے تو سفید ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس بچے کے منہ پر بُھنگے (یعنی کالے کیڑے) جمع کر دیتا ہے، یہ بچہ انہیں کھا کر بڑا ہوتا ہے، جب وہ کالا ہو جاتا ہے تب ماں باپ واپس آتے ہیں۔
(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 96)

لہٰذا انسان کو چاہیے وہ رزق کی تلاش میں نکلے اور حلال رزق حاصل کرنے کی کوشش کرے اور توکل اللہ کی ذات پر رکھے کہ وہی رزق دینے والا ہے، اور رزق کی طلب میں حرام ذریعہ اختیار نہ کرے کہ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے رزق کے بارے میں پریشان ہو تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے (حرام ذرائع سے) رزق تلاش نہ کرے کیونکہ رزق اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور نافرمانی کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل نہیں ہوتا۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 683)

(62) حضرت سلمہ بن عبید اللہ بن محصن اپنے والد (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ اس کا دل مطمئن ہو جسم تندرست ہو اور اس کے پاس ایک دن کی روزی ہو تو گویا کہ اس کیلئے پوری دنیا جمع کر دی گئی۔ (ترمذی شریف جلد 3 حدیث 231 صفحہ 107)

(63) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رحمتِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص کامیاب ہو گیا جو مسلمان ہوا اور ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اس پر اس نے صبر کیا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد 3 حدیث 231 صفحہ 107)

یعنی جسے ایمان وتقویٰ، بقدرِ ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبر، یہ چار نعمتیں مل گئیں اس پر اللہ کا بڑا ہی کرم وفضل ہو گیا، وہ کامیاب رہا، اور دنیا سے کامیاب گیا۔

(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 18)

(64) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 261 صفحہ 116)

قارئین کرام! انسان کی زندگی کو سدھارنے اور بگاڑنے میں دوستوں کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے اگر انسان نیک لوگوں کو اپنا دوست بنائے تو اس کے اندر بھی انکی صحبت میں رہنے کی برکت سے نیکیاں کمانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور برائیوں سے نفرت ہوتی ہے لیکن اگر انسان بُرے لوگوں کو اپنا دوست بناتا ہے تو انکی صُحبت کی نحوست کی وجہ سے وہ بُری عادات جو اسکے دوستوں کے اندر ہیں وہ اس کے اندر آنا شروع ہو جاتی ہیں اور جب انسان بُری

صُحبت میں بیٹھتا ہے تو اس کیلئے گناہ کرنے بھی آسان ہو جاتے ہیں، الغرض جیسی صُحبت ہوگی ویسی انسان پر رنگت چڑھے گی، اگر انسان کسی بد مذہب یا کسی غیر مسلم کو اپنا دوست بنالیتا ہے اور انکی صُحبت میں اُٹھنے بیٹھنے لگتا ہے تو اس سے اسکے معاذ اللہ دین اسلام سے پھر جانے کا بھی اندیشہ رہتا ہے اس لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ دوست بنانے سے پہلے اس کے دین کو (اور اسکی عادات کو) ضرور دیکھ لیا کرو۔

(65) حضرت ابو سعید خُدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف مومنوں (یعنی نیک لوگوں) کی صُحبت اختیار کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیز گار شخص ہی کھائے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 282 صفحہ 125)

(66) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی یہاں سے مر کر جاتا ہے نادِم ضرور ہوتا ہے، صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، یارسول ﷺ ندامت کس بات کی؟ فرمایا: اگر وہ نیک ہو تو اس لیے نادِم ہوتا ہے کہ کاش کچھ اور نیکیاں کر لیتا اور اگر گناہ گار و خطا کار ہے تو اسے اس بات پر ندامت ہوگی کہ میں گناہوں سے باز کیوں نہ آیا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 290 صفحہ 127)

لہذا ہر شخص کو چاہیے کہ وہ موت سے پہلے زندگی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، مشغولیت سے پہلے فراغت کو اور بڑھاپے سے پہلے جوانی کو غنیمت جانے کیونکہ جو عبادات انسان جوانی میں کر سکتا ہے وہ اس طرح بڑھاپے میں نہیں کر سکتا اور جوانی کی عبادت کی تو فضیلت بھی زیادہ ہے، خلاصہ کلام یہ کہ انسان کو اپنی زندگی میں جتنا ہو سکے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کرنا چاہیے۔

(67) حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو آرام و سکون سے زندگی گزارنے والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں انکے چمڑے قینچیوں سے کاٹے جاتے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 289 صفحہ 127)

قارئین کرام! یاد رکھیئے کہ دنیا کی مصیبتیں، تکلیفیں تو عارضی ہوتی ہیں جو ایک نہ ایک دن ختم ہو جاتی ہیں لیکن اس پر جو اجر و ثواب ملے گا وہ دائمی ہوگا کبھی ختم نہ ہوگا اس لیے جب ان لوگوں کو جنہوں نے دنیا میں مصیبتیں، تکلیفیں برداشت کیں اور اللہ کی رضا پر راضی رہے جب انکو اجر و ثواب دیا جائے گا تو دوسرے لوگ یہ تمنا کریں گے، کہ کاش انکے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔

(68) حضرت اسود بن یزید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے تمام مقاصد کو ایک مقصد بنا لیا ہے اور وہ آخرت کا مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے مقاصد کیلئے کافی ہو جاتا ہے اور جس کے مقاصد دنیا کے معاملات میں بکھر گئے تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا۔

(سنن ابنِ ماجہ جلد 2 حدیث 4059 صفحہ 626)

(69) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے انسان: تو میری عبادت کیلئے دوسرے اُمور سے فارغ ہو جا، میں تیرے سینے کو غنا (یعنی بے نیازی) سے بھر دوں گا اور تیرے لئے فقر (یعنی تنگدستی) کا دروازہ بند کر دوں گا، اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے سینے کو (دنیوی) مصروفیات سے بھر دوں گا اور تیرے لئے فقر کے دروازے بند نہیں کروں گا۔

(سنن ابنِ ماجہ جلد 2 حدیث 4096 صفحہ 627۔ مشکوۃ شریف جلد 3 حدیث 4943 صفحہ 494)

یعنی اے انسان تو اپنا دل میری عبادت واطاعت کیلئے خالی کر لے میں تیرے دنیاوی کام خود بخود بنادوں گا لیکن اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے دنیوی کاموں میں مصروف کردوں گا اور تو ہمیشہ اس کی فکر میں ہی لگا رہے گا مگر تجھے ملے گا وہی جو تیرے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے، اس لیے بزرگوں نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے آخرت مانگو دنیا خود بخود مل جائے گی جیسے کسان دانہ حاصل کرنے کیلئے کاشت کرتا ہے مگر بھوسہ اسے خود ہی مل جاتا ہے آخرت دانہ ہے اور بھوسہ دنیا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد 27 صفحہ 22)

یاد رہے کہ حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان دنیا کے کاروبار چھوڑ دے، اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے یا مسجد میں ڈیرے ڈال لے بلکہ مطلب یہ ہے کاروبار بھی کرے، حلال روزی بھی کمائے لیکن اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے ایسے بندوں کی تعریف فرمائی ہے جو کاروبار بھی کرتے ہیں لیکن اللہ کی یاد سے غافل بھی نہیں ہوتے کہ ان کا ظاہر کاروبار میں ہوتا ہے لیکن ان کا باطن اللہ کی بارگاہ میں ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ**

ترجمہ: اللہ کے ایسے (خاص) بندے بھی ہیں جنہیں تجارت کرنا اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتا۔ (پارہ 18 سورہ النور آیت 37)

(70) حضرت مستورد بن شداد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنی اُنگلی سمندر میں ڈالے اور دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4097 صفحہ 627)

قارئین کرام! حدیثِ پاک میں یہ بھی فقط سمجھانے کیلئے ہے ورنہ فانی اور مُتناہی کو باقی

غیر فانی غیر متناہی سے اتنی وجہ نسبت بھی نہیں جو کہ بھیگی انگلی کی تری کو سمندر سے ہے، خیال رہے کہ دنیا وہ ہے جو اللہ سے غافل کر دے، عاقل و عارف انسان کی دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے اُسکی دنیا بہت ہی عظیم ہے، غافل شخص کی نماز بھی دنیا ہے جو کہ وہ نام و نمود (شہرت) کیلئے کرتا ہے اور عاقل کا کھانا، پینا، سونا جاگنا بلکہ جینا مرنا بھی دین ہے کہ حضور ﷺ کی سنت ہے، مسلمان اس لئے کھائے، پیے، سوئے جاگے کہ یہ حضور ﷺ کی سنتیں ہیں۔ حیاۃ الدنیا اور چیز ہے حیوۃ فی الدنیا کچھ اور یعنی دنیا کی زندگی، دنیا میں زندگی، دنیا کے لئے زندگی، جو زندگی دنیا میں ہو مگر آخرت کیلئے ہو دنیا کیلئے نہ ہو وہ مبارک ہے:

حضرت مولانا روم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ

آب در کشتی ہلاک کشتی است
آب اندر زہر کشتی پشتی است

(یعنی کشتی دریا میں رہے تو نجات ہے اور اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاکت ہے)

(مراۃ المناجیح جلد 17 صفحہ 13)

(71) حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچالیتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچالیتا ہے تو باقی (آخرت) کو فنا ہونے والی (دنیا) پر اختیار کرو۔ (مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 4950 صفحہ 495)

قارئین کرام! اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت دونوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی، دنیا آخرت کی ضد ہے ہاں دنیا سے محبت کرنا آخرت اور رضائے الٰہی کیلئے بہت اچھا ہے: مال سے محبت، بچوں کی پرورش، عزیزوں کے حقوق ادا کرنے، قربانی اور

زکوٰۃ ادا کرنے کیلئے بہرحال اچھا ہے۔امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ علم وعقل وایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان جان لے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے ،اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے، دنیا ہی میں مصروف نہ ہو جائے۔

(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 26)

(72) حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا مچھر کے پَر کے برابر بھی قیمت رکھتی تو وہ کفار کو اس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 201 صفحہ 97)

(73) حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک بازار سے گزرے، آپ کے دونوں طرف لوگ تھے، آپ ایک چھوٹے کان والے مرے ہوئے بکری کے بچے کے پاس سے گزرے، آپ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا۔تم میں سے کوئی اس کو ایک درہم کے بدلے میں لینا پسند کرے گا؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ہم اس کو کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کریں گے، ہم اس کا کیا کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے؟ صحابہ کرام نے عرض کی، کہ بخدا اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا کیونکہ اس کا ایک کان چھوٹا ہے تو اب تو یہ مُردہ ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا۔جس طرح یہ تمہارے نزدیک حقیر ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد جلد 3 حدیث 7344 صفحہ 673)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: بکری کا مُردار بچہ کوئی چار آنے میں بھی نہیں خریدتا کہ اس کی کھال بیکار اور

گوشت وغیرہ حرام ہے اسے کون خریدے (مزید فرماتے ہیں) صوفیا کرام فرماتے ہیں۔ دنیادار کو تمام جہاں کے مرشد ہدایت نہیں دے سکتے اور تارک الدنیا دیندار کو سارے شیاطین مل کر بھی گمراہ نہیں کر سکتے، دنیادار آدمی دینی کام بھی کرتا ہے تو دنیا کیلئے اور دیندار دنیاوی کام بھی کرتا ہے تو دین کیلئے۔ (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 14)

(74) حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان قیامت کے دن اس وقت تک اپنے رب کے پاس کھڑا رہے گا جب تک اس سے پانچ باتوں کے بارے میں سوال نہ کیا جائے (i) زندگی کن کاموں میں گزاری (ii) جوانی کن کاموں میں گزاری (iii) مال کہاں سے کمایا (iv) اور کہاں کہاں خرچ کیا (v) اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 306 صفحہ 132)

یعنی قیامت کے دن پانچ باتوں کا حساب دیئے بغیر انسان بارگاہِ الٰہی سے نہیں ہٹ سکتا، ان پانچوں میں اگر رہ گیا تو سزا کا مستحق ہوا، اگر ان سے نکل گیا تو جنت میں پہنچے گا، حدیث پاک میں جوانی کا بھی ذکر کیا گیا ہے اگرچہ زندگی کے سوال میں جوانی بھی آ گئی تھی مگر چونکہ جوانی میں نیک و بد اعمال زیادہ کئے جا سکتے ہیں، کہ اس وقت ساری قوتیں اپنے کمال پر ہوتی ہیں اس لئے جوانی کے متعلق خاص سوال ہوگا اس لیے حدیث پاک میں ہے کہ جو جوانی میں عبادت کرے گا وہ عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوگا کہ اسے قیامت کے میدان کی گرمی نہ پہنچے گی۔ اور ایک حدیث میں ہے جو شخص اپنی جوانی کو عبادت میں گزارے گا اللہ تعالیٰ اسے 99 صدیقین کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (طبرانی شریف جلد 1 حدیث 780 صفحہ 238)

اس لیے بزرگوں نے فرمایا: جوانی کی عبادت بڑی قدر کی چیز ہے۔

کہ جوانی میں عبادت کاہلی (سستی) اچھی نہیں ہے بڑھاپا بھی غنیمت جب جوانی جا چکی

جب بڑھاپا آ گیا کچھ بات بن پڑتی نہیں یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آ گئی

نیز حدیثِ پاک میں فرمایا گیا کہ مال کے متعلق قیامت کے دن دو سوال ہوں گے کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا، آیا حلال طریقے سے مال حاصل کیا یا حرام طریقے سے اور حلال راستے پر خرچ کیا یا حرام راستے پر، حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ قیامت میں ایک شخص کو پیش کیا جائے گا جس نے مال حرام (ذرائع) سے جمع کیا ہوگا، اور حرام جگہ میں خرچ کیا ہوگا اس کے بارے میں حکم ہوگا کہ اسے (بغیر حساب کے) دوزخ میں لے جاؤ، پھر ایسے شخص کو پیش کیا جائے گا جس نے حلال (ذرائع) سے مال حاصل کیا ہوگا لیکن حرام جگہ پر خرچ کیا ہوگا، اس کے بارے میں حکم ہوگا کہ اسکو بھی دوزخ میں لے جاؤ، پھر ایسے شخص کو پیش کیا جائے گا، جس نے حرام (ذرائع) سے مال حاصل کیا ہوگا اور حلال جگہ پر خرچ کیا ہوگا، اس کے بارے میں حکم ہوگا کہ اسے بھی دوزخ میں لے جاؤ، پھر ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے حلال (ذرائع) سے مال حاصل کیا ہوگا، اور حلال جگہ پر خرچ کیا ہوگا تو اس سے کہا جائے گا ٹھہر جا، ممکن ہے تو نے مال کی طلب میں کسی فرض میں کوتاہی کی ہو، وقت پر نماز نہ پڑھی ہو، اور اس کے رکوع وسجود اور وضو میں کوئی کوتاہی کی ہو، وہ عرض کرے گا یا اللہ میں نے حلال طریقے سے مال کمایا ہے اور حلال جگہ پر خرچ کیا اور تیرے فرائض میں سے کوئی فرض ضائع نہیں کیا، کہا جائے گا ممکن ہے تو نے اس مال کی وجہ سے تکبر کیا ہو، سواری یا لباس کے ذریعے دوسروں پر فخر ظاہر کیا ہو، وہ عرض کرے گا، یا اللہ میں نے تکبر بھی نہیں کیا اور فخر کا اظہار بھی نہیں کیا، کہا جائے گا، ممکن ہے تو نے کسی کا حق دبایا ہو جس کی ادائیگی کا میں نے حکم دیا ہے کہ اپنے رشتہ داروں، یتیموں

، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو، وہ کہے گا یا اللہ میں نے ایسا نہیں کیا، میں نے حلال طریقے سے کمایا اور حلال جگہ پر ہی خرچ کیا اور تیرے کسی فرض کو ترک نہیں کیا، تکبر و فخر بھی نہیں کیا اور کسی کا حق بھی نہیں دبایا، پھر وہ سب لوگ (جن کا اس نے حق ادا نہیں کیا ہوگا وہ) آئیں گے اور اس سے جھگڑا کریں گے وہ کہیں گے، یا اللہ تو نے اسے مال عطا کیا اور مال دار بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہ ہمیں دے اور ہماری مدد کرے، اب اگر اس نے ان کو دیا ہوگا، اور فرائض میں کوتاہی بھی نہیں کی ہوگی، تکبر اور فخر بھی نہیں کیا ہوگا پھر بھی اسے کہا جائے گا رُک جا میں نے تجھے جو بھی نعمت عطا کی تھی خواہ وہ کھانا تھا، پانی تھا یا کوئی سی بھی لذت، ان سب کا شکر پیش کر، اسی طرح اسے سوال پر سوال ہوتا رہے گا۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 455 تفسیر روح البیان جلد 3 پارہ 8 صفحہ 115)

امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ اس شخص کا حال ہے جس نے حلال طریقے سے کمایا اور حلال جگہ پر خرچ کیا اور تمام حقوق و فرائض کو بخوبی ادا کیا، اس سے اس قدر حساب لیا جائے گا تو ہم جیسے نکموں کا کیا حال ہوگا کہ رات دن دنیا کے فتنوں اور اس کے شبہات اور زینت اور شہوات میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 455)

نیز حدیثِ پاک میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن پانچواں سوال یہ ہوگا کہ اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا: یہاں علم سے مراد علمِ دین ہے لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ علمِ دین بھی حاصل کرے اور اس پر عمل بھی کرے کہ قیامت کے دن اسکے متعلق سوال ہونا ہے۔

(75) حضرت قتادہ ابنِ نعمان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے بچا لیتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی

اپنے بیمار شخص کو پانی سے بچاتا ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 5018 صفحہ 509)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے کو اس طرح دنیا سے بچاتا ہے کہ اس کے دل کو دنیا کی محبت اور غفلت سے محفوظ رکھتا ہے اگر چہ لاکھوں کروڑوں روپیہ کا مالک ہو مگر اسکا دل یار سے لگا رہتا ہے۔ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اسے کبھی امیر نہیں کرتا۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) اور حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) بڑے مالدار تھے مگر دنیا کی محبت سے محفوظ تھے وہ دنیا میں تھے مگر دنیا ان میں نہ تھی۔ (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 65)

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکال کر اپنی اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی محبت ڈال دے: آمین۔

محبت میں اپنی گما یا الٰہی
نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی

(76) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا: آگاہ رہو کہ دنیا موجودہ سامان ہے جس سے نیک و بد سب کھاتے ہیں، آگاہ رہو کہ آخرت سچی میعاد ہے جس میں قدرت والا بادشاہ فیصلہ فرمائے گا، خبردار کہ ساری خوبیاں اپنے کناروں سمیت جنت میں ہیں، آگاہ رہو کہ، پوری مصیبت کناروں سمیت آگ میں ہیں، خبردار کہ تم اللہ سے ڈرتے ہوئے عمل کیا کرو اور جان رکھو کہ تم اپنے اعمال پر پیش کئے جاؤ گے تو جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے گا اور جو ذرہ برابر بُرائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔ (مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 4986 صفحہ 502)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں، دنیا کا سامان فانی ہے دنیا کا مال اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت نہیں یہ مردود وں

(کافروں، منافقوں) کو بھی مل جاتا ہے ہاں دنیا میں توفیقِ خیر مل جانا رضا الٰہی کی دلیل ہے (مزید فرماتے ہیں) آخرت یعنی موت و قیامت کا وقت مقرر ہے، قیامت میں حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوگا تمام بادشاہوں اور حکام کی حکومتیں ختم ہو چکی ہوں گی۔ (مزید فرماتے ہیں) دنیا کی راحتیں تکالیف سے محفوظ ہیں اور یہاں کی تکالیف میں بھی کچھ راحتوں کی آمیزش ہے۔ جبکہ آخرت کی راحتیں بھی خالص ہیں اور وہاں کی مصیبتیں وہ بھی خالص ہیں (مزید فرماتے ہیں) انسان کو نیک اعمال کرتے رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے بھی ڈرتے رہنا چاہیے کہ نہ معلوم یہ عمل قبول ہوں گے بھی یا نہیں، مومن کا کام ہے عمل کرنا اور ڈرنا اور غافل و منافق انسان کا کام ہے نہ کرنا اور اکڑنا (یعنی نیک اعمال بھی نہ کرنا اور بلاوجہ اکڑتے رہنا۔) (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 46)

(77) حضرت ابو الدرداء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں طرف فرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے ہیں، اوران کی پکار کو سوائے جن وانس کے ساری مخلوق سنتی ہے. وہ یہ پکارتے ہیں کہ اے لوگوں اپنے رب کی طرف آؤ جو تھوڑا (رزق) ہو اور کافی ہو وہ اس سے اچھا ہے جو زیادہ ہو اور (تمہیں اللہ کی یاد سے) غافل کر دے۔ (مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 4988 صفحہ 503)

(78) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے (دیئے ہوئے) تھوڑے رزق پر راضی ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کے تھوڑے اعمال سے راضی ہو جائے گا۔ (مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 5031 صفحہ 512)

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا دو قسم کی ہے (i) رضاء ازلی (ii) رضاء ابدی۔ اللہ کی رضا ازلی ہماری رضا سے پہلے ہے جب وہ ہم سے راضی ہوتا ہے تو ہم کو نیکیوں کی توفیق ملتی ہے مگر

رضاء ابدی ہماری رضا کے بعد ہے جب ہم اللہ سے راضی ہو جاتے ہیں، نیکیاں کر لیتے ہیں تو وہ ہم سے راضی ہو جاتا ہے، حدیث پاک میں رضاء ابدی کا ذکر ہے، اس لئے بندے کی رضا پہلے بیان ہوئی اور اس آیت کریمہ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ (پارہ 30: سورہ البینہ: آیت 7) میں رضاء ازلی کا ذکر ہے اس لئے وہاں رضائے الٰہی کا پہلے ذکر ہے۔ حدیث کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ اگر تم معمولی رزق پا کر بہت شکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے معمولی اعمال کی بھی بہت قدر فرمائے گا۔ (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 74)

(79) حضرت عُرس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب زمین میں گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے مگر اسے بُرا جانتا ہے وہ اسکی مثل ہے جو وہاں نہیں ہے اور جو وہاں نہیں ہے مگر اس پر راضی ہے تو وہ اسکی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے۔

(سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 940 صفحہ 330)

قارئین کرام! اس حدیث پاک میں بُرائی کو دل سے بُرا جاننے کی اہمیت کا ذکر ہوا ہے کہ اگرچہ ایک شخص بُرائی کے ارتکاب کے وقت وہاں موجود نہ بھی ہو لیکن اگر وہ اس پر راضی ہو تو گویا وہ وہاں موجود تھا اور جو وہاں موجود ہو لیکن اس وقت کو ناپسند کرے تو گویا وہ وہاں موجود ہی نہیں، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ حقیقی موجودگی اور عدم موجودگی دل کی ہوتی ہے جسم کی نہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ 462)

(80) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو پہلا نقص بنی اسرائیل میں آیا وہ یہ تھا کہ ایک آدمی جب دوسرے آدمی کو بُرے کام کرتے دیکھتا تو اسے کہتا اللہ سے ڈرو اور جو بُرا کام تم کرتے ہو اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے لیکن جب اگلے روز اس سے ملتا تو اس کے ساتھ کھانے پینے

اور اٹھنے، بیٹھنے میں اس کے ساتھ شریک ہو جاتا، جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اچھے دلوں کو بُرے دلوں سے ملا دیا پھر فرمایا: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۝ (پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت 78) یعنی لعنت کیے گئے بنی اسرائیل کے کافر (حضرت داؤد (علیہ السلام) اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی زبانی)۔(سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 931 صفحہ 327)

(81) حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: کہ نبی کریم ﷺ نے مذکورہ حدیث کے مطابق فرمایا: اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بھی بعض کے دلوں کو دوسرے بعض کے دلوں سے ملا دے گا پھر تم پر بھی لعنت کرے گا جیسے ان (بنی اسرائیل کے کافروں) پر لعنت کی تھی۔ (سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 932 صفحہ 327)

قارئین کرام! مسلمانوں کی حالت اس وقت تک قابل رشک رہتی ہے جب تک وہ ایک دوسرے کو اچھی باتوں کا حکم کرتے اور بُری باتوں سے روکتے رہتے ہیں، لیکن جب وہ اس فریضہ سے سبکدوش ہو بیٹھتے ہیں اور بُرائیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں تو وہی حالت ہوتی ہے جو آج ہماری ہے کہ اقوام عالم کی نگاہوں میں ہم لوگ سامانِ تضحیک (یعنی ذلت ورسوائی کا سامان) ہو کر رہ گئے ہیں مسلمانوں کے تقریباً تمام ملکوں میں غیر اسلامی قوانین نافذ ہیں۔ تمام برائیاں حکومتوں کے زیر سایہ ہو رہی ہیں اور ہر جگہ لوٹ مار کا بازار گرم ہے، عدالتوں کے نام سے انصاف بک رہا ہے، انتظام کے پردے میں بد نظمی پھیلائی ہوئی ہے۔ رشوت، سود، بدکاری، گویا ہمارے کاروبار کے ارکانِ ثلاثہ ہو کر رہ گئے ہیں، ایمانی غیرت کا ہر جگہ جنازہ نکلا ہوا ہے، نہ کوئی آگے بڑھ کر روکنے والا ہے، نہ کوئی اس بے راہ روی پر ٹوکنے والا ہے، علماء حضرات جنہوں نے فہمائش (یعنی ہدایت) کا فریضہ ادا کرنا تھا وہ حکومتوں کا قرب حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں یا فانی دنیا کا مال کمانے میں

،اور جو صوفیائے کرام ایسے مواقع پر راہ روی کے بپھرے ہوئے سیلاب کا رُخ پھیرا کرتے تھے وہ اپنے مالک کی بارگاہ میں پہنچ چکے اوران کی گدّیوں پر اکثر و بیشتر ایسے حضرات جلوہ افروز ہیں جن کی ذمہ داری صرف نذرانے وصول کرنے اور دعائے خیر فرمادینے سے آگے اور کچھ نہیں ، ملک وقوم کس راہ پر جارہے ہیں ، اس بات سے ان کا نہ کوئی تعلق نہ اس پر سوچنے کی انکو ضرورت اور نہ ہی فرصت ، کیونکہ وہ حضرات شب و روز اپنی روحانی ترقی میں مصروف اور قصرِ ولایت کی منزلوں کو سیر کرنے میں کوشاں ہیں ، کاش اللہ تعالیٰ اس ملتِ اسلامیہ کے تینوں خیر خواہوں اور سرپرستوں یعنی علمائے اسلام سلاطینِ عظام (یعنی حکام) اور صوفیائے کرام کو چشمِ بینا اور دردِ ملت عطا فرمائے کہ یہ قومِ مسلم کی دستگیری فرمائیں ، بھولے ہوئے سبق انہیں یاد کروائیں اور انہیں حرمین طیبین کا راستہ بتائیں۔

(82) حضرت شداد بن اوس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کیلئے (یعنی آخرت کیلئے) عمل کرے اور بیوقوف وہ ہے جو اپنے آپکو خواہشات (نفسانی) کے پیچھے لگائے رہے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھے: حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اس سے قبل کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور بڑی پیشی (یعنی قیامت) کے دن اس آدمی کا حساب آسان ہوگا جس نے دنیا میں ہی اپنا حساب کرلیا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 350 صفحہ 150)

حضرت مُلّا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع کرے اور احکام الٰہی کے سامنے جھکتے ہوئے ان پر مکمل عمل کرے۔ (مزید فرماتے ہیں کہ) امام ترمذی اور دیگر علمائے کرام (رحمہم اللہ

السلام) اس حدیث (کہ عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے) کے تحت فرماتے ہیں کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان اپنے احوال واقوال واعمال کا محاسبہ کرے اگر اسے اپنے اعمال درست لگیں تو اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر اسے اپنے اعمال میں برائی نظر آئے تو سچی توبہ کرے اور اعمال میں جو کمی وکوتاہی ہوا ُسے پورا کرے اور حساب آخرت سے پہلے اپنا حساب خود کرے (مزید فرماتے ہیں) بیوقوف ہے وہ شخص جو گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرے اور بغیر توبہ و استغفار کر کے جنت کی اُمید کرے یعنی حرام کام کرے، فرائض و واجبات کو چھوڑے، توبہ بھی نہ کرے اور جنت میں جانے کی اُمید بھی رکھے۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد 9 صفحہ 142)

حضرت شیخ ابنِ عباد شاذلی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں اہلِ معرفت نے کہا ہے کہ وہ جھوٹی اُمید جو انسان کو مغرور اور عمل سے غافل کر دے اور گناہوں پر دلیر بنا دے حقیقتاً وہ اُمید ہے ہی نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے دھوکہ اور فریب ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد 4 صفحہ 251)

حضرت معروف کرخی (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: عمل کے بغیر جنت کی طلب گناہ ہے بغیر کسی تعلق وسبب کے شفاعت کی اُمید رکھنا فریب کے سوا کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے رحمت کی اُمید رکھنا جہالت اور بے وقوفی ہے۔

(ایضاً صفحہ 251)

حضرت امام حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں اگر کوئی قوم صرف اس آرزو پر اس دنیا سے رخصت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے حالانکہ انہوں نے نیکی نہیں کی تو ان لوگوں کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں معاف کر دے گا تو یہ جھوٹ ہوگا کیونکہ اگر وہ اتنی بڑی آرزو کے قائل تھے تو نیک عمل کرتے، اور فرمایا۔ اے اللہ کے بندو

ایسی باطل آرزوؤں سے دور رہو جو احمقوں (یعنی نادان لوگوں) کا طریقہ ہے اللہ (عزوجل) کی قسم اللہ تعالیٰ بندے کی ان باطل آرزوؤں پر نہ اسے دنیا میں کچھ دیتا ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ حضرت سیدنا عمر بن منصور (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے ایک دوست کو خط لکھا کہ تو بُرے اعمال کے ساتھ لمبی عمر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے آرزو رکھتا ہے ہوش کر تو ٹھنڈا لوہا کوٹ رہا ہے (یعنی بے فائدہ کام کر رہا ہے)۔ (ایضاً صفحہ 252)

قارئین کرام! یہاں پر محاسبہ کی تعریف اور اس سے متعلق مزید کچھ اہم باتیں ملاحظہ فرمایئے!

محاسبہ کسے کہتے ہیں؟ حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کثرت اور مقدار میں زیادتی اور کمی کیلئے جو غور کیا جاتا ہے اسے محاسبہ کہتے ہیں پس بندے کا اپنے دن بھر کے اعمال میں کمی بیشی کا اندازہ لگانے کیلئے غور وفکر کرنا محاسبہ کہلاتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 734)

قارئین کرام! عقلمند شخص وہی ہے جو نیکیوں کے حُصول کی سعادت پا کر انہیں بھول جائے اور اگر گناہ ہو جائیں تو انہیں یاد رکھے اور اپنی اصلاح کیلئے ان پر سختی سے اپنا محاسبہ کرتا رہے بلکہ نیک اعمال میں کمی پر بھی خود کو سرزنش (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) کرے اور ہر لحہ خود کو اللہ واحدِ قہار کے قہر وغضب سے ڈراتا رہے یہی ہمارے بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) کا معمول رہا ہے۔ آیئے اپنے اسلاف کے محاسبہ کرنے کا انداز ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ اُن کی برکت سے ہمیں بھی اپنا اِحتساب کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) روزانہ اپنا احتساب فرمایا کرتے اور جب رات آتی تو اپنے پاؤں پر دُرّہ (یعنی کوڑا) مار کر فرماتے: بتا آج تو نے کیا کیا، کیا

ہے۔ (احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 749)

قارئین کرام! حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) عشرہ مبشرہ یعنی ان دس صحابہ کرام (علیہم الرضوان) میں سے ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے بعد امت میں آپ (رضی اللہ عنہ) سب سے افضل ہیں اس کے باوجود آپ (رضی اللہ عنہ) بہت زیادہ عاجزی وانکساری فرمایا کرتے تھے چنانچہ حضرت سیدنا انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں ایک بار میں نے حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) کو ایک باغ کی دیوار کے قریب دیکھا کہ اپنے نفس سے فرمارہے تھے "واہ لوگ تجھے امیر المؤمنین کہتے ہیں (پھر بطورِ عاجزی فرمانے لگے) اور تو (وہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا (یادرکھ) اگر تو نے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں رکھا تو تُو اس کے عذاب میں گرفتار ہوجائیگا۔

اور آپ (رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! اپنے اعمال کا اس سے پہلے محاسبہ کرلو کہ قیامت آجائے اور اُن کا حساب لیا جائے۔ (احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 734)

حضرت سیدنا احنف بن قیس (رضی اللہ عنہ) رات کے وقت چراغ ہاتھ میں اُٹھا لیتے اور اس کی لَو پر انگوٹھا رکھ کر اس طرح فرماتے کہ اے نفس تو نے فلاں فلاں کام کیوں کیا؟ اور فلاں فلاں چیز کیوں کھائی؟ یعنی اپنا محاسبہ کرتے کہ اگر میرے نفس نے غلطی کی ہو تو اس کو تنبیہ ہو کہ یہ چراغ کی لَو جو کہ بہت ہی ہلکی آگ ہے پھر بھی ناقابل برداشت ہے تو بھلا جہنم کی بھیانک آگ برداشت کرنا کیونکر ممکن ہوگا۔

(احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 755 کیمیائے سعادت صفحہ 775)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے نفس و اعمال کا محاسبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین

(83) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم اپنے مصلیٰ پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا گویا کہ لوگ ہنس رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم لذتوں کو ختم کرنے والی چیز (یعنی موت) کو یاد کرتے تو تمہیں اس بات کی فرصت نہ ملتی جو میں دیکھ رہا ہوں، لذتوں کو قطع (ختم) کرنے والی موت کو زیادہ یاد کیا کرو کیونکہ جب بندہ قبر میں جاتا ہے تو یہ (زبان حال سے) کہتی ہے میں تاریکی کا گھر ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں اور، جب مومن بندے کو دفنایا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے تیرا میرے اندر آنا مبارک ہو تو اپنے ہی گھر میں آیا ہے، میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے تم مجھے زیادہ محبوب ہو، آج تم میرے سپرد کیئے گئے اور میرے پاس آئے ہو تو عنقریب تم دیکھو گے کہ میں تم سے کیا (اچھا) سلوک کرتی ہوں چنانچہ پھر اس کیلئے حدنگاہ تک قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کیلئے (قبر میں) جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے (جہاں سے اسکو جنت کی ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں)۔ اور جب گناہ گار یا کافر آدمی اس میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے نہ تو مجھے مبارک ہو اور نہ ہی یہ تیرا گھر ہے، میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے میرے نزدیک تو سب سے زیادہ بُرا ہے آج جب تو میرے سپرد کیا گیا اور تو میرے پاس آیا ہے عنقریب تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا (بُرا) کرتی ہوں یہ کہہ کر قبر سمٹ جائے گی یہاں تک کہ مل جائے گی اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی، (راوی کہتے ہیں یہ بات فرماتے ہوئے) نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈالا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کیلئے (قبر میں) ایسے 70 اژدھے مسلط کیئے جاتے ہیں کہ اگر ان میں ایک بھی زمین پر پھونک مارے تو رہتی دنیا تک اس میں کچھ نہ اُگے، اور یہ اژدھے اسے ڈستے اور نوچتے رہیں گے یہاں تک کہ اسے

(قیامت کے دن) حساب کیلئے لایا جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 351 صفحہ 151)

(84) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ زیادہ نہ ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مُردہ کر دیتا ہے۔

(سنن ابنِ ماجہ جلد 2 حدیث 4182 صفحہ 650)

(85) حضرت ابو اُسامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اس شخص کو بہت زیادہ ندامت ہوگی جس نے دوسرے لوگوں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت کو برباد کر ڈالا ہوگا۔ (سنن ابنِ ماجہ جلد 2 حدیث 3955 صفحہ 568)

قارئین کرام! دوسرے شخص کی خاطر اپنی آخرت اس طرح برباد ہوتی ہے کہ ایک انسان کسی دوسرے انسان کو ناجائز طریقے سے مال و دولت کما کر دے اور اس کے مال و دولت میں تو اضافہ کرے لیکن اپنی آخرت اس کے بدلے میں برباد کر ڈالے اور اس طرح بھی ایک انسان کی آخرت برباد ہوتی ہے کہ انسان کسی کو بُرے کاموں میں لگانے کا سبب بن جائے، یا اس طرح بھی انسان کی آخرت تباہ ہو سکتی ہے کہ وہ کسی ظالم شخص کی خوشامد کرے اور ظلم کرنے میں اسکا ساتھ دے وغیرہ۔

(86) حضرت مقدام بن معدیکرب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان نے پیٹ سے زیادہ بُرا برتن نہیں بھرا، انسان کیلئے چند لقمے کھانا ہی کافی ہے جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکیں، لیکن اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو (پھر پیٹ کے تین حصے کرے) ایک تہائی کھانے کیلئے، ایک پانی کیلئے اور ایک تہائی سانس کیلئے۔

(ترمذی شریف جلد2 حدیث263 صفحہ117)

حکیم الامّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: زیادہ پیٹ بھر کر کھانے سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اور 90% بیماریاں پیٹ ہی سے پیدا ہوتی ہیں پھر اس سے سخت غفلت پیدا ہوتی ہے، دل میں نور نہیں آتا، کیونکہ کھانا اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے عبادات و ریاضات کی قوت پیدا ہو اور یہ قوت بقدرِ ضرورت لُقموں سے حاصل ہو جاتی ہے، (مزید فرماتے ہیں) اگر انسان کو زیادہ کھانے کی خواہش ہو تو اسے چاہیے کہ پیٹ کے تین حصے کر لے (جیسا کہ حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے)، ایک حصہ کھانے کیلئے، ایک حصہ پانی کیلئے اور ایک حصہ سانس کیلئے، انشاء اللہ بہت کم بیمار ہوگا، صوفیاء کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں قدرے بھوکے رہنے میں دس فائدے ہیں (1) جسمانی صحت (2) دل کی صفائی (3) طبیعت کی ہشاشی بشاشی، (یعنی چُستی) (4) دل کی نرمی (5) طبیعت میں عجز و انکسار (6) تکبر و غرور کا ٹوٹنا (7) گناہوں کی کمی (8) درمیانی درجہ کی نیند (9) عبادات کا شوق (10) ذکرِ الٰہی میں لذت و ذوق وغیرہ۔

(مراۃ المناجیح جلد7 صفحہ33)

(87) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ڈکاریں لیتے سنا تو فرمایا: کہ اپنی ڈکاریں کم کرو، کیونکہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکا وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد2 حدیث4964 صفحہ498)

حکیم الامّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ صاحب حضرت وہب ابنِ عبد اللہ یا وہب ابو جحیفہ سوائی تھے جو بہت لمبی

لمبی ڈکاریں لے رہے تھے کیونکہ وہ کھانے سے سیر ہو کر آئے تھے ان سے آپ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا کھانا کھایا کرو تا کہ ڈکاریں تھوڑی اور چھوٹی آئیں، اس کے بعد پھر انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا (مزید فرماتے ہیں) دنیا میں بہت کھانے والے قیامت میں بہت کم اعمال لے کر آئیں گے کیونکہ ان کے اوقات کا زیادہ حصہ تو کھانا کھانے، ہضم کرنے، ہضم نہ ہونے کی صورت میں علاج معالجہ میں گزرا ہوگا تو وہ اعمال کب کرتے۔ (مزید فرماتے ہیں) دنیا کے حریص (انسان) کے اوقات دو کاموں میں خرچ ہوتے ہیں (1) دنیا کمانا (2) کمائی ہوئی دنیا کی حفاظت کرتے رہنا، ایسے شخص کو رب کی طرف دھیان کرنے کا اور (دیگر عبادت کرنے کا) وقت بہت کم ملتا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 34)

(88) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندے کے مال میں بے برکتی دی جاتی ہے تو وہ اپنے مال کو پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے۔

(مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 4980 صفحہ 501)

قارئین کرام! اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے مال میں بے برکتی ڈالنا چاہتا ہے تو اسے مکان گرانے اور بنانے کا شوق دے دیتا ہے اور وہ بلا ضرورت عمارتیں بناتا ہے اور اس میں خوب روپیہ پیسہ لگا دیتا ہے کہ یہ بگاڑو اور یہ بناؤ (آج کل اس کا مشاہدہ عام ہے) یاد رہے ضروری عمارات جیسے مسجد، ضرورت کے مکان و دکانیں وغیرہ بنانا اس حکم سے خارج ہیں۔ (ملخصاً مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 43)

(89) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کسی بدعمل (گناہ گار) پر کسی نعمت کی وجہ سے رشک نہ کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ وہ مرنے کے بعد کس چیز سے ملے گا، اس کیلئے اللہ کے نزدیک نہ مرنے والا جان لیوا عذاب

ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 5016 صفحہ 508)

قارئین کرام! یہاں نعمت سے مراد دنیاوی نعمت ہے جیسے اولاد، ظاہری دنیاوی عزت، حکومت وغیرہ یعنی اگر کسی بدکار سیاہ کار شخص کو یہ نعمتیں مل جائیں تو تم اس پر رشک نہ کرو اور یہ خیال نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی وخوش ہے بلکہ یہ نعمتیں مرنے کے بعد اس کیلئے سخت عذاب کا باعث ہوں گی لہٰذا یہ نعمتیں (ظاہری) راحت کی شکل میں اس کیلئے عذاب ہیں۔

(90) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے آنے سے قبل زمانہ باہم قریب ہوجائے گا، سال مہینے جیسا، مہینہ ہفتے جیسا ہفتہ دن کے برابر، دن ایک گھڑی کے برابر اور ایک گھڑی آگ بھڑکنے جتنی ہوجائے گی۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 213 صفحہ 101)

یعنی وقت کے اندر برکت نہیں رہے گی اور یہ بڑی تیزی کے ساتھ گزرے گا اور آج کل اسکا مشاہدہ ہورہا ہے کہ سال کا پتہ ہی نہیں چلتا کب گزر جاتا ہے۔

(91) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص فاقہ میں مبتلا ہوجائے اور اسے لوگوں کے سامنے بیان کرتا پھرے تو اس کا فاقہ کبھی ختم نہیں ہوگا اور جو شخص رزق تنگ ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جلد یا کچھ دیر بعد (ضرور) [illegible]ق عطا فرمائے گا۔

(ترمذی شریف جلد 2 حدیث 207 صفحہ 99)

(92) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کونسے ایسے اعمال ہیں جو لوگوں کو بکثرت جنت میں لے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا خوف (تقویٰ) اور اچھے اخلاق پھر ان چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا

جوزیادہ لوگوں کوجہنم میں لے جانے کا باعث ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: زبان اور شرمگاہ۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 2072 صفحہ 928)

(93) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی کی راہ دکھانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 566 صفحہ 237)

(94) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان یہ پرواہ نہ کرے گا کہ کہاں سے مال حاصل کیا، حلال سے یا حرام سے۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع جلد 1 حدیث 1922 صفحہ 773)

یعنی آخری زمانہ میں لوگ دین سے بے پرواہ ہو جائیں گے، پیٹ کی فکر میں ہر طرح سے پھنس جائیں گے، آمدنی بڑھانے مال جمع کرنے کی فکر کریں گے، ہر حرام وحلال مال لینے پر دلیر ہو جائیں گے (آج کل یہ حال عام ہے) صوفیاء کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں کہ ایسا بے پرواہ انسان کتے سے بھی بدتر ہے کہ کتا سونگھ کر چیز منہ میں ڈالتا ہے مگر یہ انسان بغیر تحقیق وبلا سوچے سمجھے ہی ہر چیز کھالیتا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد 4 صفحہ 251)

(95) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رزق حلال تلاش کرنا فریضہ (نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ) کے بعد فرض ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 251)

(96) حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور ان میں ایک درہم حرام کمائی کا تھا، جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا، اللہ تعالیٰ اسکی نماز کو قبول نہیں فرمائے گا۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 689)

(97) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بندہ جب ایک حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی (نیک) عمل قبول نہیں کیا جاتا، اور فرمایا جس کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو وہ جہنم کے زیادہ مستحق ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 689)

ان احادیثِ مبارکہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو حرام روزی کما کر پھر اسے اللہ کی راہ میں (زکوٰۃ، صدقات، قربانی، وغیرہ) کی صورت میں خرچ کرتے ہیں اور ایک حدیث ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک مال ہی قبول فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ جلد 1 حدیث 2343 صفحہ 710)

(98) حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے لوگو، اللہ سے ڈرو اور روزی کی طلب میں خوبصورت انداز اپناؤ، کیونکہ کوئی انسان بھی فوت نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنا پورا پورا رزق پالیتا ہے اگرچہ وہ دیر سے اپنے رزق کو پائے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کے حصول میں اچھا انداز اپناؤ، جو حلال ہو اسے لے لو اور جو حرام ہو اسے چھوڑ دو۔

(سنن ابنِ ماجہ جلد 2 حدیث 2134 صفحہ 24)

(99) حضرت ابوحمید ساعدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: دنیا کا مال طلب کرنے میں درمیانی چال چلو، اس لئے کہ انسان جس چیز کیلئے پیدا کیا گیا ہے وہ اس کیلئے آسان کردی جائے گی یعنی وہ ہر حال میں اسے پالے گا۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 683)

(100) حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے رزق کے بارے میں پریشان ہو تو اللہ کی نافرمانی کر کے رزق تلاش نہ کرے کیونکہ (رزق اللہ کا فضل ہے اور) نافرمانی کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل نہیں ہوتا۔ (الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 683)

(101) حضرت ابودرداء (رضی اللہ عنہ) سے راویت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رزق بندے کو یوں تلاش کر لیتا ہے جیسے اسکی موت اسے تلاش کر لیتی ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 684)

(102) حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے رزق سے بھاگ بھی جائے تو رزق اسکو یوں تلاش کر لے گا جیسے موت اسکو تلاش کر لیتی ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 684)

(103) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کے لئے ایک جانب رزق کے اسباب پیدا کرے تو وہ اسے نہ چھوڑے یہاں تک کہ حالات اس کیلئے بدل جائیں یا صورتحال نئی پیدا ہو جائے۔ (الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 684)

(104) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے گناہ گار ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنی لگی ہوئی روزی بلاوجہ چھوڑ دے۔ (المستدرک جلد 2 حدیث 2138 صفحہ 26)

(105) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 2214 صفحہ 47)

(106) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد

فرمایا: رشوت دینے والے اور لینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 2303 صفحہ 74)

(107) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں جہنمی ہیں

(الترغیب والترہیب کتاب القضاء جلد 2 صفحہ 131)

(108) حضرت ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے دینے والے، اوران کے مابین لین دین میں مدد کرنے والے پر لعنت فرمائی۔

(الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 131: الزواجرعن اِقتراف الکبائر جلد 2 صفحہ 967)

ان احادیثِ مبارکہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو رشوت دیتے بھی ہیں اور لیتے بھی ہیں آج کل تو یہ حال ہو گیا ہے کہ بغیر رشوت دیئے انسان کا جائز کام بھی نہیں ہوتا، بالخصوص سرکاری محکموں میں تو کم لوگ ہی ایسے ہوں گے جو رشوت نہ لیتے ہوں لیکن اکثریت انہی لوگوں کی ہے جو یہ حرام کام کرتے ہیں، اگر کوئی شخص ان کو رشوت نہ دے تو اس کا کام بھی نہیں کرتے اور اس کو اتنے دھکے کھلائے جاتے ہیں دفتروں کے کہ وہ شخص آخرکار رشوت دینے پر مجبور ہو جاتا ہے، ایسے لوگوں کو اپنی قبر و آخرت کے بارے میں غور کرنا چاہیے کہ یہ مال انہیں قبر و آخرت میں کام نہیں آئے گا اور انہیں ایسا سخت عذاب دیا جائے گا کہ ان سے یہ برداشت نہ ہو سکے گا۔

اور بعض لوگوں کو مال کی حرص و لالچ نے ایسا پاگل کر دیا ہے کہ وہ لوگ اس کام کو چھوڑنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں اور آجکل تو معاذ اللہ بعض لوگ رشوت کو بھی ھـذا مـن فـضـل ربی کہہ دیتے ہیں (استغفر اللہ)

امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی (دامت برکاتہم العالیہ)

فرماتے ہیں: رشوت کا لین دین قطعی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، معاذ اللہ اسکو اللہ کا فضل قرار دینا کفر ہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب: صفحہ 180)

(109) حضرت عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں سودی لین دین عام ہو جائے تو وہ قحط میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت کی وبا پھوٹ پڑے تو وہ (دوسری اقوام کے) رُعب و دبدبے کا شکار ہو جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 131)

بدقسمتی سے یہ دونوں کام ہمارے ملک میں عام ہیں۔

(110) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ گناہ کے کام ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے (تو مندرجہ ذیل سزاؤں میں گرفتار ہو جاؤ گے) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ (1). جب کسی قوم میں بے حیائی پھوٹ پڑے کہ اعلانیہ اس کا ارتکاب ہونے لگے تو اس (قوم) میں طاعون (Plague) اور وہ بیماریاں پھوٹ پڑیں گی جو ان کے پہلے لوگوں میں کبھی نہ پھوٹی تھیں (2) جب لوگ ناپ و تول میں کمی کریں گے تو انہیں قحط اور دیگر مصائب و آلام میں گرفتار کر دیا جائے گا، اور ان پر ظالم حکمران مسلّط کر دیئے جائیں گے (3) جب لوگ اللہ اور اس کے رسول (عزوجل و ﷺ) کی اطاعت کا عہد توڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر غیر قوموں کے دشمن مسلط کر دے گا وہ جو ان کے مال و اسباب چھین لے جائیں گے (4) جب لوگ زکوٰۃ ادا کرنا بند کر دیں گے تو ان سے بارشیں روک لی جائیں گی اور اگر وہاں جانور نہ ہوتے تو ان پر ایک قطرہ بھی بارش کا نہ برسایا جاتا (5) جب ان کے حکمران اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں گے اور اللہ کے نازل فرمودہ احکام میں اپنی مرضی کریں گے تو اللہ ان

کے درمیان اختلاف (یعنی خانہ جنگی) ڈال دے گا۔

(الترغیب والترہیب کتاب البیوع جلد 1 صفحہ 700)

قارئین کرام! اگر ہم معاشرے کی حالت پر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ بے حیائی اتنی عام ہو چکی ہے کہ الامان الحفیظ (گھروں میں بے حیائی، بازاروں میں بے حیائی، تفریحی گاہوں میں بے حیائی، سکول، کالج، یونیورسٹیز میں بے حیائی، مہندی، شادی، ولیمہ، عقیقہ، منگنی وغیرہ کی تقریبات میں بے حیائی، الغرض جس جگہ پر بھی نظر ڈالیں بے حیائی کا طوفان نظر آتا ہے اور اب تو موبائل، کیبل وانٹرنیٹ نے تو حیاء کا جنازہ ہی نکال دیا ہے چھوٹے چھوٹے بچے اور بالخصوص نوجوان نسل کو ان چیزوں نے تباہ کر کے رکھ دیا ہے لیکن ماں باپ غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں ہے کہ ان کے بچے کیبل، موبائل اور انٹر نیٹ کے ذریعے کیسے کیسے غلط مناظر دیکھتے ہیں، پھر جب وہ ان مناظر کو دیکھ لیتے ہیں تو اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ پاتے اور غلط کاموں میں ملوث ہو جاتے ہیں ظاہر بات ہے انسان جو دیکھے گا وہی کرے گا اور یاد رکھیے جو انسان اپنی نگاہ کی حفاظت نہیں کر سکتا تو وہ اپنی شرمگاہ کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا آج کل اس بے حیائی کے مناظر کو دیکھنے کی وجہ سے زنا اتنا عام ہو گیا ہے کہ معاذ اللہ اب تو چھوٹی چھوٹی بچیاں بھی اس سے محفوظ نہیں رہیں، اب تو باقاعدہ یہ ایک بزنس بن چکا ہے جسکی پشت پناہی بڑے بڑے لوگ کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک تحقیق آئی ہے کہ پاکستان ان ممالک میں سب سے پہلے نمبر پر ہے جس میں گندی ویب سائٹ کثرت کے ساتھ دیکھی جاتی ہیں۔ اس لیے انگریزوں نے خود کہا کہ ہم صدیوں میں اتنی تباہی نہ مچا سکے جتنی ہم نے چند سالوں میں انٹرنیٹ کے ذریعے مسلمانوں میں مچائی ہے۔

قارئین کرام: اب آپ غور فرمائیں کہ جس ملک میں بے حیائی اتنی عام ہو چکی ہو تو اس میں طرح طرح کی بیماریاں کیوں نہ جنم لیں گی۔ پہلے دور میں کون جانتا تھا کہ ہیپا ٹائٹس A.B.C کیا ہوتی ہے کینسر کیا ہوتا ہے ٹی بی کیا ہوتا ہے لیکن جیسے جیسے بے حیائی و بے غیرتی بڑھتی جارہی ہے اسی طرح نئی نئی بیماریاں جنم لے رہی ہیں آج سے چند سال پہلے کسی نے ڈینگی وائرس کا نام تک نہ سنا تھا؟ لیکن اب یہ وائرس اتنا عام ہو گیا ہے کہ آئے دن کئی افراد اس کی وجہ سے موت کے گھاٹ اُترتے جارہے ہیں اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ جو خواتین فیشن کے نام پر بے حیائی کا لباس پہنتی تھی انہوں نے بھی ایک مچھر کے خوف کی وجہ سے مکمل لباس پہننا شروع کر دیا ہے۔ لیکن افسوس کے لوگوں پر مچھر کا خوف تو اتنا زیادہ غالب آ گیا لیکن خدا کا خوف دلوں پر غالب نہ آیا۔

نیز حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی اللہ تعالیٰ اسکو قحط اور دیگر مصیبتوں میں گرفتار فرمادے گا اور ان پر ظالم حکمرانوں کو مسلّط فرمادے گا۔

قارئین کرام! حدیث پاک کے اس حصے کو پڑھ کر غور فرمائیں کہ اب ہمارے معاشرے میں ناپ تول میں ڈنڈی مارنا کتنا عام ہوتا جارہا ہے اب تو ایسے لوگوں کو باقاعدہ دُکانوں پر اور کمپنیوں میں رکھا جاتا ہے جو لوگوں کو دھوکہ دینے میں ماہر سمجھے جاتے ہیں اور لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلنے دیتے اوران کو دھوکہ دے دیتے ہیں اور ایسے لوگ بعض اوقات فخریہ انداز میں یہ بتاتے ہیں کہ ہم تو لوگوں کو اس، اس طرح بیوقوف بنا دیتے ہیں، انکو یاد رکھنا چاہیے کہ ہم لوگوں کو دھوکہ دے کر (تھوڑا یا زیادہ) مال تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن جب مریں گے تو ان کا یہی مال ان کو سانپ اور بچھو بن کر ڈسے گا اور پھر یہ نجات کا کوئی راستہ نہ پائیں گے غور کریں کہ وہاں پر ان کو کون بچانے کیلئے آئے گا۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ

کرنی چاہیے اور اپنی اصلاح کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

قارئین کرام: اس حدیث پاک کو سامنے رکھ کر معاشرے پر غور کریں کہ اشیاء خورد و نوش کی کس قدر قلت ہوگئی ہے (بجلی، گیس، صاف پانی وغیرہ کا نہ ملنا) اور مہنگائی کا اتنا زیادہ ہو جانا کہ غریب بیچارے کی تو اس وجہ سے کمر ہی ٹوٹ گئی ہے۔ یاد رکھیئے مہنگائی کا اتنا زیادہ ہونا یہ اس قوم کیلئے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے مسلط کیا گیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر غضب فرماتا ہے تو ان پر مہنگائی (کے عذاب) کو مسلط فرما دیتا ہے۔ (کنز العمال جلد 7 صفحہ 379)

نیز حدیث پاک میں فرمایا گیا اللہ تعالیٰ ان پر ظالم حکمرانوں کو مسلط کر دے گا اور یہ بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک ظالم حکمران جاتا ہے تو دوسرا اس سے بڑا ظالم آجاتا ہے جسے عوام الناس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی بس انہیں کرسی واقتدار سے، مال و دولت سے محبت ہوتی ہے ، یقیناً یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اور جب تک ہم اپنے آپکو نہیں بدلیں گے اور اپنی اصلاح نہیں کریں گے، اپنی ذات پر شریعت کے احکام کو نافذ نہیں کریں گے تو اس طرح کے عذاب ہم لوگوں پر آتے ہی رہیں گے۔

درس قرآن کو اگر ہم نے بھلایا نہ ہوتا

یہ زمانہ نہ زمانے نے ہمیں دکھایا ہوتا

(111) حضرت ضحاک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ دنیا میں سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو قبر کو اور مرنے کے بعد اپنے جسم کے گل سڑ جانے کو نہیں بھولتا،

اور دنیا کی زیب و زینت پر دیوانہ نہیں ہوتا، اور فانی دنیا کو آخرت کی باقی رہنے والی نعمتوں پر ترجیح نہیں دیتا اور آنے والے دن کو اپنی زندگی کا جزو نہیں سمجھتا (یعنی وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ اسکی زندگی عارضی ہے نہ معلوم کل کا دن نصیب ہوگا یا نہیں) بلکہ وہ اپنے آپ کو اہلِ اموات (یعنی مُردوں) میں شمار کرتا ہے، تو وہی سب سے بڑا زاہد ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 49)

(112) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اعمالِ صالح (یعنی نیک اعمال) میں جلدی کرو کیونکہ کالی رات کالی گھٹاؤں سے بھی زیادہ سیاہ ہے، تیز فتنے تمہارے آگے مُنہ کھولے کھڑے ہیں، بہت سے بد بخت صبح کو مومن ہوتے ہیں تو شام کو کافر ہو جاتے ہیں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں، جو شام کو مومن ہوتے ہیں تو صبح کو کافر ہو جاتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو دنیا کی لالچ میں اپنا دین بیچ ڈالتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 49)

(113) حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا ایمان مضبوط نہیں ہوسکتا جب تک (تمہارا) دل صحیح نہ ہو اور دل صحیح نہیں ہوسکتا جب تک زبان درست نہ ہو اور (یاد رکھو) زبان کی درستگی کا دارومدار اعمال صالحہ پر ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 64)

(114) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں موت اسی حالت میں آئے گی جن اعمال پر تم زندگی بسر کرتے ہو اور قیامت میں تم اسی کیفیت پر اٹھو گے جس پر تمہاری موت واقع ہوگی۔

(تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 70)

قارئین کرام! اس حدیث پاک کو پڑھ کر ہم سب کو اپنے آپ پر غور کرنا چاہیے کہ ہماری زندگی کن کاموں میں گزر رہی ہے۔

(115) حضرت خباب بن الارت (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم حضور سرور عالم ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کعبہ کی دیوار کے سائے میں بیٹھے تھے، ہم نے شکایت کے طور پر عرض کی، یارسول ﷺ آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے، دیکھئے ہم کتنے پریشان حال ہیں، دشمن ہمیں کتنی سخت اذیتیں (تکلیفیں) دے رہے ہیں (یہ سن کر) آپ ﷺ جوش میں آگئے، اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا، اور فرمایا تمہارے سے پہلے لوگوں کا یہ حال تھا کہ دشمن انہیں گھسیٹ کر گڑھے میں لے جاتے اور اُوپر سے آرہ چلادیتے جس سے اُن کا جسم دو ٹکڑے ہو جاتا تھا لیکن وہ پھر بھی اپنے دین پر قائم رہتے تھے۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 130)

(116) حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 148)

(117) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کے ہر مجرم وگناہ گار کو معافی دی جاسکتی ہے سوائے مجاہرین (یعنی کُھلّم کُھلاّ گناہ کرنے والوں) کے کہ انہیں ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ ان سے دنیا میں بھی مواخذہ ہوگا اور آخرت میں ان کیلئے سخت عذاب ہے خواہ ان جرائم پر حد شرعی دنیا میں ہو یا نہ ہو (یعنی چاہے ان کو دنیا میں سزا ملی ہو یا نہ ملی ہو)۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 184)

(118) حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں خیانت کی عادت ہو اس پر غیروں کا رُعب چھا جاتا ہے اور جہاں زنا کا مرض ہو (یعنی زنا کی کثرت ہو) وہاں موت بکثرت واقع ہوتی ہے اور جہاں ناپ تول میں کمی بیشی ہو وہاں رزق میں بے برکتی ہو جاتی ہے اور جب حاکم ناحق فیصلہ کرتا ہے تو اس علاقہ میں خونریزی بہت زیادہ ہو جاتی ہے، اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اس پر دشمن کو

مسلط کر دیا جاتا ہے۔

(مشکوۃ شریف جلد 2 حدیث 5136 صفحہ 536: تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 201)

قارئین کرام! جس طرح داواؤں اور غذاؤں میں خداوند قدوس (عزوجل) نے قسم قسم کی تاثیرات پیدا فرمائی ہیں کہ زہر مار ڈالتا ہے تریاق زہر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے بعض غذائیں صحت کو برباد کر دیتی ہیں اور بعض غذائیں تندرستی کو بڑھا دیتی ہیں اسی طرح انسان کے اقوال وافعال میں بھی قدرت نے قسم قسم کی تاثیرات رکھ دی ہیں مثلاً انسان کی ''گالی'' لوگوں کو اسکا دشمن بنا دیتی ہے اور اِس کی ''دعا'' لوگوں کو اس کا دوست بنا دیتی ہے اسی طرح اگر ایک انسان کسی کو ''مُکا'' دکھائے تو وہ اس پر غضبناک ہو جاتا ہے اور اگر وہ کسی کے سامنے ہاتھ جوڑے تو وہ اس پر رحم دل ہو جاتا ہے اسی طرح سمجھ لیجئے کہ انسان کے ہر قول و عمل میں قدرت نے قِسم قسم کی تاثیریں اور طرح طرح کے اثرات پیدا فرمائے ہیں نیک اعمال اور اچھے اقوال کی تاثیرات واثرات بھی اچھے ہوا کرتے ہیں اور بُرے اعمال اور بُرے اقوال کی تاثیرات واثرات بھی بُرے ہوا کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے نبی کریم ﷺ سے جو حدیث روایت کی اس حدیث میں پانچ بڑے اعمال اور ان کی بُری تاثیروں کا بیان فرمایا گیا ہے کہ (i) خیانت کی تاثیر یہ ہے کہ جو قوم امانت میں خیانت کرنے لگے گی تو وہ قوم اپنے دشمنوں سے خائف، ڈرپوک اور بزدل ہو جائے گی (ii) اور جو قوم زنا کاری کی لعنت میں گرفتار ہو جائے گی تو اس قوم پر طرح طرح کی بلائیں بیماریاں اور وبائیں آئیں گی اور بکثرت لوگ مرنے لگیں گے اس لئے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ''جہاں زنا وہاں فنا'' (iii) اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی تو اس کا یہ اثر ہوگا کہ ان کی روزیوں میں سے برکت اُٹھ جائے گی وہ عمر بھر روزی کمانے کیلئے دردر

کی ٹھوکر کھاتے پھریں گے اور ہزاروں لاکھوں کمائیں گے بھی مگر ان کے دل چین اور روح کو سکون اور دولت وقرار حاصل نہیں ہوگا اور کچھ پتا نہ چلے گا کہ دولت کہاں سے آئی اور کہاں چلی گئی (iv) اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے کی خوگر ہو جائے گی تو اس گناہ کا یہ اثر ہوگا کہ اس قوم میں قتل اور خونریزی کی بلا پھیل جائے گی اور روزانہ دن رات ہر طرف قتل ہی ہوتے رہیں گے (v) اسی طرح جو قوم بدعہدی کی راہ پر چل پڑے گی اس قوم کی عزت و اقبال اور اس کی سلطنت کے جاہ وجلال کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس قوم پر اس کے دشمنوں کا غلبہ واقتدار ہو جائیگا۔

چونکہ ان گناہوں کی یہی تاثیرات ہیں اور کوئی چیز بھی اپنا خلقی اثر دکھائے بغیر نہیں رہ سکتی لہٰذا ان گناہوں کے وہی اثرات ہوں گے جو اوپر بیان کیے گئے ۔آگ پر اُنگلی رکھ کر لاکھ چلایئے مگر انگلی ضرور جل جائے گی کیونکہ آگ کی تاثیر میں جلا دینا ہے خیال رہے کہ ان گناہوں کا یہ عذاب صرف دنیاوی ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے باقی آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے اور وہ عذاب جہنم ہے۔

(119) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ عوام کو خواص کے اعمال کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہیں کرتا ،ہاں جب خواص و عام سب بُرے اعمال سے روکنا اور نیکی کا حکم دینا ترک کر دیں حالانکہ انہیں اس پر قدرت بھی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ عوام وخواص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 272)

(120) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تیرا بھی ارادہ ہے اور میرا بھی ارادہ ہے لیکن ہوگا وہی جو میرا ارادہ ہے اگر تو سرِ تسلیم خم کرے گا تو تو جس طرح چاہتا ہے میں تجھے وہی عطا فرماؤں گا، لیکن اگر تو میرے ساتھ جھگڑا کرے گا

تو جو کچھ تو چاہتا ہے اس کے بجائے میں تجھے مشقت میں ڈالوں گا اور پھر ہوگا وہی جو میں چاہتا ہوں۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 348)

لہٰذا انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام کے سامنے سر تسلیم خم کرے اور وہ امر الٰہی کے مقابلہ میں اپنی ناقص رائے پر زور نہ دے۔

(121) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد تمہارے پاس دنیا آئے گی اور تمہارے ایمان کو ایسے کھائے گی جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 350)

(122) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی چیز کو بلند کرتا ہے تو کبھی اسے پست بھی کرتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 350)

(123) سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حلال رزق گزارہ بھر ہی میسر آتا ہے جبکہ حرام بے تکا آتا ہے۔ (منہاج العابدین صفحہ 184)

(124) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بیماری کی بنیاد بدہضمی ہے اور ہر دوا کی بنیاد پرہیز ہے۔ (منہاج العابدین صفحہ 184۔ تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 879)

(125) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانے پینے کی کثرت سے دل کو مُردہ نہ کرلو کیونکہ دل اس کھیتی کی طرح مُردہ ہو جاتا ہے جو پانی کی کثرت سے کاشت کے قابل نہیں رہتی۔ (منہاج العابدین صفحہ 181)

(126) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے اس سے بڑا گناہ نہ لائے گا کہ اسکے اہل و عیال جاہل ہوں۔ (احیاء العلوم جلد 2 صفحہ 59)

اس حدیث پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اپنے گھر والوں، بیوی، بچوں کو علم دین

نہیں سکھاتے۔

(127) سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں کہ جس سے کوئی خالی نہیں (i) بدظنی (یعنی بدگمانی) (ii) بدفالی (iii) حسد، پھر فرمایا کہ ان سے نجات کی صورت بھی بتائے دیتا ہوں کہ جب کوئی بدگمانی دل میں گزرے تو اسکو صحیح نہ جاننا چاہیے اور جب تمہیں کوئی خیالِ بد ہو تو اپنا کام کیے جاؤ اور جب حسد آئے تو خواہش نہ کرو۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 318)

(128) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوست کو متوسط (یعنی درمیانہ) طور پر دوست رکھو کہ شاید وہ کبھی تمہارا دشمن ہو جائے اور دشمن سے متوسط رہو ممکن ہے کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔

(احیاء العلوم جلد 2 صفحہ 333)

(129) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو چھانٹ کر نعمت عطا فرماتا ہے کہ ان کے ہاتھ سے اوروں کا کام نکلے اور جو کوئی اوروں کو نفع پہنچانے میں بُخل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے یہ نعمت چھین کر کسی دوسرے کے حوالے کر دیتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 415)

(130) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ سوئے ہوئے ہیں جب یہ مریں گے تب بیدار ہوں گے۔

(احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 49)

یعنی لوگ اس دنیا میں غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں نیک اعمال میں سُستی کرتے ہیں فرائض و واجبات کو ادا نہیں کرتے اپنے وقت کو فضولیات میں ضائع کرتے ہیں جب یہ مریں گے تو ان کی آنکھیں حقیقت میں کُھل جائیں گی یہ دنیا تو فانی تھی جس کے لئے ہم نے اتنی محنت و مشقت کی۔

(131) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ علم بھی عطا فرما دیتا ہے جو اسے حاصل نہ ہو۔ (احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 246)

(132) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔ (کنز العمال جلد 1 حدیث 740 صفحہ 167)

(133) حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شہرت آفت ہے اور ہر آدمی اس کا مُتمنّی ہے (یعنی اسکا خواہش مند ہے) اور گمنامی راحت ہے اور ہر ایک اس سے بچتا ہے۔

(سر الاسرار صفحہ 188)

(134) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے خوف اور امید کا اگر موازنہ کیا جائے تو دونوں برابر ہوں گے۔ (سر الاسرار صفحہ 248)

(135) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت سے انسان شیطان کے دوست ہیں شیطان مردود ان انسانوں کو مؤمنین کی طرف بھیجتا ہے تا کہ وہ مسلمانوں کو نماز، زکوٰۃ اور اللہ کے ذکر سے روکیں اور ان کے لئے حرام کمائی پسندیدہ کر دیں، اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے وہ لوگ بتوں سے بھی زیادہ دنیا اور پیسے کو پوجتے ہیں۔

(بستان الواعظین صفحہ 78)

(136) ایک مرتبہ شیطان مردود نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے ملاقات کی، تو آپ (علیہ السلام) نے شیطان سے پوچھا کہ اے ملعون تو امت محمد ﷺ کے ساتھ کیا کرے گا: شیطان نے جواب دیا، میں انہیں دعوت دیتا رہوں گا یہاں تک کہ دنیا اور درہم و دینار (مال و دولت) ان کے نزدیک، لا الہ الا اللہ کی گواہی سے بھی زیادہ پسندیدہ ہو جائیں گے۔ (بستان الواعظین صفحہ 76)

(137) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی موت سے ایک سال پہلے اس کیلئے شیطان مسلط کر دیتا ہے وہ جب بھی کسی نیک چیز کو دیکھتا ہے تو وہ اسکو بری معلوم ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتا اور وہ جب بھی کسی بُری چیز کو دیکھتا ہے تو وہ اسکو اچھی معلوم ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ اس پر عمل کرتا ہے۔ (تبیان القرآن جلد 10 صفحہ 684)

(138) حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی جنت کا شوق رکھتا ہے وہ نیکیوں کی طرف جلدی کرے اور جو کوئی جہنم سے ڈرتا ہے وہ شہوات سے باز آجائے اور جو کوئی موت کے خوف کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے تو وہ ہر خوف سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ (بستان الواعظین صفحہ 224)

(139) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے گھر میں روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا، آپ ﷺ اس کے پاس چل کر گئے آپ ﷺ نے اس کو اُٹھایا، اس پر ہاتھ پھیرا (یعنی اسے صاف کیا) اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ کی نعمتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ جس نعمت کی لوگ ناقدری کرتے ہیں ان کے پاس وہ نعمت بہت کم دوبارہ آتی ہے۔ (بستان الواعظین جلد 4 صفحہ 55)

(140) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے اس لئے کہ اگر وہ نیکوکار ہوگا تو شاید اور زیادہ نیکی کرے اور اگر بدکار ہوگا تو شاید توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لے۔

(سنن نسائی جلد 1 حدیث 1817 صفحہ 601)

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ مومن کی زندگی بہر حال اچھی ہے کیونکہ اعمال اسی میں

ہو سکتے ہیں۔

دنیاوی تکالیف جیسے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ بے صبری اور تقدیر الٰہی سے ناراضگی کی نشانی ہے جبکہ دینی ضرر (نقصان) کے خوف سے موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ملک آخرت اور جنت میں پہنچنے کیلئے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد 1 صفحہ 697)

(141) حضرت ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مردوں کی بھلائیاں (یعنی نیکیاں) بیان کرو اور ان کی بُرائیاں بیان نہ کرو۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1006 صفحہ 524)

قارئین کرام! اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کی موت کے بعد اسکی نیکیاں اور اچھائیاں بیان کرو کیونکہ نیکیوں کے ذکر سے رحمت اُترتی ہے اور انکی بُرائیاں بیان کرنے سے باز رہو کیونکہ مُردے کی غیبت زندہ کی غیبت سے سخت تر ہے کہ زندہ سے مُعافی مانگی جا سکتی ہے مُردہ سے نہیں اسی لئے علماء کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں کہ اگر غسال (غسل دینے والا) مُردے میں کوئی نیک علامت دیکھے، جیسے اس کے پاس سے خوشبو کا آنا، چہرے کا نور سے چمک اُٹھنا وغیرہ تو لوگوں میں ان نیک علامتوں کا چرچا کرے اور اگر بُری علامت دیکھے جیسے چہرے کا بگڑ جانا یا اس کے پاس سے بدبو کا آنا تو اس کا کسی سے ذکر نہ کرے کیونکہ ہمیں بھی مرنا ہے نہ معلوم ہمارا کیا حال ہوگا ہاں بے دین کی بُرائی ضرور بیان کرنی چاہیے تا کہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔ (مراۃ المناجیح جلد 2 صفحہ 475)

(142) حضرت محمد بن خالد سلمی (رضی اللہ عنہ) اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندے کیلئے علم الٰہی میں جب کوئی مرتبہ کمال مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اس مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے اسکے جسم یا مال یا اولاد کی آفت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے اس کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لئے علمِ الٰہی میں مقدر ہو چکا ہوتا ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد 1 حدیث 1483 صفحہ 333)

قارئین کرام! اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئی، (1) بندہ بلا و مصیبت پر صبر کرنے سے اس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے کہ جس تک طاعت وعبادت سے نہیں پہنچ سکتا ،(2) مصیبت پر صبر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملتا ہے نہ کہ اپنی ہمت وجرأت سے اور صبر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے ،(3) درجات اعمال سے ملتے ہیں اور بخشش رب (عزوجل) کے کرم سے۔ علمائے کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں کہ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوگا مگر وہاں کے درجات مومن کو اسکے اعمال سے ملیں گے۔ مگر کبھی دوسرے کے عمل بھی کام آجاتے ہیں، مثلاً صابر مومن کی چھوٹی اولاد اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی رہے گی اگر چہ کچھ عمل نہ کر سکی، کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ **اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** o (ہم نے انکی اولاد ان سے ملادی)۔ (پارہ 27 سورۃ الطور آیت 21)۔ (4) انسانوں کے درجات وغیرہ پہلے سے ہی مقرر ہو چکے ہیں جہاں (انسان) لامحالہ پہنچتا ہے جس کا ظہور قیامت کے دن ہوگا۔ (ملخصاً مراۃ المناجیح جلد 2 صفحہ 415)

حکایت:۔ مثنوی شریف میں ہے کہ ایک عورت کے بیس بیٹے تھے قضائے الٰہی سے ہر سال ایک ایک بیٹا جوانی کی عمر میں فوت ہونا شروع ہوا اور یوں بیسوں کا انتقال ہو گیا مگر وہ

عورت صابرہ رہی ایک رات خواب میں اس عورت نے خود کو نہایت حسین باغ میں دیکھا جس میں بے شمار محلات تھے ہر ایک محل پر اس کے مالک کا نام درج تھا، ایک نہایت نفیس محل پر اپنا نام دیکھ کر اندر داخل ہوئی تو اپنے بیسوں بیٹوں کو وہاں عیش و آرام میں پایا، ماں کو دیکھ کر ایک بیٹا بولا ماں ہم اپنے رب کے پاس نہایت آرام سے ہیں پھر کسی پکارنے والے نے پکارا کہ اے مومنہ تیرا مقام یہ ہے مگر تیرے اعمال تجھے یہاں تک نہیں پہنچا سکتے تھے اس لیے تجھے بیس غم دیئے گئے یہ بیس غم اس منزل کی بیس سیڑھیاں تھیں جن کو تو نے رب تعالیٰ کے فضل وکرم سے طے کرلیا اب تیرے لئے خوشی ہی خوشی ہے۔ (رسائل نعیمیہ صفحہ 440)

(143) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: امیر لوگ قیامت کے دن یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں دنیا میں ضرورت سے زیادہ رزق نہ ملتا۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 404)

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کفار میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں بہت زیادہ نعمتوں سے مالا مال ہوا ہو گا کہا جائے گا اسے جہنم میں غوطہ دو لہذا اسے جہنم میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا اے فلاں کیا کبھی تو نعمت سے مالا مال ہوا؟ تو وہ کہے گا نہیں میں نے کوئی نعمت نہیں پائی۔ پھر مسلمانوں میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں زیادہ مصیبت زدہ اور بد حال تھا، کہا جائے گا اسے جنت میں ایک غوطہ دو لہذا اسے جنت میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا اے فلاں کیا تو نے کبھی تنگی دیکھی کیا تو کبھی مصیبت سے دو چار ہوا؟ تو وہ کہے گا نہیں میں نے کبھی مصیبت نہ دیکھی اور نہ ہی میں کبھی مصیبت میں مبتلا ہوا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4311 صفحہ 692)

قارئین کرام! احادیث پاک سے معلوم ہوا جہنم اس قدر ہولناک ہے کہ اس کا صرف ایک

غوطہ انسان کو دنیا کی ساری رنگینیاں، عیش کوشیاں اور راحت سامانیاں بھلا دے گا اور اس کا یہ ذہن بن جائے گا کہ میں تو ہمیشہ پریشان ہی رہا ہوں نیز جنت کا ایک غوطہ اس قدر فرحت بخش ہے کہ دنیا میں کنگال اور طرح طرح کی مصیبتوں کے باعث بدحال رہنے والا شخص صرف جنت کے ایک غوطے کے سبب سارے غم بھول جائے گا، اور اس کا یہ ذہن بن جائے گا کہ میں نے تو کبھی تکلیف بھی نہیں دیکھی کہ کیسی ہوتی ہے۔

(144) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے اگر اسے اللہ تعالیٰ نے دو دفعہ پانی سے نہ بجھایا ہوتا تو تم اس سے فائدہ نہ اُٹھا سکتے یہ دنیا کی آگ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتی ہے کہ وہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ ڈالے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4308 صفحہ 691)

(145) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم نے اپنے رب کے حضور عرض کی اے میرے رب، میرے کچھ حصے نے کچھ کو کھا لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے (سال میں) دو دفعہ سانس لینے کی اجازت دے دی، ایک سانس موسم سرما میں اور ایک سانس موسم گرما میں (فرمایا) موسم سرما میں تم جو سردی پاتے ہو وہ اس کی ٹھنڈک کی وجہ سے ہوتی ہے اور موسم گرما میں تم جو گرمی کی شدت پاتے ہو وہ جہنم کی گرمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4309 صفحہ 691)

(146) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم کو ایک ہزار سال تک دہکایا گیا تو وہ سفید ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک دہکایا گیا تو وہ سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک دہکایا گیا تو وہ سیاہ ہوگئی تو اب یہ تاریک رات کی طرح سیاہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4310 صفحہ 691)

(147) حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدنصیبی کی چار نشانیاں ہیں (1) اپنے پچھلے کرتوتوں کو بھلا دینا، حالانکہ وہ سب (اعمال نامہ میں مذکور) اللہ کے یہاں محفوظ ہیں (2) اپنی نام نہاد گزری ہوئی نیکیوں کو یاد رکھنا اور ان پر اترانا حالانکہ یہ معلوم نہیں کہ وہ قبول ہوئیں یا رد کر دی گئیں (3) دنیاوی معملات میں اپنے سے برتر (یعنی اعلیٰ) لوگوں پر نظریں گاڑنا (4) اور دینی پیش قدمی میں اپنے سے فروتر (یعنی کم تر) پر نگاہیں ڈالنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اسے اپنا بنانا چاہا لیکن اس نے مجھے نہ چاہا لہٰذا میں نے اسے نظر انداز کر دیا اور خوش نصیبی و نیک بختی کی بھی چار نشانیاں ہیں (1) اپنے گناہوں پر نظر رکھنا (2) گزشتہ نیکیوں کو فراموش کر دینا (3) دینی اُموار میں اپنے سے زیادہ دیندار کو اپنی نگاہوں میں رکھنا (4) اور دینوی معاملات میں اپنے سے فروتر (یعنی کم تر) کو دیکھنا۔

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 150)

(148) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسانی جسم میں چار بیش بہا جوہر ہیں اور ان جوہروں کو دوسری چار چیزیں تباہ و برباد کر دیتی ہیں، چار جوہر تو یہ ہیں (1) عقل (2) دین (3) حیاء و شرم (4) نیک عمل (اور ان جواہر کو برباد و ناقص کر دینے والی چار چیزیں یہ ہیں (1) غصہ (2) حسد (3) طمع و لالچ (4) غیبت۔ (پھر فرمایا) غصہ عقل کو زائل کر دیتا ہے حسد دین کو تباہ کر دیتا ہے طمع حیاء کو برباد کر ڈالتی ہے اور غیبت عمل صالح کو بگاڑ دیتی ہے۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 151)

(149) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت پر ایسا بھی دور آئے گا کہ انہیں پانچ چیزوں سے بڑی محبت ہوگی لیکن وہ ان پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔ (1) انہیں دنیا سے محبت ہوگی اور آخرت کو بھول جائیں گے، (2) اپنی عارضی اقامت

گاہوں اور گھروں سے محبت کریں گے قبروں کو بھول جائیں گے (حالانکہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے)،(3) مال و دولت پر فریفتہ ہوں گے مگر یہ بھول جائیں گے کہ انہیں اسکا حساب بھی دینا ہے (کہ کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا)،(4) اہل وعیال سے انہیں بڑا پیار ہوگا مگر جنت کے حور وغلمان کو بھول جائیں گے،(5) اپنی ذات سے انہیں بہت محبت ہوگی مگر رب کو بھلا دیں گے،اور فرمایا وہ مجھ سے بری اور میں ان سے بیزار۔

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 171)

قارئین کرام! یاد رکھیے، جس شخص سے رسول اللہ ﷺ بیزاری کا اظہار فرمائیں تو وہ کہیں کا نہ رہا اور مسلمان کی پناہ، امان، نجات، دستگاری جو کچھ ہے انکی توجہ کے التفات اور انکی نظر رحمت میں ہے۔

(150) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چار برگزیدہ ہستیوں کے ذریعے چار قسم کے دنیاداروں پر اتمام حجت فرمائے گا (کہ ان سے جواب نہ بن پڑے گا کہ کہیں تو کیا کہیں) تو انگروں اور مالداروں پر حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے ذریعے غلاموں اور زیردستوں پر حضرت سیدنا یوسف (علیہ السلام) کے ذریعے اور شکستہ اور (بیمار) حالوں پر حضرت سیدنا ایوب (علیہ السلام) کے ذریعے اور مسکینوں فقیروں پر حضرت سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) کے ذریعے۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 158)

قارئین کرام! تفسیر روح البیان میں حدیث پاک موجود ہے جس میں اسکی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح بندوں پر اتمام حجت فرمائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ کسی غلام کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا جائے گا تو اس سے سوال ہوگا کہ تو نے عبادت حق (یعنی میری عبادت) میں کیوں کوتاہی کی، تو غلام عرض کرے گا یا اللہ تو نے مجھے

(دنیاوی) آقاؤں کے قبضے میں دے دیا تھا، نہ ان کی خدمات سے فرصت ملی نہ میں عبادت کر سکا، پھر اللہ تعالیٰ حضرت یوسف (علیہ السلام) کو بلائے گا پھر اس غلام سے پوچھے گا کہ بتا یوسف (علیہ السلام) نے آقاؤں کی زیادہ سختی برداشت کی یا تو نے؟ وہ عرض کرے گا یوسف (علیہ السلام) نے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، باوجود ان تمام سختیوں کے یوسف (علیہ السلام) نے میری عبادت میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں کی تھی۔ اس کے بعد دولت مند شخص کو حاضر کیا جائے گا اس سے سوال ہوگا کہ تو نے میری عبادت میں کوتاہی کیوں کی؟ وہ عرض کرے گا، کثرتِ اموال واسباب کی مشغولیت کی وجہ سے وقت نہ ملا، پھر اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو بلائے گا پھر اس دولت مند سے پوچھے گا کہ بتا سلیمان (علیہ السلام) زیادہ دولت مند تھے یا تو زیادہ دولت مند تھا؟ وہ عرض کرے گا، سلیمان (علیہ السلام) مجھ سے زیادہ دولت مند تھے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ سلیمان (علیہ السلام) نے تو زندگی بھر میری عبادت میں کوئی کمی نہیں کی تھی۔ اس کے بعد ایک مریض کو حاضر کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ بتا تو نے میری عبادت میں کوتاہی کیوں کی؟ وہ عرض کرے گا یا اللہ مجھے بیماری نے نہ چھوڑا اس لئے عبادت نہ کر سکا اللہ تعالیٰ حضرت ایوب (علیہم السلام) کو بلائے گا اور اس مریض سے سوال کرے گا کہ ایوب (علیہ السلام) کی بیماری زیادہ تھی یا تیری؟ وہ عرض کرے گا ایوب (علیہ السلام) کی بیماری مجھ سے کئی گنا زیادہ تھی اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ایوب (علیہ السلام) نے تو بیماری میں بھی عبادت میں کوئی کمی نہیں کی تھی۔

(تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 418)

(151) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے مسلمان بھائی میں کوئی برائی دیکھو تو (بلا وجہ شرعی) کسی کے سامنے اسکو بیان نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ اس معاف فرما دے گا

اور تمہیں اس میں مبتلا فرمادے گا۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 391)

(152) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آوازوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے (1) خوشی کے وقت گانے باجے کی آواز (2) مصیبت کے وقت رونے چلّانے کی آواز۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 24 صفحہ 391)

اس حدیث پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو شادیوں اور دیگر تقریبات میں خوب گانے باجے بجاتے اور بے غیرت عورتوں سے ڈانس کرواتے ہیں۔

قارئین کرام! اگر آج ہم معاشرے پر غور کریں تو جن لوگوں کی شادیوں میں گانے، باجے، فحاشی، عُریانی کا بازار گرم کیا جاتا ان کی زندگیوں سے سکون چھن جاتا ہے اور اکثر لوگ تو شادیوں کے بعد بہت پریشان دکھائی دیتے ہیں اور اب تو میاں بیوی کے جھگڑے روزانہ کا معمول بنتے جارہے ہیں، اور طلاق کی شرح میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے، یقیناً اس کی بنیادی وجہ اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) کی نافرمانی کرنا ہے اور اب جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے لوگ اپنی شادیوں اور دیگر تقریبات میں مزید نافرمانیوں کا ارتکاب کررہے ہیں اب تو شادیوں میں فائرنگ عام کی جاتی ہے، شرابیں عام پی جاتی ہے، مرد و عورت میں اختلاط عام دیکھنے میں آرہا ہے، آج کل لوگ ناجائز و حرام رسموں پر لاکھوں روپے خرچ کررہے ہیں نہ انہیں اللہ سے حیاء آتی ہے نہ اس کے رسول ﷺ سے شرم، (یعنی شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں) ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ خوشی و غمی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے آج اگر خوشی کا دن ہے تو انہیں چاہیے کہ اسے اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) کی فرمانبرداری میں گزاریں اسکا شکر ادا کریں کہ اس نے انہیں خوشی کا موقع عطا فرمایا ہے کیونکہ وہ اس پر قادر ہے کہ خوشی کے موقع پر تمہیں غمی میں مبتلا فرمادے اور ایسا بارہا دیکھا بھی

گیا ہے جس گھر میں تھوڑی دیر پہلے خوب ناچ گانا کیا جارہا تھا وہی گھر تھوڑی دیر بعد ماتم کدہ بن گیا ابھی کچھ عرصے پہلے خانیوال میں ایک گھر میں شادی تھی ، مہندی کی رات دولہے کے دوستوں نے اوران کے گھر والوں نے خوب ہلاّ گلاّ کیا جب صبح کو بارات لے کر گئے تو راستے میں حادثہ (Accident) ہوگیا اور اس میں غالباً 8 افراد کی جان چلی گئی جس میں دولہے کی بہن ، بہنوئی اور انکے بچے اور دیگر احباب شامل تھے اب غور کریں کہ وہ گھر جس سے ایک رات پہلے مہندی لے کر گئے اور صبح کو بارات لے کر گئے تھے شام کو اُسی گھر سے جنازے نکل رہے تھے۔

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے ، مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے ، جو محل آباد تھے اب ہیں سُونے
یہی تجھ کو دُھن ہے رہوں سب سے اعلیٰ ، ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
کیا یونہی جیا کرتا ہے مرنے والا ، تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے ، یہ عبرت کی جاہ ہے تماشا نہیں ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ان واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(153) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے : نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب گھر میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے تو اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں شیطان اس سے دور چلے جاتے ہیں اس گھر والوں کو کشادگی عطا کی جاتی ہے ان کی اچھائیاں زیادہ ہو جاتی ہیں اور بُرائیاں کم ہو جاتی ہیں اور وہ گھر کہ جس میں قرآن کریم نہیں پڑھا جاتا اس میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں فرشتے اس سے دور چلے جاتے ہیں اور اس گھر والوں پر تنگی مسلّط ہو جاتی ہے اور ان کی اچھائیاں کم ہو جاتی ہیں اور برائیاں زیادہ ہو جاتی ہے۔

(کنز العمال جلد 1 حدیث 2434 صفحہ 576)

(154) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم پڑھنے سے غافل مت ہو کیونکہ قرآن کریم دل کو زندہ کرتا ہے، (اور انسان کو) بدکاری، برائی اور سرکشی سے روکتا ہے۔

(کنز العمال جلد 2 حدیث 4029 صفحہ 275)

(155) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نفس کے ساتھ جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔

(احیاء العلوم جلد 2 صفحہ 428)

(156) حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔

(تبیان القرآن جلد 2 صفحہ 246)

(157) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مُردوں کو اپنے بُرے اعمال کے ساتھ پریشان نہ کرو بے شک تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں۔

(بستان الواعظین صفحہ 299)

(158) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زیادہ مال والے ہلاک ہوئے مگر وہ کہ جنہوں نے اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس طرح اور اسطرح خرچ کیا (یعنی نیک کاموں میں خرچ کیا) اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 3 حدیث 8091 صفحہ 180)

(159) حضرت سیدنا سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) کو حضرت سیدنا ابو درداء (رضی اللہ عنہ) نے خط لکھا: کہ اے میرے بھائی، دنیا سے اتنا مال جمع نہ کرنا کہ اس کا شکر ادا نہ کر سکو کیونکہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک ایسے دنیا دار شخص کو

لایا جائے گا جس نے دنیا میں مال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم مانا ہوگا، اس کا مال اس کے سامنے ہوگا جب پل صراط پر اس کے قدم لڑکھڑائیں گے تو اس کا مال کہے گا کہ چلو چلو تم نے مجھ سے متعلق اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر ایک ایسے دنیا دار شخص کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا ہوگا تو اس کا مال اس کے کاندھوں کے درمیان ہوگا اور اسے پل صراط سے پھسلائے گا اور کہے گا تیری خرابی ہو تو نے اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیوں نہیں کیا وہ شخص اسی حالت میں رہے گا اور کہے گا (ہائے میری) ہلاکت (ہائے میری) بربادی۔ (المصنف عبدالرزاق جلد 10 حدیث 20198 صفحہ 135)

قارئین کرام! ان احادیثِ مبارکہ کو پڑھ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مال میں کوئی خیر نہیں اور ہر مال باعثِ ہلاکت ہے۔ بلکہ یہاں کلام اُس مال کے بارے میں ہے جسے حرام ذریعے سے کمایا گیا ہو یا جس سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا گیا ہو اور جو مال اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے وہ مال بُرا ہے۔ جبکہ وہ مال جو حلال ذریعے سے کمایا گیا ہو اور جس کے ذریعے صدقہ وخیرات کی گئی ہو اس کی زکوٰۃ ادا کی گئی ہو اور دیگر اُمورِ خیر میں خرچ کیا گیا ہو وہ ہرگز برا نہیں بلکہ اچھا ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا ہی اچھا مال نیک مرد کیلئے ہے۔ (شعب الایمان جلد 2 حدیث 1248 صفحہ 91)

(160) حضرت عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تم لوگ اپنی طرف سے میرے لیے چھ چیزوں کی ذمہ داری قبول کرو میں تمہارے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں (1) جب بات کرو تو سچ بولو (2) جب کوئی وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو (3) جب کوئی امانت تم کو سونپی جائے تو اس امانت کو ادا کرو (4) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (5) اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو (6) اور اپنے ہاتھوں کو (ظلم و

مصیبت سے) رو کے رکھو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد 2 حدیث 4654 صفحہ 434)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو جوامع الکلم کا معجزہ عطا فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے الفاظ وکلمات دیکھنے میں تو بہت ہی مختصر ہوتے ہیں مگر وہ اپنے دامن میں اتنے کثیر معانی و مطالب کا خزانہ رکھتے ہیں کہ گویا ایک کوزہ میں پورا سمندر سمایا ہوا ہے چنانچہ اس حدیث میں بظاہر تو کل چھ چیزیں مذکور ہیں مگر یہ چھ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان ان پر مکمل طور پر سے عامل ہو جائے تو وہ چھ ہزار بلکہ چھ لاکھ بلکہ تمام گناہوں سے بچ جائے گا اور تمام نیکیوں کا خزانہ اس کے نامۂ اعمال میں جمع ہو جائے گا۔

مثلاً پہلی چیز کہ زبان سے سچ کے سوا کچھ نہ بولنا، ظاہر ہے کہ زبان تمام قولی گناہوں کا منبع اور تمام قولی عبادتوں کا سر چشمہ ہے اب جو شخص اس کی ذمہ داری لے لے کہ وہ سچ کے سوا زبان سے کچھ نہ بولے گا تو یاد رکھ لیجئے کہ توحید، رسالت، قیامت اور تمام عقائد اسلام کا اقرار تلاوت قرآن تمام درود و وظائف، اچھی باتوں کا حکم دینا، بُری باتوں سے منع کرنا، الغرض ہر چھوٹی بڑی قولی عبادت سچ ہی تو ہے لہٰذا سچ بولنے والا تمام قولی عبادتوں پر عامل ہوگا اور کفر و شرک، بہتان، فریب وعدہ خلافی جھوٹی شہادت، غلط باتیں، جھوٹی خبریں، الغرض زبان سے صادر ہونے والے ہزاروں لاکھوں گناہ یہ سب ''جھوٹ'' ہی تو ہیں تو غور کر لیجئے کہ ایک سچ بولنے کا عہد کر لینے میں تمام قولی عبادتوں کے کرنے اور تمام قولی گناہوں سے بچنے کی گارنٹی ہے اسی طرح ہر وعدہ کو پورا کرنا یہ بھی ایک ہی عمل ایسا ہے کہ اس کے اندر ہزاروں نیکیاں کرنے اور ہزاروں گناہوں سے بچنے کی ضمانت ہے ظاہر ہے کہ بندوں کا وعدہ دو قسم کا ہے ایک اللہ سے وعدہ اور ایک مخلوق سے وعدہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان سے روز اوّل ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا'' (کیا میں تمہارا رب نہیں۔ سب بولے

کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے)(پارہ 9 سورۃ اعراف آیت 172) کے ذریعے اپنی ربوبیت کا قرار اور اپنی فرماں برداری کا وعدہ لے لیا ہے اور پھر یہ بھی حکم دیا ہے کہ **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ** اے ایمان والو! اپنے تمام وعدوں کو پورا کرو۔ (پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت 1)

تو اب نماز، روزہ اور حج وزکوۃ الغرض تمام اعمالِ صالحہ کا کرنا یہ اللہ سے کئے ہوئے وعدوں کا پورا کرنا ہے اور اللہ کے کسی حکم سے نافرمانی کرنا یہ وعدہ خلافی کرنا ہے معلوم ہوا کہ ایک وعدہ پورا کرنے کی ذمہ داری میں تمام حقوق اللہ کی ادائیگی داخل ہے اسی طرح مخلوق سے وعدہ پورا کرنے میں مخلوق کو راحت پہنچانا، اس کی حاجتوں کو پوری کرنا، مومنوں کا دل خوش کرنا، الغرض ہزاروں نیک کام اس کے ضمن میں ہو جاتے ہیں اور وعدہ خلافی میں مومنوں کی ایذارسانی، انکی حاجتوں کو روکنا وغیرہ وغیرہ سینکڑوں ہزاروں مفاسد و معاصی جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح شرمگاہ کی حفاظت میں زنا، لواطت اور ان کی دواعی وغیرہ سے بچنا اور جائز طریقے سے صاحب اولاد ہونا ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ نیک وصالح اولاد عطا فرمائے تو وہ ماں باپ کیلئے دنیا و آخرت میں بہتری کا بہترین سامان ہیں۔

اسی طرح خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نگاہ نیچی رکھنا، اس میں سینکڑوں نیکیوں پر عمل اور سینکڑوں گناہوں سے بچنا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آنکھ دل کا دروازہ ہے نگاہ پڑنے ہی سے دل میں نیکی یا بدی کا خیال آتا ہے۔ پھر دل اگر سُدھر جائے تو سارا بدن سُدھر جاتا ہے اور اگر دل بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے۔ اب غور کیجئے کہ خدا کے محارم سے نگاہ نیچی رکھنے میں کتنی نیکیوں پر عمل اور کتنے گناہوں سے بچت ہو جاتی ہے اسی طرح امانتوں میں خیانت سے پرہیز کرنے میں بھی چونکہ خدا کی امانتیں سب ادائے امانت میں داخل ہیں اس لیے امانتوں کے ادا کرنے میں حقوق اللہ اور حقوق العباد سب پر عمل ہو جاتا ہے اسی طرح

اپنے ہاتھوں کو تمام مظالم اور گناہوں سے روکے رہنے میں ظاہر ہے کہ کتنی نیکیاں ہوں گی اور کتنے گناہوں سے انسان بچ جائے گا۔ بہر حال یہ چھ چیزیں بہت ہی اہم ہیں اور ہر مومن کو انکی پابندی کرنا لازم ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان چھ باتوں پر عمل کرنے والوں کیلئے جنت میں داخل ہونے کی گارنٹی دی ہے۔

﴿صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے نصیحت آموز فرامین﴾

(1) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں دوسری چیزوں سے حاصل نہیں کی جاسکتی ہیں (i) تونگری، تمنا و آرزو سے (ii) جوانی، خضاب سے (iii) اور کامل تندرستی دواؤں سے۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 89)

(2) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: دنیا کی عزت مال کی وجہ سے اور آخرت کی عزت نیک اعمال کی وجہ سے ہے۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 53)

(3) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: انسان اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے جنت کے اعلیٰ درجات تک پہنچ جاتا ہے اور بُرے اخلاق کی وجہ سے جہنم کے نچلے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 94)

(4) حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: میں نے خواب میں شیطان ملعون کو سوئے ہوئے دیکھا میں نے ارادہ کیا کہ میں اسکو ڈنڈے سے ماروں، تو شیطان نے مجھ سے کہا، ابوسعید، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میں اسلحے اور ڈنڈوں سے نہیں ڈرتا، آپ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں نے اس سے پوچھا، تو پھر تُو کس چیز سے ڈرتا ہے؟ اس نے کہا، میں دو چیزوں سے ڈرتا ہوں (i) اعوذ باللہ پڑھنے سے (ii) معرفتِ صادقین کی روشنی سے۔ (بستان الواعظین صفحہ 66)

(5) حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے ارشاد فرمایا: غور وفکر کے ساتھ دو رکعت نفل ادا کرنا، غافل دل کے ساتھ پوری رات قیام (یعنی عبادت) کرنے سے بہتر ہے۔

(احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 473)

(6) بعض صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے فرمایا: کہ ہم رزقِ حلال کے ستر راستے اس لئے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم حرام حاصل کرلیں۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 454)

(7) حضرت امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: کہ علماء وحکماء کا اتفاق ہے کہ عیشِ دائمی بے عیش (یعنی دنیا کی عیش کو چھوڑے بغیر) نہیں مل سکتی۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 116)

(8) حضرت ابو درداء (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص کثرت سے موت کو یاد کرے گا، اس کی ہنسی اور حسد دونوں کم ہو جائیں گے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 322)

(9) حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: ریاکار انسان مرنے کے بعد بھی ریا نہیں چھوڑتا، کسی نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا: وہ چاہتا ہے کہ میرے جنازے میں بہت لوگ شریک ہوں تا کہ میری عزت ہو یعنی ریا مرنے کے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑتی۔

(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 26)

(10) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام کا لقمہ ہو۔ (منہاج العابدین صفحہ 180)

(11) حضرت ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: ہر انسان مہمان ہے اور اس کا مال امانت ہے مہمان ایک روز چلا جائے گا اور امانت مالک کے پاس واپس چلی جائے گی۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 353)

(12) حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصے کئے ہیں ایک حصہ مومن کیلئے، ایک حصہ منافق کیلئے اور ایک حصہ کافر کیلئے، مومن اسے توشہ آخرت بناتا ہے، منافق ظاہر کی زینت کرتا ہے اور کافر اس سے دنیوی دولت جمع کرتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 354)

(13) حضرت ابو عمامہ باہلی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: جب حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو شیطان کا لشکر اس کے پاس آیا کہ ایک نبی مبعوث ہوا ہے اور ان کی امت ظاہر ہوئی ہے، اس نے پوچھا کہ اس کی اُمت کو محبت دنیا بھی ہے لشکر نے کہا کہ ہاں محبت دنیا ہے اس نے جواب دیا کہ اگر محبتِ دنیا ہے، تو انہیں بت پرستی سے کیا ہوگا، ابھی تین وجہ سے میری آمد و رفت صبح و شام انکے پاس رہے گی اور میں ان سے یہ کام کراؤں گا۔ (1) ناحق مال لینا (2) اسے بے موقع (فضول) خرچ کرنا (3) خرچ کرنے کی جگہ سے روک لینا اور یہ ایسی بات ہے کہ ساری برائی اس کے پیچھے ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 354)

(14) حضرت کعب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: دنیا تم کو اتنی محبوب ہو جائے گی کہ تم اسکی اور دنیا دار لوگوں کی پرستش (یعنی عبادت) کرنے لگو گے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 358)

(15) حضرت احنف بن قیس (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: حسد و بغض کا مارا ہوا شخص کبھی دلی سکون اور قلبی راحت نہ پاسکے گا، اور جھوٹے شخص کی آنکھ میں مروت اور لحاظ نام کی کوئی چیز نہیں مل سکے گی، بخیل شخص کی کوئی تدبیر اس کے حق میں کارگر نہ ہوگی اور انجامِ کار عذاب آخرت میں گرفتار ہوگا اور بادشاہوں اور دنیا پرور حاکموں کو اپنے وعدہ کا کبھی پاس (یعنی لحاظ) نہیں ہوتا (انہیں صرف اپنا وقار، اپنا عہدہ و اقتدار اور اپنا مفاد عزیز ہوتا ہے) بداخلاق اور سخت مزاج انسان سروری و سرداری کا اہل نہیں ہوتا (لوگ ایسے شخص کا دل سے

احترام نہیں کرتے) اور تقدیر الٰہی اور قضاء قدر کے احکام کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 209)

(16) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: مجھے ہنسنے والے پر تعجب (یعنی حیرت) ہے کہ اس کے پیچھے جہنم ہے اور خوش ہونے والے پر حیرت ہے حالانکہ اس کے پیچھے موت ہے۔ (تنبیہ المغترین صفحہ 65)

(17) حضرت معاویہ بن قرۃ (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت حساب فارغ اور تندرست انسان سے ہوگا ان سے کہا جائے گا، کہ تم نے ان دونوں نعمتوں کا کیسے شکر ادا کیا۔ (تفسیر روح البیان جلد 12 صفحہ 536)

(18) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے ارشاد فرمایا: جو چاہے کھاؤ اور جو چاہے پہنو جب تک کہ تم دو چیزوں سے بچتے رہو (1) فضول خرچی (2) تکبر۔

(نعم الباری جلد 12 صفحہ 250)

(19) حضرت شیخ اسماعیل حقی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: حضرت امام حُسین (رضی اللہ عنہ) کی تلوار پر یہ چار کلمات لکھے ہوئے تھے (1) ہر ایک کا رزق پہلے لکھا جاچکا ہے (2) حریص ہمیشہ محروم رہتا ہے (3) بخیل بد بخت مذموم ہے (4) حاسد ہمیشہ غم میں مبتلا رہتا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 10)

(20) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: انسان اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے جنت کے اعلیٰ درجات تک پہنچ جاتا ہے اور برے اخلاق کی وجہ سے جہنم کے نچلے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 94)

﴿حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے نصیحت آموز اقوال﴾

(1) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: دنیا پیٹھ پھیر کر جانے والی اور آخرت پیش (یعنی جلد) آنے والی ہے ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں مگر تم آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بن جانا کیونکہ آج عمل کا دن ہے حساب کا نہیں لیکن کل حساب کا دن ہوگا اور وہاں عمل نہ ہو سکے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جلد 3 صفحہ 523)

(2) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایسی پانچ باتوں کی نصیحت کر رہا ہوں کہ جن کے حصول کیلئے اونٹوں کو ایڑ لگا کر دوڑایا جائے تو بھی وہ اسکی اہل ہیں: خبردار تم میں سے کوئی شخص اللہ کے علاوہ کسی سے اُمید نہ رکھے اور اپنے گناہوں کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے اور جب کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے اور نہ جانتا ہو تو لاعلمی کے اعتراف میں نہ شرمائے اور جب نہیں جانتا ہے تو سیکھنے میں نہ شرمائے اور صبر اور شکر اختیار کرے کہ صبر ایمان کیلئے ویسا ہی ہے جیسے بدن کیلئے سر اور ظاہر ہے کہ اس بدن میں کوئی خیر نہیں ہوتی جس میں سر نہ ہو اور اس ایمان میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں صبر نہ ہو۔

(نہج البلاغہ صفحہ 620)

(3) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان معاملات کی اصلاح کر لی تو اللہ اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملات کی اصلاح فرمادے گا جس نے آخرت کے اُمور کی اصلاح کر لی اللہ اس کے دنیا کے امور کی اصلاح فرمادے گا اور جو اپنے نفس کو نصیحت کرے گا اللہ تعالیٰ اسکی حفاظت فرمائے گا۔

(نہج البلاغہ صفحہ 621)

(4) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: پورا عالم و دانا شخص وہ ہے جو لوگوں کو رحمت

خدا سے مایوس اور اسکی طرف سے حاصل ہونے والی آسائش وراحت سے نا اُمید نہ کرے اور نہ انہیں اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن کر دے (ایضاً صفحہ 623)

(5) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: سب سے معمولی درجے کا علم وہ ہے جو زبان پر ہو اور بلند ترین علم وہ ہے جو اعضاء و جوارح و عمل سے ظاہر ہو۔ (ایضاً صفحہ 623)

(6) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہی مقرب ہوگا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہو اور وہی خوش مزاج سمجھا جائیگا جو فاسق و فاجر ہو، اس وقت انصاف پسند شخص کو کمزور و ناتواں سمجھا جائے گا، صدقہ کو لوگ خسارہ اور صلہ رحمی کو احسان سمجھیں گے اور عبادت لوگوں پر احسان جتلانے کیلئے ہوگی، ایسے زمانے میں حکومت کا دارومدار عورتوں کے مشورے، نوخیز لڑکوں کی کارفرمائی اور خواجہ سراؤں کی تدبیر ورائے پر ہوگا۔ (ایضاً صفحہ 627)

(7) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: دنیا و آخرت دو متضاد دشمن ہیں اور دو مختلف راستے ہیں، تو جو آدمی دنیا کو چاہتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو وہ آخرت سے دشمنی رکھتا ہے اور وہ دونوں مشرق و مغرب کی طرح ہیں، اور ان دونوں کے بیچ میں چلنے والا درمیانہ رفتار جب ایک سے قریب ہوتا ہے تو دوسرے سے دور ہو جاتا ہے اور یہ تو دونوں سوکنیں ہیں۔ (ایضاً صفحہ 628)

(8) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اللہ نے چند فرائض تم پر عائد کیے ہیں انہیں ضائع نہ کرو اور تمہارے لیے حدود کا رمقرر کر دیے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اس نے چند چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو اور جن چند چیزوں کا اس نے حکم بیان نہیں کیا انہیں بھولے سے نہیں چھوڑ دیا لہذا خواہ مخواہ انہیں جاننے کی کوشش نہ کرو۔

(ایضاً صفحہ 629)

(9) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جب بھی لوگ دنیا سنوارنے کیلئے دین کی کسی بات کو نظر انداز کردیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ نقصان دہ راستے ان کیلئے کھول دیتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 630)

(10) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جن پر احسان کرکے انہیں گرفت میں لیا جاتا ہے، (اور یہ لوگ اس) پردہ پوشی سے دھوکہ میں رہتے ہیں، اور اپنے بارے میں اچھی بات سُن کر دھوکہ کھا جاتے ہیں اور دیکھو، اللہ تعالیٰ نے مُہلت سے بہتر کوئی آزمائش کا ذریعہ قرار نہیں دیا۔ (ایضاً صفحہ 634)

(11) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہوئے، ایک وہ چاہنے والا جو حد سے بڑھ جائے اور ایک وہ دشمنی رکھنے والا جو مجھ سے بغض وعداوت رکھے۔ (ایضاً صفحہ 634)

(12) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: فرصت کا ضائع کردینا رنج وندامت کا باعث ہوتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 634)

(13) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ چھونے میں نرم اور پیٹ میں خطرناک زہر، ناسمجھ جاہل اسے دیکھ کر اس پر ٹوٹ پڑتا ہے اور صاحب عقل ودانش منداس سے ڈرتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 635)

(14) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: خدا کا ایک فرشتہ ہے جو روزانہ اعلان کرتا ہے کہ (اے لوگو) موت کیلئے پیدا کرو، فنا کیلئے جمع کرو اور ویران ہونے کیلئے آباد کرو۔

(ایضاً صفحہ 641)

(15) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: دنیا ایک گزرگاہ ہے، منزل نہیں ہے اس میں لوگ دوطرح کے ہیں ایک وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو دنیا کی فانی چیزوں کے حصول میں بیچ ڈالا اور ہلاک کر دیا اور ایک وہ ہے جس نے (زہد، قناعت، صبر وشکر کے ذریعے) اپنے نفس کو خرید لیا اور اسے دنیوی مشکلات و پریشانیوں سے آزاد کر دیا۔

(ایضاً صفحہ 641)

(16) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: دوست اس وقت تک دوست نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے دوست کے تین موقعوں پر کام نہ آئے مصیبت کے موقع پر، غیبت کے موقع پر اور موت کے بعد۔ **(ایضاً صفحہ 641)**

(17) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: نماز ہر متقی کیلئے وسیلہ تقرب ہے اور حج ہر کمزور کیلئے جہاد ہے، ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے، اور عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ بہترین برتاؤ ہے۔ **(ایضاً صفحہ 643)**

(18) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جو شخص میانہ روی سے کام لے گا وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا۔ **(ایضاً صفحہ 643)**

(19) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: صبر کا اجر مصیبت کے مطابق ملتا ہے جس نے اپنی مصیبت کے وقت زانو کو پیٹا، اُس کا ثواب ضبط ہوگیا۔ **(ایضاً صفحہ 644)**

(20) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ کسی شخص کیلئے شکر کا دروازہ کھول دے اور نعمت میں زیادتی کا دروازہ بند کر دے، اور یہ کہ کسی پر توبہ کا دروازہ کھول کر مغفرت کا دروازہ بند کر دے۔ **(ایضاً صفحہ 651)**

(21) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی ہلاک ہوگیا جس نے اپنی قدر نہ

پہچانی۔ (ایضاً صفحہ 648)

(22) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: تمام زُہد قرآن مجید کے ان دو جملوں کے اندر سمٹا ہوا ہے **(لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ)** یعنی جو چیز ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جو مل جائے اس پر مغرور نہ ہو جاؤ (یعنی تکبر نہ کرو) لہٰذا جو شخص ماضی پر افسوس نہ کرے اور آنے والے سے مغرور نہ ہو جاؤ تو اس نے سارا زہد سمیٹ لیا۔ (ایضاً صفحہ 652)

(23) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: وہ تھوڑا سا عمل جس میں ہمیشگی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو دل کیلئے تنگی کا باعث ہو۔ (ایضاً صفحہ 654)

(24) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اگر کسی انسان میں کوئی اچھی خصلت (یعنی خوبی) پائی جاتی ہے تو اس سے دوسری خصلتوں کی بھی توقع کی جاسکتی ہے۔

(ایضاً صفحہ 654)

(25) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جو شخص بغیر علمِ فقہ (یعنی شرعی مسائل سیکھے بغیر) تجارت کرے گا وہ سود میں مبتلا ہو جائے گا۔ (ایضاً صفحہ 655)

(26) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: ایمان کی یہ علامت ہے کہ اگر سچ نقصان بھی پہنچائے تو اسے فائدہ پہنچانے والے جھوٹ پر مقدم رکھا جائے، تمہاری باتیں کبھی بھی تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں اور دوسروں کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ (ایضاً صفحہ 658)

(27) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: مشورہ کرنا عین عبادت ہے اور جس نے اپنی رائے ہی پر اعتماد کر لیا ہو اس نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال لیا۔ (ایضاً صفحہ 684)

(28) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: لالچی انسان ہمیشہ ذلت کی قید میں گرفتار رہتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 691)

(29) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جو شخص تمہارے بارے میں اچھا خیال رکھتا ہے تم اس کے خیال کو سچا کر دکھاؤ۔ (ایضاً صفحہ 699)

(30) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: بہترین عمل وہ ہے جس پر تم اپنے نفس کو مجبور کر دو۔ (ایضاً صفحہ 699)

(31) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: دنیا کی سختی آخرت کی شیرینی ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی ہے۔ (ایضاً صفحہ 700)

(32) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اے ابنِ آدم، آنے والے دن کی فکر نہ کر اس لیے کہ اگر اس دن تیری زندگی ہے تو اللہ تعالیٰ تیرا رزق بھی اسکے ساتھ لائے گا۔

(ایضاً صفحہ 706)

(33) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اپنے دوست سے ایک محدود حد تک دوستی کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن وہ تمہارا دشمن ہو جائے اور دشمن سے بھی ایک حد تک دشمنی کرو شاید وہ ایک دن تمہارا دوست بن جائے (تو تمہیں شرمندگی نہ ہو)۔ (ایضاً صفحہ 707)

(34) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: دنیا میں دو طرح کے عمل کرنے والے پائے جاتے ہیں ایک وہ جو دنیا میں ہی دنیا کیلئے عمل کرتا ہے اور اسے دنیا نے آخرت سے غافل کر دیا ہے وہ اپنے بعد والوں کے فقر سے خوفزدہ رہتا ہے اور اپنے بارے میں مطمئن رہتا ہے۔ (جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے) نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ساری زندگی دوسروں کے فائدے کیلئے فنا کر دیتا ہے، دوسرا شخص وہ ہے کہ جو دنیا میں آخرت کیلئے عمل کرتا ہے اور

اسے دنیا بغیر عمل کے مل جاتی ہے، وہ دنیا وآخرت دونوں کو پالیتا ہے۔ اور دونوں گھروں کا مالک بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں سُرخرو ہو جاتا ہے اور کسی بھی حاجت کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 707)

(35) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اسے یقینی بات سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو چاہے اس کی تدبیر کتنی ہی اہم، اور مطالبہ کتنا ہی سخت، اور چالاکی کیسی ہی مضبوط ہو، اللہ تعالیٰ اسے لوحِ محفوظ میں معین شدہ حصے سے زیادہ نہیں دیتا، اور کسی کی کمزوری اور بے چارگی اور تقدیر کی معین شدہ بات میں کوئی چیز رُکاوٹ نہیں بنتی اس راز کو جاننے اور اس کے اوپر عمل کرنے والا بڑی راحت وآسائش میں ہے اور اس نکتے کو چھوڑنے اور اس میں شک کرنے والا، وہ سب سے زیادہ مضرت میں مشغول ہے (یعنی پریشانی کیلئے تیار ہے) بہت سے دولت اور قسمت والے ہیں جو آہستہ آہستہ عذاب کی طرف بڑھ رہے ہیں اور بہت سے احسانوں میں گھرے ہوئے بلاؤں میں گرفتار ہیں۔ تو اے سننے والے شکر میں زیادتی کر اور جلد بازی میں سُستی کر دے اور رزق و دولت کی انتہا پر (جو تیرے ہاتھ آچکی ہو) رُک جا لالچ نہ کر۔ (ایضاً صفحہ 709)

(36) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: طمع و لالچ جہاں وار کرتا ہے وہاں سے نکلتا نہیں ہے اور یہ ایک ایسا ضمانت دار ہے جو وفادار نہیں ہے کہ کبھی کبھی تو پانی پینے والے کو سیراب ہونے سے پہلے ہی اچھو لگ جاتا ہے جس قدر کسی مرغوب چیز کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی قدر اس کے کھو جانے کا غم بھی ہوتا ہے۔ آرزوئیں دیدہ بصیرت کو اندھا کر دیتی ہیں اور جو کچھ نصیب میں ہوتا ہے وہ بغیر کوشش کے بھی مل جاتا ہے۔

(ایضاً صفحہ 710)

(37) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جب نفل (کی ادائیگی) سے فرائض پر اثر پڑے تو نوافل کو چھوڑ دو۔ (ایضاً صفحہ 711)

(38) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا شمار نہیں ہوتا کہ کبھی کبھی آنکھیں اپنے اشخاص کو دھوکہ دے دیتی ہیں لیکن عقل نصیحت حاصل کرنے والے کو دھوکہ نہیں دیتی۔ (ایضاً صفحہ 712)

(39) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: تمہارے اور نصیحت میں بے توجہی کا پردہ حائل ہوتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 712)

(40) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اگر چہ اللہ تعالیٰ نافرمانی پر عذاب کی وعید نہ کرتا تو پھر بھی چاہیے تھا کہ اس کی نعمتوں کے شکر کے طور پر نافرمانی سے بچا جائے۔

(ایضاً صفحہ 715)

(41) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یہ ایک تاریک راستہ ہے اس پر مت چلو، یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں داخل ہونے کی کوشش مت کرو اور یہ ایک رازِ الٰہی ہے لہٰذا اسکو معلوم کرنے کی کوشش مت کرو۔ (ایضاً صفحہ 714)

(42) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: بیوقوف کی صُحبت مت اختیار کرنا، کیونکہ وہ اپنے عمل کو خوبصورت بنا کر پیش کرے گا اور تم سے بھی ویسے ہی عمل کا تقاضا کریگا۔

(ایضاً صفحہ 716)

(43) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: دنیا میں عبرتناک چیزیں کس قدر ہیں، مگر انکا اثر لینے والے لوگ کتنے کم ہیں۔ (ایضاً صفحہ 717)

(44) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جو شخص لڑائی جھگڑے میں حد سے بڑھ جائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور جو کوتاہی کرتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ اور جھگڑا کرنے والا کبھی بھی متقی نہیں بن سکتا۔ (ایضاً صفحہ 718)

(45) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے کسی نے پوچھا: اللہ تعالیٰ باوجود اتنی کثرت کے تمام خلقت کا حساب کیسے کرے گا؟ آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جیسے اتنی کثرت کے باوجود انہیں رزق دیتا ہے، اس شخص نے کہا، وہ ان کا حساب کیسے لے گا جب یہ لوگ اسے دیکھیں گے نہیں؟ آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جیسے انہیں دیکھے بغیر رزق دیتا ہے۔

(ایضاً صفحہ 718)

(46) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: غیرت مند انسان کبھی بھی زنا نہیں کرسکتا۔ (ایضاً صفحہ 720)

(47) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: انسان اولاد کے مرنے پر سو جاتا ہے لیکن مال کے لُٹ جانے پر نہیں سوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اولاد کی موت پر صبر کرلیتا ہے لیکن مال کے لُٹ جانے پر صبر نہیں کرسکتا۔ (ایضاً صفحہ 721)

(48) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: مومنوں کی فراست سے ڈرو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں پر حق رکھ دیا ہے۔ (ایضاً صفحہ 721)

(49) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہوسکتا جب تک خدائی خزانہ پر اپنے ہاتھ کی دولت سے زیادہ اعتبار نہ کرلے۔

(ایضاً صفحہ 722)

(50) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: دل کبھی مائل ہوتے ہیں اور کبھی اُچاٹ

ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جب مائل ہوں اس وقت انہیں مستحباب کی بجا آوری پر آمادہ کرو۔ اور جب اُچاٹ ہوں تو صرف فرائض وواجبات پر اکتفا کرو۔ (ایضاً صفحہ 722)

(51) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے ڈرو کیونکہ جو گواہ ہے وہی حاکم ہے۔ (ایضاً صفحہ 727)

(52) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: حقوقِ الٰہی کے سلسلے میں کم از کم یہ کرو کہ اسکی نعمتوں سے اس کے گناہ و نافرمانیوں میں مدد نہ لو۔ (ایضاً صفحہ 728)

(53) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑی دولت مندی یہ ہے کہ دوسروں کے ہاتھ میں جو ہے اسکی آس وتمنا نہ رکھی جائے۔ (ایضاً صفحہ 730)

(54) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مالداروں کے اموال میں غریبوں کا رزق رکھا ہے لہٰذا جب بھی کوئی فقیر بھوکا ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ غنی نے دولت کو سمیٹ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا سوال ضرور کرنے والا ہے۔

(ایضاً صفحہ 728)

(55) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اگر انسان موت اور اسکی رفتار پر غور کر لیتا تو اُمید اور اسکی دل فریبی سے نفرت کرنے لگتا۔ (ایضاً صفحہ 730)

(56) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: ہر آدمی کے مال میں دو چیزیں شریک ہوتی ہیں، اس کے وارث اور اچانک آنے والے مصائب۔ (ایضاً صفحہ 731)

(57) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ وہ ہے جسے انسان معمولی سمجھ لے۔ (ایضاً صفحہ 734)

(58) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے ساتھ ایسا میل جول رکھو کہ اگر

تم مرجاؤ تو لوگ روئیں اور اگر زندہ رہو تو تم سے ملنے کے مشتاق رہیں۔ (ایضاً صفحہ 737)

(59) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اے ابنِ آدم جب تو دیکھے کہ اللہ تعالیٰ تجھے پے در پے نعمتیں دے رہا ہے اور تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے تو اس (صورت میں اللہ کی خفیہ تدبیر) سے ڈرتے رہنا۔ (ایضاً صفحہ 741)

(60) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: مستحباب سے قُربِ الٰہی حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ انسان کو فرائض وواجبات کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ (ایضاً صفحہ 747)

(61) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: عقل مند کی زبان اس کے دل کے پیچھے رہتی ہے اور احمق (نادان وکم عقل شخص) کا دل اس کی زبان کے پیچھے رہتا ہے یہ بڑی عجیب وغریب اور لطیف حکمت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عقل مند انسان غور وفکر کرنے کے بعد بولتا ہے اور احمق انسان بلا سوچے سمجھے کہہ ڈالتا ہے کہ گویا کہ عاقل کی زبان دل کی تابع ہے اور احمق (یعنی نادان) کا دل اسکی زبان کا پابند ہے۔ (ایضاً صفحہ 748)

(62) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: وہ گناہ جس کا تمہیں رنج ہو اللہ کے نزدیک اس نیکی سے بہتر ہے جس سے تم میں غرور پیدا ہوجائے۔ (ایضاً صفحہ 751)

(63) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: سخاوت وہی ہے جو ابتداءً کی جائے، ورنہ مانگنے کے بعد تو شرم وحیاء اور عزت بچانے کیلئے بھی دینا پڑتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 751)

(64) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: عقل سے بڑھ کر کوئی دولت وثروت نہیں، جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں، ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے زیادہ کوئی چیز معین ومددگار نہیں۔ (ایضاً صفحہ 752)

(65) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: زبان ایک ایسا درندہ ہے کہ اگر اسے کھلا

چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھائے۔ (ایضاً صفحہ 753)

(66) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جاہل شخص ہمیشہ یا تو افراط کرتا ہے یا تفریط کرتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 756)

(67) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جب عقل کامل ہوجاتی ہے تو کلام میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ (ایضاً صفحہ 756)

(68) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: زمانہ جسموں کو کہنہ و بوسیدہ اور آرزوؤں کو تروتازہ کرتا ہے موت کو قریب اور آرزوؤں کو دور کرتا ہے جو زمانہ سے کچھ پالیتا وہ بھی رنج سہتا ہے اور جو کھو دیتا ہے وہ تو دُکھ جھیلتا ہی ہے۔ (ایضاً صفحہ 757)

(69) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: انسان کی ہر سانس گویا موت کی طرف ایک قدم ہے۔ (ایضاً صفحہ 757)

(70) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑی بُرائی یہ ہے کہ آدمی کسی عیب کو بُرا کہے اور پھر وہی عیب اس میں پایا جائے۔ (ایضاً صفحہ 760)

(71) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے کسی شخص نے پوچھا کہ اگر کسی آدمی کے گھر کا دروازہ بند کر دیا جائے اور اسکو اکیلا چھوڑ دیا جائے تو اس کا رزق کہاں سے آئے گا؟ آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جہاں سے اسے موت آئے گی۔ (ایضاً صفحہ 761)

(72) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کوئی بات کہے تو اس کیلئے بُرا خیال اس وقت نہ کرو جب تک کہ اسکا کوئی اچھا مطلب نکل سکے۔ (ایضاً صفحہ 763)

(73) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے اطاعت پر ثواب اور گناہ پر عذاب اس لئے رکھا ہے تاکہ بندے اس کے غضب سے [illegible]

کر جنت کی طرف لے آئے۔ (ایضاً صفحہ 766)

(74) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) جب بھی منبر پر تشریف لے جاتے تھے تو خطبہ سے پہلے یہ کلمات ارشاد فرمایا کرتے تھے: اے لوگو، اللہ سے ڈرو، اس نے کسی کو بیکار نہیں پیدا کیا کہ کھیل کود میں لگ جائے اور نہ آزاد چھوڑ دیا ہے کہ لغو باتیں اور فضول کام کرنے لگے، یہ دنیا جو انسان کی نگاہ میں آراستہ ہوگئی ہے یہ اس آخرت کا بدل نہیں بن سکتی جسے بُری نگاہ نے قبیح بنادیا ہے، جو فریب خوردہ دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے وہ اس جیسا نہیں ہے جو آخرت میں ادنیٰ حصہ بھی حاصل کرلے۔ (ایضاً صفحہ 767)

(75) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اس بات سے ڈرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بُرائی کے موقع پر حاضر دیکھے اور نیکی کے موقع پر غائب۔ اس طرح تم خسارے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اگر تمہارے پاس طاقت ہے تو اس کا اظہار اطاعتِ الٰہی میں کرو اور اگر کمزوری دکھانی ہے تو معصیت کے موقع پر دکھاؤ (یعنی نافرمانی نہ کرو)۔ (ایضاً صفحہ 773)

(76) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: فخر و سربلندی کو چھوڑ دو اور غرور و تکبر کو فنا کردو اور اپنی قبر کو یاد کرو۔ (ایضاً صفحہ 777)

(77) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جو دنیا سے تمہیں حاصل ہو اُسے لے لو اور جو چیز رُخ پھیر لے اس سے منہ موڑے رہو اور اگر ایسا نہ کرسکو تو پھر تحصیل و طلب میں میانہ روی اختیار کرو۔ (ایضاً صفحہ 777)

(78) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: بولو تاکہ پہچانے جاؤ کیونکہ انسان کی شخصیت اس کی زبان کے نیچے چھپی ہوتی ہے۔ (ایضاً صفحہ 776)

(79) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: مومن اپنے وقت کو تین چیزوں میں

صرف کرتا ہے ایک وقت وہ خدا سے مناجات کرتا ہے، ایک وقت وہ معاش (ضرورت زندگی) کیلئے کام کرتا ہے اور تیسرا وہ وقت جب وہ اپنے نفس اور لذاتِ حلال میں مصروف رہتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 776)

(80) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اولاد کا باپ پر اور باپ کا اولاد پر حق ہے، باپ کا حق تو یہ ہے کہ اولاد اسکی اطاعت کرے اور ہر بات میں سوائے معصیتِ خدا کے، اور اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اسکا نام اچھا رکھے، اسکے اخلاق اچھے بنائے (یعنی اسکی دینی تربیت کرے) اور قرآن کی تعلیم دے۔ (ایضاً صفحہ 778)

(81) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے ساتھ اخلاقیات سے پیش آنا ان کے شر سے بچنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ (ایضاً صفحہ 779)

(82) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: تقویٰ تمام اخلاقیات کا سردار ہے۔

(ایضاً صفحہ 782)

(83) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اپنے نفس کی تربیت کیلئے یہی کافی ہے کہ ان چیزوں سے اجتناب کرو جنہیں دوسروں کیلئے بُرا سمجھتے ہو۔ (ایضاً صفحہ 783)

(84) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے اندرونی حالات کو درست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی درست کر دیتا ہے اور جو دین کیلئے سرگرم عمل ہوتا ہے، اللہ اس کے دنیا کے کاموں کو پورا کر دیتا ہے اور جو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملات کو درست کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندوں کے ساتھ اسکے معاملات کو درست کر دیتا ہے۔

(ایضاً صفحہ 787)

(85) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ مخصوص بندے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نعمتیں دوسروں کے فائدے کیلئے عطا فرماتا ہے، پس جب تک وہ انہیں خرچ کرتے رہیں تو وہ ان کے ہاتھ میں باقی رہتی ہیں اور جب وہ بخل کریں تو اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں کسی دوسرے کو دے دیتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 788)

(86) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ایک بار عید کے موقع پر فرمایا: عید تو اس شخص کی ہے جس کے روزے اور دیگر عبادات کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور اصل میں تو جس دن بھی انسان خدا کی نافرمانی نہ کرے تو وہ دن اس کیلئے عید کا دن ہے۔ (ایضاً صفحہ 789)

(87) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے بڑی حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے مال حاصل کیا ہو اور اسکا وارث وہ شخص ہوا ہو جس نے اسے اللہ کی اطاعت میں صرف (یعنی خرچ) کیا ہو کہ وہ تو اس مال کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا اور وہ اسکی وجہ سے جہنم میں گیا۔ (ایضاً صفحہ 790)

(88) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: رزق کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو خود آدمی کو تلاش کرتا ہے اور ایک وہ جسے تلاش کیا جاتا ہے پس جو دنیا کا طالب ہوتا ہے تو موت اسکی طلبگار رہتی ہے یہاں تک کہ اسے اس دنیا سے نکال لیتی ہے اور جو آخرت کو طلب کرے تو دنیا خود اسے تلاش کرتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنا پورا رزق حاصل کر لیتا ہے۔

(ایضاً صفحہ 790)

(89) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: یہ یاد رکھو کہ لذتیں ختم ہونے والی ہیں اور ان کا حساب باقی رہنے والا ہے۔ (ایضاً صفحہ 792)

(90) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر رحم فرمائے جس نے اپنی حیثیت کا اندازہ لگایا اور اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھا، اپنی زبان کی حفاظت کی اور

اپنی عمر کو ضائع نہیں کیا۔ (سرالاسرار صفحہ 91)

(91) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق کلام کرو ورنہ وہ اللہ ورسول (عزوجل و ﷺ) کو جھٹلا دیں گے اور اس کا وبال تم پر ہوگا۔

(مراۃ المناجیح جلد 1 صفحہ 197)

(92) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص تمام زمین کی چیزوں کو حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت دل میں رکھے تو بھی زاہد رہے گا اور تمام چیزیں زمین کی چھوڑ دے مگر نیت اللہ تعالیٰ کی رضا کی نہ ہو تو وہ زاہد نہیں۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 447)

(93) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: خیر و برکت اس کا نام نہیں کہ آدمی کی دولت بڑھ جائے اور اولاد بکثرت ہو، برکت تو اس کا نام ہے کہ علم اور حلم بہت ہو، اگر فخر کرے تو اللہ کی عبادت سے کرے اور جب نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور برا کام کرے تو فوراً توبہ واستغفار کرے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 301)

(94) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: دنیا سانپ کی طرح ہے جیسے سانپ کو ہاتھ لگاؤ تو نرم اور چکنا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا زہر انسان کو مار ڈالتا ہے، ہاں جو چیز اس میں اچھی معلوم ہو اس سے منہ پھیر کہ وہ تمہارے ساتھ بہت کم رہے گی اور چونکہ اس کے فراق (یعنی جدائی) کا یقین ہے اس لئے اس کے تردوات کو بھی برطرف کرو، اور اس کے سب سے زیادہ خوشی کی حالت سب سے زیادہ خوف کا مقام ہے کیونکہ دنیا میں جب کسی کو کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس کے بعد ویسا ہی رنج و غم بھی پہنچتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 368)

(95) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: انسان کی خوش بختی پانچ باتوں میں ہے

(i) بیوی نیک ہو (ii) اولاد نیک ہو (iii) اس کے بھائی متقی ہوں (iv) پڑوسی نیک ہوں (v) اسکا رزق اس کے اپنے شہر میں ہو۔ (تنبیہ المغترین صفحہ 103)

(96) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی حکومت ظلم کے بغیر نہیں ہوگی اور مالداری تکبر اور بخل سے خالی نہ ہوگی اور لوگوں کے ساتھ مجلس خواہشِ نفس کے بغیر نہ ہوگی، پس جو شخص وہ زمانہ پائے اور صبر کرے اور اپنے نفس کی حفاظت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقین جیسا ثواب عطا فرمائے گا۔
(تنبیہ المغترین صفحہ 225)

(97) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: جب کوئی بیوقوفی کا کلمہ سنو تو اس سے اعراض کرو، اور جواب نہ دو کیونکہ جس نے یہ کلمہ کہا ہے اس کے پاس ایسے بے شمار کلمات ہیں جن کے ذریعے وہ تمہیں جواب دے گا۔ (تنبیہ المغترین صفحہ 228)

(98) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: مال خواہشات کا سرچشمہ ہے۔
(نہج البلاغہ صفحہ 753)

(99) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں: جو تمہیں برائیوں سے ڈرائے تو گویا وہ ایسا ہی ہے جس نے تمہیں نیکی کی بشارت دی۔ (نہج البلاغہ صفحہ 753)

(100) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: بوڑھے شخص کی رائے جوان کی ہمت سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔ (ایضاً صفحہ 621)

﴿بزرگانِ دین (رحمہم اللہ المبین) کے نصیحت آموز اقوال﴾

(1) حضرت یحییٰ بن معاذ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ذکر کیساتھ ا[illegible]
دلوں سے گفتگو کرو کیونکہ دل جلد غافل ہو جاتے ہیں۔ (تنبیہ المغترین صفحہ 47)

(2) حضرت امام اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) سے کسی نے پوچھا: آپ نے اتنا عظیم علم کیسے حاص[ل]
کیا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے کسی کو فائدہ پہنچانے میں کبھی بُخل نہیں کیا اور کسی [سے]
فائدہ حاصل کرنے میں کبھی عار نہیں سمجھا۔ (نعمۃ الباری جلد 1 صفحہ 487)

(3) حضرت مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: حیاء کرنے والا اور تکبر کرنے والا کبھی عل[م]
حاصل نہیں کرسکتا۔ (نعمۃ الباری جلد 1 صفحہ 487)

(4) حضرت امام حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اعمال کے ضائع ہونے [سے]
صرف مومن ڈرتا ہے اور اس سے صرف منافق بے خوف ہوتا ہے اور نفاق اور معصیت
(یعنی نافرمانی) پر بغیر توبہ کے اصرار کرنے سے اس آیت میں ڈرایا گیا ہے۔ **وَلَمْ يُصِرُّوْا**
عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ (ترجمہ: اور وہ لوگ اپنے گناہ کے کاموں پر دانستہ اصرا[ر]
نہیں کرتے)۔ (پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت 135)(نعمۃ الباری جلد 1 صفحہ 261)

(5) حضرت سہل بن عبد اللہ تستری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں نے خواب میں
شیطان ملعون کو دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا کونسی چیز تیرے لئے بہت سخت ہے جو ک[ہ]
تیری پریشانی کا باعث بنتی ہے؟ تو شیطان نے جواب دیا: اعوذ باللہ میرے لئے س[ب]
سے سخت چیز ہے۔ (بستان الواعظین صفحہ 72)

(6) حضرت مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: شیطان کی جو بھی اولاد ہوتی ہے اس کا نا[م]
(ٹھونگرا) رکھا جاتا ہے اور اس کی ڈیوٹی یہ لگائی جاتی ہے کہ وہ بازاروں میں اپنا جھ[نڈا]

کاڑے اور لوگوں کو گمراہ کرے، تو اے اللہ کے بندوں، اپنی نیک حلال کمائی کو برباد نہ کرو،
ناپ تول کی کمی وزیادتی پر خوش نہ ہوا کرو، کیونکہ یہ چیزیں تو انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی
ہیں۔ (بستان الواعظین صفحہ 75)

(7) حضرت سیدنا بایزید بسطامی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں نے 30 سال تک
مجاہدہ کیا مگر مجھے علم اور اس کی پیروی (یعنی اس پر عمل کرنے) سے زیادہ مشکل کوئی چیز نظر
نہیں آئی، حضور داتا صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ان کے فرمانے کا مطلب یہ
ہے کہ طبیعت کے نزدیک علم کے مطابق عمل کے مقابلے میں آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ
آسان ہے اور جاہل کے دل پر ہزار پل صراط سے گزرنا اس سے زیادہ آسان ہے کہ وہ
ایک علمی مسئلہ سیکھے، فاسق کیلئے جہنم میں خیمہ نصب کرنا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ وہ کسی
ایک علمی مسئلہ پر عمل پیرا ہو۔ (کشف المحجوب صفحہ 56)

(8) حضرت سیدنا علی بن حسن (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جو علم میں تجھ سے سبقت لے
گیا وہ تیرا امام ہے اگر چہ عمر میں وہ تجھ سے چھوٹا ہو۔ (احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 450)

(9) حضرت امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) روایت نقل کرتے ہیں: کسی بندے کی تعریف اتنی
عام ہوتی ہے کہ مشرق ومغرب کے درمیان کو بھر دیتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکی
حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ (احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 215)

(10) حضرت مالک بن دینار (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں نے ایک سابقہ کتاب
میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو عالم دنیا سے محبت کرتا ہے میں اسے سب سے کم
سزا یہ دیتا ہوں کہ اس کے دل سے اپنی مناجات کی لذت نکال دیتا ہوں۔

(احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 209)

(11) حضرت ابوبکر وراق (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں نے دنیا اور آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت میں پائی ہے اور دنیا و آخرت کی بُرائی کثرت اور اختلاط میں پائی ہے۔

(سرالاسرار صفحہ 194)

(12) حضرت بایزید بسطامی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: شریعت سمندر کی مانند ہے طریقت سمندر کے پانی کو پی جانا ہے اور حقیقت سمندر کے تمام پانی کو ہضم کرنے کی مانند ہے۔ (سرالاسرار صفحہ 92)

(13) حضور غوث اعظم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جو شخص اس علم (یعنی علمِ حقیقت) تک نہیں پہنچتا وہ حقیقت میں عالم ہی نہیں اگرچہ اس نے ہزاروں کُتب پڑھی ہوں۔

(سرالاسرار صفحہ 89)

(14) صوفیاء کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں: علم بغیر تصوف فسق ہے اور تصوف بغیر علم بے دینی، یعنی جب عالم صرف باتیں تو اچھی کرے مگر اسکا اپنا دل نور سے اور بدن اثرِ علم سے خالی ہو، یہ علم قیامت میں عالم کے الزام کھا جانے کا ذریعہ ہوگا کہ رب (عزوجل) فرمائے گا تو سب کچھ جانتا تھا پھر گمراہ اور بدعمل بنا؟ صوفیاء فرماتے ہیں: کہ جس علم میں تصوف کی چاشنی نہ ہو وہ علم لسانی، اور وراثت شیطان ہے، حضرت آدم (علیہ السلام) کا علم قلبی تھا اور شیطان کا لسانی۔ (مراۃ المناجیح جلد 1 صفحہ 218)

(15) حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: موت کے وقت انسان کے دل میں 3 حسرتیں رہتی ہیں (1) جو جمع کیا تھا اس سے سیر نہ ہو سکا (2) دل کی جو آرزو تھی وہ پوری نہ ہوئی (3) آخرت کی جیسی تیاری کرنی تھی ویسی نہ کی۔ (کیمیائے سعادت صفحہ 501)

(16) حضرت امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) بعض اولیاء کرام کے اقوال نقل فرماتے ہیں: کہ

قیامت میں کچھ لوگ اپنی نیکیاں طلب کریں گے تو ان سے کہا جائے گا۔

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِیْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (ترجمہ: تم نے اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیاوی زندگی میں ہی فنا کر چکے اور انہیں استعمال کر چکے ہو (پارہ 26 سورہ احقاف آیت 20)

(پھر فرماتے ہیں) اس سے زیادہ اور کونسی حسرت اور مصیبت ہوگی اور تعجب نہیں کہ عوام فخر و تکبر اور اظہار کثرت اور زینت کیلئے دولت جمع کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 453)

(17) حضرت امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: مال ایک وجہ سے خیر اور دوسری وجہ سے شر ہے، اسکی مثال سانپ کی طرح ہے کہ منتر والا تو اس لئے پکڑتا ہے کہ اس میں زہر مہرہ نکالے اور غافل پکڑتا ہے تو اسکے زہر سے ایسے ہلاک ہو جاتا ہے کہ اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 446)

(18) حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: انسان کے تین دشمن ہیں (1) دنیا (2) شیطان (3) نفس، دنیا سے تو زہد (یعنی تقویٰ اور پرہیز) کر کے بچنا چاہیے، شیطان سے مخالفت کرکے، اور نفس سے شہوت کو ترک کر کے بچنا چاہیے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 116)

(19) حضرت یحییٰ بن معاذ (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: نفس کے ساتھ ریاضت کی تلواروں سے لڑنا چاہیے۔ ریاضت کی چار اقسام ہیں (1) تھوڑا کھانا (2) تھوڑا سونا (3) بقدر حاجت بولنا (4) تمام لوگوں کے ایذا سہنا۔ (اس کے بعد فرماتے ہیں) تھوڑا کھانے سے شہوت مر جاتی ہے، تھوڑا سونے سے نیت صاف ہوتی ہے، کم بولنے سے آفات سے سلامتی رہتی ہے، اور ایذا کی برداشت سے انتہائی مراتب کو پہنچنا ہوتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 116)

(20) حضرت امام ابن سیرین (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں نے امرِ دنیا (یعنی دنیا کے کسی کام کیلئے کسی پر حسد نہیں کیا، اس لئے کہ اگر وہ شخص اہل جنت میں سے ہے تو دنیا پر اس سے کیا حسد کروں، جنت میں دنیا کی کیا قدر ہے، اگر وہ دوزخی ہے تو دنیا میں اس سے حسد کرنا فضول ہے اس لئے کہ اسکا انجام دوزخ ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 321)

(21) حضرت لقمان حکیم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: آدمی تین باتوں سے پہچانے جاتے ہیں: (1) حلیم، غصہ کے وقت (2) بہادر، لڑائی کے وقت (3) دوست، ضرورت کے وقت۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 303)

(22) حضور غوث اعظم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اے انسان تیری بھاگ دوڑ سے تجھے رزق مقدر سے زیادہ نہ ملے گا اور تیری قناعت کی وجہ سے تجھے کم نہ ملے گا۔

(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 22)

(23) حضرت امام ابوالحسن شاذلی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: دو چیزوں سے مایوس ہو جاؤ آرام سے رہو گے ایک یہ کہ تم کو دوسروں کے نصیب کی چیز مل جائے گی، اور دوسری یہ کہ تمہارے نصیب سے زیادہ تمہیں مِل جائے گا۔ (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 22)

(24) صوفیاء کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں: دنیادار شخص کو تمام جہاں کے مُرشد بھی ہدایت نہیں دے سکتے اور تارک الدنیا دیندار کو سارے شیاطین مل کر بھی گمراہ نہیں کر سکتے دنیا دار شخص دینی کام بھی کرتا ہے تو دنیا کیلئے، اور دیندار دنیاوی کام بھی کرتا ہے تو دین کیلئے۔ (مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 14)

(25) حضرت مالک بن دینار (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اس جادوگر دنیا سے بچے رہو، یہ علماء کے دلوں پر جادو کرتی ہے لیکن اگر دل میں ہوتی ہے تو آخرت اس کے مقابل

نہیں ہوتی اس لئے کہ آخرت شریف ہے اور دنیا کمینی، کمینے کا مقابلہ شریف سے نہیں ہوسکتا

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 354)

(26) بزرگوں کا قول ہے: جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ موت حق ہے پھر بھی وہ کیسے خوش ہوتا ہے اور یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ جس کو یہ یقین ہو کہ دوزخ حق ہے، وہ کس طرح ہنستا ہے اور جو دنیا کے حالات بدلتے دیکھتا ہے وہ کیسے اس پر اعتماد کرتا ہے اور جو تقدیر کو حق جانتا ہے وہ کیوں مشقت اُٹھاتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 356)

(27) حضرت داؤد طائی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اے انسان تو اپنی دنیاوی آرزو کی تکمیل میں خوش ہوتا ہے یہ نہیں جانتا کہ عمر ضائع کر کے یہ آرزو تجھے ملی ہے، اور نیک اعمال کرنے میں ڈھیل کرتا ہے، شاید اسکا نفع تیرے علاوہ کسی اور کو ہوگا۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 356)

(28) حضرت ابو حازم (رحمۃ اللہ علیہ) سے کسی شخص نے حُبِّ دنیا کی شکایت کی کہ باوجود یہ کہ مجھے اس میں رہنا نہیں پھر بھی اسکی محبت دل میں ہے، آپ نے فرمایا: کہ جو کچھ تم کو اللہ تعالیٰ دے یہ دیکھ لیا کرو کہ وجہ حلال سے ملے، پھر اسکو جہاں مناسب ہو نیک کام میں خرچ کرو تو ان شاء اللہ (عزوجل) دنیا نقصان نہ دے گی۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 353)

(29) حضرت لقمان حکیم (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے بیٹے کو فرمایا: دنیا ایک گہرا سمندر ہے، اس میں بہت سے لوگ ڈوب گئے (یعنی ہلاک ہوگئے) تم اپنی کشتی دنیا میں تقویٰ کو بناؤ اور ایمان کو اس میں رکھو اور توکل کو بادبان چڑھاؤ تا کہ موج سے نجات پاؤ۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 356)

(30) حضرت ابو سلیمان (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: دنیا میں خوشی کی کوئی ایسی چیز نہیں

جس کے ساتھ رنج نہ ہو۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 356)

(31) حضرت ابوسلیمان (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: دنیا کی خواہش سے وہی صبر کرتا ہے جس کے دل میں آخرت کا خوف ہو۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 356)

(32) حضرت یحییٰ بن معاذ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: دنیا میں اس قدر نحوست ہے کہ اگر اسکی تمنا ہی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باز رکھے گی اور اس میں سراسر مصروف ہو جانا تو اور بُرا ہے۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 358)

(33) حضور داتا گنج بخش (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: دین کے احکام کی پابندی کرو اگرچہ لوگ تمہیں اس پر ملامت کریں۔ (اقوال اولیاء صفحہ 263)

(34) حضرت امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: شیطان کے تین راستے ہیں جن پر اسکا گزر رہتا ہے، شہوت، غضب، حرص، شہوت سے انسان اپنی ذات پر ظلم کرتا ہے، غضب کے باعث دوسرے پر ظلم کرتا ہے اور لالچ سے اس کا ظلم بارگاہ خداوندی میں پہنچتا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد 2 صفحہ 200)

(35) حضرت ابوسلیمان دارانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جو دنیا کو محبت سے طلب کرے گا اسکا بھی یہی حال ہے کہ جتنی ملی اس سے زیادہ کا ہی طالب ہوتا ہے اور جو آخرت کو محبت سے طلب کرتا ہے اس کا بھی یہی حال ہے کہ جتنا ملے اس سے زیادہ چاہتا ہے نہ اِسکی انتہاء ہے، نہ اُسکی انتہا ہے۔ (احیاء العلوم: جلد 3 صفحہ 353)

(36) حضرت امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: علم، عقل اور ایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان جان لے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے دنیا میں ہی منہمک نہ ہو جائے۔

(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 26)

(37) حضرت یحییٰ بن معاذ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جو شخص دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیتا۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 59)

(38) حضرت عبداللہ بن مبارک (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کسی دانائے حق نے بہت سی حکمت آمیز باتیں جمع کیں پھر ان میں سے چالیس ہزار باتیں منتخب کیں، پھر ان میں سے چار ہزار کا انتخاب کیا، پھر ان میں سے چار سو کو چن لیا پھر ان میں سے چھانٹ کر چالیس کو الگ کیا پھر ان سے چار کو سرِ انتخاب رکھا: ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ بہر صورت ہر عورت کو قابل اعتماد نہ جانو، دوسری بات یہ کہ کبھی اپنے مال و دولت کا فریب نہ کھاؤ، تیسری بات یہ کہ اپنے معدہ پر اس کی طاقت سے بڑھ کر وزن نہ ڈالو اور چوتھی بات یہ ہے کہ ایسے علم کے پیچھے نہ لگو جس سے تم کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکو۔

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 155)

(39) حضرت حاتم اصم (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: چار چیزیں (اس دنیا میں) ایسی ہیں جن کی قدر و قیمت چار شخصوں کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا ایک جوانی جس کی قدر و قیمت کا اندازہ بوڑھا شخص ہی لگا سکتا ہے، دوسری چیز سلامتی و عافیت ہے جس کی قدر و منزلت وہی پہچان سکتا ہے جو خود مصیبتوں اور بلاؤں کا شکار ہو، تیسری چیز صحت و تندرستی ہے جس کی قدر و قیمت بیمار شخص کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور چوتھی چیز یہ زندگی ہے جس کی قدر و قیمت مُردوں کے سوا کوئی نہیں جانتا (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 162)

(40) حضرت یحییٰ بن معاذ رازی (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص پیٹ بھر کر کھانا کھانے کا عادی ہو جاتا ہے اس کے بدن پر گوشت بڑھ جاتا ہے اور جس کے بدن پر

گوشت چڑھ جاتا ہے وہ شہوت پرست ہو جاتا ہے اور جو شہوت پرستی میں بڑھ جاتا ہے اس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اسکا دل سخت ہو جاتا ہے، وہ دنیا کی آفتوں اور رنگینیوں میں غرق رہتا ہے (اور انجام کار تباہی و بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے)۔

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 182)

(41) حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا: دلوں میں فساد (اخلاق میں بگاڑ) چھ وجوہات کے باعث پیدا ہوتا ہے (1) لوگ بدکاریوں میں توبہ کے آسرے پر مبتلا رہتے ہیں (کہ توبہ کرلیں گے حالانکہ موت کا کوئی وقت نہیں کسی بھی وقت آجائے) (2) علم دین حاصل کرتے ہیں، مگر اسکے مطابق عمل نہیں کرتے (اور اس طرح وہ علم کی نورانیت سے محروم رہتے ہیں) (3) عملِ خیر و کارِ ثواب کرتے ہیں مگر نیک نیتی سے اور رضاالٰہی کے لئے نہیں کرتے (نتیجتاً) اس پر ثواب نہیں پائیں گے (4) اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی روزی کھاتے پیتے اور اس کی عطاؤں کے طفیل جیتے ہیں مگر شکر ادا نہیں کرتے اور اس مال و دولت سے دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچاتے جو کچھ عنایت ربانی سے انہیں میسر ہے اس پر راضی نہیں رہتے (5) اور اپنے مُردوں کو اپنے ہاتھوں سے زمین (یعنی قبر) میں دفن کرتے ہیں مگر اس سے عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے (کہ ہمیں بھی ایک دن مرنا، لقمہ قبر بننا اور قبر کا پیٹ بھرنا ہے)۔

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 207)

(42) حضرت یحیٰی بن معاذ (رحمتہ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: سب سے بڑی خود فریبی میرے نزدیک یہ ہے کہ (1) آدمی گناہوں پر کسی پشیمانی کے بغیر دلیر ہو جائے اس توقع پر کہ بخشش ہو جائے گی، (2) یا یہ گمان کرے کہ اطاعت و بندگی میں انہماک کے بغیر اسے قُربِ خدا نصیب ہو جائے گا، (3) یا اس خیال میں رہے کہ جہنم کا بیج بو کر کھیتی حاصل کرے گا۔

،(4) یا فرمانبرداری کا مقام مل جانے کی فکر میں ڈوبا رہے بد کرداریوں میں ملوث رہنے کے باوجود، (5) یا اعمال خیر کے بغیر بہتر اجروثواب کا متمنی رہے، یا شب وروز گناہوں میں آلودگی کے باوجود اس بھروسہ پر جئے کہ اللہ غفور ورحیم ہے۔

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد صفحہ 211)

(43) حضرت فضیل بن عیاض (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: بہت سے لوگ ہنس رہے ہیں حالانکہ انکے کفن بازاروں میں آچکے ہیں۔

(تنبیہ المغترین صفحہ 65)

(44) حضرت ابوحازم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جو شخص دنیا کو جائز طریقے سے کمائے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کرے تو اس نے اپنے رب کو راضی کرلیا۔

(تنبیہ المغترین صفحہ 378)

(45) حضرت فضل بن عباس (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے میں دیکھتا ہوں کہ جب میرا بچہ فوت ہوتا ہے تو ایک ہزار سے زیادہ لوگ مجھ سے تعزیت کرتے ہیں اور جب مجھ سے نماز با جماعت چھوٹ جاتی ہے تو اس پر کوئی بھی مجھ سے تعزیت نہیں کرتا، اور اللہ کی قسم، میرے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز کا فوت ہوجانا میرے بالغ، عاقل، عالم اور صالح بیٹے کے فوت ہونے سے بڑا نقصان ہے۔

(تنبیہ المغترین صفحہ 222)

(46) حضرت حاتم اصم (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جس آدمی کے گھر سے جنازہ نکلے اور وہ عبرت حاصل نہ کرے تو اسے علم، حکمت اور نصیحت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

(تنبیہ المغترین صفحہ 94)

(47) حضرت احمد بن حرب (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: زمین دو آدمیوں پر تعجب کرتی

ہے ایک وہ شخص جو سونے کیلئے بچھونا تیار کرتا اور بستر بچھاتا ہے زمین اس سے کہتی ہے، اے انسان تو طویل پریشانی اور مصیبت کے بستر کے بارے میں کیوں نہیں سوچتا اور دوسرا اس شخص پر زمین تعجب کرتی ہے جو اپنے بھائی سے زمین کے ٹکڑے پر لڑتا ہے تو زمین اس سے کہتی ہے تو اس سے پہلے مالکان زمین کے بارے میں کیوں نہیں سوچتا کتنے ہی لوگ ہیں جو اس زمین کے مالک ہوئے اور اس میں ٹھہر نہیں سکے۔ (تنبیہ المغترین صفحہ 94)

(48) حضرت قاشانی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ہر انسان اپنی موت کے لئے سعی (کوشش) کر رہا ہے یعنی سانسوں کے ساتھ چل رہا ہے اور ہر سانس انسان کو موت سے قریب کرتا جا رہا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد 12 صفحہ 214)

(49) حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: اے انسان تجھے اپنے اردگرد لوگوں کی کثرت دھوکہ نہ دے اس لئے کہ تو اکیلا مرے گا اکیلا اُٹھے گا اور اکیلے سے حساب لیا جائے گا۔ (تفسیر روح البیان جلد 12 صفحہ 533)

(50) حضرت امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: بیشک موت کی شدت (یعنی سختی) دنیا کی لذتوں کے مطابق ہے تو جس نے دنیا میں زیادہ لذتیں اٹھائیں ہوں گی اس کو موت کی تکلیف بھی زیادہ ہوگی۔ (منہاج العابدین صفحہ 94)

(51) حضرت ابنِ مبارک (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: مجھے دس لاکھ روپے صدقہ کرنے سے زیادہ یہ بات پسند ہے کہ حرام کا ایک روپیہ ترک کردوں۔ (تنبیہ المغترین صفحہ 458)

﴿200 نصیحت آموز و حکمت بھری باتیں﴾

(1) آخرت سے غافل لوگوں کی صُحبت میں بیٹھنے سے دل مُردہ ہوتا ہے اور نیک لوگوں کی صُحبت میں بیٹھنے سے دل زندہ ہوتا ہے۔

(2) جتنا ہوسکے اپنے آپکو نیک کاموں میں مصروف رکھیں ورنہ آپکا نفس آپکو ناجائز، حرام کاموں میں مبتلا کردے گا۔

(3) انسان کی عزت اسکی دنیاوی شان وشوکت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کرنی چاہیے کہ اسکا اللہ (عزوجل) اور رسول ﷺ کے احکامات پر کتنا عمل ہے۔

(4) انسان کو اس راستے پر چلنا چاہیے جو راستہ اسے اپنے رب (عزوجل) سے مِلا دے۔

(5) رب (عزوجل) کا کام اپنے بندے کو آزمانہ ہے، بندے کی یہ حیثیت نہیں کہ وہ اپنے رب (عزوجل) کو آزمائے۔

(6) اپنے خیالوں کی حفاظت کرو کیونکہ یہ تمہارے الفاظ بن جاتے ہیں، اور اپنے الفاظ کی حفاظت کرو کیونکہ یہ تمہارے اعمال بن جاتے ہیں۔

(7) نیک بننے کی کوشش اسی طرح کرو جیسے خوبصورت بننے کی کوشش کرتے ہو۔

(8) ہر نعمت کو دیکھ کر ماشآء اللہ کہنے کی عادت بنائیں کہ جو اس پر عمل کرے گا تو ان شآء اللہ (عزوجل) وہ نعمت تمام آفتوں سے محفوظ رہے گی مگر موت برحق ہے۔

(9) گناہوں کے باوجود عیش مِلنا سخت عذاب ہے اور نیک لوگوں پر تکلیف کا آنا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اگر صبر کی توفیق ملے۔

(10) اپنی تعریف سننے کا شوق بہت بُرا ہے اس سے آخرت کو نقصان پہنچتا ہے۔

(11) کسی انسان کی اسکے منہ پر تعریف کرنا اسکو ہلاک کرنے کے برابر ہے۔

(12) جس طرح جسم کو بیماری کی موجودگی میں کھانے کی لذت حاصل نہیں ہوتی، اسی طرح گناہوں کی موجودگی میں دل کو عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوتی۔

(13) جو شخص ریاکاری سے بچنے کا خواہش مند ہو اسے چاہیے کہ جس طرح اپنے گناہوں کو لوگوں سے چھپاتا ہے اسی طرح اپنی نیکیوں کو بھی چھپائے۔

(14) جو اپنی زبان کی حفاظت کرے گا اسے کم سے کم ندامت ہوگی۔

(15) دنیا اور اسکے حال پر حیرت ہے یہ لوگوں کی دشمن ہے مگر پھر بھی لوگ اسکے عاشق ہیں۔

(16) غیر ضروری باتیں کرتے کرتے گناہوں بھری باتوں میں پڑنے کا قوی امکان رہتا ہے لہٰذا خاموشی میں ہی بھلائی ہے۔

(17) علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تم حفاظت کرتے ہو۔

(18) غم انسان کو کھانا کھانے سے روکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف انسان کو گناہوں سے روکتا ہے۔

(19) انسان اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوتا اور نہ موت اُسکی اپنی مرضی سے آتی ہے تو پھر وہ پیدائش اور موت کے درمیان کا وقفہ اپنی مرضی سے کیوں گزارنا چاہتا ہے۔

(20) انسان کیلئے بے عیب ہونے کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ دوسروں کے اندر عیب تلاش نہ کرتا ہو۔

(21) اگر ہمیشہ کیلئے جنت میں رہنا چاہتے ہو تو جہنم سے بے خوف نہ رہو۔

(22) جب انسان کی ساری توجہ اپنی خصوصیات کی طرف ہو تو وہ اپنی اصلاح میں ناقص اور لوگوں پر تنقید کرنے میں ماہر ہو جاتا ہے۔

(23) ہر خوشی کے پیچھے غم ہے اور ہر غم کے پیچھے خوشی ہے لہٰذا خوشی اور غم میں ایک بات یاد رکھیں کہ یہ وقت گزر جائے گا، لہٰذا اس لئے خوشی اور غم کے دوران گناہوں سے بچیں۔

(24) مصیبتوں کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔

(25) ایسے کام کرنے سے پرہیز کرو جن پر انسان کو ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔

(26) کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا زندگی کے بہترین اصول ہیں۔

(27) تمام برائیوں کی جڑ دنیا کی دوستی ہے۔

(28) جو شخص ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کرتا ہے وہ مر کر بھی زندہ رہتا ہے۔

(29) جو شخص تزکیہ نفس اور مجاہدوں میں زندگی گزارتا ہے دنیا اسکی غلام بن جاتی ہے۔

(30) رات کو سوتے وقت سوچنا چاہیے کہ آج کتنے نیک اعمال کئے اور کتنے بُرے اعمال کئے ہیں۔

(31) بلا حاجت اور ضرورت کے زبان سے کچھ کہنا اپنے آپکو رسوائی سے دوچار کرنا ہے۔

(32) جو شخص اللہ تعالیٰ سے دل لگائے گا اللہ تعالیٰ اسکے تمام اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھے گا۔

(33) جو شخص پرہیز گاری کا پابند ہوگا دنیا سے رخصت ہونا اس پر آسان ہونا ہوگا۔

(34) جو شخص نیک لوگوں کی مجلس میں ادب ملحوظ نہیں رکھتا وہ ان کی صُحبت کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

(35) ان چیزوں اور ان کاموں سے ہمیشہ دور رہو جو تمہیں اللہ (عزوجل) کی یاد سے غافل کر دیں۔

(36) جس نے دنیا کی محبت کو ٹھکرا دیا تو اسکا دل حکمت کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔

(37) علم دین کو لگن سے حاصل کرو تا کہ راہ الٰہی (عزوجل) پر صحیح معنوں میں گامزن ہو سکو۔

(38) منافقت انسان کو بُرے انجام تک پہنچا دیتی ہے۔

(39) بندے کو اپنے خدا کی رضا پر راضی رہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام کاموں میں کوئی کام بھی بغیر حکمت کاملہ کے نہیں ہوتا۔

(40) اگر معرفت الٰہی چاہتے ہو تو اولیاء اللہ کی قدر کرو۔

(41) وہ کام کرو جو کرنے کے ہیں ورنہ نہ کرنے والے کاموں میں پڑ جاؤ گے۔

(42) مشقت کی وجہ سے نیکی کو مت ترک کرو کیونکہ مشقت ختم ہو جائیگی لیکن نیکی باقی رہے گی اور لذت کی وجہ سے گناہ مت کرو کیونکہ لذت ختم ہو جائیگی لیکن گناہ باقی رہے گا۔

(43) غریبی میں خدا یاد رہتا ہے اور امیری میں بھول جاتا ہے۔

(44) اللہ تعالیٰ سے آخرت مانگو دنیا خود بخود مل جائے گی، جیسے کسان دانہ حاصل کرنے کیلئے کاشت کرتا ہے لیکن اسے بھوسہ خود ہی مل جاتا ہے۔

(45) صحت، جوانی، مالداری، فراغت اور زندگی کو رائیگاں نہ جانے دو اس میں نیک اعمال کرلو کہ یہ نعمتیں انسان کو بار بار نہیں ملتیں۔

(46) جیسے بدن کو تندرست رکھنے کیلئے غذا ضروری ہے اسی طرح دل کو تندرست رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ضروری ہے۔

(47) اللہ تعالیٰ کے بندوں کی محبت جو قدرتی طور پہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور محبت خلق محبت خالق کی علامت ہے لہٰذا لوگوں کی محبت حاصل کرنا ممنوع نہیں۔

(48) جو انسان دنیا سے بے رغبت ہوگا وہ گناہ کم کرے گا اور نیکیاں زیادہ اور ایسا بندہ ضرور

اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے۔اور دنیا کا یہ دستور ہے کہ جو اسکی طرف دوڑتا ہے تو وہ اس سے بھاگتی ہے اور جو اس سے بے نیاز ہوتا ہے تو وہ اسکی طرف دوڑتی ہوئی آتی ہے اور جو شخص لوگوں سے تمنا رکھے گا تو خواہ مخواہ انکی خوشامد کرے گا تو لوگ اس سے نفرت کریں گے اور جو لوگوں سے بے نیاز ہوگا تو لوگ خواہ مخواہ اسکی طرف آئیں گے۔

(49) مومن کو موت کے وقت حضور ﷺ سے ملنے کی ایسی خوشی نصیب ہوتی ہے کہ وہ شدت نزع کو محسوس نہیں کرتا وہ سمجھتا ہے کہ زندگی میں مجھے مدینہ منورہ کی حاضری مشکل تھی اب میری قبر مدینہ بن جائے گی۔

(50) زیادہ پیٹ بھرنے سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں،اور نوے (90) فیصد بیماریاں پیٹ سے پیدا ہوتی ہیں پھر اس سے سخت غفلت پیدا ہوتی ہے،دل میں نور نہیں آتا کیونکہ کھانا اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے عبادات ،ریاضات کی قوت پیدا ہو اور وہ بقدر ضرورت لقموں سے حاصل ہو جاتی ہے۔

(51) جو لوگ دنیا میں زیادہ پیٹ بھر کر کھانا کھائیں گے تو قیامت میں بہت کم اعمال لے کر آئیں گے کیونکہ انکے وقت کا زیادہ تر حصہ تو کھانا کھانے ،ہضم کرنے ،ہضم نہ ہونے کی صورت میں علاج معالجہ میں گزر جائے گا اعمال کب کریں گے۔

(52) دنیا کے حریص شخص کے اوقات دو کاموں میں خرچ ہوتے ہیں،(1) دنیا کمانا اور (2) کمائی ہوئی دنیا کی حفاظت کرتے رہنا۔اور اسے رب (عزوجل) کی طرف دھیان کا وقت بہت کم ملتا ہے۔

(53) اللہ تعالیٰ دنیا کی دولت اُسے بھی دیتا ہے جسے پسند نہیں کرتا،لیکن دین کی دولت صرف اُسے دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

(54) نیکی کی راہ سے دور کرنے والے دوست کسی دشمن سے کم نہیں کیونکہ یہ دوست ہی تمہاری دنیا اور آخرت کو برباد کرنے کیلئے کافی ہیں۔

(55) کسی کا دِل دُکھانے سے پہلے اتنا ضرور سوچو کہ اگر تم اُس کی جگہ پر ہوتے تو تم پر کیا گزرتی۔

(56) جو شخص اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کو کافی سمجھے تو وہ زندگی میں کبھی بھی کسی کا محتاج نہیں ہوسکتا۔

(57) اچھی سوچ رکھو کیونکہ سوچ سے الفاظ بنتے ہیں اور الفاظ سے عمل بنتا ہے، عمل سے کردار بنتا ہے اور کردار سے انسان کی پہچان بنتی ہے۔

(58) جو شخص آخرت کیلئے عمل کرتا ہے اللہ اُسکے دینی اور دنیوی کاموں میں مدد کرتا ہے جو شخص اپنی باطنی خامیوں کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی ظاہری خامیوں کی اصلاح فرما دیتا ہے۔

(59) اُس وقت تک کوئی فیصلہ نہ کرو جب تک تمہارے خون کی گردش اور دل کی دھڑکن پُر سکون نہ ہو جائے۔

(60) رشتوں کی رسی کمزور تب ہوتی ہے جب انسان غلط فہمی میں پیدا ہونے والے سوالوں کے جوابات بھی خود بنا لیتا ہے۔

(61) اُس غربت پر صبر کرنا جس میں عزت محفوظ ہو، اُس امیری سے بہتر ہے جس میں ذلت و رسوائی ہو۔

(62) حسد کرنے والے کیلئے یہی سزا کافی ہے کہ جب آپکو خوشی ملتی ہے تو وہ غمگین ہو جاتا ہے۔

(63) بُرا وقت وہ شفاف آئینہ ہے جو بہت سارے چہرے واضح کر دیتا ہے۔

(64) ہمارا اچھا وقت دنیا کو بتاتا ہے کہ ہم کون ہیں اور بُرا وقت ہمیں بتاتا ہے کہ دنیا کیا ہے۔

(65) اے انسان تو اپنے رب کا کتنا بڑا نافرمان ہے کہ رزق رب کا کھاتا ہے اور فرمانبرداری شیطان کی کرتا ہے۔

(66) انسان کو انسان دھوکہ نہیں دیتا بلکہ انسان کو اسکی وہ اُمیدیں دھوکہ دے جاتی ہیں جو وہ دوسروں سے رکھتا ہے۔

(67) اگر جنت میں اپنی مرضی کی زندگی گزارنا چاہتے ہو تو دنیا میں رب کی مرضی کی زندگی گزار لو۔

(68) لمبی اُمیدوں سے دور رہا کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس موجود نعمتوں کو حقیر بنا دیتی ہیں۔

(69) بہترین انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے ورنہ اچھی باتیں تو بُرے لوگ بھی کر لیتے ہیں۔

(70) انسان کی فطرت اُس کے چھوٹے چھوٹے کاموں سے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ بڑے کام تو وہ ہمیشہ سوچ سمجھ کے ہی کرتا ہے۔

(71) نامِ خدا لے کر اُٹھ جاتے ہیں جو لوگ تو منزل کے پاس وہ نہیں منزلیں اُن کے پاس آجاتی ہیں۔

(72) اللہ کو پا کر کبھی کسی نے کچھ نہیں کھویا اور اللہ کو کھو کر کبھی کسی نے کچھ نہیں پایا۔

(73) شہوت انسان کو نسلِ انسانی کے قائم رکھنے کیلئے دی گئی ہے اور یہ جنت کی لذات میں سے ہے اسے جائز طریقے سے استعمال کیا جائے ورنہ یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔

(74) وقت اور سمجھ دونوں ایک ساتھ خوش قسمت لوگوں کو ہی ملتے ہیں کیونکہ اکثر وقت پہ سمجھ نہیں ہوتی اور سمجھ آنے تک وقت نہیں بچتا۔

(75) عقل منداور اچھا انسان وہ ہے جو لوگوں سے عبرت حاصل کرے اور بے وقوف اور بُرا انسان وہ ہے جو لوگوں کیلئے عبرت کا باعث بنے۔

(76) وہ شخص مومن ہے جسے اللہ تعالیٰ نعمتیں عطا کرے تو وہ شکر ادا کرے اور اگر وہ اسے آزمائش میں مبتلا کرے تو صبر کرے۔

(77) انسان کے اندر جتنی بھی بُرائیاں پیدا ہوتی ہیں وہ اسکی نفسانی خواہشات اور غصے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

(78) جو مصیبت تمہیں اللہ کی طرف متوجہ کردے وہ مصیبت نہیں بلکہ رحمت ہے اور جو نعمت تمہیں اللہ سے غافل کردے وہ نعمت نہیں بلکہ مصیبت ہے۔

(79) جن لوگوں کے جسموں پر نفسانی خواہشات کی حکمرانی ہو وہ گناہوں کی قید سے کبھی آزاد نہیں ہو سکتے۔

(80) جاہل انسان کے سامنے عقل و حکمت کی بات مت کرو کیونکہ پہلے وہ بحث کرے گا اور پھر اپنی ہار دیکھ کر تمہارا دشمن جائے گا۔

(81) بُرے مقصد کیلئے اگر محنت کامیاب بھی ہو جائے تو بھی ناکام ہے اور اس کے برعکس اچھے مقصد کیلئے محنت اگر ناکام بھی ہو جائے تو کامیاب ہے۔

(82) ناکامی کا مُنہ اکثر اُس وقت دیکھنا پڑتا ہے جب ہم کامیابی کے حصول کیلئے اپنے رب کے اصول توڑ دیتے ہیں۔

(83) عُروج اور زوال میں انسان کا گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے کیونکہ عروج میں

انسان تکبر کرتا ہے اور زوال میں ناشکری۔

(84) ہر انسان کو ہفتے میں ایک بار ضرور قبرستان جانا چاہیے تا کہ دل میں آخرت کی فکر پیدا ہو اور دنیا کی محبت دل سے دور ہو اور انسان کو اپنا ٹھکانہ یاد رہے۔

(85) جب اپنے دل میں سکون کی کمی محسوس کرو تو فوراً اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ کرو کیونکہ انسان کے گناہ ہی ہیں جو انسان کے دل کو بے چین رکھتے ہیں۔

(86) وہ غم جس کے ملنے پر تمہارا رُجوع اللہ کی طرف ہو جائے اُس خوشی سے بہتر ہے جس کے ملنے پر تم اپنے رب کو بھول جاؤ۔

(87) اگر ایک ہارا ہوا انسان ہارنے کے بعد بھی مُسکرا دے تو جیتا ہوا انسان اپنی جیت کی خوشی کھو دیتا ہے۔

(88) کبھی بھی اپنی جسمانی طاقت اور دولت پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ بیماری اور غربت کے آنے میں دیر نہیں لگتی۔

(89) انصاف یہ ہے کہ ہم دوسروں کی غلط بات سے اختلاف کریں اور ناانصافی یہ ہے کہ یہ اختلاف ہمیں اُن کے ساتھ بُرا رویہ اختیار کرنے پر مجبور کر دے۔

(90) کسی انسان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو کیونکہ ہو سکتا ہے کل تم پر بھی ایسا وقت آ جائے۔

(91) آنکھ، زبان اور کان دل کے دروازے ہیں ان کی حفاظت کرو کیونکہ تمام آفات ان سے داخل ہو کر ہی بدن میں داخل ہوتی ہیں۔

(92) شیطان کو گمراہ کرنے کیلئے کوئی دوسرا شیطان نہیں آیا تھا بلکہ یہ نفس ہی تھا جس نے اُسے مردود بنا دیا۔

(93) دولت ایمان و معرفت کی ہو یا دنیا کی جتنی بڑھتی جائے گی اتنا ہی انسان کی نیند کم ہوتی چلی جائے گی۔

(94) موت سب سے بڑی حقیقت ہے جسے ہر شخص بھلائے بیٹھا ہے اور دنیوی زندگی ایک دھوکہ ہے جس کے پیچھے ہر شخص بھاگ رہا ہے۔

(95) اگر مرد دین دار ہو جائے تو دین گھر کی دہلیز تک پہنچ جاتا ہے اور اگر عورت دیندار ہو جائے تو دین نسلوں تک پہنچ جاتا ہے۔

(96) اے انسان غور کر کہ اس دنیا میں کاغذ کا نوٹ محنت کے بغیر نہیں ملتا، تو جنت کی نعمتیں بھی اتنی سستی نہیں ہے کہ وہ بغیر محنت کئے ہی مل جائیں۔

(97) شیطان کا پہلا شکار انسان کی حیاء ہوتی ہے کیونکہ جب انسان بے حیاء ہو جائے تو اُسے کوئی بُرائی بُری نہیں لگتی۔

(98) زندگی میں سادگی اپناؤ جتنی سادی تمہاری زندگی ہوگی اُتنی پریشانیاں کم ہوں گی۔

(99) انسان مایوس اور پریشان اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنے رب کو راضی کرنے کی بجائے لوگوں کو راضی کرنے میں لگ جاتا ہے۔

(100) اس انسان کی بات زیادہ پُر اثر ہوتی ہے جس کے پاس نصیحت کرنے کیلئے خوبصورت الفاظ کے بجائے خوبصورت کردار ہوتا ہے۔

(101) ان چیزوں کی وجہ سے انسان کا دل مُردہ ہو جاتا ہے (1) اللہ کا ذکر چھوڑنے سے (2) دنیا کی محبت سے (3) غلط لوگوں کی صُحبت اختیار کرنے سے۔

(102) اے انسان جس طرح تو اپنے ظاہر کو سنوارنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح اپنے باطن کو بھی سنوارنے کی کوشش کیا کر۔

(103) اگر آرام وسکون کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہو تو ان دو باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو (i) اللہ سے اپنے نصیب سے زیادہ نہ مانگو (ii) اللہ تعالیٰ سے کسی کے نصیب کا نہ مانگو کیونکہ انسان کے نصیب میں جو کچھ لکھا ہے وہ اسے ضرور ملے گا اور جو کسی اور کے نصیب میں لکھا ہے وہ اسے کبھی نہیں ملے گا۔

(104) توبہ کی مثال غسل کی طرح ہے کہ جتنی بار کی جائے روح میں تازگی اور نکھار اتنا ہی زیادہ آتا ہے۔

(105) گناہ کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور دل کی سیاہی کی علامت یہ ہوتی ہے کہ گناہوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی، عبادت کیلئے موقع نہیں ملتا، اور نصیحت و بیان سُن کر بھی دل پر اثر نہیں ہوتا۔

(106) انسان مکان بدلتا ہے، رشتہ بدلتا ہے، دوست بدلتا ہے لیکن پھر دُکھی رہتا ہے کیونکہ وہ اپنے رویہ کو نہیں بدلتا۔

(107) اپنی اصلاح کرنے میں اتنے مصروف ہو جاؤ کہ کسی اور پر تنقید کرنے کا وقت ہی نہ ملے۔

(108) انسان کی زندگی برف کی مانند ہے اسے اللہ و رسول کے حکم کے مطابق گزار لو، ورنہ یہ پگھل تو رہی ہے ایک دن ختم بھی ہو جائے گی۔

(109) جنت تیرے وجود کو ترسے گی "اے انسان" تو میرے نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر تو دیکھ۔

(110) جو والدین اپنی اولاد کو اللہ و رسول (عزوجل) و ﷺ کا فرمانبردار نہیں بناتے وہ یہ خواب بھی دیکھنا چھوڑ دیں کہ یہ اولاد انکی حقیقی فرمانبردار بن جائے گی۔

(111) ہر حال میں شکر خداوندی ادا کرنے سے انسان کو لازوال نعمت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

(112) خدا کے خوف سے آنکھ سے گرنے والا ایک قطرہ تمام عبادتوں سے افضل ہوتا ہے۔

(113) اگر ایک انسان کوئی بات دل کی گہرائی سے کرے تو وہ لوگوں کے دل و دماغ پر ضرور اثر کرتی ہے۔

(114) اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو اس سے تمہارے افعال (کام) اچھے ہو جائیں گے۔

(115) جس کی آنکھ میں عشق الٰہی کا سُرمہ لگا ہو اسکی نظر میں عرش سے تحت تک کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔

(116) اے جوانو، بڑھاپے سے پہلے آخرت کیلئے کچھ نیک اعمال کرلو کیونکہ بڑھاپے میں کچھ نہ کرسکو گے۔

(117) بندہ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ دین کو اپنی خواہشات پر ترجیح نہ دے۔

(118) نفس کیلئے سب سے مشکل مرحلہ اخلاص کو اپنانا ہے۔

(119) خوف خدا سے تمام خوف ختم ہو جاتے ہیں اور انسان کے دل کے اندر طمانیت جاگزیں ہو جاتی ہے۔

(120) جو شخص اپنی حیثیت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا عادی ہوتا ہے وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوسکتا۔

(121) جو شخص اپنے اعمال کی حفاظت نہیں کرتا وہ ریاکاری سے نجات نہیں پاسکتا۔

(122) جو شخص ظلم کرتا ہے اس کا ظلم ایک نہ ایک دن اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

(123) جس شخص کی عقل مضبوط ہوتی ہے وہ اکثر لوگوں کے حالات سے عبرت کا سبق حاصل کرتا ہے۔

(124) جو شخص زیادہ لالچ کرتا ہے وہ اکثر ٹھوکر کھاتا ہے اور جس شخص میں حیاء کم ہوتی ہے اس میں پرہیزگاری بھی کم ہوجاتی ہے اور اسکا دل مُردہ ہوجاتا ہے۔

(125) جو شخص اپنے نفس کو ہمیشہ عبادت وریاضت میں لگائے رکھتا ہے وہ فائدہ اُٹھاتا ہے اور جو شخص واقعات سے عبرت کا سبق لیتا ہے وہ بُرے کاموں سے باز آجاتا ہے۔

(126) جو شخص صرف دنیا کو آباد کرتا ہے اسکی آخرت خراب اور برباد ہوجاتی ہے اور جو شخص اپنی آخرت کو آباد کرتا ہے اسکی سب اُمیدیں پوری ہوجاتی ہیں۔

(127) جو شخص ہمیشہ سچی بات کہتا ہے اس کا جلال اور ہیبت بڑھ جاتی ہے۔

(128) جو شخص اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے اور اسکی تقسیم پر قناعت کرتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

(129) جو شخص وہ کام کرتا ہے جو اسکے جی میں آتے ہیں تو اس کو وہ مصیبتیں پیش آتی ہیں جن کو اس کا جی نہیں چاہتا۔

(130) علم کی فضیلت وخوبی اس پر عمل کرنا اور عمل کی خوبی اس میں اخلاص رکھنا ہے۔

(131) انسان کو چاہیے کہ وہ ایسے کام نہ کرے جس سے انسانیت کا دامن داغدار ہوجائے۔

(132) انسان کو بھیڑوں بکریوں سے سبق سیکھنا چاہیے کہ بھیڑ، بکریاں اپنے چرواہے کی آواز سُن کر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور جدھر وہ اشارہ کرتا ہے اُدھر چل پڑتی ہیں جبکہ انسان اپنے نفس کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے سے انکاری ہوجاتا ہے۔

(133) انسان پر تعجب ہے کہ وہ اپنی خواہشات پر بے دریغ خرچ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے رضا کیلئے ایک روپیہ بھی خرچ کرنا اسے بڑا معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس میں اسی کا بھلا ہے آخری روز اسے معلوم ہوگا کہ جو نفس کی خواہشات پر خرچ کیا وہ جہنم کا ایندھن بنا اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ پر خرچ کیا وہ نجات کا موجب (باعث) ہوا۔

(134) جھوٹا انسان سب سے زیادہ نقصان اپنے آپ کو پہنچاتا ہے۔

(135) عقل مند انسان بولنے سے پہلے سوچتا ہے جبکہ بیوقوف انسان بولنے کے بعد سوچتا ہے

(136) اگر اپنی اولاد کو نیک اور صالح بنانا چاہتے ہو تو اسکی پرورش لقمہ حلال سے کرو۔

(137) قرآن و حدیث سے ہی انسان کو راہِ مستقیم ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

(138) اگر عورت نیک و پارسا بنے تو اس کی گود ہی سے اللہ تعالیٰ کا ولی جنم لے گا اور دنیا کو اپنی ولائیت کی روشنی سے نوازے گا۔

(139) اچھی بات کی قدر و قیمت عقل مند شخص ہی جانتا ہے۔

(140) دنیا کی عزت مال سے ہے اور آخرت کی عزت اعمال سے ہے۔

(141) دعا کی قبولیت کا انحصار انسان کے خلوص پر ہے نہ کہ الفاظ پر۔

(142) جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔

(143) اے انسان: اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے اور تو دوسروں کا ہونا چاہتا ہے۔

(144) لوگ بیماری کے خوف سے حلال رزق کھانا بھی چھوڑ دیتے ہیں لیکن عذاب الٰہی کے خوف سے گناہ نہیں چھوڑتے۔

(145) دنیا مسافر خانہ ہے لیکن بیوقوف لوگوں نے اسے اپنا وطن بنا رکھا ہے۔

(146) مال و دولت کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو کہ یہ ایک ایسی مستی ہے جس سے بہت دیر بعد ہوش آتا ہے۔

(147) بُرے لوگوں کی صحبت سے بچو کہ بُرائی بہت جلد بُرائی سے مل جاتی ہے۔

(148) انسان کا ہر سانس گویا موت کی طرف ایک قدم ہے۔

(149) جب انسان دنیا میں آتا ہے تو لوگ ہنس رہے ہوتے ہیں اور وہ رو رہا ہوتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی زندگی اتنی اچھی گزار کر جائے کہ جب وہ اس دنیا سے جائے تو لوگ رو رہے ہوں اور وہ ہنس رہا ہو۔

(150) ایسی دولت جمع کرو جو تمہارے ساتھ قبر میں جا سکے۔ دنیا کا مال و متاع تو اسی دنیا میں ہی رہ جائے گا۔

(151) حقیر سے حقیر پیشہ اختیار کرنا لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔

(152) جب نیکی کرنے کا خیال آئے تو اس میں جلدی کرو ورنہ شیطان نیکی کی تکمیل تک حملہ کرتا رہتا ہے۔

(153) سچے انسان کے جھوٹ میں کوئی اچھا مقصد ہو سکتا ہے لیکن جھوٹے انسان کا سچ صرف آگ لگانے کیلئے ہوتا ہے۔

(154) معصوم بچپن پاکیزہ جوانی کا پیش خیمہ ہوتا ہے اور پاکیزہ جوانی باوقار بڑھاپے کی ضمانت ہوتی ہے۔

(155) انسان کی نیت کی پیائش اُس وقت ہوتی ہے جب وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ بھلائی کرے جو اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

(156) خوشی انسان کو اتنا نہیں سکھاتی جتنا کہ غم انسان کو سکھاتا ہے۔

(157) کبھی بھی کسی کو نیچی (یعنی حقیر) نظر سے نہ دیکھو کیونکہ تمہاری جو حیثیت ہے یہ تمہاری قابلیت نہیں بلکہ اللہ کا تم پر کرم ہے۔

(158) اپنی نیکیوں کو زیادہ ہونے پر بھی تھوڑا سمجھو اور اپنی بُرائیوں کے تھوڑا ہونے کو بھی زیادہ سمجھو۔

(159) لوگوں کیلئے تم اس وقت اچھے ہو جب تک تم ان کی اُمیدوں کو پورا کرو اور سبھی لوگ اچھے ہیں جب تک تم ان سے کوئی اُمید نہ رکھو۔

(160) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آج کل نیکی کا تو زمانہ نہیں رہا تو وہ لوگ انسان سے نیکی کا بدلہ چاہتے ہیں لیکن جو لوگ اس لئے نیکی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نیکی کا اجر کوئی نہیں دے سکتا تو اُن کیلئے ہر زمانہ نیکی کا زمانہ ہے اس لئے نیکی انسان سے کرو مگر اُس کے صلے کی اُمید اللہ سے رکھو۔

(161) تم اچھا کرو اور زمانہ تم کو بُرا سمجھے یہ تمہارے حق میں بہتر ہے بجائے اس کے کہ تم بُرا کرو اور زمانہ تم کو اچھا سمجھے۔

(162) دنیا نصیب سے ملتی ہے اور آخرت محنت سے لیکن لوگ محنت دنیا کیلئے کرتے ہیں اور آخرت کو نصیب پر چھوڑ دیتے ہیں۔

(163) آنکھ دل کا دروازہ ہے اگر دل کی حفاظت کرنا چاہتے ہو تو آنکھ کی حفاظت کرو۔

(164) انسان کا بہترین دوست وہ ہے جس کی گفتگو سے اس کے علم میں اضافہ ہو اور اس کا عمل اسے آخرت کی یاد دلائے۔

(165) نادان ہے وہ شخص جو فجر کی نماز کے وقت سویا رہتا ہے اور لوگوں سے تنگی رزق کا شکوہ کرتا ہے۔

(166) اگر لوگ تم سے متاثر ہو رہے ہوں تو تکبر نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ جس نے تمہارے عیبوں کو چھپا کر تمہیں لوگوں کے سامنے معزز بنا رکھا ہے۔

(167) ضروریات ان کو کہتے ہیں جن کو پورا کئے بغیر جینا مشکل ہو اور خواہشات وہ ہوتی ہیں جن کو پورا کرتے کرتے جینا مشکل ہو جائے۔

(168) آنسوؤں کا جاری نہ ہونا دل کی سختی کی وجہ سے ہوتا ہے اور دل کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے اور گناہوں کی کثرت موت کو بھلانے کی وجہ سے ہوتی ہے اور موت سے غفلت لمبی اُمیدوں کی وجہ سے ہوتی ہے اور لمبی اُمیدیں دنیا سے محبت کی وجہ سے ہوتی ہیں اور دنیا کی محبت ہی ہر گناہ کی جڑ ہے۔

(169) نیت کتنی بھی اچھی ہو دنیا تم کو تمہارے دکھاوے سے جانتی ہے اور دکھاوا کتنا ہی اچھا ہو اللہ تم کو تمہاری نیت سے جانتا ہے۔

(170) اے انسان دنیا کے سارے لوگ تجھے اپنے فائدے کیلئے چاہتے ہیں لیکن صرف ایک تیرا رب ہی ہے جو تجھے تیرے فائدے کیلئے چاہتا ہے۔

(171) انسان کی شخصیت اسکی زبان میں چھپی ہوتی ہے، اور صرف ایک غلط جملہ اسکی ساری شخصیت اور عزت کو خاک میں مِلا دیتا ہے۔

(172) صبر ایک ایسی سواری ہے جو اپنے سوار کو گرنے نہیں دیتی نہ کسی کے قدموں میں نہ کسی کی نظروں میں۔

(173) اگر دنیا بہترین جگہ ہوتی تو یہاں کوئی روتا ہوا پیدا نہ ہوتا۔

(174) جس شخص کو نصیحت کی خوشبو نا گوار معلوم ہوتی ہے تو وہ اس کیڑے کی مانند ہے جس نے گندگی میں پرورش پائی ہو۔

(175) جس دل میں برداشت کرنے کی قوت ہو وہ کبھی شکست نہیں کھا سکتا۔

(176) اے لوگو نہ تم اپنی مدتِ حیات سے آگے بڑھ سکتے ہو اور نہ اپنے رزق سے زیادہ حاصل کر سکتے ہو یاد رکھو کہ یہ زندگی دو دن کی زندگی ہے ایک دن تمہارے حق میں ہوگی اور ایک دن تمہارے مخالف، جس دن تمہارے حق میں ہوگی اس دن غرور نہ کرو اور جس دن تمہارے مخالف ہوگی اس دن صبر کرلو، اور یہ دنیا ہمیشہ کروٹیں بدلتی رہتی ہے لہٰذا جو تمہارے حق میں ہے وہ کمزروی کے باوجود بھی تم کو مل جائے گا اور جو تمہارے حق میں نہیں ہے اسے تم طاقت کے باوجود بھی حاصل نہیں کر سکتے، اس لیے اللہ کے آگے عاجزی سے جُھک جاؤ وہ کسی کو بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔

(177) گناہ کے کاموں پر انسان کی طبیعت خود بخود چلتی ہے لیکن نیکی کے کاموں پر طبیعت کو چلانا پڑتا ہے۔

(178) دنیا میں حقیقی لذت کسی شے میں نہیں ہے البتہ لوگ تکالیف کا خاتمہ کرنے والی چیزوں کو لذت کا نام دیتے ہیں مثلاً کھانے میں اس لیے لذت ہے کہ وہ بھوک کی تکلیف کو ختم کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھوک ختم ہو جائے تو کھانے میں لذت محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح پانی اس لئے لذیذ لگتا ہے کہ پیاس کو ختم کرتا ہے جب پیاس بجھ گئی تو لذت بھی جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح دنیا کی دیگر اشیاء جن سے ایک انسان بظاہر لذت حاصل کرتا ہے ان سب کا یہی حال ہے حقیقی لذتیں تو جنت میں ہی نصیب ہوں گی کیونکہ اہلِ جنت کو جب کوئی تکلیف ہی نہ ہوگی تو اس سے چھٹکارا دینے والی اشیاء کا وجود کہاں سے ہوگا؟ لہٰذا انکی لذّات حقیقی ہوں گی مثلاً انکے کھانے پینے کی لذتیں اصل ہوں گی محض بھوک اور پیاس ختم کرنے کیلئے نہ ہوں گی۔

(179) فاسق وفاجر لوگوں کی صُحبت میں بیٹھنے سے انسان کا دل مردہ اور سیاہ ہو جاتا ہے اور اسے گناہوں پر دلیری حاصل ہوتی ہے جبکہ نیک لوگوں کی صُحبت میں بیٹھنے سے انسان کا دل زندہ اور روشن ہو جاتا ہے اور اسے نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔

(180) جس بات کو تم اپنے لیے بُرا سمجھتے ہو وہ دوسروں کیلئے بھی پسند نہ کرو۔

(181) مطلب پرست دوستوں سے کبھی بھی وفا کی اُمید نہ رکھو۔

(182) اگر کسی حاجت مند شخص کا کوئی کام تمہارے ہاتھ یا بات سے ممکن ہو تو اسے ہرگز مایوس نہ کرو۔

(183) اگر انسان سے کوئی نیکی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اسے بھول جائے کیونکہ اس کا یاد رکھنا اسے غرور و تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(184) جو شخص کسی شخص کی غیبت یا چغلی تمہارے سامنے کرتا ہے تو وہ ضرور تمہاری بھی غیبت یا چغلی کسی اور کے سامنے کرتا ہوگا۔

(185) اچھی کتاب وہ ہے جس کے مطالعہ کرنے سے انسان اپنا محاسبہ کرے اپنی اچھائیاں برائیاں کتاب میں ڈھونڈ سکے اور خدا کی پہچان ہو سکے۔

(186) عقل مند شخص وہ ہے جو لوگوں کے حالات دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔

(187) انسان کو اپنی حالت پر غور کرتے رہنا چاہیے کہ کہیں وہ دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اپنی آخرت ہی برباد نہ کر ڈالے۔

(188) تمام برائیاں نفسانی خواہشات سے پیدا ہوتی ہیں۔

(189) انسان کو اساتذہ کی عزت ماں باپ سے زیادہ کرنی چاہیے کیونکہ وہ اس کی روح کی اصلاح کرتے ہیں۔

(190) کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہوئے یہ نہ سمجھو کہ میں نے اس پر احسان کیا ہے بلکہ یہ سوچو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں بہتر ارادہ فرمایا ہے کہ اس نے مجھے اس کے ساتھ نیکی و بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

(191) اللہ کی محبت میں اور اس کے خوف سے گرنے والا آنسو کا قطرہ بے شک بہت چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ سمندر کے برابر گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

(192) جو شخص علم کے ذریعے سیدھے راستے پر چلنا چاہتا ہے تو علم اسے سیدھے راستے پر لگا دیتا ہے۔

(193) جو شخص اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے تو وہ کامل درجے کا پرہیز گار ہو جاتا ہے۔

(194) جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سب آفتوں سے نجات بخش دیتا ہے۔

(195) جو شخص اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے تو اس کا مرتبہ بلند ہو جاتا ہے اور جو شخص نفس کے قابو میں آجاتا ہے اس کی قدر و منزلت گھٹ جاتی ہے۔

(196) جو شخص ہمیشہ سست اور کاہل رہتا ہے، وہ اپنی اُمیدوں میں ناکام رہتا ہے۔

(197) جس شخص کی اُمیدیں لمبی اور دراز ہوتی ہیں اس کے عمل بُرے اور خراب ہو جاتے ہیں۔

(198) جو شخص حرص و لالچ کا لباس پہن لیتا ہے تو وہ ہمیشہ محتاج ہی رہتا ہے۔

(199) جو شخص خدا تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر پر راضی رہتا ہے وہ نہایت خوش رہتا ہے۔

(200) آدمی کے دین و ایمان کے مطابق اسے دنیا کی مصیبتیں پیش آتی ہیں یعنی جس قدر زیادہ کامل ایمان ہو اسی قدر زیادہ مصائب پیش آتے ہیں۔

(چالیس احادیث اُمت تک پہنچانے کی فضیلت)

(1) حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے جہاں انسان پہنچے تو عالم ہو؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری اُمت پر چالیس احکامِ دین کی حدیثیں حفظ کرے (یعنی میری اُمت تک ان کے دین کے متعلق چالیس احادیث پہنچائے) تو اللہ تعالیٰ اسے فقیہ (عالم) اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع و گواہ ہوں گا۔

(مشکوۃ شریف کتاب العلم جلد 1 حدیث 240 صفحہ 73)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمتہ اللہ علیہ) اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: اس حدیث پاک کے بہت پہلو ہیں مثلاً چالیس حدیثیں یاد کر کے مسلمانوں کو سنانا یا چھاپ کر ان میں تقسیم کرنا، ترجمہ یا شرح کر کے لوگوں کو سمجھانا، راویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا سب ہی اس میں داخل ہیں یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری اُمت تک پہنچا دے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا اور میں اس کی خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقویٰ کی خصوصی گواہی دوں گا، ورنہ عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔ (مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ) اس حدیث کی بنا پر تقریباً تمام محدثین نے جہاں حدیثوں کے دفتر لکھے وہاں علیحدہ چہل حدیث جسے اربعینیہ کہتے ہیں جمع کیں جیسے امام نووی (رحمتہ اللہ علیہ) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمتہ اللہ علیہ) کی اربعینیات مشہور ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد 1 صفحہ 213)

(2) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت میں سے جس شخص نے چالیس احادیث یاد کیں جو انہیں امرِ دین (دین کے کاموں) میں نفع پہنچائیں تو وہ قیامت کے دن طبقہ علماء سے اٹھایا جائے گا۔ عالم، عابد (یعنی عبادت گزار) پر ستر درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان درجوں میں کتنا فرق ہے۔ (کنز العمال جلد 10 حدیث 29183 صفحہ 445)

(3) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری اُمت کو فائدہ پہنچانے کے لیے چالیس احادیث کو یاد کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(کنز العمال جلد 10 حدیث 29186 صفحہ 446)

اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انبیاء اور علماء کے ساتھ اس کا حشر کرے گا۔

(کنز العمال جلد 10 حدیث 29467 صفحہ 476)

خوشخبری

نوجوانوں کی اصلاح کے لیے لکھی گئی

حافظ محمد شہباز قادری عطاری کی تالیف

عشق مجازی

(اسکے اسباب، نقصانات اور اسکا حل)

کو بھی اس کتاب (**کنز النصیحت**)

میں شامل کر دیا گیا ہے

﴿عشق مجازی﴾

(اس کے اسباب، نقصانات اور اس کا حل)

☆محبت اور عشق کی تعریف

دل کا کسی پسندیدہ چیز کی جانب مائل ہوجانا یہ محبت ہے اور محبت میں حد سے زیادہ تجاوز (بڑھ جانا) یہ عشق ہے۔

عشق کی دو اقسام:۔ (1) عشق حقیقی (2) عشق مجازی

☆**عشق حقیقی کی تعریف:۔** عشق حقیقی سے مراد، عشق الٰہی (عزوجل) ہے نیز اس میں ہر وہ عشق و محبت داخل ہے جسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کیا جائے، چاہے وہ انبیاء کرام (علیہم السلام) صحابہ کرام (علیہم الرضوان) اولیاء کرام (رحمۃ اللہ علیہ) یا عام مؤمنین و مومنات سے ہو اُسے عشق حقیقی کہتے ہیں۔

☆**عشق مجازی کی تعریف:۔** عشق مجازی سے مراد نفسانی محبت ہے اس لفظ کو اکثر عورتوں یا خوبصورت لڑکوں سے کی جانے والی نفسانی اغراض سے بھرپور محبت و عشق کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

قارئین کرام! آج مسلمانوں کی اکثریت عشق مجازی کی آفت میں بُری طرح گرفتار ہے بلکہ بسا اوقات تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ان کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف جنس مخالف کی توجہ اپنی جانب مبذول کروانا ہی رہ گیا ہے۔ لٰہذا اِن حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عشق مجازی کے چند اسباب، نقصانات اور اس کا حل پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

﴿عشق مجازی کے اسباب﴾

(1) اسلامی تربیت کا فقدان

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۝ اے ایمان والو! اپنی جانو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (پارہ 28 سورہ تحریم آیت 6)

جب نبی کریم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے سامنے تلاوت کی تو وہ یوں عرض کرنے لگے، یارسول اللہ ﷺ ہم اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے کس طرح بچاسکتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے اہل وعیال کو ان چیزوں کا حکم دو جو اللہ تعالیٰ کو محبوب یعنی پسند ہیں اور ان کاموں سے اپنے اہل وعیال کو روکو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (تفسیر درمنثور جلد 8 صفحہ 225)

حدیثِ پاک میں ہے سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اسکے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائیگا بادشاہ نگران ہے اس سے اسکی رعایا (عوام) کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ آدمی اپنے اہل وعیال کا نگران ہے اس سے اسکے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جائیگا عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگران ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائیگا۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ جلد 1 حدیث 846 صفحہ 404)

قارئین کرام! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ہم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اسکے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی اولاد اور جتنے بھی افراد ہمارے ماتحت ہیں اُنکی اسلامی تربیت کریں ورنہ ان بچوں کو نفس وشیطان اپنا آلہ کار بنالیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نفسانی خواہشات کی آندھیاں ان کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گی اور وہ گناہوں میں مبتلا ہوجائیں گے اور ہوسکتا ہے گناہوں سے توبہ کی توفیق نہ ملنے اور

ان گناہوں میں مبتلا رہنے کی وجہ سے ایمان بھی اُنکے ہاتھ سے چلا جائے اور دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوجائیں۔

قارئین کرام! تمام والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُنکی اولاد فرمانبردار ہو اس کیلئے لازمی ہے کہ ان کی اسلامی تربیت کی جائے کیونکہ اس اولاد میں سے ہر ایک معاشرے کا اہم فرد بنے گا اور فرد سے افراد اور افراد سے معاشرہ بنتا ہے جو والدین اپنے بچوں کی اسلامی تربیت نہیں کرتے تو یہ خواب بھی نہ دیکھیں کہ اُنکی اولاد اُنکی فرمانبردار ہوگی۔ کیونکہ جو اولاد اللہ اور اسکے رسول اکرم ﷺ کی نافرمان ہو تو وہ کیسے والدین کی فرمانبرداری کرسکتی ہے مگر بدقسمتی یہ ہے کہ جب اولاد اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کررہی ہو اور احکامات شریعت پر عمل نہ کررہی ہو تو والدین اپنی اولاد کو کچھ نہیں کہتے (الا ماشاء اللہ) لیکن جب یہ اولاد ان کی نافرمانی کرتی ہے اور ان کی بات نہیں مانتی تو فکر لاحق ہوجاتی ہے کہ ان کی اولاد ان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کررہی ہے حالانکہ یہ سب ان کی اپنی غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

قارئین کرام! آج ہر کوئی غلط معاشرے کا تذکرہ تو کرتا ہے کہ حالات بہت بگڑتے جارہے ہیں مگر کبھی یہ بھی سوچا کہ ایسا کیوں ہورہا ہے حالات کیوں بگڑ رہے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے؟ جب ہم اس بارے میں غور کریں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ سب ہماری اپنی غفلت اور اولاد کی اسلامی تربیت نہ کرنے کا نتیجہ ہے، کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کی گود اس کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے، اگر ماں، باپ نیک، پرہیزگار، متقی، ہوں تو اولاد بھی نیک، پرہیزگار، متقی ہوگی، والدین غور کریں آج ہم اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم تو دلواتے ہیں مگر دینی تعلیم دلوانے میں سستی کرتے ہیں آج ہم اپنی اولاد کو انگریزی بولنا تو سکھاتے ہیں مگر قرآن وحدیث کی تعلیم دلوانے میں غفلت کرتے ہیں، آج ہم اولاد کو کفار کے فیشن کرنا تو سکھاتے ہیں مگر سرکار دو عالم ﷺ کی سنتیں کیوں نہیں سکھاتے، حالانکہ اولاد کو سنتیں اور ضروریات علم دین سکھانا فرض ہے اور والدین کے لئے دنیا و آخرت میں اجر و ثواب کا

باعث بھی ہے وہ والدین غور کریں جو اپنی اولاد کو دین کی تعلیم اور ضروری احکامات دین نہیں سکھاتے، غور فرمائیں اور سوچیں کہ جب وہ فوت ہو جائیں گے تو ان کا جنازہ اولاد کے سامنے رکھا ہوگا اور یہ اولاد جسے آپ نے صرف دنیاوی تعلیم دلوائی اور علم دین نہ سکھایا اس وقت کیسی بے بسی ہوگی جب انہیں نماز جنازہ بھی نہ پڑھنا آتا ہوگا کیونکہ آپ نے ان کو یہ چیزیں سکھائی ہی نہیں، آج ہمارا بچہ فر فر انگریزی بولے تو ہم فخر کرتے ہیں کہ دیکھو میرا بیٹا کتنا پڑھا لکھا ہے میں نے اسے فلاں کالج، یونیورسٹی سے تعلیم دلوائی ہے مگر جب اسی بیٹے کو قرآن پاک صحیح طرح پڑھنا نہ آتا ہو تو ہمیں دُکھ کیوں نہیں ہوتا؟ آج ہم اپنی اولاد کو دنیاوی مستقبل سنوارنے کا ذہن تو دیتے ہیں مگر آخرت کی تیاری کی فکر کیوں نہیں دیتے؟ جو اصل مستقبل اور زندگی ہے۔ آج ہم اپنی اولاد سے دنیاوی نالج پر گھنٹوں گفتگو کرتے ہیں مگر ان سے دین کی باتیں کیوں نہیں کرتے؟ والدین غور کریں کہ کبھی ہم نے اپنی اولاد کو قبر و حشر کے طویل معاملات کی تیاری کا ذہن دیا؟ اگر کوئی آپ کو بچوں کو دینی تعلیم دلوانے کا ذہن دے تو آپ کہتے ہیں کہ دین و دنیا ساتھ ساتھ ہونی چاہیے۔ مگر آپ اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم دلوانے پر ہی زیادہ زور دیتے ہیں آپ کی بات کا مزہ تو تب ہے کہ جس اولاد کو آپ ڈاکٹر یا انجینئر وغیرہ بنا رہے ہیں تو ساتھ ساتھ عالم بھی بنائیں کہ جب آپ کا بیٹا ڈاکٹر بنے تو ساتھ ہی عالم بھی بن جائے مگر ایسا کم ہوتا ہے کیونکہ ہم دنیا کو آخرت کے معاملے میں زیادہ بہتر سمجھتے ہیں جو کہ نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد عطا کی یہ اس کی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ○ پھر بے شک اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔ (پارہ 30 سورۃ تکاثر آیت 8)

والدین غور کریں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ سے اولاد کے بارے میں پوچھا کہ میں نے تمہیں اولاد کی نعمت عطا کی تو تم نے انکی اسلامی تربیت کیوں نہ کی ان کو دین کے احکامات کیوں نہ سکھائے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے؟ آج ہم اپنی اولاد کو

گناہوں کے آلات تو فراہم کرتے ہیں کیا کبھی یہ بھی سوچا کہ کل قیامت کے دن ان سب کا حساب دینا پڑے گا آج ہم اپنی اولاد کو T.V، کمپیوٹر، موبائل، انٹرنیٹ کی سہولت تو فراہم کرتے ہیں مگر اولاد کو اس کا صحیح استعمال کرنا کیوں نہیں سکھاتے؟ حالانکہ ان کے غلط استعمال کی وجہ سے آج معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے بچے کفار کے طور طریقے اپنا رہے ہیں اور اسلامی طریقوں کو چھوڑ رہے ہیں اور جو کچھ یہ T.V، موبائل، انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں ایسا کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) فرماتے ہیں، اپنی نظر کی حفاظت کرو یہ دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے اور فتنے کیلئے یہی کافی ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 125)

اسی طرح جب آپ کی اولاد غلط کاموں کو T.V، موبائل، انٹرنیٹ پر دیکھتی ہے، تو یہ اس کے فتنہ میں مبتلا ہو جاتی ہے اور جب آپ اس کو منع کرتے ہیں تو یہ آپ کی نافرمانی کرتے ہیں اور بعض اوقات اولاد نفسانی خواہش کے غالب ہونے کی صورت میں ایسے غلط کام کر گزرتی ہے جسکی وجہ سے اولاد کی اور ساتھ ہی والدین کی بھی پورے معاشرے میں بدنامی ہوتی ہے اور پھر والدین اور اولاد کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے۔

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام برا ہوتا ہے

والدین توجہ فرمائیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ انہیں ان حالات کا سامنا نہ کرنا پڑے تو انہیں اولاد کی اسلامی تربیت کرنا ہوگی اس میں والدین کا بھی بھلا ہے اور اولاد کا بھی بھلا ہے۔

مدنی التجاء: والدین کی بارگاہ میں عرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ کر دیں کہ اس ماحول نے نہ جانے کتنے لوگوں کو نیک بنا دیا ہے جو نوجوان کل تک کفار کے فیشن کے دیوانے تھے، آج الحمدللہ (عزوجل) پیارے آقا ﷺ کی سنتوں کو اپنانے والے بن گئے جو بے نمازی تھے وہ نمازی بن گئے، اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد بھی نیک، پرہیزگار، ہو جائے تو آیئے دعوتِ اسلامی کا مدنی

ماحول آپکو خوش آمدید (Welcome) کہنے کے لئے تیار ہے اور مدنی تربیت کیلئے آپ خود بھی دعوت اسلامی کے قافلوں میں سفر کریں اور اپنی اولاد کو بھی سفر کروائیں، ان شاء اللہ (عزوجل) دنیا اور آخرت میں بیڑا پار ہوگا۔

اسی ماحول نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا دیکھو
اندھیرا ہی اندھیرا تھا اجالا کر دیا دیکھو

(2) مخلوط تعلیمی نظام

قارئین کرام! عشق مجازی کا ایک سبب مخلوط تعلیمی نظام بھی ہے جسے (Co-Education) بھی کہتے ہیں یعنی لڑکے اور لڑکیوں کا اکٹھے تعلیم حاصل کرنا یہ وہ سبب ہے جسکے ذریعے لڑکوں اور لڑکیوں میں شرم وحیا ختم ہوتی جارہی ہے اور غیرت کا جنازہ نکل رہا ہے اور لوگ اسے ترقی کا نام دیتے ہیں حالانکہ یہ ترقی نہیں بلکہ نوجوان نسل کے لئے بربادی ہے اور یہ یاد رکھئے کہ انسان کبھی بھی قرآن، حدیث اور پیارے آقا ﷺ کی پیاری سنتوں کو چھوڑ کر ترقی نہیں کر سکتا اور یہ مخلوط تعلیمی نظام قرآن وسنت کے برعکس ہے قرآن پاک نے عورت کو غیر محرم مردوں سے پردے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ **وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى** o ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (پارہ 22 سورۃ الاحزاب آیت 33)

اس آیتِ مبارکہ سے صاف ظاہر ہے قرآن نے عورت کو بغیر پردے کے گھومنے کی اجازت نہیں دی عورت کا ہر اجنبی بالغ مرد سے پردہ ہے۔ جبکہ مخلوط تعلیمی نظام اس کے برعکس ہے اور بعض خواتین یہ کہتی ہیں کہ فقط دل کا پردہ ہونا چاہیے ظاہری پردے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ایسی خواتین یاد رکھیں کہ یہ شیطان کا بہت بڑا اور بُرا وار ہے۔ اور اس قول سے قرآنی آیاتِ مبارکہ کے انکار کا پہلو ہے جن میں ظاہری جسم کو پردے میں چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ پچھلی آیتِ مبارکہ میں گزرا اور جو جسم کے پردے کا مطلقاً انکار کرے اور کہے کہ صرف دل کا پردہ ہونا چاہیے وہ یاد رکھے اس کا ایمان جاتا رہا (شادی شدہ تھی تو نکاح

بھی ٹوٹ گیا کسی کی مرید تھی تو بیعت بھی ختم ہو گئی اور اگر فرض حج کر لیا تھا تو وہ بھی گیا) نیز گزشتہ زندگی کے تمام نیک اعمال برباد ہو گئے اپنے اس کفر سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر نئے سرے سے مسلمان ہو اور شوہر اول ہی سے نئے سرے سے نکاح کرے (اگر شوہر اول نکاح کرنا نہ چاہے تو کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے) اور مرید ہونا چاہے تو کسی بھی جامع شرائط پیر سے بیعت ہو جائے، البتہ اگر کوئی پردہ کی فرضیت کا قائل ہے مگر پردے کی کسی خاص نوعیت (یعنی مخصوص طرز) کا انکار کرتا ہے جس کا تعلق ضروریات دین سے نہیں تو پھر حکم کفر نہیں۔ (پردے کے بارے میں سوال وجواب مؤلف امیر اہلسنت صفحہ 194)

اب ہم غور کریں کیا مخلوط تعلیمی نظام میں پردے کا نظام ہے؟ کیا یہ لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کے محرم ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ان کا اکٹھے تعلیم حاصل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے اور پھر لڑکے اور لڑکیوں کا فارغ وقت میں مذاق مسخری کرنا جس کے ذریعے وہ ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ دوستی کا پروان چڑھنا اور ایک دوسرے کو اپنے موبائل نمبر، اور نیٹ پر تصاویر کا تبادلہ، گھر کا ایڈریس، اور ایک دوسرے کو تحائف دینے اور لینے کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے پھر یہ ایک دوسرے سے فون پر باتیں کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے عشق میں گرفتار ہوتے چلے جاتے ہیں اور اس وجہ سے انکی پڑھائی پر بھی توجہ نہیں رہتی کیونکہ جب ذہن ہر وقت مطلوبہ شخصیت کے قرب کے حصول اور اسے اپنی ذات سے متاثر کرنے کی منصوبہ بندی میں مشغول ہو تو پڑھائی پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ کہ جو (بچے یا نوجوان) پڑھائی میں اچھے سمجھے جاتے تھے اس نفسانی کام میں مشغولیت کے بعد اپنی کلاس میں پڑھائی کے معاملے میں سب سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور پڑھائی پر توجہ نہ دینے کے باعث جب امتحانات قریب آتے ہیں تو انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر اس ناکام شخص کے مستقبل پر کیا اثر پڑتا ہے اس کا اندازہ ہر ذی شعور کر سکتا ہے۔

(3) بُرے لوگوں کی صُحبت

قارئین کرام! عشق مجازی میں مبتلا ہونے کا ایک سبب بُرے لوگوں کی صحبت بھی ہے انسان کو نیک اور بد بنانے میں قریبی دوستوں کا بھی کافی ہاتھ ہوتا ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ انسان کو اچھے لوگوں کی صُحبت نیک بنا دیتی ہے اور بُرے لوگوں کی صحبت اسکو بُرا بنا دیتی ہے اگر دوست نیک، پرہیز گار، نمازی اور متقی ہوں تو وہ اسے اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں اور اگر دوست غلط ہوں تو وہ آپ کو بھی غلط کاموں میں جو وہ خود کرتے ہیں لگا دیں گے اس طرح وہ آپ کو اپنے جیسا ہی بنا لیں گے جیسا کہ روایت میں ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ بُرے لوگوں کی صُحبت سے بچو کہ بُرائی بہت جلد بُرائی سے مل جاتی ہے۔ (خزینۃ انوار صفحہ 33)

حضرت مالک بن دینار (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں اس دوست کی صحبت سے بچو جسکی صحبت تمہیں دینی فائدہ نہ پہنچائے تا کہ تم محفوظ اور سلامت رہو۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 6 صفحہ 268)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) اور حضرت مالک بن دینار (رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنے ان ارشادات میں ہمیں بُرے لوگوں کی صحبت سے بچنے کا ذہن دیا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ایسے دوستوں کی صحبت سے بچیں جن کے مشاغل غلط ہوں۔ مثلاً امرد پسندی، لڑکیوں سے دوستی، فلمیں ڈرامیں دیکھنا اور آوارہ بازاروں میں گھومنا، شرابیں پینا، جوئے کے اڈے قائم کرنا وغیرہ وغیرہ اور یہ سارے بدنامی والے کام ہیں اس لئے میرے نوجوان بھائیو کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ان لوگوں سے دور رکھیں اور نیک لوگوں کی صُحبت اختیار کریں۔ حدیث پاک میں ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ ہمارے لئے کونسا دوست بہتر ہے۔ ارشاد فرمایا وہ جس کو دیکھنے سے تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد آئے جس کے کلام سے تمہارے (نیک) عمل میں اضافہ ہو اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

(مجمع الزوائد جلد 10 حدیث 17686 صفحہ 389)

اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم نیک لوگوں کو اپنا دوست بنائیں جیسا کہ پچھلی حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوا الحمداللہ (عزوجل) دعوت اسلامی کا ماحول ہمارے سامنے ہے جس نے معاشرے کے کئی بگڑے افراد کو راہ راست پر لگا دیا ہمیں چاہیے کہ ہم دعوت اسلامی کے ماحول سے وابستہ عاشقان رسول کی صُحبت اختیار کریں علمائے اہلسنت کا ادب کریں اور انکی صحبت اختیار کریں ان شاءاللہ (عزوجل) دنیا اور آخرت دونوں میں بیڑا پار ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں بُرے لوگوں سے بچائے اور نیک صالح لوگوں کی صُحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(4) عشق مجازی میں فلموں اور ڈراموں کا کردار

قارئین کرام! عشق مجازی کے فروغ میں غالباً سب سے اہم کردار فلموں، ڈراموں کا ہے کہ یہ بچے یا نوجوان جو کچھ اس فلموں ڈراموں میں دیکھتے ہیں ویسا ہی کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ ہر فلم ڈرامے میں دکھایا جاتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے پیار ہو گیا فلاں لڑکی کو لڑکے سے پیار ہو گیا، فلاں کے والدین نے شادی کی اجازت نہ دی تو کورٹ میرج کر لی اور بھی جو غلط کام دکھائے جاتے ہیں ان کے بچوں اور نوجوانوں کے ذہنوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

حضرت امام محمد غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں جس قدر ممکن ہو بُرے لوگوں کو دیکھنے سے بھی بچو اس سے بھی دل پر بُرا اثر پڑتا ہے اور تمہارا ذہن اس طرف مائل ہو سکتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 221)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ امام غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) بُرے لوگوں کو دیکھنے سے بھی منع فرما رہے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں پہلے نظر بہکتی ہے پھر دل بہکتا ہے اور پھر ستر بہکتا ہے۔ (انوار رضا صفحہ 391)

ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی فلموں ڈراموں سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں کہ فلموں، ڈراموں نے بے غیرتی کی انتہا کر دی ہے چاہے وہ فلم یا ڈرامہ پاکستانی ہو یا انڈین ہو یا کہ

انگریزی ہوا نہوں نے غیرت کا جنازہ ہی نکال دیا ہے اور حالات ناگفتبہ ہوتے جارہے ہیں اور آج حال یہ ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کے بچے انڈین اور انگریزی فلمیں، ڈرامے دیکھ کر ان کے گن گانے لگ گئے ہیں آج ہر بچے کے منہ سے انڈین گانے سننے میں آتے ہیں آیئے اب ہم یہ غور کرتے ہیں کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔

(1) فلم آئی، علم گیا (2) ڈش آئی، غیرت گئی (3) گانا آیا، تلاوت گئی (4) سود آیا، زکوۃ گئی (5) فیشن آیا، حیا گئی (6) ٹی وی آیا، نماز گئی (7) رواج آیا، سنت گئی (8) سینما آیا، مدرسہ گیا (9) رشوت آئی، حلال گیا (10) دولت آئی، محبت گئی!

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا آج مسلمانوں نے کفار کے طور طریقے اپنانے شروع کر دیئے ہیں آج نوجوانوں کا ہیئر اسٹائل، لباس، کردار اور رہن سہن وغیرہ سب ان کفار جیسا ہو گیا ہے جس کا مشاہدہ ہم اپنے معاشرے میں بالخصوص شادی بیاہ اور منگنی کی تقریبات اور دیگر رسومات میں کر سکتے ہیں کہ بدقسمتی سے مسلمانوں نے دین اسلام کے طریقوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے کلچر (رواج) کو اپنا لیا ہے

اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

افسوس کہ آج کل کے والدین اپنے نوجوان بچوں اور بچیوں کو شادی بیاہ میں ناچتا دیکھ کر معاذ اللہ (عزوجل) خوش ہوتے ہیں اور ایسے والدین کو بھی شرم نہیں آتی، آج والدین اپنی بچی کی منگنی کر کے اس کے منگیتر کے ساتھ بات چیت کرنے اور گھومنے پھرنے کی اجازت دے دیتے ہیں تاکہ ان کی آپس میں (Understanding) ہو سکے یعنی یہ شادی سے پہلے ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف ہو جائیں مگر والدین یہ بات اپنے ذہن میں رکھیں کہ آپ جس منگیتر کے ساتھ اپنی بچی کو بھیج رہے ہیں یہ نامحرم ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ جس کے ساتھ منگنی ہوئی ہے کل اس کے ساتھ نکاح بھی ہو گا کتنی منگنیاں ایسی ہیں جو بعد میں ٹوٹ جاتی ہیں افسوس کہ آج کہ مسلمانوں کی توجہ اس طرف نہ رہی اور یہ اپنے بچوں

اور بچیوں کو کھلا گھومنے پھرنے کی اجازت دے دیتے ہیں اور جب ان کو گھر سے مکمل اجازت مل جاتی ہے تو یہ خوب موج مستی کرتے ہیں اور بے حیائی کا بازار گرم کرتے ہیں اور انڈین فلموں، ڈراموں کی طرح آپس میں بغل گیر ہوتے ہیں اکٹھے ہوٹلز میں کھاتے پیتے ہیں انہیں نہ شرم نبی ہے اور نہ ہی خوف خدا ہے بس اپنی حرکات میں مست نظر آتے ہیں اور ان کو دیکھنے والوں کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کاش میرا بھی کوئی Boy, Girl friend ہوتا کہ میں بھی ان کی طرح موج مستی کرتا حالانکہ یہ سب نا جائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں اور آج کل کے فلموں، ڈراموں نے بچوں اور نوجوان حتی کہ بوڑھوں یعنی کہ ہر طبقے کو اپنا ایسا گرویدہ بنالیا ہے کہ جب تک یہ بے حیائی کے مناظر نہ دیکھ لیں انکو سکون نہیں ملتا (معاذ اللہ عزوجل) آج مسلمان ان فلموں، ڈراموں اور گانے باجوں میں سکون تلاش کرتا پھرتا ہے مگر اپنے رب (عزوجل) کے اس فرمان کو بھول جاتا ہے۔ **اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○** سن لو! اللہ کی یاد میں ہی دلوں کا چین ہے۔ (پارہ 13 سورۃ الرعد آیت 28)

قارئین کرام! ہم سمجھنے کی کوشش کریں کہ فلموں، ڈراموں میں سکون نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دل کو سکون ملتا ہے بے شک آپ آزما کر دیکھ لیں ان شاء اللہ (عزوجل) آپ کو روحانی سکون ملے گا۔

عمل کا ہو جذبہ عطا یا الٰہی
گناہوں سے ہر دم بچا یا الٰہی

﴿عشق مجازی کے نقصانات﴾

قارئین کرام! عشق مجازی ایک ایسی بیماری ہے جس میں مبتلا افراد کو اکثر ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے یاد رکھیے، مسلمان کی سب سے قیمتی چیز اس کا ایمان ہے اگر ایمان ہی چلا گیا تو کچھ باقی نہ رہے گا ایک مؤذن کا واقعہ پیش کرتا ہوں جس کا عشق مجازی کی وجہ سے ایمان چلا گیا لہذا اس کو غور سے پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔

(i) عشق مجازی کے سبب ایمان چلا گیا

ایک مؤذن جس نے 40 سال تک منارے پر چڑھ کر اذان دی ایک دن اذان دینے کے لئے منارے پر چڑھا اور اذان دیتے ہوئے جب **حیی علی الفلاح** پر پہنچا تو اس کی نظر ایک نصرانی (عیسائی) عورت پر پڑی اس کی عقل اور دل جواب دے گئے اور یہ اس کے عشق میں گرفتار ہو گیا اور اذان کو چھوڑ کر نصرانی عورت کے پاس جا پہنچا اور اسے نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگی کہ میرا مہر تجھ پر بھاری ہوگا اس نے کہا تیرا مہر کیا ہے؟ نصرانی عورت نے کہا تم دین اسلام کو چھوڑ کر میرا مذہب عیسائیت میں داخل ہو جاؤ تو مؤذن نے اللہ تعالیٰ کا انکار کر کے اس عورت کا مذہب اختیار کر لیا پھر نصرانی عورت نے کہا کہ میرا باپ گھر کے نچلے کمرے میں ہے تم اس سے نکاح کی بات کرو جب وہ اترنے لگا تو اس کا پاؤں پھسل گیا اور گرا اور گرتے ہی اس کی موت واقع ہو گئی اور کفر کی حالت میں اس دنیا سے چلا گیا اور اپنی شہوت کو بھی پورا نہ کر سکا اور اسے ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برے خاتمے سے پناہ مانگتے ہیں۔ (آمین) (الروض الفائق صفحہ 42)

قارئین کرام! اس واقعہ سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ عشق مجازی انسان کو کس قدر مجبور کر دیتا ہے کہ وہ دین اسلام چھوڑنے کو بھی تیار ہو جاتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عشق مجازی میں مبتلا ہونے سے بچنے کی دعا کرنی چاہیے اور یہ دعا بھی کرنی چاہیے کہ یا اللہ (عزوجل) ہمیں غیروں کی محبت سے محفوظ فرما اور اپنی اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے (آمین)

محبت میں اپنی گما یا الٰہی — نہ پاؤں میں اپنا پتہ یا الٰہی
رہوں مست و بے خود میں تیری وِلا میں — پلا جام ایسا پلا یا الٰہی

(ii) وقت کا ضیاع

قارئین کرام! عشق مجازی سے پیدا ہونے والا ایک نقصان وقت کا ضیاع بھی ہے اس بیماری میں مبتلا افراد کی زندگی کا اکثر مشاہدہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ کس قدر وقت کو فضول کاموں میں صرف کرتے ہیں حقیقت میں وقت کی قدر اسکے قدر دان ہی جانتے ہیں وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک ایسا قیمتی سرمایہ ہے جسے صحیح مقام پر خرچ کرنا انسان کو دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کر دیتا ہے اور اگر وقت کو غلط کاموں میں خرچ کیا جائے تو یہ انسان کو مسلسل ناکامیوں کی دلدل میں دھنساتا چلا جاتا ہے۔

افسوس! آج کل عشق مجازی میں مبتلا افراد بالخصوص نوجوان نسل اپنے اس قیمتی وقت کو انتہائی بے دردی کے ساتھ فضول کاموں میں خرچ کر کے آخرت میں طویل پچھتاوے کا سامان کرتے نظر آتے ہیں۔

(iii) پیسے اور وقت کا ضیاع (موبائل اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال کے حوالے سے)

قارئین کرام! افسوس جو افراد عشق مجازی میں مبتلا ہوتے ہیں وہ اکثر موبائل، انٹرنیٹ کا بھی غلط استعمال کرتے ہیں اور پھر یہ ایک دوسرے سے موبائل، انٹرنیٹ پر گھنٹوں بات چیت کرتے ہیں اور اپنی شہوت کو اُبھارتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا ان کے لئے خطرناک ہے آج کل کے نوجوانوں کی اکثریت اپنے موبائل اور کمپیوٹر میں بے حیائی پر مشتمل تصاویر اور گندی فلمیں بھی رکھتے ہیں جن میں بے حیائی کے کھلے عام مناظر دکھائے جاتے ہیں حالانکہ یہ وقتی طور پر جو سکون ملتا ہے بعد میں طویل غم کا بھی باعث بنتا ہے اور آہستہ آہستہ یہ لوگ غلط حرکات کو دیکھ کر اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ پاتے اور اپنے ہی ہاتھوں اپنی جوانی، صحت کو برباد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

(iv) موبائل اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال کا ذہن اور صحت پر بُرا اثر

قارئین کرام! موبائل اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال کا انسانی ذہن اور جسمانی صحت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے کیونکہ اس پر دکھائے گئے بے حیائی کے مناظر انسان کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں کیونکہ جب انسان اپنی آنکھ کو گناہوں کے لئے کھلا چھوڑ دے تو اس طرح کے مسائل کا اسکو سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حضرت امام محمد غزالی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں جو انسان اپنی آنکھوں کو بند کرنے (یعنی حفاظت کرنے) پر قادر نہیں ہوتا وہ اپنی شرم گاہ کی بھی حفاظت نہیں کرسکتا۔

(احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 125)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انسان جو کچھ دیکھتا ہے ویسا ہی کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے اور بعض اوقات کر بھی گزرتا ہے جس کا اثر اس کے دماغ اور صحت پر بھی پڑتا ہے اور لڑکے اور لڑکیاں انٹرنیٹ وغیرہ پر دکھائے گئے بے حیائی کے مناظر کو دیکھ کر اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ پاتے اور اپنی شہوت کی تسکین کے لئے اپنے ہی ہاتھوں اپنی جوانی (طاقت) کو ضائع کرنا شروع کردیتے ہیں اور آخرکار انکی زندگی تباہ ہوکر رہ جاتی ہے۔

آہ، گناہوں کے سیلاب کی ہلاکت سامانیاں یہ فحاشی اور عریانی کا طوفان، مخلوط تعلیمی نظام، مختلف شعبہ زندگی میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط، T.V. V.C.R. موبائل، انٹرنیٹ پر فلمیں ڈرامے، اور شہوت افزاء مناظر، رسائل وجرائد کے (Sex Appeal) مضامین وغیرہ نے مل جل کر آج کے نوجوانوں کو پاگل بنادیا ہے۔ مقولہ ہے (جوانی دیوانگی کا ایک شعبہ ہے) آج کے نوجوانوں پر شیطان نے اپنا گھیرا تنگ کردیا ہے خواہ وہ ظاہری سنتوں کا عادی ہی کیوں نہ ہو اپنی شہوت کی تسکین کے لئے مارا مارا پھر رہا ہے معاشرہ اپنے غلط رسم ورواج کے باعث بے چارے کی شادی میں بہت بڑی دیوار بن چکا ہے امتحان، سخت امتحان ہے مگر امتحان سے گھبرانا مردوں کا شیوہ نہیں بلکہ صبر کرکے اجر لوٹنا ہے کہ شہوت جتنی تنگ کرے گی صبر کرنے پر ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ملے گا اگر شہوت سے مغلوب ہوکر اتنے

تسکین کے لئے ناجائز ذرائع اختیار کیے تو دونوں جہاں کا نقصان اور جہنم کا سامان ہے

حضرت سیدنا ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں شہوت کی گھڑی بھر پیروی طویل غم کا باعث ہوتی ہے۔

قارئین کرام! یہ لکھتے ہوئے کلیجہ کانپتا اور حیا سے قلم تھرتھراتا ہے مگر میری اس معروضات کو بے حیائی پر مبنی نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ تو عین درس حیا ہے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ ایمان رکھنے کے باوجود جو لوگ اپنے زُعم فاسد میں چھپ کر بے حیائی کا کام کرتے ہیں ان کے لئے حیا کا پیغام ہے آہ، گندی ذہنیت کے حامل کئی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شادی کی راہیں مسدود پا کر اپنے ہی ہاتھوں اپنی جوانی برباد کرنا شروع کر دیتے ہیں اگرچہ شروع میں لُطف آتا ہو مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے اور یاد رہے کہ مُشت زنی، حرام، گناہ کبیرہ ہے حدیث پاک میں ایسا کرنے والوں کو لعنتی کہا گیا ہے اور اس کے لئے جہنم کے درد ناک عذاب کا استحقاق ہے۔

سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے ہاتھ سے نکاح (مشت زنی) کرنے والا ملعون ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 20 صفحہ 80)

یاد رکھیے، یہ کام کرنے سے آخرت بھی داؤ پر لگی اور دنیا میں بھی اس کے سخت ترین نقصانات ہیں اس غیر فطری عمل سے صحت بھی برباد ہو کر رہ جاتی ہے ایک بار یہ فعل (کام) کر لینے سے بار بار کرنے کو جی چاہتا ہے اور اگر معاذ اللہ (عزوجل) چند بار کر لیا جائے تو ورم آ جاتا ہے اور عضو کی نرم و نازک رگیں رگڑ کھا کر دب کر سُست ہو جاتی ہیں اور پٹھے بھی بے حد حساس ہو جاتے ہیں اور بالآخر نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ذرا سی بد نگاہی ہوئی بلکہ ذہن میں تصور قائم ہوا اور منی خارج بلکہ کپڑے سے رگڑ کھا کر ہی منی ضائع منی اس خون سے بنتی ہے جو تمام جسم کو غذا پہنچانے کے بعد بچ جاتا ہے جب یہ کثرت کے ساتھ خارج ہونے لگے گی تو خون بدن کو غذا کیسے فراہم کرے گا؟ نتیجہ، یہ کہ جسم کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

☆مُشت زنی کی 26 جسمانی آفتیں

(1) دل کمزور (2) معدہ (3) جگر (4) گُردے خراب (5) نظر کمزور (6) کانوں میں شائیں شائیں کی آوازیں آنا (7) چڑچڑاپن (8) صبح اٹھے تو بدن سُست (9) جوڑ جوڑ میں درد اور آنکھیں چپکی ہوئی (10) منی پتلی پڑ جانے کے سبب تھوڑی تھوڑی رطوبت بہتی رہنا، نالی میں رطوبت پڑی رہنا اور سڑنا پھر اس سبب سے بعض اوقات زخم ہو جانا اور اس میں پیپ پڑ جانا (11) شروع میں پیشاب میں معمولی جلن (12) پھر مواد کا نکلنا (13) پھر جلن میں اضافہ (14) یہاں تک کہ پرانا سوزاک ہو کر زندگی کو ایسا تلخ کر دیتا ہے کہ پھر آدمی موت کی آرزو کرنے لگتا ہے (15) منی پتلی ہونے کے سبب بناء کسی خیال کے پیشاب سے پہلے یا بعد میں مل کر نکل جانا اس کو جریان کہتے ہیں جو کہ شدید امراض کی جڑ ہے (16) عضو کا ٹیڑھا پن (17) ڈھیلا پن (18) جڑ کمزور (19) شادی کہ قابل نہ رہنا (20) اگر جماع میں کامیاب ہو بھی گیا تو اولاد کی امید نہیں (21) کمر میں درد (22) چہرہ زرد (23) آنکھوں میں گھڑے (24) شکل وحشیانہ (25) تب دق (یعنی پرانا بخار) (26) پاگل پن

☆پاگل ہونے کا ایک سبب

ایک اطلاع کے مطابق جب ایک ہزار پرانا بخار کے مریضوں کے اسباب مرض پر غور کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ 444 مُشت زنی کے سبب، 186 کثرت جماع کے سبب اور بقیہ دیگر وجوہات کی بناء پر اس میں مبتلا ہوئے تھے 124 پاگلوں کا امتحان کرنے پر معلوم ہوا کہ ان میں 24 (یعنی تقریباً ہر پانچواں فرد) اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنے کی بناء پر پاگل ہوا تھا۔

مدنی التجاء: جو بھی مرد یا عورت معاذ اللہ (عزوجل) اس فعل میں مبتلا ہوں، انہیں دو رکعت نمازِ توبہ ادا کر کے سچے دل سے توبہ کر کے آئندہ یہ گناہ نہ کرنے کا عہد کر لینا چاہیے۔

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی

قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

ایسے افراد غور فرمائیں کہ موبائل، انٹرنیٹ کے غلط استعمال کی کس قدر آفات ہیں اور ایسے افراد اپنی دنیا اور آخرت دونوں داؤ پر لگا دیتے ہیں ایسے افراد غور فرمائیں جو یہ غلط کام کر رہے ہیں اگر بالفرض لوگ انہیں نہیں دیکھ رہے تو کیا ہوا مگر اللہ تعالیٰ تو ان کی حرکات سے واقف ہے اور شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝** اور ہم دل کی رگ (یعنی شہ رگ) سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (پارہ 26 سورۃ ق آیت 16)

وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پارہ 28 سورۃ منافقون آیت 11)

ایسے حضرات غور فرمائیں کہ ہمارا رب ارشاد فرما رہا ہے کہ ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کام ہم کرتے ہیں یا جس کا ارادہ کرتے ہیں کیا ہمیں یہ بے حیائی کے مناظر دیکھتے ہوئے اپنے رب سے شرم نہیں آتی، کیا گناہوں نے ایسا دیوانہ کر دیا ہے کہ ہم اپنے رب کے اس فرمان کو بھی بھول گئے کہ۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ

تم فرماؤ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں اور جو ان میں کھلی ہے۔ اور جو چھپی ہیں اور گناہ اور ناحق زیادتی۔ (پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت 33)

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ہر بے حیائی کے پاس جانے سے منع فرما دیا چاہے وہ ظاہری ہو یا چھپی ہوئی ہوں اب ہم غور کریں کہ جو لوگ موبائل پر الگ کمروں میں بیٹھ کر یا چھتوں پر چڑھ کر گھنٹوں اپنے محبوب سے باتیں کرتے ہیں گھنٹوں موبائل پر یا نیٹ پر غلط قسم کی تصاویر اور فلمیں دیکھتے ہیں غور کریں وہ کس سمت جا رہے ہیں، کیا ہم اپنے رب کے فرمان کو نہیں مانے گے؟ ایسے بے باک ہیں، کہ اپنے رب کی نافرمانی کریں گے جس نے

ہمیں پیدا کیا اور بے شمار نعمتیں عطا کیں اور ہمیں پالنے والا ہے، رزق دے رہا ہے اس نے بے شمار نعمتیں دی کیا اس کی نافرمانی کریں گے ہمیں شرم نہیں آتی اللہ تعالیٰ نے آنکھ عطا کی یہ اسکی نعمت ہے جس کے ذریعے ہم دیکھتے ہیں اور ہمیں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں اندھا پیدا نہیں کیا کسی اندھے سے پوچھیں آنکھ کی کتنی قدر ہے اور ہم اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کے شکر کی بجائے اسکی نافرمانی میں استعمال کر رہے ہیں۔

اگر دیکھنا ہی ہے تو قرآن دیکھو جس کو دیکھنا عبادت ہے، دیکھنا ہی ہے تو مدینہ دیکھو، دیکھنا ہی ہے تو کعبہ دیکھو دیکھنا ہی ہے تو محبت سے اپنے والدین کو دیکھو کہ حدیث پاک میں ہے:

حضرت سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو نیک اولاد اپنے والدین کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر نگاہ کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے عرض کی گئی اگرچہ سو مرتبہ دیکھے؟ فرمایا ہاں سو حج کا ثواب عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور پاک ہے۔

(شعب الایمان جلد 6 حدیث 7859 صفحہ 176)

غور فرمائیں کہ ہم بے حیائی کے مناظر دیکھ کر کس سمت جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ اے ایمان والو: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا۔

(پارہ 28 سورۃ حشر آیت 18)

قارئین کرام! غور فرمائیں اور اس بارے میں سوچیں کہ ہم کن گندے اعمال کو اپنی آخرت کے لئے بھیج رہے ہیں اگر ان گندے اعمال کے سبب اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ ناراض ہو گئے اور جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا تو پھر کس کے در پر جائیں گے۔

کس کے در پہ جاؤں گا مولا
گر تو ناراض ہو گیا یا رب (عزوجل)

غور فرمائیں! کیا کفار کی یہ تصاویر، فلمیں، ڈرامے ہمیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لیں گے؟ ہرگز نہیں تو پھر توبہ کرنے میں غفلت کیوں کر رہے ہیں اگر ان ہی حالات میں موت آ گئی اور توبہ کئے بغیر اس دنیا سے چلے گئے تو کیا بنے گا لہذا ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے اور فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر لینی چاہیے: حدیثِ پاک میں ہے حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر (اے غافل انسان) تم گناہ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ کو قبول فرمائے گا۔ (ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4238 صفحہ 665)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی گم شدہ چیز کو پا کر ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات جلد 3 حدیث 1238 صفحہ 488)

یا اللہ (عزوجل) ہمارے تمام (صغیرہ، کبیرہ) گناہوں کو معاف فرما اور ہمیں آنکھوں کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں آئندہ تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اور ہمیں اپنی توبہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

(V) گھریلو مسائل

قارئین کرام! عشق مجازی میں مبتلا افراد کے گھریلو مسائل میں بھی قابل دید اضافہ ہوتا ہے یاد رکھیے، جب انسان کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو اسے اس میں کسی قسم کا عیب نظر نہیں آتا۔ اور نہ ہی وہ کسی سے اسکے عیب کو سننا پسند کرتا ہے لیکن اگر کسی وجہ سے اس کے اور اس کے محبوب کے درمیان کوئی رنجش ہو جائے تو یہی محبت نفرت میں تبدیل (convert) ہو جاتی ہے اور وہ محبوب جس میں اسے کوئی عیب نظر نہیں آتا تھا اب وہ نقائص کا مجموعہ نظر آنے لگتا ہے آخر کار ان کے درمیان نفرتوں کے پہاڑ کھڑے ہو جاتے ہیں اور ظاہر ہے ان حالات میں انسان ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتا ہے اور گھر والوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑا کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے اور اس کے گھر والوں کے درمیان کشیدگی قائم ہو جاتی ہے

اور مختلف قسم کے گھریلو مسائل پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

(VI) طلاق کا عام ہونا

قارئین کرام! آج کل کے دور میں طلاق کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے جس کی بڑی وجہ غالباً عشق مجازی ہے جب کسی شخص کو کسی عورت سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ اس کی محبت میں ایسا گرفتار ہو جاتا ہے کہ کسی کی بات کو نہیں سنتا اور جلد بازی میں شادی کر لیتا ہے یہ حقیقت ہے جب انسان کسی چیز کی تمنا کرے اور اسے وہ چیز مل جائے تو وقت کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں اسکی رغبت کم ہو جاتی ہے اسی طرح عشق مجازی میں مبتلا افراد جب تک رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہوتے انہیں ایک دوسرے میں کسی قسم کا عیب نظر نہیں آتا اور نہ ہی نفسانی خواہش کی شدت کسی عیب کے ظاہر ہونے کو پسند کرتی ہے لیکن جب وہ رشتہ ازدواج میں بندھ جاتے ہیں تو وقت کے ساتھ ساتھ ان کی نفسانی خواہشات ماند پڑ جاتی ہیں اور وہ ایک دوسرے میں عیب تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں اسکی ایک اہم وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شادی ہونے سے پہلے جو دعوے کئے جاتے ہیں اور شادی کے بعد ان دعوؤں کی تکمیل نہیں ہوتی (مثلاً ان دونوں کی طرف سے دعوے کئے جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کو خوش رکھیں گے ایک دوسرے کی ہر خواہش کو پورا کریں گے وغیرہ وغیرہ) مگر شادی کے بعد ایسے حالات پیدا (create) ہو جاتے ہیں کہ یہ دونوں اپنے کئے گئے دعوؤں کو پورا کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں اور آئے دن ان کے درمیان چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے بے زار نظر آتے ہیں اور کشیدگی یہاں تک بڑھ جاتی ہے کہ نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے اور آخر اس طرح خاندان کے خاندان ٹوٹ جاتے ہیں۔

(VII) خودکشی میں اضافہ

قارئین کرام! خودکشی میں اضافے کا ایک سبب عشق مجازی بھی ہے کیونکہ جب عشق مجازی میں مبتلا افراد اپنے محبوب کو حاصل کرنے کی تمام راہیں مسدود پاتے ہیں تو آخر کار خودکشی کا

راستہ اختیار کر لیتے ہیں جو کہ ناجائز حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور شاید خودکشی کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری جان چھوٹ جائے گی حالانکہ اس سے جان چھوٹنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی صورت میں بری طرح پھنس جاتی ہے حدیث مبارکہ میں خودکشی کرنے والے کے بارے میں ہے حضرت سیدنا ثابت ضحاک (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان عبرت نشان ہے جس نے لوہے کے ہتھیار سے خودکشی کی تو اسے جہنم کی آگ میں اسی ہتھیار سے عذاب دیا جائے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الطب جلد 3 حدیث 723 صفحہ 304)

اور ایک حدیث پاک میں ہے: جو شخص جس چیز کے ساتھ خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں اس چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الادب جلد 3 حدیث 1038 صفحہ 407)

اور ایسے افراد یہ بھی مسئلہ ذہن میں رکھیں کہ جس نے خودکشی کو حلال سمجھ کر کیا حالانکہ اس کو خودکشی کے حرام ہونے کا علم تھا تو وہ کافر ہو جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب پاتا رہے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 14 صفحہ 147)

قارئین کرام! اللہ (عزوجل) کی قسم خودکشی کا عذاب برداشت نہ ہو سکے گا اور ایسا کرنے والے کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہیں کیونکہ مرنے کے بعد لوگ بھی اسے اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتے اور آخرت میں بھی انہیں عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑے گا یقیناً خودکشی حرام، ناجائز ہے اگر خدانخواستہ کسی کو خودکشی کرنے کے وسوسے آئیں تو اسے چاہیے کہ بیان کردہ حدیث پاک سے عبرت حاصل کرے اور شیطان کے وار کو ناکام بنائے اگرچہ کتنی ہی پریشانیاں ہوں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور اللہ تعالیٰ بھی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) **اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ** بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

(پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 153)

اس لئے ہمیں چاہیے کہ صبر کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ یا اللہ (عزوجل)

مجھے غلط کاموں اور برے وسوسوں سے نجات عطا فرما۔ (آمین) اور والدین کو بھی چاہیے کہ اپنی نوجوان اولاد کی طرف نظر رکھیں۔

تا کہ ان کو غلط کاموں سے بچا سکیں اگر بالفرض آپ کے بیٹے یا بیٹی کو کسی لڑکے یا لڑکی سے محبت ہے اور یہ شادی کے قابل ہیں اور سب راضی ہیں اور شرعی رکاوٹ بھی کوئی نہیں تو ان کی شادی کروا دیں لیکن اگر آپ کا لڑکا یا لڑکی کسی ایسے لڑکے یا لڑکی کے عشق میں گرفتار ہیں جو صحیح نہیں اور ان کا آپس میں شادی کرنا صحیح ثابت نہیں ہوگا تو والدین کو چاہیے کہ ان کو پیار و محبت اور حکمت عملی سے سمجھائیں کہ تمہارا اس کے ساتھ شادی کرنا درست نہیں ہے ان شاء اللہ (عزوجل) آپ کی اولاد آپ کی بات مان لے گی لیکن اگر آپ غصے اور سختی سے سمجھائیں گے تو حالات بھی خراب ہو سکتے ہیں اور آپ کا لڑکا اور لڑکی ہاتھ سے نکل بھی سکتے ہیں اور بھاگ کر شادی بھی کر سکتے ہیں لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ پیار و محبت سے سمجھائیں اور اولاد کو بھی چاہیے کہ والدین کی اطاعت کریں جب والدین آپ کو سمجھائیں تو سمجھ جائیں کیونکہ والدین اولاد کا برا نہیں سوچتے اس لئے نفسانی خواہش کے چکر میں آ کر جلد بازی نہ کریں اچھی طرح غور و فکر کر لیں پھر کوئی فیصلہ کریں کیونکہ یہ پوری زندگی گزارنے کا معاملہ ہے بہتر یہ ہے کہ اچھے لڑکے اور لڑکی کا انتخاب کریں جو نیک، نمازی، پرہیزگار، ہو تو ان شاء اللہ (عزوجل) دنیا اور آخرت دونوں بہتر ہو جائیں گے۔

﴿عشق مجازی کا حل﴾

قارئین کرام! عشق مجازی کے اسباب اور نقصانات پڑھ کر ان شاء اللہ (عزوجل) آپ کا یہ ذہن بن گیا ہوگا کہ ایسے کاموں سے بچا جائے۔ اب ہم اس کے حل کی طرف آتے ہیں کہ کس طرح ہم اس سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام! یہ بات درست ہے کہ کسی سے محبت کا ہو جانا انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے لیکن اپنے آپ کو ایسے ماحول اور ایسی چیزوں سے بچانا تو انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ کہ جس میں عشق مجازی میں مبتلا ہونے کے امکانات موجود ہیں لیکن پھر بھی انسان کو

کسی سے محبت ہو جائے تو اسے صبر کرنا چاہیے اور صبر کر کے ثواب کمانا چاہیے:
حدیث پاک میں ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی پر عاشق ہوا اور اس نے پاکدامنی اختیار کی اور عشق کو چھپایا پھر اس حال میں مر گیا تو وہ شہادت کی موت مرا۔
(تاریخ بغداد جلد 13 حدیث 7160 صفحہ 185)

قارئین کرام! عاشق صادق کے لئے یہ شرائط ہیں کہ پاکدامنی اختیار کرے اور اپنے عشق کو چھپائے رکھے تو ان شاء اللہ (عزوجل) وہ عشق میں مرا تو شہید ہے۔
اگر کسی انسان کو شہوت بہت زیادہ تنگ کرتی ہے اور تو اسے کوئی شرعی رکاوٹ بھی نہ ہو تو شادی کر لینی چاہیے مگر شادی سے قبل ملنا بلکہ بلا اجازت شرعی ایک دوسرے کو دیکھنا نیز خط و کتابت، فون پر یا میسج پر بات چیت (Chat) اور تحائف کا لین دین وغیرہ اور ہر وہ غیر شرعی فعل جو اس عشق کے سبب کیا جائے ناجائز حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور یاد رکھیے۔ اپنے مجازی عشق کے لئے معاذ اللہ (عزوجل) حضرت سیدنا یوسف (علیہ السلام) اور زُلیخا کے قصے کو دلیل بنانا سخت جہالت اور حرام ہے اور یہ ذہن میں رکھیں کہ عشق صرف زُلیخا کی طرف سے تھا حضرت یُوسف (علیہ السلام) کا دامن اس سے پاک تھا (قرآن اس کا گواہ ہے) اور ہر نبی معصوم ہے اور ان سے گناہ کا تصور بھی نہیں لہٰذا ایسی باتیں کرنے والے کو پہلے قرآن کو اچھی طرح پڑھنا اور سمجھنا چاہیے۔

☆عشق مجازی سے بچنے کے مدنی پھول

(1) جس کو شہوت تنگ کرتی ہو وہ فوراً شادی کرلے (2) اگر یہ ناممکن ہو تو روزوں کی کثرت کرے ان شاء اللہ (عزوجل) شہوت مغلوب ہو گی (3) شادی شدہ کا نوکری یا کاروبار کے سلسلے میں اپنے گھر یا ملک سے باہر برسوں بلکہ 4 ماہ سے زیادہ تنہا رہنا میاں، بیوی دونوں کے لئے خطرناک ہے اور اگر یہ فعل بد میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت برباد کر بیٹھیں تو تعجب نہیں اس لئے بچا جائے (4) اور جہاں غیر عورتوں سے واسطہ پڑتا ہو ایسے کام و مقام سے جتنا ہو سکے اپنے آپ کو دور رکھیں (5) بھابھی یا چچا زاد، خالہ زاد، ماموں زاد، اور پھوپھی

زاد، بہنوں سے پردہ فرض ہے جوان سے بے تکلف ہوتا ہے اور نگاہوں کو نہیں بچاتا تو وہ جہنم کا حقدار ہے، اور اس حال کے دوران اگر وہ کثرتِ شہوت کی شکایت کرتا ہے تو احمقوں (یعنی کم عقلوں) کا سردار ہے کہ خود ہی آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے اور پھر شور مچاتا ہے بچاؤ، بچاؤ میرا ہاتھ جلتا ہے یہی حال فلمیں، ڈرامے دیکھنے والے اور گانے باجے سننے والوں کا ہے (6) رومانی ناولیں، عشقیہ، فسقیہ افسانے اور اس طرح کے اخباری مضامین بلکہ اخبارات پڑھنے والے کا بدنگاہی سے بچنا انتہائی دشوار ہے اور شہوت کی کثرت سے بچنا مشکل ترین ہے ظاہر ہے علاج اس وقت ہی ممکن ہوگا جب آپ شہوت کو بڑھانے والے اسباب کا خاتمہ کریں گے۔

☆شہوت کو کم کرنے کا وظیفہ

(1) جس کو شہوت بُرائی پر اُبھارتی ہو اس کو چاہیے کہ مسلسل 41 روز تک 111 بار **یامُؤمِنُ** کا ورد کرے (2) جس کو شہوت تنگ کرتی ہو اسے چاہیے کہ سوتے وقت **یا مُمِیتُ** کا ورد کرتے کرتے سو جائے ان شاء اللہ (عزوجل) فائدہ ہوگا۔

☆عشق مجازی سے چھٹکارے کا عمل

(1) باوضو نیچے دی گئی قرآنی آیت مبارکہ 3 بار پڑھ کر (اول و آخر ایک بار درود شریف) پانی پر دم کر کے پی لیں یہ عمل چالیس (40) دن تک کریں اور نماز کی پابندی اَشد ضروری ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ o اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ o لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ o

(2) روزانہ صبح (اول و آخر تین بار درود شریف) اور 11 بار سورۃ اخلاص پڑھے شیطان بمع لشکر بھی ان شاء اللہ (عزوجل) گناہ نہ کروا سکے گا جب تک یہ پڑھنے والا خود نہ کرے۔

صبح کی تعریف:۔ آدھی رات کے بعد سے لے کر طلوع آفتاب تک صبح کہلاتی ہے۔

شام کی تعریف:۔ ابتداء وقت ظہر سے غروب آفتاب تک شام کہلاتی ہے۔

(الوظیفۃ الکریمۃ صفحہ 9)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ قارئین کرام کا اس کتاب کو پڑھنے سے عشق مجازی سے چھٹکارا حاصل کرنے کا (مدنی) ذہن بن گیا ہوگا آپ کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اپنے ذہن کو عشق مجازی سے بچانے کے لئے مزید پختہ کریں کیونکہ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ کتاب کو پڑھنے سے وقتی طور پر تو اس سے بچنے کا ذہن بن جاتا ہے لیکن کچھ عرصہ بعد پھر حالت بدل جاتی ہے عموماً اسکی بڑی وجہ بُرے دوستوں کی صُحبت اور ان کاموں سے نہ بچنا بھی ہے جو اس جانب انسان کو مائل کرتے ہیں اس لئے اگر آپ بچنا چاہتے ہیں تو ایسے دوستوں کی صُحبت اور ایسے کام جو اس جانب مائل کریں ان سے بچیں اور اس کتاب کا بار بار مطالعہ فرمائیں ان شاءاللہ (عزوجل) فائدہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھی یاد رکھیں۔ **اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا** بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔ (پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل۔آیت 36) اس لئے اپنے اعضاء کو گناہوں کے کاموں سے بچائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہیں کہ یا اللہ (عزوجل) پیارے حبیب ﷺ کے صدقے ہمیں عشق مجازی سے نجات عطا فرما اور عشق حقیقی کی لذتوں سے مالا مال فرما۔ (آمین)

(بازار میں ذکر اللہ (عزوجل) کرنے کا ثواب)

حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے بازار میں داخل ہو کر کہا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھے گا، دس لاکھ گناہ مٹائے گا اور اس کے دس لاکھ درجات بلند فرمائے گا۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1354 صفحہ 590)

ماخذ و مراجع

قرآنِ پاک	کلامِ باری تعالیٰ	ضیاء القرآن لاہور
تفسیر طبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (رحمۃ اللہ علیہ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
تفسیر قرطبی	امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ)	دارالفکر بیروت
تفسیر کبیر	امام فخرالدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ)	دارالفکر بیروت
تفسیر ابنِ کثیر	امام حافظ عماالدین کثیر (رحمۃ اللہ علیہ)	ضیاء القرآن لاہور
تفسیر درِ منثور	امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ)	ضیاء القرآن لاہور
تفسیر روح البیان	حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی (رحمۃ اللہ علیہ)	مکتبہ غوثیہ کراچی
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی (رحمۃ اللہ علیہ)	ضیاء القرآن لاہور
تفسیر خازن	حضرت علامہ علاء الدین علی بن محمد بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ)	مطبع میمنہ مصر
تفسیر خزائن العرفان	صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادی آبادی (رحمۃ اللہ علیہ)	ضیاء القرآن لاہور
تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ)	نعیمی کتب خانہ گجرات
تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ)	نعیمی کتب خانہ گجرات
تفسیر صراط الجنان	مفتی محمد قاسم قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
تفسیر تبیان القرآن	حضرت علامہ غلام رسول سعیدی (رحمۃ اللہ علیہ)	فرید بک سٹال لاہور
تفسیر ضیاء القرآن	جسٹس پیر کرم شاہ الازہری (رحمۃ اللہ علیہ)	ضیاء القرآن لاہور
صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)	فرید بک سٹال لاہور

صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری (رحمۃ اللہ علیہ)	فرید بک سٹال لاہور
سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجتانی (رحمۃ اللہ علیہ) اللہ علیہ)	فرید بک سٹال لاہور
سنن ترمذی	امام ابوعیسیٰ بن محمد بن عیسیٰ ترمذی (رحمۃ اللہ علیہ)	فرید بک سٹال لاہور
سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی (رحمۃ اللہ علیہ)	فرید بک سٹال لاہور
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید مزوینی (رحمۃ اللہ علیہ)	ضیاء القرآن لاہور
سنن دارمی	امام حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (رحمۃ اللہ علیہ)	شبیر برادرز لاہور
المستدرک	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (رحمۃ اللہ علیہ)	شبیر برادرز لاہور
الترغیب والترہیب	امام حافظ ذکی الدین عبدالعظیم المنذری (رحمۃ اللہ علیہ)	ضیاء القرآن لاہور
کنز العمال	حضرت علامہ علی متقی بن حسام الدین برہان (رحمۃ اللہ علیہ)	دارالاشاعت کراچی
مشکوٰۃ المصابیح	حضرت علامہ ولی الدین تبریزی (رحمۃ اللہ علیہ)	فرید بک سٹال لاہور
عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی (رحمۃ اللہ علیہ)	دارالفکر بیروت
نعمۃ الباری	حضرت علامہ غلام رسول سعیدی	فرید بک سٹال لاہور
نعم الباری	حضرت علامہ غلام رسول سعیدی	ضیاء القرآن لاہور
شرح صحیح مسلم	حضرت علامہ غلام رسول سعیدی	فرید بک سٹال لاہور
الزواجر عن اقتراف الکبائر	حضرت امام حجر مکی شافعی (رحمۃ اللہ علیہ)	مکتبۃ المدینہ کراچی
فتاویٰ عالمگیری	علامہ نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ)	مکتبہ رحمانیہ لاہور
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ)	رضا فاؤنڈیشن لاہور

بہار شریعت	حضرت مفتی امجد علی اعظمی (رحمۃ اللہ علیہ)	مکتبہ المدینہ کراچی
ملفوظات اعلیٰ حضرت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ)	مکتبہ المدینہ کراچی
وقار الفتاویٰ	حضرت علامہ مفتی وقار الدین (رحمۃ اللہ علیہ)	بزم وقار الدین کراچی
فتاویٰ فیض رسول	مفتی جلال الدین امجدی (رحمۃ اللہ علیہ)	شبیر برادرز لاہور
تفہیم المسائل	پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن	ضیاء القرآن لاہور
احیاء العلوم	حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ)	شبیر برادرز لاہور
مکاشفۃ القلوب	حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ)	مکتبہ المدینہ کراچی
کیمیائے سعادت	حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ)	پروگریسو بکس لاہور
منہاج العابدین	حضرت امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ علیہ)	شبیر برادرز لاہور
نہج البلاغہ	حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے خطبات واقوال کا مجموعہ	مشتاق بک کارنر لاہور
شرح الصدور	امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ)	شبیر برادرز لاہور
درۃ الناصحین	الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر (رحمۃ اللہ علیہ)	شبیر برادرز لاہور
تذکرۃ الاولیاء	حضرت شیخ فرید الدین عطار (رحمۃ اللہ علیہ)	شبیر برادرز لاہور
تنبیہ الغافلین	امام نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی (رحمۃ اللہ علیہ)	فرید بک سٹال لاہور
تنبیہ المغترین	امام عبدالوہاب شعرانی (رحمۃ اللہ علیہ)	مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
قرۃ العیون	امام ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (رحمۃ اللہ علیہ)	مکتبہ المدینہ کراچی
بستان الواعظین	حضرت علامہ عبدالرحمٰن بن علی جوزی (رحمۃ اللہ علیہ)	فرید بک سٹال لاہور